201

تجلّیاتِ صفدر

ششم

مناظرِ اسلام ترجمانِ اہلسنّت وکیلِ احناف

حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحؒ

ترتیب تسہیل وتصحیح

مولانا نعیم احمد

مدرس: جامعہ خیر المدارس مُلتان شہر

مکتبہ امدادیہ

مُلتان۔ پاکستان فون: ۵۴۴۹۶۵

تجلیاتِ صفدر

جلد ششم

تالیف

مناظرِ اسلام، وکیل اہل السنّت والجماعت

حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ

عنوانات و ترتیب و تصحیح

مولانا نعیم احمد

اُستاذ جامعہ خیر المدارس ملتان

ناشر

مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان

نام کتاب: تجلیات صفدر (جلد ششم)

مصنف : مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ

مرتب : مولانا نعیم احمد صاحب

مدرس جامعہ خیر المدارس ملتان

کمپوزر : حافظ محمد نعمان حامدؔ

ناشر : مکتبہ امدادیہ، ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان، پاکستان

ملنے کے پتے

مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور

کتب خانہ رشیدیہ، راجہ بازار راولپنڈی

مکتبۃ العلم، اردو بازار لاہور

اسلامی کتب خانہ، اردو بازار لاہور

فہرست تجلیاتِ صفدر

(جلد ششم)

اشتہار ''ننگے سر نماز کا جواز'' پر تبصرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْم. اَمَّابَعْد :

سوال: بعض نوجوان آج کل ننگے سر نماز پڑھتے ہیں۔ وہ ایک اشتہار دِکھاتے ہیں ''ننگے سر نماز کا جواز''، جس میں اٹھارہ حدیثوں سے ثابت کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ اور تمام صحابہؓ ہمیشہ ننگے سر نماز پڑھا کرتے تھے، اور آخر میں بطور خلاصہ لکھا ہے: بعض نیم ملاں حضرات سر ڈھانپ کر نماز پڑھنا افضل بتاتے ہیں، حالانکہ اس کی بھی صریح اور صحیح دلیل قرآن وسنت سے ہرگز نہیں ملتی۔ یہ ان کا قیاسانہ اور جاہلانہ فیصلہ ہے۔ سر ڈھانکنا نماز کے لئے نہ شرط ہے نہ سنت نہ مستحب۔

جواب: اسلام سچا دین ہے۔ اہل السنۃ والجماعۃ فرقہ ناجیہ ہے۔ دنیا میں امن وسلامتی اور اتفاق واتحاد ان کا مشن ہے۔ بدقسمتی سے پہلی صدی میں ہی ایک خارجی فرقہ پیدا ہوگیا۔ اس فرقہ کا ہر جاہل اپنے آپ کو سب اکابر صحابہ اور اہل بیت سے بڑا دین دار اور بڑا عالم سمجھتا تھا۔ اکابر دین کے خلاف بدگمانی پھیلانا اور ان پر بدزبانی کرنا ان کا دین و ایمان تھا۔ یہ فرقہ کافی عرصہ اہل سنت کے لئے دردِ سر بنا رہا، آخر مٹ مٹا گیا۔ انگریز نے جب ملک ہندوستان فتح کیا تو اس فرقہ کا ایک نیا ایڈیشن تیار کیا اور اس کا نام اہل

حدیث رکھ دیا۔ اسلاف کی غیبت، نکتہ چینی، ان سے بدگمانی، ان پر بدزبانی، ان کے خلاف بغض، حسد، کینہ پھیلانا، ان سب برائیوں کا نام عمل بالحدیث رکھا ہے اور ہر نیک کام کے بارے میں وسوسے پھیلانا، نمازی کو کہنا کہ تیری نماز غلط ہے، جمعہ غلط ہے، جنازہ غلط ہے، مؤمن کو کہنا کہ تیرا ایمان غلط ہے، مسلم کو کہنا کہ تیرا اسلام غلط ہے، حاجی کو کہنا کہ تیرا حج غلط ہے، اور مسلمانوں میں فتنے ڈالنا اس فرقہ کا مشن ہے، اِس فرقہ نے مساجد کو عبادت گاہ کی بجائے میدانِ جنگ بنا کر رکھ دیا ہے۔ یہ فرقہ انگریز نے پیدا کیا، اس کے زیر سایہ پلا، بڑھا اور صاحبِ اولاد ہوا۔ نیچری، منکرین حدیث اور مرزائی اس کے بطن فتنہ پرور سے پیدا ہوئے۔ قرآن پاک میں جو آیات کفار کے بارے میں نازل ہوئیں ان کو ائمہ دین پر فٹ کرنا اور قرآنی متشابہات سے مسلمانوں کے دلوں میں وسوسے ڈالنا ان کی قرآن دانی ہے۔ متفق علیہ سنتوں کو مٹانا اور مختلف فیہ روایات میں مسلمانوں کو لڑانا ان کا عمل بالحدیث ہے۔ ان کے درسِ قرآن میں فقہاء اسلام کا تمسخر، ان کا درسِ حدیث صوفیائے کرامؒ کا استہزاء، ان کی ہر مسجد اختلافی اشتہارات سے پُر اور ان کا جاہل دین کے مسائل میں وسوسے ڈالنے کا امام ہے۔

مشتہر کا یہ کہنا کہ نماز میں سر ڈھانکنا شرط نہیں۔ ہم پوچھتے ہیں کہ آپ کے مذہب میں نماز کی کل کتنی شرطیں ہیں؟ یہ فرقہ اپنا کوئی مثبت پروگرام نہیں رکھتا۔ اہلِ سنت جس کو شرط کہیں گے یہ ان کے شرط ہونے کا انکار کر دے گا۔

(۱)　اہلِ سنت نے کہا کہ نمازی کا بدن پاک ہونا شرط ہے۔ نواب صدیق حسن خان نے کہا کہ گندے بدن سے پڑھی ہوئی نماز باطل نہیں۔　(بدور الاہلہ ص ۳۸)

(۲)　اہلِ سنت نے کہا کہ ناپاک کپڑوں میں نماز صحیح نہیں۔ میر نور الحسن نے کہا کہ

ناپاک کپڑوں میں نماز صحیح ہے۔　　　(عرف الجادی ص ۲۲)

(۳)　اہلِ سنت نے کہا کہ نماز کی جگہ کا پاک ہونا نماز کے صحیح ہونے کے لئے شرط ہے، اُنہوں نے کہا کہ جگہ کا پاک ہونا صحتِ نماز کی شرط نہیں۔　(عرف الجادی ص ۲۱)

(۴)　اہلِ سنت نے کہا کہ ننگے ہوکر نماز صحیح نہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ نماز میں شرم گاہ ننگی رہے تو نماز صحیح ہے۔　　　(عرف الجادی ص ۲۲)

(۵)　اہلِ سنت نے کہا کہ وقت سے پہلے نماز نہیں ہوتی۔ اُنہوں نے کہا کہ عصر کے وقت فٹ بال کھیلنا ہو تو عصر کی نماز وقت سے پہلے پڑھ لو۔

(فتاویٰ ثنائیہ ج ۱/ص ۶۳۱)

(۶)　اہلِ سنت کہتے ہیں کہ نماز کے لئے نیت شرط ہے۔ یہ سب بغیر نیت کے نماز پڑھتے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں کہ ہم نیت کرتے ہیں۔ جو غیر مقلد یہ جھوٹ بولے اُسے فوراً کاغذ پنسل دو کہ لکھو تم دل میں کیا نیت کرتے ہو۔ مثلاً فرض پڑھتا ہوں یا سنت، ادا نماز پڑھتا ہوں یا قضا، تنہا پڑھتا ہوں یا اقتداء میں، ظہر پڑھتا ہوں یا عصر؟ جو لکھے، اب کہو یہ حدیث میں دِکھاؤ۔ وہ نہ نیت لکھے گا نہ حدیث میں دکھا سکے گا۔ جب اس کو نیت آتی ہی نہیں تو وہ کرے گا کیا؟ اس لئے ان کی بلا نیت نماز محض باطل ہے۔

(۷)　اہل سنت منی، خون، خنزیر اور شراب کو ناپاک کہتے ہیں۔ اُنہوں نے ضد میں آ کر ان سب کو پاک کہہ دیا۔　　　(نزل الابرار، ج ۱/ص ۴۹)

ہم مشتہر صاحب سے پوچھتے ہیں کہ کیا نماز کی صحت کے لئے سر ننگا کرنا آپ کے ہاں شرط ہے؟ ہے تو ذرا دلیل ارشاد فرمائیں۔

مشتہر صاحب نے سارا اِشتہار اس جھوٹ کی بنیاد پر لکھا ہے کہ اہلِ سنت سر

ڈھانکنے کو نماز کی شرط کہتے ہیں اور جیسے شرم گاہ کے ننگے ہونے سے نماز کو باطل قرار دیتے ہیں، ایسے ہی ننگے سر نماز کو باطل کہتے ہیں۔ خود ایک جھوٹ گھڑنا، پھر اُسے اہلِ سنت کے ذمہ لگا کر اس کی تردید کرنا اور اپنے گھر میں مناظرِ اسلام بن بیٹھنا ان کے مولویوں کا پرانا شعار ہے۔

مشتہر صاحب اگر اہلِ سنت کی کتابوں سے جاہل تھے تو کم از کم اپنے فرقہ کی کتاب ہی دیکھ لیتے۔ اس فرقہ کے امیر مرکزیہ جمعیت اہل حدیث مولوی محمد اسماعیل سلفی فرماتے ہیں: ''سر چونکہ بالاتفاق اعضائے ستر میں نہیں، اس لئے اگر کسی وقت ننگے سر نماز پڑھی جائے تو نماز بالاتفاق جائز ہوگی، اس کے لئے نہ بحث کی ضرورت ہے نہ احادیث کی ٹٹول کی ضرورت۔ لیکن اسے عادت نہیں بنانا چاہئے۔ امام اگر نماز کے بعد پاؤں آسمان کی طرف کرے یا مقدی کوئی ایسی حرکت کریں تو حدیث میں اس سے رُکاوٹ ثابت نہیں ہوگی، لیکن عقل مند ایسا کرنے سے پرہیز کرے گا۔ ننگے سر کی عادت بھی قریباً اسی نوعیت کی ہے۔ جواز کے باوجود ایسی عادات عقل وفہم کے خلاف ہیں۔ عقل مند اور متدین آدمی کو اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔ آنحضرت ﷺ، صحابہؓ اور اہل علم کا طریق وہی ہے جو اب تک مساجد میں متوارث اور معمول بہا ہے۔ کوئی مرفوع حدیث صحیح میری نظر سے نہیں گزری جس سے اس عادت کا جواز ثابت ہو، خصوصاً باجماعت فرائض میں بلکہ عادتِ مبارکہ یہی تھی کہ پورے لباس سے نماز ادا فرماتے۔

عام ذہن کے لوگوں کو اس قسم کی حدیث سے غلطی لگی ہے کہ ایک کپڑے میں نماز ادا کی جائے تو سر ننگا رہے گا، حالانکہ ایک کپڑے کو اگر پوری طرح لپیٹا جائے تو سر ڈھکا جا سکتا ہے۔ اس مضمون کی احادیث اُم ہانیؓ، ابوہریرہؓ، جابر بن عبداللہؓ، سلمہ بن

الاکوع ؓ، عمر بن ابی سلمہؓ، طلق بن علیؓ وغیرہ سے صحیح بخاری، سنن ابوداؤد وغیرہ دواوینِ سنت میں موجود ہیں (جو مشتہر نے بھی اکٹھی کی ہیں) لیکن کسی میں سر ننگا رکھنے کا ذکر نہیں، خصوصاً جس میں عادت یا کثرت عمل ثابت ہو (اس کا کسی حدیث میں اشارہ تک نہیں) پھر احادیث میں آنحضرت ﷺ کے ارشاد سے (صرف یہ) ظاہر ہوتا ہے کہ (ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کی) یہ صورت یا تو صرف اظہارِ جواز کے لئے ہے (جیسے لڑکی کو نماز میں اُٹھانا، نماز پڑھتے ہوئے دروازہ کھولنا، نماز پڑھتے ہوئے منبر پر چڑھنا اُترنا، نماز میں کنکھیوں سے اِدھر اُدھر دیکھنا، وضو کے بعد بیوی سے بوس و کنار کرنا، روزہ میں بیوی سے مباشرت کرنا وغیرہ) یا کپڑوں کی کم یابی کی وجہ سے۔ ان حالات سے جواز اور اباحت تو ثابت ہوسکتی ہے مگر سنت اور استحباب ظاہر نہیں ہوتا۔

غرض کسی بھی حدیث سے بلا عذر ننگے سر نماز کی عادت اختیار کرنا ثابت نہیں۔ محض بے عملی یا بدعملی کی وجہ سے یہ رواج بڑھ رہا ہے، بلکہ جہلاء تو اسے سنت سمجھنے لگے ہیں، العیاذ باللہ۔ کپڑا موجود ہو تو ننگے سر نماز ادا کرنا یا ضد سے ہوگا یا قلت عقل سے۔

مقصد یہ ہے کہ سر ننگا رکھنے کی عادت اور بلا وجہ ایسا کرنا اچھا فعل نہیں ہے۔ یہ عمل فیشن کے طور پر روز بروز بڑھ رہا ہے، یہ اور بھی نامناسب ہے۔ ویسے یہ مسئلہ کتابوں سے زیادہ عقل و فراست سے متعلق ہے۔ اگر اس جنس لطیف سے طبیعت محروم نہ ہو تو ننگے سر نماز ویسے ہی مکروہ معلوم ہوتی ہے۔ ضرورت اور اضطرار کا باب اس سے الگ ہے۔" (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۴/ص ۲۸۶-۲۸۹)

<u>دوسرا جواب:</u> ننگے سر نماز ہو جاتی ہے، صحابہؓ سے جواز ملتا ہے مگر بطور فیشن لاپرواہی اور تعصب کی بناء پر مستقل اور ابدالآباد کے لئے یہ عادت بنا لینا جیسا کہ آج کل

دھڑلے سے کیا جا رہا ہے، ہمارے نزدیک صحیح نہیں۔ نبی ﷺ نے خود یہ عمل نہیں کیا۔

(فتاویٰ علمائے حدیث ج ۴/ص ۲۸۱)

آپ نے اوپر ان کے امیر جماعت اور شیخ الحدیث مولوی محمد اسماعیل سلفی کا مفصل فتویٰ پڑھا۔ اس فتویٰ کے چھپنے کے بعد ان کے دوسرے امیر جماعت سید داؤد غزنوی (جو ابوبکر غزنوی بانی جامعہ ابوبکر گلشنِ اقبال کراچی کے والد ہیں) نے بھی اس کی مزید توثیق فرمادی۔ فرماتے ہیں:

داؤد غزنوی کا جواب:

ابتداءِ اسلام کو چھوڑ کر جبکہ کپڑوں کی قلت تھی اس کے بعد اس عاجز کی نظر سے کوئی ایسی روایت نہیں گزری جس میں بصراحت مذکور ہو کہ نبی ﷺ نے یا صحابہؓ نے مسجد میں اور وہ بھی نماز با جماعت میں ننگے سر نماز پڑھی ہو، چہ جائیکہ معمول بنا لیا ہو۔ اس لئے اس بد رسم کو جو پھیل رہی ہے، بند کرنا چاہئے۔ اگر فیشن کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھی جائے تو نماز مکروہ ہوگی۔ اگر تعبد اور خضوع اور خشوع و عاجزی کے خیال سے پڑھی جائے تو یہ نصاریٰ کے ساتھ تشبہ ہوگا۔ اسلام میں ننگے سر رہنا سوائے احرام کے تعبد یا خشوع خضوع کی علامت نہیں اور اگر کسل اور سستی کی وجہ سے ہے تو یہ منافقوں کی ایک خلقت سے تشابہ ہوگا۔ وَلَا يَأْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى. یعنی اور نماز کو آتے ہیں تو سست اور کاہل ہو کر۔ غرض ہر لحاظ سے یہ ناپسندیدہ عمل ہے۔ فقط سید محمد داؤد الغزنوی،

۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۹ھ (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۴/ص ۲۹۱)

میاں نذیر حسین کا جواب:

میاں نذیر حسین (۱۹۰۰ء) فرماتے ہیں: ٹوپی و عمامہ سے نماز پڑھنا اولیٰ ہے،

کیونکہ امر مسنون ہے (فتاویٰ نذیریہ ج١/ص٢۴٠) عمامہ سے نماز پڑھنا افضل ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ اور من بعدھم عام طور پر عمامہ کی موجودگی میں عمامہ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ جمعہ کی نماز ہو یا کوئی اور نماز حضور ﷺ اور صحابہؓ عمامہ باندھ کر نماز پڑھتے تھے۔　(فتاویٰ نذیریہ ج٣/ص٣٧٢)

ابوسعید محمد شرف الدین شاگرد میاں نذیر حسین کا فتویٰ:

ابوسعید محمد شرف الدین شاگرد میاں نذیر حسین مدرسہ پل بنگش دہلی فرماتے ہیں. پگڑی اور ٹوپی قصداً اُتار کر نماز پڑھنا غلط ہے۔ یہ فعل سنت سے ثابت نہیں۔

(فتاویٰ ثنائیہ ج١/ص٥٢٣)

غیر مقلدین کے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری کا فتویٰ:

نماز کا مسنون طریقہ وہی ہے جو آنحضرت ﷺ سے بالدوام ثابت ہے۔ یعنی بدن پر کپڑا اور سر ڈھکا ہوا پگڑی سے یا ٹوپی سے۔　(فتاویٰ ثنائیہ ج١/ص٥٢٥)

جامعہ ابی بکر کراچی کے بانی سید ابوبکر غزنوی کی تحریر:

جامعہ ابی بکر کراچی کے بانی سید ابوبکر غزنوی لکھتے ہیں: ننگے سر نماز پڑھنا مولانا (داؤد غزنوی) کو بہت ناگوار گزرتا تھا۔ مولانا کے ایک عقیدت مند ملک محمد رفیق صاحب مولانا کی موجودگی میں چینیانوالی میں ننگے سر نماز پڑھنے لگے۔ نماز سے فراغت کے بعد مولانا نے فرمایا کہ ملک صاحب! ننگے سر نماز نہ پڑھا کریں۔

(داؤد غزنوی ص١٣۴، مرتبہ ابوبکر غزنوی)

یہ فتاویٰ میاں نذیر حسین، میاں شرف الدین، مولوی ثناء اللہ امرتسری، مولوی محمد اسماعیل سلفی، مولوی داؤد غزنوی اور مولوی ابوبکر غزنوی کے ہیں۔ جن کا خلاصہ یہ

ہے کہ سر پر پگڑی یا ٹوپی رکھ کر نماز پڑھنا امر مسنون ہے۔ نبی پاک ﷺ اور صحابہؓ کا دائمی عمل ہے۔ اُمت میں متوارث اور معمول بہا ہے۔ ننگے سر نماز جائز ہے مگر اس کو عادت بنانا مکروہ ہے، قلتِ عقل ہے، عیسائیوں سے مشابہت ہے، منافقوں کی روش ہے۔ الغرض ہر طرح ناپسندیدہ ہے۔ یہ سب فتاویٰ غیر مقلدین کے اکابر کے ہیں۔ ان کے علاوہ علامہ وحید الزمان نے بھی بوجہ سستی ننگے سر نماز پڑھنے کو مکروہ لکھا ہے۔

(کنز الحقائق ص ۲۷، نزل الابرار ج ۱/ص ۱۱۴)

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْل :

مشتہر نے یہ دو جملے اشتہار کی پیشانی پر لکھے ہیں، حالانکہ ننگے سر نماز کی عادت کا حکم اللہ تعالیٰ نے نہیں دیا اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے۔ اس فرقے کی یہ عادت سی بن گئی ہے کہ جب بھی دین میں کوئی غلط مسئلہ بتانا چاہتے ہیں تو پہلے اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْل پڑھ لیتے ہیں۔ اس فرقے کا ہر شخص اپنے آپ کو خدا و رسول سمجھتا ہے۔ آپ ان کی بات کو نہ مانیں تو یہ آپ کو خدا اور رسول کا منکر کہنا شروع کر دیں گے۔

اللہ تعالیٰ کا حکم:

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِکُمْ وَرِیْشًا (سورۃ الاعراف: ۲۶) اے اولادِ آدم! ہم نے تم پر لباس اُتارا کہ تمہاری ستر پوشی کرے اور زینت (بخش) ہو۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے انسان کے لباس کی دو قسمیں بیان فرمائیں: ایک ستر پوشی کے لئے جو ہر وقت فرض ہے اور نماز کے لئے شرط ہے اور دوسرا لباس جو زینت بخش ہو

اور پھر حکم دیا: اے اولادِ آدم! خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ. کہ ہر نماز کے وقت زینت (کالباس) پہن لیا کرو۔

ظاہر ہے جو زینت کرے گا، ستر پوشی پہلے کرے گا۔ صاف طور پر معلوم ہوا کہ ستر پوشی کے علاوہ بھی زینت کا حکم ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کو نعمتوں سے نوازیں تو اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں کہ اپنی نعمتوں کا اثر بندے پر دیکھیں۔ (مسند احمد)

محدثین کے اقوال:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے نماز کے لئے سترِ عورت کے علاوہ ایک اور حکم بھی دیا ہے اور وہ ہے اچھا لباس پہننا۔ فرمایا: خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ. اس کی مزید تاکید حضرت عمرؓ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے جسے صاحبِ مغنی نے ابن عبدالبر سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے نافع کو دیکھا کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھ رہے تھے۔ فرمایا: تم دو کپڑے نہیں پہن سکتے؟ نافع نے عرض کیا: جی ہاں پہن سکتا ہوں۔ پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا: اگر محلے میں تمہیں کسی کے پاس بھیجا جائے تو تم ایک کپڑے میں جاؤ گے؟ نافع نے عرض کیا کہ ایسا تو نہیں کروں گا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا: پس اللہ عزوجل اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ ان کی حاضری کے لئے زینت کا لباس پہنا جائے یا لوگ اس کے مستحق ہیں؟ نافع نے عرض کیا: نہیں حضور اللہ ہی اس کے مستحق ہیں۔

(اختیارات ابن تیمیہ ج ۱/ص ۶۲۱ بحوالہ فتاویٰ علمائے حدیث ج ۴/ص ۲۹۱)

نوٹ: السنن الکبریٰ میں ہے کہ یہ گفتگو حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور نافع ؒ کے درمیان

ہوئی (ج۲/ص۲۳۶)

امام مالکؒ نے مبسوط میں فرمایا ہے: لوگوں کو اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ ایک کپڑے میں نماز جماعت کے ساتھ پڑھیں، چہ جائیکہ ان کو مسجد میں اجازت دی جائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ.

(فتاویٰ علمائے حدیث ج۴/ص۲۹۰، بحوالہ زرقانی شرح موطا)

مولانا محمد اسماعیل سلفی کا فتویٰ:

ثابت ہوتا ہے کہ اچھے کپڑوں کے ساتھ تجمل سے نماز پڑھنا مستحب اور مسنون ہے۔ آیت خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ کے مضمون سے بھی اس کی وضاحت ہو جاتی ہے۔

(فتاویٰ علمائے حدیث ج۴/ص۲۸۸)

جماعت غرباء اہل حدیث کا فتویٰ:

مولانا عبدالغفار صاحب نائب مفتی محکمۃ القضا الاسلامیہ جماعت غرباء اہل حدیث کراچی فرماتے ہیں: ٹوپی یا عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنا اولیٰ اور افضل ہے، کیونکہ ٹوپی اور عمامہ باعثِ زیب و زینت ہے۔ (فتاویٰ ستاریہ ج۳/ص۵۹)

ایک کپڑا جواز نماز کے لئے کافی ہے، دو کپڑے بہتر ہیں، چار ہوں تو نماز اور کامل ہوگی۔ قمیص، پاجامہ، پگڑی اور ازار۔

(فتاویٰ علمائے حدیث ج۴/ص۲۸۹ بحوالہ مغنی ابن قدامہ ج۱/ص۶۲۱)



رسالہ ''سورۃ فاتحہ اور احناف'' پر ایک نظر



نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم. اَمَّابَعْد :

ایک رسالہ ''سورۃ فاتحہ اور احناف'' جو المکتبۃ المحمدیہ سرفراز کالونی جی. ٹی روڈ گوجرانوالہ نے شائع کیا ہے، نظر سے گذرا، جس میں غیر مقلد ماسٹر محمد خالد بن منظور احمد ساکن سرفراز کالونی جی. ٹی روڈ گوجرانوالہ، عبدالمنان صاحب نور پوری ساکن جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ اور مولانا عبدالسلام بھٹوی صاحب مدرس جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ کے مضامین درج ہیں۔ یہ لوگ گوجرانوالہ میں اپنی جماعت کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اس فرقہ کے چھوٹے بڑے بزرگوں کا ایک ہی مشن ہے کہ نمازیوں کے دلوں میں وسوسے پیدا کئے جائیں کہ تمہاری نماز نہیں ہوتی۔ یہ ان کی زندگی کا مقصد ہے اور یہی ان کا اوڑھنا بچھونا۔

یہ حضرات بظاہر لوگوں کو کہتے ہیں کہ ہم قرآن و حدیث کو مانتے ہیں۔ اس رسالہ میں بھی لکھا ہے کہ ''دین میں حجت صرف کتاب و سنت ہے۔'' (ص۴) (یہ

''صرف'' کا لفظ قرآن وحدیث میں کہیں نہیں)

زیر نظر رسالہ میں نماز میں قرأت کی حیثیت پر بحث کی ہے۔ آیئے قرآن و حدیث کی روشنی میں دیکھیں!

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: **فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْآن** (سورۃ المزمّل: ۲) ''پڑھو جو میسر ہو قرآن سے۔'' (ترجمہ مولوی عبدالسلام بھٹوی صاحب کا ہے۔ (ص۲۰)

آنحضرت ﷺ نے جب نماز کا طریقہ سکھایا تو فرمایا کہ جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو تکبیر کہہ **ثم اقرء بما تیسر معک من القرآن.** (صحیح بخاری ج ۱/ص۱۰۵) ''پھر قرآن سے جو میسر ہو پڑھ۔''

قرآن پاک کی اس آیت اور بخاری شریف کی اس صحیح حدیث سے ثابت ہوا کہ جہاں سے بھی میسر ہو قرآن پاک پڑھ لے۔ قرأت کا فرض ادا ہو جائے گا مگر غیر مقلدین نہ خدا کی مانتے ہیں، نہ رسولِ پاک ﷺ کی۔ وہ کہتے ہیں کہ قرآن فرض نہیں، صرف سورۃ فاتحہ فرض ہے۔ باقی ۱۱۳ سورتوں کو قرآن ہی ماننے کے لئے تیار نہیں۔ ان کے مذہب میں قرآن وحدیث کے خلاف کتنی ڈھٹائی ہے۔ قرآن وحدیث کہتے ہیں کہ جتنا بھی قرآن میسر ہو پڑھ لو، فرض ادا ہو جائے گا۔ یہ کہتے ہیں کہ قرآن پاک کی پوری ایک سو تیرہ (۱۱۳) سورتیں پڑھ لو اور آدھی سورۃ فاتحہ بھی پڑھ لو تو بھی فرض ادا نہ ہوگا۔ یا یوں سمجھئے کہ بعض قراء نے قرآن پاک کی آیات کی تعداد چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ (۶۶۶۶) بتائی ہے جن میں سات آیات سورۃ فاتحہ کی ہیں۔ غیر مقلدین کے نزدیک

اگر کوئی نمازی اپنی نماز میں سورۃ فاتحہ کی ایک آیت چھوڑ کر قرآن پاک کی باقی چھ ہزار چھ سو پینسٹھ (۶۶۶۵) آیات پڑھ لے تو قرأت کا فرض ادا نہ ہوگا اور چھ ہزار چھ سو پینسٹھ (۶۶۶۵) آیات پڑھنے والے کو یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس کو جتنا قرآن میسر تھا اُس نے پڑھ لیا۔ حضرت امام اعظمؒ نے چونکہ اس آیت اور حدیث کو مان لیا ہے اس لئے ان غیر مقلدین نے امام صاحبؒ سے حسد وبغض کی وجہ سے آیت اور حدیثِ صحیح کو ماننے سے انکار کردیا ہے اور قرآن وحدیث کے انکار کا نام عمل بالحدیث رکھا ہے

برعکس نہند نام زنگی کافور

مولانا عبدالسلام بھٹوی صاحب لکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اسے (سورۃ فاتحہ کو) نماز کا ایسا رکن قرار دیا ہے جس کے بغیر کوئی نماز ہی نہیں ہوتی (ص ۷)۔ مولانا عبدالسلام بھٹوی اپنے دونوں ساتھیوں کو ساتھ ملاکر یہ مکمل تثلیث حدیثِ رسول ﷺ میں لفظ رکن دکھادے۔ یہ رکن اس کو شوافع مقلدین نے کہا ہے۔ مولانا تقلید میں پھنس گئے ہیں لیکن شوافع تو اپنے امام کا نام لیتے ہیں اور سچ بولتے ہیں کہ ہمارے امام کا اجتہاد ہے کہ یہ نماز کا رکن ہے۔ مولوی عبدالسلام صاحب نے آنحضرت ﷺ پر جھوٹ بول دیا۔ مولوی صاحب کا فرض ہے کہ رکن کا لفظ حدیث میں دکھائیں اور رکن کی جامع مانع تعریف بھی قرآن وحدیث سے دکھائیں۔ اُمتیوں کے اصول فقہ سے چوری نہ کریں، ورنہ چوری پر ان کا ہاتھ کٹ جائے گا۔

سورۃ فاتحہ کی حیثیت:

مولوی عبدالسلام بھٹوی لکھتے ہیں کہ امام صاحبؒ کے پاس تو حدیث نہ پہنچنے یا

اجتہادی غلطی کا عذر ہوسکتا ہے (ص ۸)

مولانا عبدالسلام صاحب! ایک طرف آپ سورۃ فاتحہ کو نماز کا رکن فرما رہے ہیں، دوسری طرف یہ بھی فرما رہے ہیں کہ امام صاحبؒ کو یہ حدیث نہیں پہنچی۔ مولانا! امام صاحبؒ گوجرانوالہ میں نہیں رہتے تھے جہاں پہلی مسجد اہل حدیث قریباً ۱۸۷۶ء میں بنی اور ۱۹۰۸ء تک صرف تین مساجد تھیں اور ان کا پہلا جلسہ ۱۹۱۵ء میں بابو عطا محمد کی کوٹھی پر ہوا۔ ۱۹۲۱ء میں مولانا محمد اسماعیل سلفی کو اس شرط پر خطابت دی گئی کہ وہ کسی کو رفع الیدین اور آمین بالجہر پر مجبور نہ کریں گے۔

(سوانح مولانا نور حسین گرجاکھی ص ۲۷، ۲۸، ۲۹)

یعنی ۱۸۷۶ء سے لے کر ۱۹۲۱ء تک اس شہر میں مسلک اہل حدیث تقیہ کے صندوق میں بند رہا۔ پہلے تھا ہی نہیں۔ امام صاحبؒ اس شہر میں رہتے تھے جو صحابہؓ کا مسکن تھا۔ آخری خلیفہ راشد حضرت علیؓ کا دارالخلافہ تھا۔ آپ نے پچپن حج بھی کئے، لیکن یہ نماز کے ارکان کی حدیثیں شیعوں کی نص خلافت کی طرح ایسی پوشیدہ تھیں کہ معاذ اللہ! اتنے بڑے امام کو کسی نے بھی نہ بتائیں۔ اگر یہی بات ہے تو منکرین حدیث جو آپ سے ہی بنے ہیں صحیح کہتے ہیں کہ حدیثیں خیر القرون کے بعد بنائی گئی ہیں، معاذ اللہ۔

سنیئے! امام صاحب کو یہ احادیث پہنچی ہیں:

ابو حنیفة عن ابی سفیان عن ابی نضرة عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنه ان النبی ﷺ قال الوضوء مفتاح الصلوٰة والتکبیر تحریمها والتسلیم تحلیلها وکل رکعتین تسلم ولا تجزئ صلوٰة الا بفاتحة الکتاب

ومعها غیرها. (عقود الجواہر المنیفہ ص ۵۶، مسند امام اعظمؒ ص ۵۸)

ابو حنیفة عن عطاء بن ابی رباح عن ابی هریرة رضی الله عنه نادی منادی رسول الله ﷺ بالمدینة لا صلوٰة الا بقراءة ولو بفاتحة الکتاب. (عقود الجواہر المنیفہ ص ۵۷، مسند امام اعظم ص ۵۸)

دیکھئے! امام صاحب کو حدیثیں پہنچیں اور مکمل پہنچیں۔

حدیث رسول ﷺ سے غیر مقلدین کا فریب:

ماسٹر خالد نے جو حدیث بخاری سے نقل کی مولانا عبدالسلام صاحب نے حدیث کی تقریباً تمام کتابوں کا حوالہ دیا (ص ۷) مگر نہ ماسٹر صاحب نے بتایا اور نہ ہی مولانا عبدالمنان اور مولوی عبدالسلام بھٹوی نے بات واضح کی کہ کتب حدیث میں حضور ﷺ کا مکمل فرمان یہ ہے کہ نماز میں سورۃ فاتحہ اور کچھ اور حصہ قرآن نہ پڑھا جائے تو نماز (کامل) نہیں ہوتی۔ یہ فصاعدًا اور اس کے ہم معنی الفاظ مسلم، نسائی، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ابوعوانہ، مسند احمد، کتاب القرأۃ، مستدرک حاکم، سنن الکبریٰ، موارد الظمآن وغیرہ کتب حدیث میں موجود ہیں۔ ان میں سے اکثر کتابیں آپ کے مدرسہ میں موجود ہیں۔ اگر آپ ان سب کا مطالعہ نہیں کر سکتے تھے تو آپ نے احسن الکلام کا مطالعہ کر رکھا ہے جس کا حوالہ بھی آپ نے رسالہ میں دیا ہے۔

الغرض حدیث رسول ﷺ میں دو چیزوں کا ذکر ہے، فاتحہ اور فاتحہ کے علاوہ قرآن کا۔ اگر آپ کا خیال یہ ہے کہ اس میں ارکان نماز کا ذکر ہے تو جس طرح فاتحہ کو رکن مانتے ہو، بعد والی قرأت کو بھی نماز کا رکن مانو۔ یہ کیسا عمل بالحدیث ہے کہ نبی

ﷺ کی آدھی بات کو ماننا اور آدھی بات کو نہ ماننا بلکہ اس کا ذکر تک نہ کرنا۔ قرآن نے تو یہ یہود کا طریقہ بتایا ہے: اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْض. مگر آج کل یہ شیوہ اہل حدیث کا بن گیا ہے۔

حدیث کو ماننے کا طریقہ حضرت امام اعظمؒ سے سیکھئے۔ وہ پوری حدیث کو مانتے ہیں اور حدیث میں مذکور دونوں چیزوں کو ایک ہی درجہ پر مانتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ فاتحہ کے ترک سے بھی سجدہ سہو لازم آتا ہے اور بعد والی قرأت کے ترک سے بھی سجدہ سہو لازم آتا ہے۔ گویا دونوں واجب ہیں۔

امام صاحبؒ کے نزدیک اگر فاتحہ کو رکن نماز کہا جائے تو قرآن پاک کی آیت سے بظاہر تعارض آئے گا، کیونکہ قرآن مجید اور دوسری صحیح حدیثیں کہتی ہیں کہ قرآن سے جو بھی میسر ہو پڑھ لو اور خدا کے نبی خدا کے خلاف بات نہیں فرما سکتے، اس لئے فرضیت مراد نہیں لی جائے گی۔

خداج:

مولوی عبدالسلام بھٹوی صاحب نے ص ۷ پر صحیح مسلم ج ۱/ص ۱۷۰ سے ایک حدیث نقل کی ہے، مگر اس میں خداج کا ذکر تھا، وہ شیرِ مادر سمجھ کر پی گئے ہیں۔ کیونکہ خداج غیر تمام کا مطلب ناقص ہے باطل نہیں اور یہی مفہوم وجوب کا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے مثال سے بات سمجھائی ہے کہ جس طرح ایک حاملہ اونٹنی کچا بچہ پھینک دے، یعنی نماز اونٹنی ہے اور فاتحہ نہ ہونا گویا اونٹنی کچا بچہ گرادے اور ظاہر ہے کہ بچہ گرانے کے بعد اونٹنی مر نہیں جاتی، بلکہ اس کی صحت ناقص ہو جاتی ہے۔ یہی منشاء وجوب کا ہے۔ پھر

جیسا کہ حدیث پاک گزری کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ہوتی نماز بغیر قرأت کے، اگر چہ وہ قرأت فاتحہ ہی ہو۔ اگر چہ کا لفظ بتا رہا ہے کہ اگر فاتحہ نہ ہو اور فاتحہ کے علاوہ اور قرآن ہو تو بھی ہو جائے گی۔ گویا ان سب احادیث کو ملا کر فرمانِ رسول ﷺ کا خلاصہ یہ نکلا:

جس نماز میں فاتحہ نہ ہو وہ ناقص ہے، کامل نہیں ہوتی۔ بالکل یہی بات امام صاحبؒ فرما رہے ہیں کہ فاتحہ واجب ہے، اس کے بغیر نماز ناقص ہے، کامل نہیں ہوتی۔ ان دو باتوں میں تضاد نہیں بلکہ بالکل موافقت ہے۔ ہاں کسی بھینگے کو اگر ایک کے دو نظر آئیں تو اسے اپنے بھینگے پن کا علاج کرانا چاہئے نہ یہ کہ تندرست آنکھوں والوں سے لڑائی کرے یا چیلنج بازی پر اُتر آئے۔

اب مکمل حدیث کو سامنے رکھ کر فرمانِ رسول یہ ہے کہ جو سورۃ فاتحہ کے بعد بھی کچھ قرآن نہ پڑھے اُس کی نماز نہیں ہوگی اور غیر مقلدین کہتے ہیں کہ جو فاتحہ کے بعد کچھ قرآن نہ پڑھے اس کی نماز ہو جائے گی۔ یہ تضاد ہے جس کو غیر مقلدین رفع نہیں کر سکتے اور حدیث کی مخالفت پر پردہ ڈالنے کے لئے حدیث ہی آدھی پڑھتے ہیں، گویا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ پر عمل ہے اور اَنْتُمْ سُکَارٰی سے بغاوت ہے۔

اصطلاحات:

مولوی عبدالسلام صاحب بھٹوی لکھتے ہیں: فرض اور واجب کی یہ تقسیم بہت بعد کے لوگوں نے حدیث کی مخالفت پر پردہ ڈالنے کے لئے ایجاد کی ہے (ص ۸) پھر لکھتے ہیں: ''واجب کا درجہ جو آپ نے ذکر کیا ہے، کوئی شرعی درجہ ہے اور رسول اللہ

ﷺ کے زمانہ میں موجود تھا یا صرف آپ لوگوں کا فن اور اصطلاح ہے؟'' (ص ۲۵)

مولانا! فقہ حنفی ہو یا شافعی، مالکی ہو یا حنبلی یا صدیق حسن، نورالحسن، وحید الزمان کی فقہ کی کتابیں ہوں، سب میں احکام کی یہ تقسیم موجود ہے۔ محدثین بھی یہ اصطلاحات استعمال کرتے ہیں۔ امام بخاریؒ باب باندھتے ہیں: وجوب الصلٰوۃ فی الثیاب ج۱/ص۵۱، کراھیۃ التعری فی الصلٰوۃ ج۱/ص۵۲، کراھیۃ الصلٰوۃ فی المقابر ج۱/ص۶۲، ما یکرہ من السمر ج۱/ص۸۴، وجوب صلٰوۃ الجماعۃ ج۱/ص۸۹، ایجاب التکبیر ج۱/ص۱۰۰، وجوب القراءۃ ج۱/ص۱۰۴، ما یکرہ من حمل السلاح ج۱/ص۱۳۲، ما یکرہ من التشدید فی العبادۃ ج۱/ص۱۵۴، ما یکرہ من ترک قیام اللیل لمن کان یقومہ ج۱/ص۱۵۴، ما یکرہ من النیاحۃ ج۱/ص۱۷۲، ما یکرہ من اتخاذ المسجد علی القبور ج۱/ص۱۷۷، ما یکرہ من الصلٰوۃ علی المنافقین ج۱/ص۱۸۲، وجوب الزکٰوۃ ج۱/ص۱۸۷، وجوب الحج ج۱/ص۲۰۵، فرض صدقۃ الفطر ج۱/ص۲۰۴، وجوب الصفا والمروۃ ج۱/ص۲۲۲، وجوب العمرۃ ج۱/ص۲۳۸، وجوب صوم رمضان ج۱/ص۲۵۳، ما یکرہ من الحلف ج۱/ص۲۸۰، ما یکرہ من الخداع ج۱/ص۲۸۱، وغیرہ۔

الغرض محدثین بھی اس تقسیم کے قائل ہیں۔ ہاں البتہ عیسائیوں اور یہودیوں کی احکام کی کتابوں میں یہ تقسیم نہیں ملتی۔ آپ اگر اجماع کے منکر ہو کر دوزخی بنتے ہیں تو دوسروں کو تو دوزخ میں دھکا نہ دیں۔

مولانا! اصول حدیث کے تمام اصطلاحی الفاظ ان ہی اصطلاحی معنوں میں رسولِ پاک ﷺ کے زمانے میں موجود تھے یا محض احادیث کے انکار پر پردہ ڈالنے کے لئے غیر مقلدین استعمال کرتے ہیں۔

مولوی عبدالسلام صاحب اگر تضاد کا معنی نہیں جانتے تو وہ کسی پرائمری سکول میں داخلہ لے لیں اور اگر جانتے ہیں تو غور کریں۔

(الف) ہدایہ میں ہے: سورۃ فاتحہ نماز کا رکن نہیں، آپ صریح صحیح غیر معارض حدیث لکھیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہو کہ فاتحہ نماز کا رُکن ہے۔ نہ خود قیاس کریں کہ آپ کے مذہب میں قیاس کارِ ابلیس ہے اور نہ کسی اُمتی کا قول پیش کریں کہ آپ کے نزدیک یہ شرک تقلیدی ہے۔

(ب) ہدایہ میں لکھا ہے کہ فاتحہ نماز میں واجب ہے۔ آپ صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کریں کہ نماز میں فاتحہ واجب نہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو حق بات قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین



خالد گرجاکھی اور جزء رفع یدین (۱)



نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم. اَمَّابَعد:

ایک رسالہ "جزء رفع الیدین" مرتبہ خالد گرجاکھی عزیزم سید مشتاق علی شاہ نے مجھے دیا کہ اس رسالہ کے بارے میں مختصر سا تبصرہ تحریر کردوں، اس لئے یہ چند سطور تحریر کی گئی ہیں۔

(۱) دعویٰ:

جناب خالد گرجاکھی نے ۲۴۷ صفحات کی اس کتاب میں ایک مرتبہ بھی اپنا دعویٰ مکمل تحریر نہیں کیا۔ یہ لوگ چار رکعت نماز میں پہلی اور تیسری رکعت کے شروع میں ہمیشہ رفع یدین کرتے ہیں اور دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں کبھی رفع یدین نہیں کرتے اور رکوع جاتے اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت ہمیشہ رفع یدین کرتے ہیں اور سجدوں میں جاتے اور سجدوں سے سر اُٹھاتے وقت کبھی رفع یدین نہیں کرتے۔ یہ ان کا عمل ہے، لیکن خالد گرجاکھی صاحب نے یہ اپنا پورا عمل نقل کیوں نہیں کیا؟ اس لئے کہ اگرچہ اُنہوں نے اپنے دلائل کے ۶۴ نمبر دیئے ہیں مگر ایک صحیح حدیث بھی ان کے اس مکمل عمل کا ثبوت نہیں دیتی جس میں مثبت، منفی دونوں پہلو صراحتاً مذکور ہوں۔

حکم:

خالد صاحب نے لکھا ہے: رفع یدین کرنے والوں میں کئی مذاہب ہیں:

(۱) رفع یدین واجب ہے، اس کے چھوڑنے سے نماز فاسد ہوجائے گی (ص ۱۴)۔ لیکن وہ ایک بھی آیت یا حدیث سے ثابت نہیں کرسکے کہ رفع یدین واجب ہے، تارک کی نماز فاسد ہے۔

(۲) رفع یدین (متنازعہ فیہ) سنت مؤکدہ ہے، اگر غلطی سے رہ جائے تو نماز ہوجاتی ہے۔ اگر دیدہ دانستہ چھوڑ دے تو سنت مؤکدہ کا تارک گناہ گار ضرور ہوتا ہے (ص ۱۵)۔ یہ حکم بھی کسی آیت یا حدیث کا ترجمہ نہیں۔ کتاب میں مندرج احادیث میں سے ایک حدیث میں بھی اس رفع یدین کو سنت مؤکدہ نہیں کہا گیا، نہ ہی اس کے تارک کو گنہگار کہا گیا ہے، یہ محض خالد صاحب کی رائے ہے۔

(۳) خالد صاحب نے وجوب کو مرجوح اور سنت مؤکدہ کو راجح محض اپنی رائے سے قرار دیا ہے، کسی حدیث سے ثابت نہیں کیا۔

(۴) خالد صاحب نے یہ ہرگز نہیں بتایا کہ دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں اور سجدوں میں جاتے اور سجدوں سے سر اُٹھاتے وقت رفع یدین کرنا مکروہ ہے یا حرام اور اس جگہ رفع یدین کرنے سے نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟ ان کا فرض تھا کہ یہ بیان کرتے۔

(۵) خالد صاحب کا فرض تھا کہ قرآن و حدیث سے واجب اور سنت مؤکدہ کی جامع مانع تعریف اور تارک کا حکم بھی نقل کرتے۔

(۶) غیر مقلدین کے مذہب میں دلیل شرعی صرف قرآن اور حدیث ہے۔ خالد صاحب نے اپنی کتاب میں بعض احادیث کو صحیح یا حسن اور بعض کو ضعیف یا جھوٹی قرار دیا

ہے، مگر پوری کتاب میں ایک حدیث کا بھی صحیح یا ضعیف ہونا دلیل شرعی یعنی قرآن و حدیث سے ثابت نہیں کیا، اس میں محض اپنی رائے و قیاس سے کام لیا ہے جو غیر مقلدوں کے مذہب میں کارِ ابلیس ہے یا اُمتیوں کی تقلید سے کام لیا ہے جو ان کے مذہب میں شرک ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ انہیں غیر مقلدیت کا معنی نہیں آتا۔ خالد صاحب جب خدا اور رسول کے علاوہ کسی کی بات کو دلیل شرعی نہیں مانتے تو وہ بتائیں کہ جن لوگوں کے اقوال اُنہوں نے بطور دلیل لکھے ہیں ان میں سے کن کن کو وہ خدا مانتے ہیں اور کن کن کو رسول مانتے ہیں۔

(۷) غیر مقلدین روز شور مچاتے ہیں کہ ہم قرآن و حدیث کے سوا کچھ نہیں مانتے، لیکن ان کے مولوی محض اپنی رائے یا اُمتیوں کی تقلید سے حدیثوں کو صحیح یا ضعیف قرار دیتے ہیں تو کوئی بھی ان کے خلاف آواز نہیں اُٹھاتا، حالانکہ الساکت عن الحق شیطان اخرس تک کہا گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ قرآن و حدیث کا نام محض دھوکے کے لئے لیتے ہیں۔

(۸) گرجاکھی صاحب ۲۴۷ صفحات اور ۴۶۴ نمبروں میں ایک آیت بھی قرآن کی پیش نہیں کر سکے جس کا ترجمہ ان کا مندرجہ بالا مکمل دعویٰ ہو۔ گویا قرآن نے اس مسئلہ میں ان کو یتیم قرار دے دیا ہے۔

(۹) ص۲۰۶ پر قرآن کی آیت فصل لربک وانحر سے رفع یدین ثابت کرنے کی کوشش کی ہے مگر نہ تو نحر کا معنی رفع یدین ہے۔ نحر کا معنی باجماع اُمت قربانی ہے۔ جس جھوٹی روایت سے معنی بگاڑا ہے اس کو قیامت تک یہ صحیح ثابت نہیں کر سکتے۔ ایسی خلافِ اجماع اور جھوٹی روایات ہی اس مسکین مذہب کا آسرا ہیں۔

(۱۰) احادیث میں سے ایک بھی قولی حدیث پیش نہیں کرسکا کہ حضرت محمد ﷺ نے حکم فرمایا تھا کہ پہلی اور تیسری رکعت کے شروع میں ہمیشہ رفع یدین کرنا اور دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں کبھی رفع یدین نہ کرنا اور رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت ہمیشہ رفع یدین کرنا اور سجدوں میں جاتے اور سر اُٹھاتے وقت کبھی رفع یدین نہ کرنا۔

(۱۱) اس ۲۴۷ صفحات اور ۴۶۴ نمبروں میں ایک بھی تقریری حدیث نہیں ہے کہ حضرت رسولِ اقدس ﷺ کے سامنے صرف ایک ہی صحابی نے اس طرح نماز پڑھی ہو جس طرح مکمل دعویٰ میں ہے اور حضرت ﷺ نے شاباش دی ہو۔

(۱۲) ساری عمر متنازع فیہ رفع یدین کے لئے صرف ایک حدیث نقل کی ہے (ص ۷۷ تا ۸۲) جو بالکل جھوٹی ہے۔ اس کا صحیح ہونا خدا یا رسول سے تو کیا ثابت ہوتا، اس کی سند کے سب راویوں کا بلا اختلاف ثقہ ہونا یہ تقلیداً بھی ثابت نہ کرسکا۔

(۱۳) خالد گرجاکھی نے ص ۸۰ پر محمد معین شیعہ کی کتاب دراسات اللبیب کے حوالہ سے جو سند نقل کی ہے وہ اہل سنت والجماعت کی کسی مستند حدیث کی کتاب میں موجود ہی نہیں، جھوٹ پر ہی سارا گزارہ ہے۔

(۱۴) اس جھوٹی حدیث میں بھی ان کا پورا دعویٰ مذکور نہیں ہے۔ دلیل اور دعویٰ کی موافقت کا معنی ہی یہ نہیں جانتے۔

(۱۵) فعلی احادیث میں سے بھی کسی ایک صحیح حدیث میں بھی نہ مکمل دعویٰ موجود ہے نہ ہمیشہ یا ساری عمر کا لفظ موجود ہے۔ پس اس غریب مذہب کے پاس کامل اور صحیح ایک بھی دلیل نہیں۔

(۱۶) عوام کو دھوکا دیا ہے کہ عشرہ مبشرہ نے اس مکمل مسئلہ کو مرفوعاً روایت کیا ہے، مگر حضرت عثمانؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت زبیر بن العوامؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت سعیدؓ، حضرت ابوعبیدہؓ ان ساتوں سے کسی سند سے حدیث نقل ہی نہیں کر سکا، نہ مکمل نہ نامکمل۔ ان کا نام محض دھوکا کے لئے لکھا ہے۔

(۱۷) حضرت صدیق ؓ کی سند کا اتصال ثابت نہیں کیا۔ حضرت عمرؓ کی سند سے جہالت کو رفع نہیں کیا۔ حضرت علیؓ کی حدیث سے اختلاط کی جرح کا جواب نہیں دیا۔ ان میں نہ مکمل دعویٰ ہے نہ صحت ثابت ہے۔

(۱۸) خالد صاحب نے ص ۲۰۷ پر حدیث نقل کی ہے کہ رسول پاک ﷺ اور چودہ سو صحابہؓ نماز کی ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کیا کرتے تھے اور حضرت عمیر لیثی (ص ۲۰۰)، حضرت ابن عباسؓ (ص ۱۷۴) سے بھی حدیث نقل کی ہے کہ رسول پاک ﷺ نماز کی ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کیا کرتے تھے۔ چار رکعتوں میں بائیس تکبیریں ہیں مگر غیر مقلدین صرف چھ تکبیروں کے ساتھ رفع یدین کرتے ہیں، باقی سولہ تکبیروں کے ساتھ رفع یدین نہ کر کے کیا غیر مقلدین نبی ﷺ اور صحابہؓ کی مخالفت کرتے ہیں یا نہیں؟ اور اس مخالفت کی وجہ سے ان کی نماز فاسد ہے یا نہیں؟ اور وہ گنہگار ہیں یا نہیں؟

(۱۹) خالد صاحب نے ان سولہ تکبیرات میں رفع یدین کے منع اور منسوخ ہونے کی کوئی دلیل نقل نہیں کی۔

(۲۰) خالد صاحب نے حضرت علیؓ اور ابوحمید ساعدیؓ کے بعض طرق میں اذا قام من السجدتین روایت کیا ہے، جس سے صراحتاً ثابت ہوا کہ دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں بھی حضور ﷺ رفع یدین کیا کرتے تھے اور جن احادیث میں ہر تکبیر کے

ساتھ اور ہر اونچ نیچ پر رفع یدین کا ذکر ہے، ان سب سے بھی دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین ثابت ہے، مگر غیر مقلدین نہ تو دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین کرتے ہیں اور نہ اس کے منع کی کوئی صحیح صریح حدیث پیش کرتے ہیں، تو ان کی نماز خلافِ سنت ہوئی اور یہ گنہگار ہوئے یا نہیں؟

(۲۱) جناب خالد صاحب نے اس کتاب میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت انسؓ، حضرت مالک بن الحویرثؓ، حضرت وائل بن حجرؓ سے یہ احادیث بھی نقل فرمائی ہیں کہ رسولِ اقدس ﷺ سجدوں کے وقت بھی رفع یدین کیا کرتے تھے اور جن احادیث میں ہر تکبیر کے ساتھ اور ہر اونچ نیچ کے وقت رفع یدین کا ذکر ہے، ان سے بھی سجدوں کی رفع یدین ثابت ہوتی ہے۔ غیر مقلدین ان احادیث پر عمل نہیں کرتے۔ کیا رسولِ اقدس ﷺ نے منع کر دیا تھا کہ ان احادیث پر عمل نہ کرنا یا محض کسی کی رائے ہی ہے؟

(۲۲) خالد صاحب نے جزء رفع الیدین منسوب الی البخاری کے حوالے بھی دیئے ہیں اور اس رسالے اور جزء القرأۃ کو علیحدہ بھی چھپوایا ہے، حالانکہ ان دونوں رسالوں کے راوی محمود بن اسحٰق کا ثقہ ہونا کسی اُمتی کی تقلید سے بھی ثابت نہیں۔

(۲۳) حضرت وائل بن حجرؓ اور حضرت مالک بن الحویرثؓ کا ۹ھ یا ۱۰ھ میں اسلام لانا اور ۹ھ یا ۱۰ھ میں رفع یدین کا دیکھنا کسی صحیح سند سے ثابت کریں، محض کسی اُمتی کے بے سند حوالے پیش نہ کریں۔

(۲۴) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ، حضرت عبداللہ بن جابر البیاضیؓ، حضرت ابان المحاربی ؓ، حضرت ابوامامۃ الباہلی ؓ، حضرت ابوسعید خدریؓ، حضرت ابومسعود

انصاریؓ، حضرت ابودرداءؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت بریدہؓ، حضرت حسن بن علیؓ، حضرت حسین بن علیؓ، حضرت زیاد بن حارثؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت سلمان فارسیؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت عمارؓ، حضرت عمران بن حصینؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت سعیدؓ اور حضرت ابوعبیدہؓ کا نام محض بے سند نقل کیا ہے، متنازعہ فیہ رفع یدین ان سے ہرگز سند سے ثابت نہیں۔

(۲۵) حضرت حکم بن عمیرؓ، حضرت عقبہ بن عامرؓ، حضرت فلتانؓ سے بھی متنازعہ فیہ رفع یدین کی روایت نہیں ہے۔

(۲۶) تقریباً دس صحابہؓ سے سجود یا تمام تکبیرات کی رفع یدین ہے، ان کو اپنے دلائل میں ذکر کرنا بھی غیر مقلدین کا دھوکا ہے۔

(۲۷) مسند حمیدی کی صحیح حدیث کا انکار کرنے کے لئے صرف گالیاں لکھ دی ہیں، اگر مطبوعہ نسخوں پر گرجاکھی صاحب کو اعتماد نہیں تو جتنے حوالے اس نے دیئے ہیں، وہ ان سب کتابوں کے مطبوعہ اور قلمی نسخے پیش کرے۔ ہم بھی مسند حمیدی کا مطبوعہ اور قلمی نسخہ پیش کر دیں گے۔

(۲۸) آنحضرت ﷺ کھڑے ہو کر پیشاب فرماتے، وضو کے بعد بیوی کا بوسہ لیتے، نماز میں بچی کو اُٹھاتے، نماز میں دروازہ کھول دیتے، حائضہ بیوی سے سہارا لگا کر تلاوت قرآن فرماتے، حالت جنابت میں سو جاتے، روزہ میں بیوی سے مباشرت فرماتے، یہ سب افعال ثابت ہیں اور ان کے منع کی بھی کوئی حدیث نہیں تو کیا یہ سب افعال سنت مؤکدہ ہیں اور ان کا تارک گنہگار ہے؟

(۲۹)　ترکِ رفع یدین کی جن احادیث کو ضعیف کہا ہے وہ کسی دلیل شرعی سے نہیں کہا، نہ صحیح اور ضعیف حدیث کی کوئی جامع مانع تعریف قرآن وحدیث سے بیان کی ہے۔

بہر حال اپنا دعویٰ ثابت کرنے میں خالد صاحب سو فیصد ناکام رہے ہیں، لیکن جہالتِ مرکبہ کی وجہ سے اپنی ناکامی کو کامیابی سمجھ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرمائیں۔



خالد گرجاکھی اور جزء رفع یدین

(۲)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ. اَمَّابَعْد :

غیر مقلدین کے مشہور عالم جناب خالد گرجاکھی صاحب نے ایک جزء رفع الیدین مرتب فرمایا ہے اور ادارہ احیاء السنۃ گرجاکھ گوجرانوالہ سے شائع کیا ہے۔

اس شہر گوجرانوالہ میں فرقہ غیر مقلدین کی عمر ابھی ایک صدی بھی نہیں ہوئی، جبکہ اسلام کی عمر چودہ سو سال سے متجاوز ہے۔ ۱۹۰۸ء تک گوجرانوالہ میں صرف تین اہل حدیث کی مساجد تھیں، لیکن جمعہ صرف نیائیں چوک والی مسجد میں ہی ہوتا تھا۔ ۱۹۱۴ء میں باقاعدہ انجمن اہل حدیث بنائی گئی۔ ان کا پہلا جلسہ ۱۹۱۵ء میں بابو عطا محمد کی کوٹھی پر ہوا اور ۱۹۲۰ء میں ان کا پہلا مدرسہ قائم ہوا (سیرت مولانا محمد اسماعیل سلفی ص ۷، سوانح مولانا علاؤالدین ص ۲۷، ۲۸) ۱۹۲۱ء تک شہر گوجرانوالہ میں صرف مولانا مولوی علاؤالدین صاحب تہجد کی نماز میں چھپ کر رفع یدین کرتا تھا، دن کو لوگوں کے سامنے کبھی نہیں کی اور یہی حال قلعہ میہاں سنگھ میں مولانا غلام رسول صاحب کا تھا (سیرت نور حسین ص ۱۲، ۱۳) ۱۹۲۱ء بمطابق ۱۳۴۰ھ میں مولانا اسماعیل سلفی کو جب مسجد چوک

نیائیں گوجرانوالہ کی خطابت اور امامت سپرد کی تو انجمن اہل حدیث نے باقاعدہ طور پر یہ پاس کیا کہ مولانا اسماعیل صاحب کسی کو رفع الیدین اور آمین بالجہر پر مجبور نہ کریں (سوانح مولانا علاؤالدین ص۲۹)

گویا ۱۹۲۱ء تک یہ جماعت تقیہ بازی پر پوری طرح عمل کرتی رہی۔ ۱۹۲۵ء میں سعودی حکمران شاہ عبدالعزیز حجاز پر قابض ہوئے۔ یہ لوگ اگرچہ حنبلی ہیں مگر ان لوگوں نے قبضہ چونکہ احناف سے لیا تھا اس لئے ان کو مبارک باد دینے کے لئے ۱۹۲۶ء میں مولانا اسماعیل سلفی اور خالد گرجاکھی کے والد مستری نور حسین حج پر گئے۔ ان کی چاپلوسی کر کے سود و زکوٰۃ کی رقم اڑانی شروع کی۔ اس غیر ملکی سرمائے کی بنیاد پر گوجرانوالہ میں غیر مقلدین نے تقیہ کا نقاب اُتار کر اپنے مذہب کی تبلیغ کا آغاز کر دیا۔ ۱۹۴۲ء بمطابق ۱۳۵۷ھ میں رفع یدین پر خالد گرجاکھی کے باپ مستری نور حسین نے اثبات رفع الیدین کے نام سے رسالہ لکھ دیا اور ایک رسالہ قرۃ العینین لکھا۔

یہ مستری نور حسین کسی علمی خاندان کا فرد نہیں تھا بلکہ خود قرآن پاک بھی شادی کے بعد انیس سال کی عمر میں پڑھنا شروع کیا تھا۔ عربی زبان اور صرف نحو پڑھے بغیر ساتھ ہی مشکوٰۃ کا ترجمہ شروع کر دیا تھا (سیرت نور حسین ص۱۲) باقاعدہ دینی تعلیم کہیں حاصل نہیں کی، لیکن اس کے باوجود وہ اپنی جماعت میں مناظر بلکہ مجتہد سمجھے جاتے تھے۔ کسی نے خوب کہا ہے: اندھوں میں کانا راجہ۔

وہ چونکہ عالم نہیں تھے اس لئے دلیل اور دعویٰ میں مطابقت یا صحیح اور سقیم میں امتیاز ان کے بس کا روگ نہ تھا۔ اُنہوں نے نام کو تو رفع یدین پر دو رسالے لکھے مگر اپنا دعویٰ بھی مکمل طور پر نہ لکھ سکے۔ دعویٰ کے بعض حصوں کو چھپا جانا اس جماعت کے علماء

کی سب سے بڑی کمزوری ہے۔ تو مستری صاحب جو عالم بھی نہ تھے وہ دعویٰ کیسے واضح کرتے اور دلائل میں ان کی ناکامی کا یہ عالم ہے کہ ایک بھی صحیح، صریح، غیر معارض حدیث پیش نہیں کر سکے جو دوامِ رفع یدین بوقت رکوع اور ابتداء رکعت اوّل وسوم پر نص ہو، اور دوام ترک رفع یدین ابتداء رکعت دوم و چہارم اور دوام ترک رفع یدین بوقت سجود پر نص ہو اور وہ روایت سالم عن المعارضہ بھی ہو۔ مستری نور حسین کا لڑکا خالد گرجاکھی یا کوئی اور ان کا مستند عالم اگر ان دونوں رسالوں سے ایک بھی ایسی صحیح صریح غیر معارض حدیث دکھا دیں جو دعویٰ کے مثبت اور منفی مکمل پہلوؤں میں دوام پر نص صریح ہو تو ہم رفع الیدین شروع کر دیں گے لیکن کوئی غیر مقلد مستند عالم آج تک ایسا ثابت نہ کر سکا۔

بلکہ مستری نور حسین نے مکمل دعویٰ چھوڑ کر صرف دعویٰ کے چوتھائی حصہ پر جو دوام کی نص پیش کی ہے، وہ بھی اس سند کے ساتھ کسی حدیث کی کتاب میں موجود نہیں (قرۃ العینین ص ۸،۹) اور اثبات رفع الیدین ص ۲۰ پر حضرت وائلؓ کی ایک حدیث میں علی صدرہ سینے پر ہاتھ باندھنے کے الفاظ ذکر کئے ہیں اور صحیح مسلم ص ۱۷۳، ابنِ ماجہ ص ۶۲، دارمی ص ۱۰۷، دارِ قطنی ص ۱۱۸، ابوداؤد ج ۱/ص ۱۹۳، جزء بخاری ص ۱۴، مسند احمد ج ۳/ص ۱۴۷، بیہقی ج ۲/ص ۲۶، کتاب الام ج ۸/ص ۱۸۶، جزء سبکی ص ۳، مشکوٰۃ گیارہ کتابوں کا حوالہ دیا ہے، حالانکہ یہ گیارہ کتابوں پر بالکل جھوٹ ہے۔ اس حدیث میں علی صدرہ ہرگز نہیں۔ ایک ہی سانس میں گیارہ کتابوں پر جھوٹ بول جانا، اس کی مثال پنڈت شردھانند کے ہاں بھی نہیں ملی۔

الغرض یہ دونوں رسالے تدلیس وتلبیس کا مرقع ہیں۔ ان پر کسی دوسری مجلس میں

ان شاء اللہ العزیز تفصیلی بحث کی جائے گی۔اب خالد گرجاکھی کی کتاب کا جائزلینا ہے۔

خالد کے باپ مستری نور حسین نے ۱۳۵۷ھ میں رفع الیدین پر رسالہ لکھا تھا۔اس کے بیٹے خالد نے ۴۵ سال بعد دوسو سات صفحات کا رسالہ ۱۴۰۲ھ میں لکھا۔

دعویٰ کی تنقیح:

خالد صاحب اور گوجرانوالہ کے غیر مقلدین کا مذہب اور عمل یہ ہے کہ یہ لوگ پہلی اور تیسری رکعت کے شروع میں ہمیشہ رفع یدین کرتے ہیں اور دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں کبھی رفع یدین نہیں کرتے اور رکوع جاتے اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت ہمیشہ رفع یدین کرتے ہیں اور سجدوں میں جاتے اور سجدوں سے سر اُٹھاتے وقت کبھی رفع یدین نہیں کرتے۔خالد صاحب کا فرض تھا کہ اس پورے دعویٰ کا حکم بیان کرتے۔

(۱) خالد صاحب نے یہ تو بتایا کہ پہلی اور تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین سنت مؤکدہ ہے لیکن یہ نہیں بتایا کہ دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین مکروہ ہے یا حرام؟

(۲) یہ تو بتایا کہ رکوع جاتے اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت رفع یدین سنت مؤکدہ ہے مگر یہ نہ بتایا کہ سجدوں میں جاتے اور سجدوں سے سر اُٹھاتے وقت رفع یدین مکروہ ہے یا حرام؟

یہ کتمان یہود کی عادت تھی۔پھر روافض نے اپنالی،اب غیر مقلدین کی عادت ہے۔ خالد صاحب کا فرض ہے کہ وہ کتمان سے توبہ کرکے اپنا پورا دعویٰ مع بیان حکم کے واضح کریں۔

(۳) اس کے بعد خالد صاحب کا فرض تھا کہ وہ رکن، واجب، سنت مؤکدہ، مستحب، مکروہ اور حرام کی جامع مانع تعریف بیان کرتے اور یہ تعریفات اور ان کے تارک کے احکام قرآن پاک کی صریح آیت یا حدیث صحیح صریح سے بیان کرتے۔ان

احکام میں اُمتیوں کی اصول فقہ کی کتابوں سے تعریفات اور احکام چوری کرنا ان کے لئے جائز نہیں۔

(۴) خالد صاحب نے ص۱۱ پر لکھا ہے: ''سنت مؤکدہ اگر غلطی سے رہ جائے تو نماز ہوجاتی ہے اور اگر دیدہ دانستہ چھوڑ دے تو سنت مؤکدہ کا تارک گنہگار ضرور ہوگا۔''
یہ حکم کسی صریح صحیح حدیث سے ثابت کریں کہ

(ا) سنت مؤکدہ غلطی سے رہ جائے تو نماز ہوجاتی ہے۔

(ب) دیدہ دانستہ سنت مؤکدہ کا تارک گنہگار ضرور ہوگا۔

(۵) گوجرانوالہ میں غیر مقلدین کی پہلی مسجد ۱۸۷۶ء میں بنی۔ ۱۹۲۱ء تک ۴۵ سال تک جو آپ کے مذہب کے علماء اور عوام جن میں مولانا علاؤالدین صاحب، مولانا غلام رسول قلعوی اور آپ کے ابا جان مستری نور حسین بھی شامل ہیں، وہ غلطی سے رفع یدین کے تارک رہے یا دانستہ؟ ان کی نمازوں کا کیا بنا؟

(۶) شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان غلطی سے رفع الیدین کا تارک تھا یا دانستہ؟

(۷) علامہ سندھی: خالد صاحب نے احناف کے مذاہب بیان کرتے ہوئے ص۱۷، ۱۸ پر علامہ سندھی کی عبارات پیش کی ہیں اور عوام کو دھوکا دیا ہے کہ علامہ سندھی حنفی ہیں، حالانکہ یہ ابوالحسن سندھی غیر مقلد تھا (فقہائے ہند ج۵/ص۱۷۳-۱۷۶، حصہ دوم) ان کی وفات ۱۱۳۹ھ میں ہے۔ یہ وہی ابوالحسن سندھی ہیں جو سینے پر ہاتھ باندھنے اور رفع یدین کرنے کے جرم میں مدینہ منورہ میں چھ دن کے لئے جیل بھیجے گئے تھے (ایضاً ص۱۷۶) اس لئے خالد صاحب کا ان کو حنفی کہنا فریب ہے۔

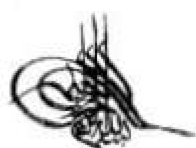
اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بارھویں صدی ہجری میں مدینہ منورہ میں سینے

پر ہاتھ باندھنا اور رفع یدین کرنا جرم سمجھا جاتا تھا اور اس کی سزا جیل کی کال کوٹھڑی تھی۔

خالد گرجاکھی کا دعویٰ یہ تھا کہ نبی کریم ﷺ سے بالتصریح قریباً پچاس صحابہؓ سے یہ روایت مروی ہے کہ آپ ﷺ ہمیشہ رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے (صلوٰۃ النبی ص ۳۵) مگر وہ اپنے اس چوتھائی دعویٰ پر بھی کوئی ایک بھی صحیح صریح غیر معارض حدیث نہیں پیش کر سکے، **الحمد للہ**۔



منکرینِ حدیث کے بخاری پر اِعتراضات کا جواب



نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم. اَمَّابَعْد :

مکرمی ریٹائرڈ میجر اسلم خان صاحب معرفت میجر زبیر اسلم، کراچی چھاؤنی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ میں خود منکر حدیث نہیں ہوں، ایک کتاب پڑھ کر شکوک پڑ گئے ہیں۔ ہماری دِلی دُعا ہے کہ نہ صرف آپ بلکہ کوئی شخص بھی منکر حدیث نہ بنے، کیونکہ انکارِ حدیث کا شجرہَ نسب ہی یوں ہے کہ مکہ مکرمہ کی گلیوں میں ابولہب اور ابوجہل یہ کہتے پھرا کرتے تھے کہ حضور اقدس ﷺ کی بات (حدیث) نہ سننا، مگر ان سے یہ بات بعید نہ تھی کیونکہ وہ نہ ہی آپ ﷺ کا کلمہ پڑھتے تھے، نہ ہی آپ ﷺ کی بات (حدیث) مانتے تھے۔ ان کے بعد کلمہ گو لوگوں میں سے سب سے پہلے خوارج نے حدیث کا انکار کیا کہ لوگ تحکیم کو ماننے کی وجہ سے کافر ہو گئے ہیں، اس لئے ان کی بیان کردہ احادیث معتبر نہیں۔ پھر روافض نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی احادیث کے ماننے سے انکار کیا اور کہا کہ ہم صرف اہل بیت کی احادیث قبول کریں گے۔ ازاں

بعد ایک عقل پرست فرقہ پیدا ہوا، یعنی معتزلہ، انہوں نے بعض احادیث کو خلافِ عقل قرار دیا مگر اسلامی حکومت میں وہ چل نہ سکا۔ ان کا صرف نام رہ گیا، اب دورِ حاضر میں انکارِ حدیث کا بیڑا مستشرقین نے اُٹھایا۔ پاک و ہند میں انکارِ حدیث کے ابواب پادری فانڈر کی کتاب میزان الحق اور اس کے بعد پادری عماد الدین کی کتاب تحقیق الادباء میں لکھے گئے ہیں۔ علمائے اسلام نے اس فتنہ کا اسی وقت رد کیا۔

(۱) آپ جس کتاب مقامِ حدیث سے شکوک میں پڑ گئے ہیں، اس میں پرویز صاحب کا اپنا کچھ بھی نہیں، اس نے جو کچھ لکھا ہے وہ مستشرقین، پادری فانڈر، اور پادری عماد الدین سے لیا ہے۔ ہاں یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ آج کل کے منکرینِ حدیث کی بنیاد کوئی علمی مغالطہ نہیں بلکہ وجہ صرف یہ ہے کہ حدیث و سنت والا اسلام مغربی تہذیب کے ساتھ میل نہیں کھاتا۔ اسی لئے آپ دیکھیں گے کہ ان میں اکثریت تہذیبِ مغرب کے دلدادگان کی ہے اور ان حضرات کا شور اور لٹریچر اگرچہ کافی پھیلایا جا رہا ہے مگر ان کی تعداد دس لاکھ کے مقابلہ میں ایک کی نسبت نہیں بنتی۔ آپ اس بارہ میں مندرجہ ذیل کتب کا مطالعہ فرمائیں: حجیتِ حدیث مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ، نصرۃ القرآن اور نصرۃ الحدیث مولانا حبیب الرحمٰن الاعظمی، مقدمہ ترجمان السنۃ، مقدمہ معارف الحدیث، اسلام میں سنت و حدیث کا مقام الشیخ مصطفیٰ الباعی، قرآن کریم اور سنت نبویہ الدکتور حبیب اللہ مختار، رئیس جامعۃ العلوم الاسلامیہ کراچی نمبر ۵ پاکستان۔

(۲) آپ نے فرمایا ہے دین کیا ہے؟ عام مسلمانوں کے نزدیک قرآن و حدیث کے مجموعے کو دین سمجھا جاتا ہے۔ مکرمی! قرآن کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا آخری کلام جو بین

الدفتین موجود ہے، اس کے نظم اور معنی کو سب مسلمان بلکہ تمام دنیا قرآن کہتی ہے، اس کی آیتوں بلکہ سورتوں تک کی ترتیب اللہ جل شانہٗ کی طرف سے سب مسلمان روزانہ اس کی تلاوت کرتے ہیں، ہر زمانہ میں لاکھوں حفاظ قرآن رہے ہیں، یہ ہمیں تواتر کے ساتھ پہنچا ہے جس میں کسی شک اور شبہ کا گزر نہیں۔

حدیث وسنت کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے کتاب (قرآن) اور حکمت (سنت) دونوں کو نازل فرمایا (القرآن ۲:۲۳۱، ۴:۱۱۳) اللہ تعالیٰ نے جس طرح یہ ذمہ داری لی کہ آپ ﷺ کے سینہ میں الفاظِ قرآن کو محفوظ فرما دیا جائے اسی طرح یہ بھی ذمہ داری لی ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَه کہ اس قرآن کا بیان، تشریح وضاحت کی بھی ہم حفاظت کی ذمہ داری لیتے ہیں، اسی بیان کو سنت کہتے ہیں۔ رسولِ اقدس ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے قرآن کے ساتھ بیان اور کتاب کے ساتھ حکمت سیکھ لی اور آپ اُمت کو بھی ساری عمر کتاب کے ساتھ حکمت کی تعلیم دیتے رہے۔ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ اور قرآن کے ساتھ بیان بھی سکھاتے رہے لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ (سورۃ النحل: ۴۴) اسی حکمت اور بیان کو سنت اور حدیث کہا جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ سنت اور حدیث آپ ﷺ کی ذاتی باتیں نہیں بلکہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کے ہی سکھائے ہوئے احکام ہیں۔ کتاب وسنت کا تعلق چولی اور دامن، جسم اور جان، لفظ اور معنی سا ہے۔ قرآن اور حدیث دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور ان میں فرق ایسا ہے جیسے خط اور پیغام میں فرق ہوتا ہے۔ خط میں کاتب کے بعینہٖ الفاظ مکتوب الیہ تک پہنچ جاتے ہیں مگر پیغام میں پیغام لے جانے والے اپنے الفاظ میں پیغام دینے والے کا مطلب آپ تک پہنچا دیتے ہیں، اس لئے قرآن پاک

میں ہے: وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ (النجم) خط کا انکار بھی خط والے کا انکار ہے اور پیغام کا انکار بھی پیغام دینے والے کا انکار ہے۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں کتاب الله وسنتی جب تک تم ان دونوں پر مضبوطی سے قائم رہو گے تو تم گمراہ نہیں ہو گے۔ (موطا) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو مانا (ابوداؤد ج ۲/ ص ۴۰۱) حضرت عمرؓ سنت نبوی ﷺ کی تعلیم کا اہتمام فرماتے (مسلم ج ۱، ص ۲۱۰) حج تمتع کے ذکر میں بھی حضرت عمرؓ نے کتاب اللہ اور سنت نبوی کا ہی ذکر فرمایا (بخاری ج ۱/ ص ۲۳۳) اور آپ فرمایا کرتے تھے: لا نترک کتاب الله وسنة نبينا ﷺ (مسلم ج ۱/ ص ۴۸۵) ہم اللہ کی کتاب اور اپنے نبی کی سنت نہیں چھوڑ سکتے۔ حضرت عثمانؓ تو سنتِ نبوی ﷺ کے ساتھ سنت العمرین کو بھی مانتے تھے۔ الغرض صحابہ میں ایک بھی منکر حدیث نہ تھا اور ساری اُمت کتاب وسنت کو ہی دین مانتی آ رہی ہے۔

سنت کی حفاظت:

جس طرح قرآن پاک تواتر لفظی سے ہم تک پہنچا، اسی طرح سنت تواتر عملی کے ساتھ ہم تک پہنچی، جس قدر الفاظِ قرآن اقیموا الصلوٰة متواتر ہیں، رسولِ اقدس ﷺ نے اس آیت کی تفصیل وتشریح میں جو نماز پڑھی اور سکھائی وہ ان الفاظ سے بھی زیادہ تواتر عملی کے ساتھ محفوظ ہے، اسی دن سے ہر مسجد اور ہر اسلامی گھر میں یہ نماز تواتر کے ساتھ پڑھی جا رہی ہے۔ پڑھے ہوئے، اَن پڑھ، مرد، عورتیں، بوڑھے، بچے، دیہاتی، شہری، سب میں یہ متواتر ہے۔ جس قدر حج کی آیت، روزوں کی آیت، زکوٰۃ کی آیت متواتر ہے، لفظاً اس سے بڑھ کر عملی تواتر سے آنحضرت ﷺ کا بتایا ہوا طریقہ

حج، طریقہ روزہ اور طریقہ زکوٰۃ ثابت ہے۔ آپ اس متواتر نماز، متواتر طریقہ حج کو غلط سمجھتے ہیں یا صحیح؟ اگر آپ متواترات کو غلط سمجھیں گے تو کتاب اللہ شریف سے بھی ہاتھ دھونا پڑے گا۔ اگر صحیح سمجھتے ہیں تو یہ طریقہ سنت سے ہی ثابت ہے، پھر انکار کیسے ہو سکے گا۔

(۳) آپ نے لکھا ہے کہ حدیث کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کے علاوہ کسی چیز کی حفاظت کا ذمہ نہیں لیا۔ محترم! سنت قرآن کا ہی بیان ہے، آپ یہی فرمانا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آیات نماز کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے مگر طریقہ نماز کی حفاظت نہیں ہوئی۔ آیات حج کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے لیکن طریقہ حج بالکل محفوظ نہیں رہا۔ میجر صاحب! آپ سے کوئی کہے کہ آپ فکر نہ کریں میں آپ کے مکان کی حفاظت کروں گا۔ اب خدا نہ کرے دُشمن آپ کے سارے مکان کی اینٹ سے اینٹ بجا دے، مگر وہ تختی جس پر لکھا ہے مکان میجر اسلم خاں صاحب وہ محفوظ رہے تو کیا آپ مکان کی حفاظت کا یہی مطلب سمجھتے ہیں۔ محترم! خدا نہ کرے کیا آپ بحیثیت میجر پاکستان کی حفاظت کا مطلب صرف لفظ پاکستان کی حفاظت سمجھتے ہیں یا پورے ملک پاکستان کی حفاظت۔ سب مسلمان نظم اور معنیٰ دونوں کو قرآن مانتے ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کے الفاظ اور اس کے معانی دونوں کی حفاظت فرمائی ہے، اسی معنیٰ و مفہوم کو سنت کہتے ہیں۔

کتابت حدیث:

(۴) آپ نے حضور اقدس ﷺ کی حدیث بیان فرمائی ہے کہ قرآن کے علاوہ کوئی اور چیز نہ لکھو، جس نے قرآن کے علاوہ اور کوئی چیز لکھی ہے اسے مٹا دے (مسلم) میجر صاحب! آپ نے پرویز صاحب کی کتاب پر اعتماد فرما لیا، ورنہ اگر صحیح مسلم شریف

خود دیکھ لیتے تو آپ کو یہ الفاظ بھی ملتے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میری حدیثیں بیان کرو، اس میں حرج نہیں، ہاں جس نے مجھ پر جھوٹ بولا اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے (مسلم ج ۲/ ص ۴۱۴) محترم! کیا قرآن پاک میں اس قسم کی خیانت کی اجازت ہے؟ نہیں اور یقیناً نہیں۔ آپ نے کتابت حدیث سے منع کے لئے کوئی قرآنی حکم بیان نہیں فرمایا، ایک حدیث کا ہی سہارا لیا ہے۔ محترم! ہم آپ سے اس انصاف کی توقع رکھ سکتے ہیں کہ کتابت حدیث کے جواز کی احادیث کو بھی پیشِ نظر رکھ کر کوئی صحیح فیصلہ فرمائیں گے۔

جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرو بن حزمؓ کو یمن کا عامل بنا کر بھیجا تو ایک کتاب بھی لکھ کر دی جس میں فرائض، سنن اور دیت کے مسائل تھے (نسائی ج ۲/ص ۲۱۸) آپ ﷺ نے فرمایا: اکتبوا لابی شاہ. ابوشاہ کو لکھ کر دے دو (بخاری ج ۱/ص ۲۲) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے احادیث کے لکھنے کے بارہ میں پوچھا آپ ﷺ نے فرمایا لکھا کرو، خدا کی قسم اس منہ سے حق کے سوا دوسری بات نہیں نکلتی (ابوداؤد ج ۱/ ص ۱۵۸) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ کی احادیث لکھ کر دیں (بخاری ج ۱/ ص ۱۹۴) حضرت عمرؓ نے ریشم کی حرمت کی حدیث لکھ کر بھیجی (مسلم ج ۲/ ص ۱۹۱) حضرت علیؓ کے پاس لکھی ہوئی احادیث کا صحیفہ تھا (بخاری ج ۱/ص ۲۲) حضرت عبداللہ بن عمروؓ احادیث لکھا کرتے تھے (بخاری ج ۱/ص ۲۲) حضرت ابوہریرہؓ کے پاس حدیث کی بہت سی کتابیں لکھی ہوئی تھیں (جامع بیان العلم ج ۱/ص ۴۷) حضرت سمرہؓ نے احادیث کا صحیفہ لکھا تھا (ترمذی کتاب البیوع ج/ص ۴۰۴) حضرت سعد بن عبادہؓ کی حدیث کی کتاب تھی (ترمذی فی الاحکام) حضرت ابوسعید خدریؓ جو منع کی حدیث کے راوی ہیں وہ خود فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے پاس بیٹھ کر آپ کے ارشادات لکھا

کرتے تھے (مسند احمد) خود حضرت ابوسعید خدریؓ نے ۱۱۷۰ احادیث روایت کی ہیں۔ ان سب احادیث کو سامنے رکھ کر علماء اُمت نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ قرآن کی آیات سے اس طرح خلط ملط کر کے احادیث لکھنا کہ قرآن اور غیر قرآن میں لوگ امتیاز نہ کر سکیں اس سے منع فرمایا اور الگ احادیث لکھوائیں، لکھنے کا حکم بھی دیا (نووی ج ۲/ص ۴۱۵)

(۵) آپ نے تحریر فرمایا ہے احادیث کے جمع کرنے والوں کو بھی بہت سی احادیث میں شک تھا اور اُنہوں نے کتاب میں شامل نہ کیا۔ محترم! یہ محدثین پر بہت بڑا بہتان ہے۔ کسی محدث نے یہ بات نہیں فرمائی۔ آپ جب محدثین کی بات کریں تو ان کی اصطلاحات کا سمجھنا ضروری ہے، محدثین سند کو حدیث کہتے ہیں، مثلاً حضرت کا فرمان ہے جو مجھ پر جھوٹ بولے وہ دوزخی ہے۔ ایک محدث نے یہ بیان چار سو اساتذہ سے سنا تو وہ اپنی اصطلاح میں ان کو چار سو احادیث کہے گا۔ اب اگر وہ کتاب میں ایک یا دو استادوں کے واسطہ سے یہ فرمان درج کر دے تو نبی پاک ﷺ کے فرمان کا ایک لفظ بھی نہیں چھوڑا، اگر چھوڑا ہے تو اپنے اساتذہ کے ناموں کو، نہ کسی شک کی وجہ سے بلکہ طوالت کی وجہ سے۔ اب جب ایک دو صحیح سندوں سے اُسے نقل کر دیا تو ہمیں اس کی صحت کا یقین آ گیا لیکن اگر اس محدث نے یہ بھی بتا دیا کہ میرے پاس تو اس کی چار سو سندیں تھیں، میں نے یہاں صرف دو لکھیں تو ہمارا یقین اور بڑھے گا نہ کہ شک پیدا ہوگا۔ تو محدثین نے لاکھوں اسانید کا ذکر اپنے اور طلباء کے یقین کو بڑھانے کے لئے کیا ہے نہ کہ شکوک کے بیان کے لئے۔ ہاں شکی مزاج کا کوئی علاج نہیں، اُسے تو ہر یقین مشکوک نظر آتا ہے۔

(۶) آپ تحریر فرماتے ہیں کہ احادیث کے مجموعے رسول کریم کی وفات کے ۲۰۰

سے ۲۵۰ سال بعد مرتب ہوئے۔ یہ انسانوں نے مرتب کئے، اس لئے ان میں غلطی ہو سکتی ہے۔ محترم! اگر محسوس نہ فرمائیں تو مجھے یہ بات عرض کرنے کی اجازت دیں کہ آپ کی عبارت پڑھ کر میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ آپ کا دینی مطالعہ محض محدود ہی نہیں بلکہ کالمعدوم ہے۔ دوسرے یہ کہ آپ نے صحابہ کرام کی حضورِ اقدس ﷺ سے عقیدت، عظمت اور محبت کا نہایت حقیر اندازہ لگایا ہے۔ صحابہ کرام اپنے محبوب اور معظم پیغمبر ﷺ کی ایک ایک بات کو یاد کرتے۔ اس کے مذاکرہ کے لئے حلقہ ہائے درس قائم کرتے، ذرا ان کی مرویات کا اندازہ لگائیں۔

حضرت ابوہریرہؓ (۵۷ھ) کی احادیث ۵۳۷۴، حضرت ابوسعید خدریؓ (۴۶ھ) تعداد ۱۱۷۰، حضرت جابر بن عبداللہؓ (۷۴ھ) تعداد ۱۵۴۰، حضرت انس بن مالکؓ (۹۳ھ) تعداد ۱۲۸۶، حضرت اُم المؤمنین عائشہ صدیقہؓ (۵۹ھ) تعداد ۲۲۱۰، حضرت عبداللہ بن عباسؓ (۶۸ھ) تعداد ۱۶۶۰، حضرت عبداللہ بن عمرؓ (۷۰ھ) تعداد ۱۶۳۰، حضرت عبداللہ بن عمروؓ (۶۳ھ) تعداد ۷۰۰، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ (۳۲ھ) تعداد ۸۴۸، طبقات ابنِ سعد کے مطابق جن تابعین نے اپنا مقصدِ حیات ہی اشاعت حدیث بنا لیا تھا ان کی تعداد مدینہ منورہ میں ۴۸۴، مکہ مکرمہ میں ۱۳۱، اور کوفہ میں ۴۱۳ تھی۔ احادیث مقدسہ کے جو مجموعے آج مطبوعہ شکل میں دستیاب ہیں ان میں صحیفہ ہمام بن منبہ (۱۱۰ھ)، مسند امام اعظمؒ (۱۵۰ھ)، مؤطا امام مالکؒ (۱۷۹ھ)، کتاب الآثار ابی یوسف (۱۸۲ھ)، کتاب الآثار امام محمدؒ (۱۸۹ھ)، مؤطا امام محمد (۱۸۹ھ)، کتاب الحجۃ علی اہل المدینہ (۱۸۹ھ)

جناب میجر صاحب! جس طرح دنیا کی تاریخ میں کسی ایک دن کی بھی نشان دہی نہیں کی جا سکتی جس دن سورج طلوع نہ ہوا ہو، اسی طرح اسلامی تاریخ میں ایک دن

بھی ایسا نہیں بتایا جا سکتا جس دن سنت و حدیث کی درس و تدریس میں مسلمانوں نے کوتاہی کی ہو۔ محترم! آج پوری دنیا میں قرآن سات قاریوں کی متواتر قرائتوں میں تلاوت ہو رہا ہے، کیا آپ اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ ان قاری صاحبان سے پہلے مسلمانوں کے پاس قرآن نہیں تھا۔ محترم! پہلی صدیوں میں احادیث کے وجود اور حفاظت کا انکار ایسا ہی ہے جیسے کوئی عقل مند یوں کہہ دے کہ اسلام کی ابتدائی دو صدیوں میں چاند اور سورج کا وجود نہیں تھا۔

(۷)　آپ نے فرمایا ہے احادیث پر ضرور عمل کریں لیکن ان پر جو قرآن کی تعلیم سے نہ ٹکرائیں (ص ۱)۔

بخاری شریف کی تمام احادیث آنکھیں اور دماغ بند کر کے ماننے والی نہیں، ان احادیث کو بھی سوچ سمجھ کر اور قرآن کی تعلیمات کے ساتھ مقابلہ کر کے پھر ان پر عمل کیا جائے (ص ۵) گویا احادیث آپ کے نزدیک بھی واجب العمل ہیں مگر جو احادیث قرآن کے خلاف ہوں ان پر عمل نہ کیا جائے۔ اس کے بعد آپ نے صحیح بخاری شریف کی ۲۷۶۲ اَحادیث میں سے صرف ۱۶ اَحادیث کے بارے میں فرمایا ہے کہ مجھ جیسا برا اور پاپی انسان بھی سوچ نہیں سکتا کہ یہ احادیث رسول کریم ﷺ کی ہیں۔

محترم! ہمیں کتنی خوشی ہوتی اگر آپ ان ۱۶ - اَحادیث کے خلاف ایک ایک آیت قرآنی لکھ کر بھیج دیتے اور بخاری شریف کی باقی ۲۷۴۶ - اَحادیث پر عمل اور ان کی اشاعت اور دعوت میں مصروف ہو جاتے۔ ہمیں بھی اندازہ ہو جاتا کہ آپ نے قرآن پاک اور بخاری شریف کا مطالعہ آنکھیں اور دماغ بند کر کے نہیں فرمایا۔ محترم! بخاری شریف کو مرتب ہوئے تقریباً ۱۲، صدیاں ہونے والی ہیں، ہر صدی میں کروڑوں

مسلمان رہے، کیا آپ ہر صدی میں کروڑوں مسلمانوں میں سے صرف ایک ایک نام باحوالہ پیش فرما سکتے ہیں جس نے قرآن اور بخاری شریف کا مطالعہ آپ کی طرح آنکھیں اور دماغ کھول کر کیا ہو یا ان ۱۲ صدیوں کے کروڑہا مسلمان صرف آنکھیں اور دماغ بند کر کے قرآن پاک اور بخاری شریف کا مطالعہ کرتے رہے ہیں۔ تمام مسلمانوں کے بارے میں یہ ریمارکس آپ کی تھوک ایجنسی سے ہی نکل رہے ہیں اور اپنا یہ گناہ آپ علماء کے سر تھوپ رہے ہیں۔ اب ہم نمبروار ان احادیث کو لیتے ہیں:

(۱)　آپ نے لکھا ہے پتھر کا کپڑے لے کر بھاگنا (بخاری ج۱/ص۴۲، ج۱/ص۴۸۳) آپ نے یہ نہیں تحریر فرمایا کہ یہ کس آیت کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: بعض پتھر ایسے ہیں جو اللہ کے خوف سے گر پڑتے ہیں (سورۃ البقرہ: ۷۴) اور فرماتے ہیں ہم نے پہاڑوں کو حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ مسخر کر دیا، وہ پہاڑ تسبیح پڑھا کرتے تھے (الانبیاء: ۷۹) اور ملکہ بلقیس کے تخت کا ہزاروں میل سے آنکھ جھپکتے آ جانا (النمل)۔ کیا قرآن پاک کی ان آیات اور اللہ تعالیٰ کی لامحدود قدرت کا انکار کرو گے۔

(۲)　موسیٰ علیہ السلام کا ملک الموت کو طمانچہ مارنا (بخاری ج۱/ص۱۷۸، ج۱/ص۴۸۴) اس میں اعتراض کیا ہے اور یہ کس آیت کے خلاف ہے۔ فرشتوں کا انسانی شکل میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور بی بی مریم کے پاس آنا آپ نے قرآن میں پڑھا ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حال کہ ایک آدمی کو مکہ مار کر مار ڈالا (سورۃ القصص: ۱۵) بڑے بھائی کو سر اور داڑھی سے پکڑ لینا (سورۃ طہٰ: ۹۴) آپ نے یقیناً قرآن میں پڑھا ہے اور جو جان لینے آ جائے اس انسان کو دفاعاً طمانچہ مار دینا کس آیت کے خلاف ہے۔

(۳) حضرت سلیمان علیہ السلام ایک رات میں سو عورتوں کے پاس گئے۔ احادیث میں تعداد مختلف ہے: ۶۰، ۷۰، ۹۰، ۱۰۰ مگر آخر یہ کس آیت قرآنی کے خلاف ہے، اگر کہو کہ عقل میں نہیں آتا تو کیا حضرت سلیمان علیہ السلام کا پرندوں کی بولی جاننا، ان کے تخت کا صبح شام ایک ایک ماہ کی مسافت طے کرنا، یہ قرآنی بیان آپ کی عقل میں آتا ہے۔

(۴) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ختنہ (بخاری ج۱/ص۴۷۳) یہ کس آیت کے خلاف ہے، جب اللہ تعالیٰ کا حکم آیا آپ نے خود اپنا ختنہ کرلیا۔

(۵) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تین جھوٹ (بخاری ج۱/ص۴۷۴) یہاں تعریض مراد ہے نہ کہ جھوٹ حقیقی، یعنی اپنے بچاؤ کے لئے ایسی بات کہنا کہ متکلم کے ذہن میں مراد اور ہو اور مخاطب اور سمجھ جائے، جیسے حضرت ابوبکرؓ نے ہجرت کی رات فرمایا: رجل یھدینی صدیق اکبرؓ کے ذہن میں تھا کہ حضور ﷺ مجھے اللہ کی راہ دکھا رہے ہیں۔ مخاطبین سمجھے جنگل میں راستہ بتا رہے ہیں، چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب فرمایا: بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ آپ علیہ السلام کی مراد یہ تھی کہ یہ سب سے بڑے (اللہ) کے حکم سے ہوا۔ وہ سمجھے بڑا بت مراد ہے، آپ نے فرمایا: انی سقیم. آپ علیہ السلام کی مراد تھی میں تمہارے کفر و سرکشی سے بیزار ہوں، وہ سمجھے بیمار ہیں۔ حضرت سارہ کو آپؑ نے دینی بہن فرمایا، وہ حقیقی بہن سمجھے۔ اگر لفظ کذب سے آپ پریشان ہوگئے ہیں تو قرآن پاک کی آیات: عَبَسَ وَتَوَلّٰى اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى (سورۃ العبس:۱) وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ (سورۃ محمد:۱۹) عَصٰى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى (سورۃ طٰہٰ: ۱۲۱) هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ (سورۃ القصص:۱۵) جس طرح آپ ذنب، عصیان، عمل شیطان کی تاویل کریں گے تو کذب کی بھی تاویل فرمالیں۔

(۶) گرگٹ کو صحیح بخاری میں فویلق فرمایا ہے (بخاری، ج ۱/ص ۴۶۶) اور اس کے حرام ہونے کی یہی وجہ ہے، یعنی اس کا زہریلا اور موذی ہونا، تو یہ بات قرآن پاک کی کس آیت کے خلاف ہے، کسی بھی آیت کے خلاف نہیں، بلکہ آیت یُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَآئِثَ کے اجمال کی تفسیر ہے۔ ہاں آپ اگر گرگٹ کو حلال سمجھتے ہیں تو قرآن پاک سے اس کا ثبوت پیش فرمائیں۔ رہا اس کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آگ کو پھونک مارنا تو یہ اس کی حرمت کی وجہ نہیں بلکہ اس کے خبائث میں سے ایک خباثت کا ذکر ہے۔ بخاری شریف کی حدیث میں اس کو حرمت کی علت ہرگز قرار نہیں دیا۔ بشرطیکہ بخاری کو آنکھیں کھول کر پڑھا جائے۔

(۷) حضرت آدم علیہ السلام کے قد کا ذکر حدیث بخاری ج ۱/ص ۴۶۸ پر ہے، نہ آپ نے اعتراض کی وجہ بتائی ہے اور نہ ہی اس کے خلاف کوئی آیت قرآنی پیش فرمائی ہے اور آپ خود فرماتے ہیں کہ جو حدیث قرآن سے نہ ٹکراتی ہو اس کو ماننا ضروری ہے۔

(۸) نمازیں کیسے فرض ہوئیں (بخاری، ج ۱/ص ۴۷۱) اس پر بھی جناب نے نہ وجہ اعتراض بیان فرمائی ہے اور نہ ہی اس کا قرآن پاک کے خلاف ہونا ثابت فرمایا ہے۔ آپ تو اندھیرے میں پتھر پھینکنے کے عادی ہیں۔

(۹) آنحضرت ﷺ کا ایک دو مرتبہ ایک ہی رات میں ازواجِ مطہرات کے ہاں دورہ فرمانا اور حضرت انسؓ کا فرمانا کہ آپ ﷺ کو تیس مردوں کی طاقت دی گئی تھی (بخاری ج ۱/ص ۴۱) اس جگہ بھی آپ نے اعتراض کی وجہ بیان نہیں فرمائی کہ آپ کے نزدیک سرورِ کائنات کا یہ دورہ گناہ تھا تو کس آیت قرآنی کے خلاف ہونے کی وجہ سے یا حضرت انسؓ کا فرمان قرآن پاک کی کس آیت کے خلاف ہے۔ میجر صاحب! آپ

اپنے کسی ماتحت کو چارج شیٹ یا شو کاز نوٹس اسی طرح مبہم ہی دیا کرتے ہیں، ہرگز نہیں، وجہ پوری تفصیل سے بیان فرماتے ہیں۔ یہاں بھی دل کی بات بیان فرمائیں۔

(۱۰، ۱۱) حالت حیض میں مباشرت (بخاری ج۱/ص۴۴) روزہ میں مباشرت (بخاری ج۱/ص ۲۵۸)

میجر صاحب! حدیثِ مباشرت پر اعتراض عیسائیوں، شیعوں پھر آریوں نے کیا مگر مباشرت کا حقیقی معنی بوس و کنار چھوڑ کر اس سے مجامَعت مراد لے کر، اگر آپ بھی اس اعتراض میں اُن کے ہم نوا ہیں تو یہ ایک سفید جھوٹ ہے، کیونکہ جب مباشرت کی تفسیر خود متکلم نے فرمادی: **کان یقبلها ویمص لسانها وهو صائم** (متفق علیہ)۔اور یہاں مجامعت کے معنی سے صاف نفی کے لئے **ایکم یملک ارید** (بخاری ج۱/ص۴۴، مسلم ج۱/ص۱۴۱) موجود ہیں تو اب اس کا ترجمہ مجامعت کرنا بخاری شریف اور رسولِ اقدس ﷺ پر جھوٹ ہے، بلکہ صحیح بخاری ج۱/ص۴۴ پر صراحت ہے۔ حضرت اُم المؤمنین عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں: **کان یأمرنی فاتزر فیباشرنی.** آپ ﷺ مجھے ازار بند باندھنے کا حکم دیتے، پھر مباشرت فرماتے، جس میں مباشرت بمعنی جماع کی صاف نفی ہے، منہ جس کا انجام دوزخ ہے اور آپ اگر ان احادیث میں معنی بوس و کنار ہی مراد لیتے ہیں تو فرمائیے یہ معنی کس آیت قرآنی کے خلاف ہے۔ میجر صاحب! مدینہ کے اردگرد یہود آباد تھے، جو حالت حیض میں عورت کو الگ کمرے میں رہنے پر مجبور کرتے، وہ بے چاری ان دنوں میں سب سے کٹی کٹی رہتی، اس مجاورت کا اثر اہلِ مدینہ پر بھی تھا۔ آپ ﷺ نے اس ظلم کے خلاف آواز اُٹھائی مگر جو طبیعتیں اس پر پختہ تھیں ان کے ذہن میں یہ بات تھی کہ چلو یہود کی طرح بالکل اس کو الگ نہ کرو مگر

پھر بھی طبیعت میں کراہت تو تھی۔ آنحضرت ﷺ یہ غیر شرعی کراہت بھی طبائع سے نکالنا چاہتے تھے۔ آپ ﷺ نے جب خود چند ایک مرتبہ یہ فعل فرمایا تو سب کے دل سے یہ کھٹک نکل گئی۔ میجر صاحب! آپ بات صاف نہیں کرتے، یہ فرمایئے کہ اگر آپ کو آنحضرت ﷺ کا یہ فعل قابل اعتراض نظر آتا ہے تو آپ اس کے مقابلہ میں یہودی معاشرہ کو زندہ کرنا چاہتے ہیں۔

(۱۲) آپ نے لونڈیوں سے جماع کی سرخی جمائی ہے اور بخاری ج۱/ص ۲۹۷، ج۱/ص ۳۴۵ سے ابوسعیدؓ کی حدیث کا حوالہ دیا ہے، اگر آپ لونڈی سے جماع کو جائز نہیں سمجھتے تو پہلے قرآن پر اعتراض فرماتے جس میں اس کی اجازت ہے۔ اس حدیث میں جو اصل مسئلہ تھا وہ یہ تھا کہ کیا ہم لونڈیوں سے عزل کر سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا کیا فائدہ جو بچہ پیدا ہونا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ فرمایئے! یہ کس آیت قرآنی کے خلاف ہے۔ آپ کے ناقص حوالہ جات دیکھ کر یہ یقین ہوتا ہے کہ آپ نے صحیح بخاری شریف کا مطالعہ نہ صرف دماغ بلکہ آنکھیں بھی بند کر کے کیا ہے۔

(۱۳) آپ نے عنوان یوں لکھا ہے ''شرم گاہ کے علاوہ کسی دوسری جگہ سے مباشرت۔'' معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے ذہن میں یہ ہے کہ حاملہ لونڈی سے غیر فطری مقام میں صحبت کرنا جائز ہے۔ اگر یہ مطلب ہے تو بالکل جھوٹ ہے۔ یہاں یہ مسئلہ ہے کہ ایک مال غنیمت میں مسلمان کو ایسی لونڈی ملی جو پہلے سے حاملہ ہے، اب اس سے صحبت کرنا یا جماع اُمت حرام ہے، جب تک اس کا رحم خالی نہ ہو، لیکن کیا اس سے بوس و کنار جائز ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف امام ابن سیرین، امام مالک، امام لیث، امام ابوحنیفہ، امام شافعی رحمہم اللہ اس حاملہ سے بوس و کنار کو بھی مکروہ فرماتے ہیں۔ امام عطاءؒ

اس بوس و کنار کو جائز فرماتے ہیں۔ ان کا یہی قول بخاری ج ۱/ص ۲۹۸ پر نقل ہے۔ آپ اس مسئلہ کا حکم صریح آیت سے پیش فرمادیں تا کہ ان کا اختلاف بھی ختم ہو اور آپ کی قرآن دانی کا بھی ہمیں پتہ چل سکے۔

(۱۴) آپ نے تحریر فرمایا ہے متعہ کی اجازت (بخاری ج ۲/ص ۷۶۴) یہ احادیث منسوخ ہیں، امام مازوی فرماتے ہیں متعہ ابتدائے اسلام میں منع نہ تھا، پھر اس کو منع و منسوخ کردیا گیا اور اس پر اجماع ہوگیا۔ معاش صفحہ ۸، اور بخاری ج ۲/ص ۷۶۷ پر متن بخاری میں ہے: قال ابوعبدالله وبينهٔ علی عن النبی ﷺ انه منسوخ. اس سے معلوم ہوا کہ آپ نے بخاری شریف کا مطالعہ بالکل نہیں فرمایا، ورنہ جس کے منسوخ ہونے کی صراحت بخاری میں ہے، اس کا جواز آپ بخاری کی طرف منسوب نہ کرتے۔

(۱۵) آپ نے عنوان لکھا ہے ماں کی بددعا پوری ہوئی اور لڑکے کو زانیہ کا منہ دیکھنا پڑا۔ لیکن یہ نہیں بتایا کہ آپ کو اعتراض ماں پر ہے کہ اس نے بددعا کیوں کی یا اللہ تعالیٰ پر کہ خدا نے ماں کی بددعا کو قبول کیوں کیا یا اس پر کہ ایک نیک آدمی کی صفائی کے لئے شیر خوار بچہ کیوں بولا اور بالآخر اس کی عزت و عظمت لوگوں میں کیوں قائم ہوئی۔ جس شق پر اعتراض ہو اس کو واضح فرما کر اس کا خلافِ قرآن ہونا ثابت کریں تا کہ غور کیا جائے۔

(۱۶) پیشاب پینے کا حکم:

حلال جانوروں کے پیشاب کے پاک یا ناپاک ہونے کا مسئلہ قرآن پاک میں نہیں ہے، اس لئے اس میں مجتہدین کا اختلاف ہوا۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ اس کو نجاست خفیفہ فرماتے ہیں اور امام محمدؒ پاک فرماتے ہیں، حالت اضطرار میں قطعی حرام اور نجس مثلاً

خنزیر تک کے کھانے کی اجازت قرآن پاک میں موجود ہے، کیا آپ یہاں بھی اضطرار کا ذکر حذف کر کے قرآن پر اعتراض کریں گے کہ خنزیر کھانے کی اجازت قرآن کیسے دے سکتا ہے مجھ جیسا پاپی انسان تو یہ سوچ بھی نہیں سکتا جب حالت اضطرار میں حرام اور نجس قطعی کے استعمال کی گنجائش قرآن میں موجود ہے، تو آنحضرت ﷺ تو صاحب وحی تھے ان کو اگر بذریعہ وحی یقین ہوگیا ہو کہ ان کی شفا اسی میں ہے اور آپ ﷺ نے حالت اضطرار میں اجازت دے دی تو اس میں کس آیتِ قرآن کی مخالفت لازم آئی کہ آپ اس حدیث کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ آپ قرآن پاک سے حلال جانوروں کے پیشاب کا نجس ہونا اور یہ کہ اس کا استعمال حالت اضطرار میں بھی جائز نہیں ثابت کریں۔

آپ نے صحیح بخاری کی ۲۷۶۲- اَحادیث میں سے ان ۱۶ -روایات کو ماننے سے انکار کیا مگر ان کو خلافِ قرآن ثابت کرنے میں آپ سو فیصد ناکام رہے ہیں، اب تو پوری بخاری شریف آپ پر ماننی واجب ہوگئی۔

آپ نے آخر میں یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ علماء مجھ پر کفر کا فتویٰ دائر کرنے کی سوچیں گے۔ محترم! آپ کا علماء سے کوئی ربط معلوم نہیں ہوتا، ورنہ علماء تو آج سے تقریباً ۳۰ سال پہلے اس فرض سے سبکدوش ہو چکے۔ مؤلف کتاب مقامِ حدیث کے بارے میں کتاب شائع فرما چکے۔ علماء اُمت کا متفقہ فتویٰ پرویز کافر ہے، شعبہ تصنیف مدرسہ عربیہ اسلامیہ جامع مسجد نیو ٹاؤن کراچی نمبر ۵، یہ تقریباً ۲۵۶ صفحات کی کتاب ہے۔ اس میں علمائے عرب وعجم کے تقریباً ۱۰۵۰ علماء کے دستخط ہیں۔ پہلی فرصت میں اس کا مطالعہ فرمائیں اور اپنی ایمان کی دولت کو محفوظ فرمائیں۔ اس کا کوئی صحیح جواب اب تک نہیں آیا، پرویز نہ جواب لکھ سکا نہ توبہ کی توفیق ہوئی اور مر گیا۔

آخر میں آپ نے علماء کے بارے میں بدگمانی ظاہر کی ہے کہ وہ کفر کے تھوک فروش ہیں۔ میجر صاحب! علماء کسی کو اس وقت تک کافر نہیں کہتے جب تک اس کے کفر کی وجہ دوپہر کے آفتاب سے زیادہ واضح نہ ہو۔ دیکھئے علماء نے قادیانیوں کے کفر پر متفقہ فیصلہ دیا، آپ جیسے ایک کروڑ میں سے ایک فرد نے یہ بدگمانی ظاہر کی مگر جب عدالتوں میں قادیانیوں کا کفر زیر بحث آیا تو مسلم جج صاحبان نے بھی ان کے کفر پر ہی فیصلے دیئے۔ اسمبلی میں بحث اُٹھی تو تمام قانون دانوں کی موجودگی میں ان کے کافر ہونے کا ہی فیصلہ ہوا۔ پرویز پر جب علماء نے متفقہ کفر کا فتویٰ دیا پرویز کتنے سال زندہ رہا لیکن وہ اس فتوے کو نہ عدالت میں چیلنج کر سکا نہ اسمبلی میں۔ وہ جانتا تھا کہ علماء نے میرے کفر کے فتویٰ میں کوئی اندھیرے میں تیر نہیں مارا، بلکہ ہر وجہ کفر کو روزِ روشن کی طرح واضح کر کے فیصلہ دیا ہے۔ محترم! جیسے ڈاکٹر صاحبان کسی کو مریض بناتے نہیں بلکہ اس کا مرض بتاتے ہیں اسی طرح علماء کسی کو کافر بناتے نہیں، ہاں اگر کوئی بدقسمتی سے خود کافر بن جائے تو اس کا کفر بتا دیتے ہیں۔ کیا آپ کے خیال میں قرآن پاک نے کافروں کے کفر کا ذکر نہیں کیا۔ یقیناً کیا ہے۔ تو آپ کفر کو کفر کہنے سے کیوں عار محسوس کرتے ہیں۔ میجر صاحب! آپ متواترات کو مانتے ہیں یا نہیں، مسلمانوں کی متواتر نماز کو آپ قرآن کے خلاف ثابت کر سکتے ہوں تو ہمت کریں، اگر متواتر نماز کو صحیح مانتے ہیں تو وہ قرآن سے ثابت کر دیں۔ میجر صاحب! آپ یہ تحریر فرمائیں کہ وفات پر آپ کو غسل دیا جائے یا نہیں، کفن کتنا دیا جائے، جنازہ کا مکمل طریقہ لکھ دیں اور قبر کس رُخ کھودی جائے، قبر میں آپ کو کس رُخ لٹایا جائے۔ یہ سب قرآن پاک سے ثابت فرمادیں۔ یہ فرمائیں گدھا، کتا، چیتا، لومڑی، اُلو، گدھ، بندر، کچھوا، سانپ، چھپکلی حلال ہیں یا حرام؟ قرآن پاک کی آیات سے ان کا حلال یا حرام ہونا ثابت فرمادیں۔

رسالہ "صراطِ مستقیم" پر ایک نظر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْم. اَمَّا بَعْد:

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

آپ کا مرسلہ "صراطِ مستقیم" رسالہ کا تراشا ملا جو کسی غیر مقلد رسالہ سے لیا گیا ہے۔ اس کے مندرجات کے بارے میں چند گزارشات معروض ہیں:

چند خوش فہمیوں کے جوابات:

(۱) میر صاحب فرماتے ہیں کہ دعوتِ اہل حدیث خالص کتاب وسنت کی اتباع کا نام ہے۔

جواب: میر صاحب! قرآن وحدیث میں کسی مذہبی فرقے کا نام اہل حدیث مذکور نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے کبھی نہیں فرمایا کہ میری اُمت میں ایک چھوٹا سا فرقہ ہوگا جس کا ہر عالم، جاہل، فاسق، فاجر، بچہ، بوڑھا، مرد، عورت اہل حدیث کہلایا کرے گا اور اس کی دعوت خالص کتاب وسنت کی اتباع ہوگی۔ جس فرقہ کا نام ہی کتاب وسنت سے ثابت نہیں اس کی دعوت اور کام کا کتاب وسنت سے کیا تعلق؟

(۲) اہل حدیث کا لفظ قرآن وحدیث میں تو موجود ہی نہیں، البتہ بعض اُمتیوں کی

کتابوں میں اہل حدیث کا لفظ ملتا ہے۔

جواب: وہ کسی مذہبی فرقہ کا نام نہیں بلکہ علمی طبقہ کا نام ہے، جس طرح مفسرین کو اہلِ قرآن لکھتے تھے اسی طرح محدثین کو اہل حدیث لکھا جاتا ہے۔ یہ محدثین اہل سنت والجماعت کتاب وسنت، اجماع اور قیاسِ شرعی کے ماننے والے اور ائمہ اربعہ میں سے کسی نہ کسی کے مقلد تھے، جیسا کہ کتبِ طبقات میں موجود ہے۔ ان محدثین نے اپنی کتابوں میں فقہ کی تعریف کے باب باندھے۔ فقہی مسائل بیان کئے۔ ان لوگوں نے اپنی کتابوں میں مجتہدین کی تقلید کے شرک وحرام ہونے کا کوئی باب نہیں باندھا، نہ کبھی ائمہ اربعہ کے قیاس کو شیطانی قیاس کہا، نہ ان کے مقلدین کو ابوجہل اور یہود ونصاریٰ کی طرح مشرک وکافر کہا، البتہ انگریز کے دور میں جس طرح منکرین حدیث نے اپنا نام اہلِ قرآن رکھ کر یہ اعلان کیا کہ اہلِ قرآن کی دعوت خالص قرآن کی دعوت ہے، ان کی دعوت میں خالص توحید ہے، شرک کا شائبہ تک نہیں، اسی طرح انگریز کے دور میں ایک فرقہ نے اپنا نام اہل حدیث رکھ کر یہ شور مچایا کہ ہماری دعوت خالص کتاب وسنت ہے، ان میں نہ محدثین کی شرائط موجود ہیں نہ محدثین کی طرح یہ فقہ کو مانتے ہیں بلکہ شیعہ وخوارج کی طرح کھل کر اجماع وقیاس کے منکر اور فقہ کے مخالف ہیں۔ ائمہ مجتہدین کے قیاس کو شیطانی قیاس اور ائمہ اربعہ کے مقلدین کو مشرک اور بدعتی کہتے ہیں۔ جس طرح قادیانی قرآن میں میں لفظ ربوہ دیکھتے ہیں تو لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں کہ دیکھو! قرآن پاک میں ہمارے شہر ربوہ کا نام ہے مگر تمہارے شہر کراچی، راولپنڈی، حضرو کا نام کہیں قرآن حدیث میں نہیں۔ شیعہ قرآن پاک میں جہاں لفظ شیعہ دیکھ لیں اس سے اپنا فرقہ مراد لیتے ہیں۔ منکرین حدیث جہاں کتاب اللہ میں قرآن کا لفظ دیکھ لیں یا حدیث میں اہل قرآن کا لفظ دیکھ لیں وہ دھوکا دیتے ہیں کہ یہ ہمارے فرقہ منکرین

حدیث کا ذکر ہے۔ اسی طرح یہ فرقہ جہاں اہل حدیث کا لفظ دیکھتا ہے اپنا فرقہ مراد لے کر لوگوں کو دھوکا دیتا ہے۔ محدثین میں اور ان میں ایسا ہی فرق ہے جیسا فرق حضرت ابراہیم علیہ السلام اور مشرکین کے بنائے ہوئے بت میں تھا جس کا نام وہ ابراہیم رکھ لیتے تھے۔ یہ اس مقدس نام کا ایسا ہی غلط استعمال کرتے ہیں جیسے مرزا کادیانی مہدی کے مقدس لفظ کا اپنے لئے غلط استعمال کرتا تھا۔ انگریز کے دور سے پہلے کسی علل حدیث سے جاہل، اسماء الرجال سے ناواقف، علم جرح وتعدیل سے بے بہرہ پر کبھی اہل حدیث کا لفظ استعمال نہیں ہوا۔ یہ قیامت تک بھی ایسا حوالہ پیش نہیں کر سکتے، انگریز کے دور میں جاہل مرکب بھی اہل حدیث بن بیٹھے۔

قیامِ حشر کیوں نہ ہو کہ اک کلچڑی گنجی
کرے ہے حضورِ بلبل بستاں نوا سنجی

(۳) یہ وہ جماعت ہے جو توحید کو ہر قسم کے شرک کی آمیزش سے جدا کرتی ہے۔

جواب: اس فرقہ کی توحید کو اہلِ حق اہل سنت والجماعت کی توحید سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ توحید کے نام پر معجزات میں تاویلات باطلہ کرتے ہیں (دیکھو! مولوی ثناء اللہ کی تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن) کرامات اولیاء کا مذاق اُڑاتے ہیں، حالانکہ معجزات و کرامات کا تعلق اللہ تعالیٰ کے علم وقدرت سے ہے۔ ان کا مذاق اُڑانا خدا تعالیٰ کے علم و قدرت کا مذاق اُڑانا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کے علم وقدرت کا مذاق اُڑانے کا نام ہی توحید ہے؟ ان کی توحید یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاک نام اور پاک کلام کو بے برکت مانا جائے، تعویذ اور دم میں اللہ کے کلام سے تبرک حاصل کرنا شرک ہے۔ ان کی توحید کا مطلب یہ ہے کہ حیاتِ انبیاء کا انکار کیا جائے کہ وہ بعد از وفات اپنی قبورِ مطہرہ میں حیات نہیں (دیکھو! اسماعیل سلفی کی کتاب) ان کی توحید یہ ہے کہ ائمہ کی تقلید سے

بغاوت کی جائے، اس لئے ان کی توحید کا تعلق اہل سنت والجماعت سے کچھ نہیں۔ اگر یہ اس کو ہی خالص توحید کہتے ہیں تو منکرین حدیث کی توحید، معتزلہ کی توحید، نیچریوں کی توحید، قادیانیوں کی توحید ان سے زیادہ خالص ہوگی۔

(۴) یہ جماعت سنت کو بدعت سے پاک کرنے کی دعوت دیتی ہے۔

<u>جواب:</u> یہ فرقہ تو خود بدعتی ہے۔ میلاد مروّجہ ان کی خانہ ساز پیداوار ہے اور یہ لوگ خود دورِ برطانیہ کی پیداوار ہیں۔ فقہ کا انکار بدعت ہے. اجماع کا انکار بدعت ہے، قیاس شرعی کا انکار بدعت ہے۔ اس فرقہ کے بطن فتنہ پرور سے انکار حدیث، انکار حیات، انکارختم نبوت، انکار معجزات وکرامات، انکارِ صحابہ، انکارِ اہل بیت کی برائیوں نے جنم لیا۔ عجیب بات ہے کہ جو خود سراپا بدعت ہو، اتنے بدعتی بچوں کی ماں ہو وہ بدعت سے پاک ہونے اور پاک کرنے کا دعویٰ کرے، برعکس نہند نام زنگی کافور۔

ہاں اگر میر صاحب کہتے ہیں کہ ہم نے اہل سنت میں فتنہ ڈالا، انگریز سے جہاد کو حرام کہہ کر جاگیریں لیں، مساجدِ اہل سنت میں فساد کرا کے انگریز کے ہاتھ مضبوط کئے تو ہم یہ تسلیم کر لیتے کہ اس جماعت میں بھی کوئی انصاف کی بات کر سکتا ہے۔ بدعات کو تو یہ فرقہ کیا نکالتا، فرائض تک اڑا دیئے، سر کی بجائے ٹوپی پر مسح، پاؤں دھونے کی بجائے باریک جرابوں پر مسح کروا کے وضو کے دو فرائض ضائع کرائے جس سے سینکڑوں لوگوں کی نمازیں غارت کرادیں۔

اندکے با تو گفتم و بغم دل ترسیدم
کہ آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار ست

(۵) یہ جماعت کسی ایک امام کی تقلید کو اپنے اوپر واجب قرار دینے کی بجائے تمام ائمہ کے افکار واجتہاد کی قدر کرتی ہے۔

جواب: تقلید شخصی کے واجب (بالغیر) ہونے پر اُمت کا اجماع ہو چکا ہے، اس اجماع کا ذکر علامہ ابن ہمامؒ نے فتح القدیر اور تحریر الاصول میں، ابن نجیمؒ نے الاشباہ والنظائر میں، علامہ نوویؒ نے روضۃ الطالبین میں، علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح المبین میں، علامہ مناویؒ نے شرح جامع الصغیر میں، حضرت ملا جیونؒ نے تفسیرات احمدیہ میں، شاہ ولی اللہ نے الانصاف اور عقدالجید میں، قاضی ثناء اللہ نے تفسیر مظہری میں اور دوسرے علماء نے بھی اپنی اپنی کتابوں میں فرمایا ہے۔ خارق اجماع اور تارک واجب کے فاسق ہونے میں ذرہ بھر بھی شبہ نہیں۔ عجب ہے کہ آپ اس گناہ پر فخر کر رہے ہیں اور اس گناہ کے ساتھ یہ جھوٹ بھی بولا کہ ہم تمام ائمہ کے افکار کا احترام کرتے ہیں۔ میر صاحب! اگر چہ مجتہدین بہت سے ہوئے ہیں، لیکن صرف چار ائمہ کا مذہب مدوّن اور متواتر ہے۔ آپ نے بہت سے مسائل میں چاروں اماموں کو چھوڑ رکھا ہے۔ مثلاً

(۱) چاروں امام ایک مجلس کی تین طلاقوں کو تین کہتے ہیں، تم اس کو نہیں مانتے (نووی شرح مسلم)

(۲) چاروں امام اجماع کو حجت شرعی مانتے ہیں، تم سب کے خلاف اجماع کے منکر ہو۔

(۳) چاروں امام قیاس شرعی کو حجت مانتے ہیں، تم منکر ہو۔

(۴) چاروں اماموں نے اپنی فقہ کے مسائل کو اس طرح مرتب کروایا کہ صرف مسائل ہوں دلائل کا ذکر نہ کیا تا کہ لوگ بلا مطالبہ دلیل عمل کر کے تقلید کریں، تم اس تقلید کو شرک اور حرام کہتے ہو۔

(۵) چاروں امام کہتے ہیں کہ جو شخص رکوع میں مل جائے اس کی وہ رکعت پوری شمار ہوگی، تم اس کے منکر ہو۔

(۶) چاروں ائمہ کا اتفاق ہے کہ باریک جرابوں پر مسح جائز نہیں، تم اس کے منکر ہو۔

(۷) چاروں اماموں میں سے کوئی امام بھی بیس سے کم تراویح کے سنت ہونے کا قائل نہیں، تم اس کے مخالف ہو۔

(۸) چاروں امام قائل ہیں کہ فاتحہ قرآن میں شامل ہے، تم منکر ہو۔

(۹) چاروں اماموں کی فقہ حیات النبی ﷺ کو مانتی ہے، تم منکر ہو۔

(۱۰) چاروں اماموں کے نزدیک امام نماز جنازہ آہستہ آواز سے پڑھائے، تم چاروں کے خلاف بلند آواز سے پڑھاتے ہو۔

کیا اسی بات کو آپ کہتے ہیں کہ ہم سب ائمہ کا احترام کرتے ہیں۔ پھر یہ جھوٹ نہ بولنا کیونکہ جھوٹ بولنا منافق کی علامت ہے نہ کہ اہل حدیث (محدث) کی۔

(۶) ائمہ مجتہدین کا جو بھی خیال قرآن و حدیث سے قریب تر ہو، مضبوط دلائل پر قائم ہو، یہ جماعت اس کو بلا چون و چرا قبول کرتی ہے۔

جواب: اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ ائمہ مجتہدین کے تمام اختلافات اور مسائل اور دلائل پر جماعت لامذہب کے ہر فرد کو عبور ہے اور اس جماعت کا ہر فرد ائمہ مجتہدین کے مسائل کی پوری چیکنگ کر سکتا ہے۔ کس قدر جھوٹ، دیدہ دلیری اور جرأت رندانہ ہے۔ یہ دعویٰ تو ائمہ صحاحِ ستہ نہ کر سکے۔ حافظ ابنِ حجر، علامہ نووی، ابن عبدالبر، علامہ ابن دقیق العید، علامہ عینی، علامہ زیلعی، علامہ ابن الترکمانی، صاحبِ مشکوٰۃ، علامہ بغوی رحمہم اللہ کے جیسے حدیث کے امام ساری عمر تقلید شخصی میں گزار گئے مگر اتنا بڑا دعویٰ کسی کے زبان و قلم پر نہ آیا۔ تیرہ سو سال کے عرصہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ سب محدثین، اولیاء اللہ، فقہاء، سلاطین، مجاہدین ان کی چوکھٹ سے سنتِ نبوی کے پیمانے نوش کر رہے ہیں۔ جب آپ جیسے

جاہل کو ہم ان سب کے خلاف بغاوت کرتے دیکھتے ہیں تو وہ نقشہ یاد آ جاتا ہے کہ جب آسمان و زمین کے سب فرشتے تو سجدہ ریز تھے مگر ایک ان سب کے خلاف "انا خیر منه" کا نعرہ رِندانہ لگا رہا تھا۔ ایاز قدر خویش بشناس۔ کتنی بڑی گستاخی اور بے حیائی ہے کہ اس جماعت کا ہر فرد اپنی جہالت اور کم علمی کی سوچ کو قرآن و حدیث کا نام دے، اپنی خرافات کو مضبوط دلائل کا نام دے اور ائمہ مجتہدین کو موردِ الزام ٹھہرائے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی احمق مریض کہے کہ میں سب ڈاکٹروں کی قدر کرتا ہوں، ان میں سے جس کا نسخہ قانونِ طب سے قریب تر ہو اور مضبوط دلائل پر قائم ہو اس کو بلا چوں و چرا قبول کرتا ہوں۔ ڈاکٹری کی کتاب کا اُردو ترجمہ لے کر سب ڈاکٹروں کا مذاق اُڑائے، ان کا تمسخر اُڑائے تو اس کی جگہ پاگل خانے کے سوا اور کیا ہوسکتی ہے؟ آپ کی یہ بات ایسی ہی ہے کہ کوئی ملزم چیف جسٹس صاحبان کے فیصلوں کا مذاق اُڑائے، ان کا استہزاء کرے، کیا وہ توہینِ عدالت کا مرتکب نہیں؟ یہ جماعت اپنی اس بے جا حرکت کو تحقیق کا نام دے کر خوش ہو لے مگر ان کی یہ حرکت گناہِ کبیرہ ہے۔ آنحضرت ﷺ اس اَمر پر بیعت لیا کرتے تھے: ان لا ننازع الامر اهله (نسائی ج ۲/ص ۱۵۹) کہ کوئی نااہل اہل کے ساتھ منازعت نہیں کرے گا۔ اس جماعت کے ہر فرد کا نااہل ہونا ہمارے مشاہدہ اور تجربہ سے ثابت ہے اور ائمہ اربعہ کا اہل اجتہاد میں سے ہونا اجماعِ اُمت سے ثابت ہے۔ اس لئے ان نااہلوں کی منازعت حدیث نبوی ﷺ کی مخالفت ہے۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں: اذا وسد الامر الی غیر اهله فانتظر الساعة. یعنی "جب معاملات نااہلوں کے سپرد ہونے لگیں تو قیامت پر آئی۔ دیکھو۔" جس طرح قیامت اس دنیا کو تباہ و برباد کر کے رکھ دے گی اسی طرح یہ نااہل لوگ دینِ

حق کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیں گے۔

طریقِ امتحان:

میر صاحب آیئے! اگر آپ دعویٰ میں سچے ہیں تو ہم ایک کمیٹی بنا کر آپ کا امتحان لیں گے۔ ایک طب کی کتاب آپ کو دیں گے اور دس مریض پیش کریں گے کہ ان کی بیماری کے نسخے لکھو۔ پھر وہ نسخے طبی بورڈ میں پیش کر کے فیصلہ لیں گے، اسی طرح آپ کو تعزیراتِ پاکستان کا اُردو ترجمہ دیں گے اور دس مقدمے آپ کے سامنے پیش کر کے فیصلہ کروائیں گے اور جج صاحبان کے بورڈ سے ان فیصلوں کا فیصلہ لیں گے۔ دس احادیث سندوں میں گڑبڑ کر کے آپ کے سامنے رکھیں گے، جن کی صحت و ضعف آپ مقلدانہ نہیں بلکہ مجتہدانہ انداز میں بیان فرمائیں گے اور بیس شیوخ الاحادیث جو مذاہب اربعہ سے تعلق رکھتے ہوں گے وہ اس کو چیک کریں گے اور دس مسائل قانون اسلامی کے آپ کے سامنے رکھیں گے اور بیس مفتی صاحبان کے بورڈ میں جس میں ہر مذہب کے پانچ پانچ مفتیانِ کرام شریک ہوں گے۔ آپ ہر امام کا مذہب ان دس مسائل میں بیان کر کے ان کے علیحدہ علیحدہ دلائل بیان کریں گے۔ پھر ایک پہلو کو ترجیح دیں گے، وہ بیس مفتیان کرام فیصلہ کریں گے کہ یہ ترجیح قرآن و حدیث سے قریب تر اور مضبوط دلائل پر مبنی ہے۔ اس امتحان کی فیس بھی آپ کو جمع کرانی ہوگی۔

میر صاحب! جب سب محدثین اور فقہاء اور اُمت کے سب طبقے باجماع اُمت تقلید شخصی کرتے چلے آرہے تھے تو آپ کو قرآن پاک کی کس آیت اور کس متواتر حدیث نے اس اجماع کی مخالفت پر آمادہ کیا اور وہ کون سی آیت ہے کہ جس میں یہ ہو کہ عامی کے لئے ایک مجتہد کی تقلید شرک، کفر اور حرام ہے اور اُمت کا اجماع قرآن و سنت

کے خلاف ہے۔ سوائے ملکہ وکٹوریہ کے اشتہار آزادی مذہب جس کو نواب صدیق الحسن غیر مقلد نے ترجمانِ وہابیہ میں درج کیا ہے اور کوئی دلیل شرعی اس اجماع سے نہیں ٹکراتی۔

آخر آپ کا یہ طرزِ عمل کیسا ہوگا؟ ایک مسئلہ میں ایک امام کا قول قبول کریں گے دوسرے کا منہ چڑائیں گے۔ دوسرے مسئلے میں دوسرے امام کا قول لیں گے، پہلے کا منہ چڑائیں گے آپ اس طرزِ عمل پر جتنا بھی فخر کریں مگر آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں: ان شر الناس عندالله ذا الوجهين. یعنی "دوغلا آدمی خدا کی نظر میں بدترین ہے۔" اور آنحضرت ﷺ نے منافق کی مثال اس بکری سے دی ہے جو دو بکروں کے درمیان گردش کرتی ہے اور بقول آپ کے تلاش کرتی ہے کہ کس کے دلائل مضبوط ہیں۔ آخر آپ غور تو فرمائیں کہ آپ کو ساری اُمت کا طرز پسند کیوں نہیں آیا اور یہ منافقوں والا طرز کیوں اتنا محبوب ہے۔ سچ ہے کہ دل رابدل راہے راست۔

اس کے بعد آپ نے پانچ فقہی مسائل لکھے ہیں۔ آپ کو چاہئے تو یہ تھا کہ ان پانچوں مسائل میں پہلے سب ائمہ کا مسلک بیان کرتے، پھر ہر ایک کے دلائل پر مضبوط دلائل کی طرف جاتے مگر آپ نے کچھ بھی نہ کیا۔ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَاللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْن (الآیۃ) بھی آپ کو یاد نہ رہی۔ آپ نے تو بلا دلیل یہ مسائل لکھ دیئے۔ اب کوئی آدمی آپ کے یہ بلا دلیل مسائل پڑھ کر عمل کرلے تو وہ آپ کی تقلید شخصی کی وجہ سے مشرک ہوگیا اور آپ بلا دلیل ذکر کرنے کی وجہ سے مشرک گر بن گئے۔

فاتحہ خلف الامام:

(۷) مقتدی کو چاہئے کہ جس رکعت میں اس کی سورۃ فاتحہ چھوٹ گئی ہے، وہ امام

کے سلام پھیرنے کے بعد اس رکعت کو مکمل کر لے۔

جواب: میر صاحب! آپ نے مسئلہ تو لکھ دیا لیکن اس کی دلیل میں نہ قرآن کی آیت پیش کی اور نہ حدیث صحیح پیش کی۔ ہم تو پہلے ہی کہتے تھے کہ جس طرح منکرین حدیث (اہلِ قرآن) قرآن کا نام محض دھوکے کے لئے لیتے ہیں ایسے ہی منکرین فقہ قرآن و حدیث کا نام محض دھوکے کے لئے لیتے ہیں۔ یہ مسئلہ لکھتے وقت آپ نے کسی امام کو ہیں بلکہ چاروں اماموں کو چھوڑ دیا، کیونکہ چاروں امام اس کے قائل ہیں کہ رکوع میں ملنے والے کی پوری رکعت شمار ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ اس نے نہ خود فاتحہ پڑھی ہے نہ امام کی فاتحہ سنی ہے۔ آپ تو جماعت غرباء اہل حدیث کو بھی چھوڑ گئے، کیونکہ ان کے نزدیک بھی رکوع میں ملنے والے کی رکعت پوری ہے، دُہرانے کی ضرورت نہیں (فتاویٰ ستاریہ) سب صحابہؓ کو بھی چھوڑ گئے، کیونکہ صحابہؓ رکوع میں مل کر رکعت نہیں دُہراتے تھے (دیکھو! موطین اور مجمع الزوائد) اور اللہ کے آخری نبی کو بھی چھوڑ گئے، کیونکہ اُنہوں نے حضرت ابوبکرہؓ کو رکعت دُہرانے کا حکم نہیں دیا (بخاری)۔ میر صاحب! دیکھا تقلید چھوڑنے کا بدنتیجہ، سب کچھ گیا، اب ایک چمٹا ہاتھ میں لے لو اور گلی بازار میں چمٹا بجاتے پھرو اور گاتے پھرو۔

مجرد سب سے اعلیٰ ہے
نہ جورو ہے نہ سالا ہے

آمین:

(۸) دوسرا مسئلہ آمین کا چھیڑا ہے مگر مضبوط دلائل تو کجا، قرآن و حدیث سے کوئی ایک مضبوط دلیل بھی بیان نہیں کی، بلکہ مسئلہ بھی پورا بیان نہیں کیا۔ دیکھئے! آپ کا عمل

یہ ہے، اس پر ہم صرف ایک ایک صحیح صریح غیر معارض حدیث کا مطالبہ کرتے ہیں:

(۱) آپ لوگ جب اکیلے نماز پڑھتے ہیں تو آمین آہستہ کہتے ہیں۔ ایک حدیث صحیح صریح غیر معارض پیش کریں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہو کہ اکیلے نمازی کے لئے آمین آہستہ کہنا سنت مؤکدہ ہے۔

(۲) آپ جب امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں تو فجر، مغرب اور عشاء کی چھ رکعتوں میں بلند آواز سے آمین کہتے ہیں اور باقی گیارہ رکعتوں میں آہستہ آمین کہتے ہیں۔ آپ ایک حدیث صحیح صریح غیر متعارض ایسی پیش کریں جس میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہو کہ مقتدی کے لئے چھ رکعتوں میں آمین بلند آواز سے سنت مؤکدہ ہے اور گیارہ رکعتوں میں آہستہ آواز سے سنت مؤکدہ ہے۔

(۳) آپ صرف ایک حدیث صحیح صریح غیر معارض پیش کریں کہ دورِ نبوت میں آنحضرت ﷺ کے کسی ایک ہی صحابی نے ایک ہی دن آپ ﷺ کے پیچھے چھ رکعتوں میں بلند آواز سے اور گیارہ رکعتوں میں آہستہ آواز سے آمین کہی ہو۔

(۴) آپ ایک ہی حدیث صحیح صریح غیر معارض ایسی پیش کریں کہ پورے تیس سالہ دور خلافت راشدہ میں چاروں خلفائے راشدین میں سے کسی ایک ہی خلیفہ راشد کے کسی ایک ہی مقتدی نے صرف ایک ہی دن چھ رکعت میں بلند آواز سے اور گیارہ رکعتوں میں آہستہ آواز سے آمین کہی ہو۔

(۵) آپ ایک ہی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش فرمائیں کہ آنحضرت ﷺ نے یہ حکم دیا ہو کہ امام کے لئے چھ رکعتوں میں بلند آواز سے آمین کہنا سنت مؤکدہ ہے اور گیارہ رکعتوں میں آہستہ آواز سے آمین کہنا سنت مؤکدہ ہے۔

(۶) ایک ہی حدیث صحیح صریح غیر معارض ایسی پیش کرو کہ خود آنحضرت ﷺ نے اپنی پوری زندگی میں ایک ہی دن امام بن کر چھ رکعتوں میں بلند آواز سے اور گیارہ رکعتوں میں آہستہ آواز سے آمین کہی ہو۔

(۷) ایک ہی حدیث صحیح صریح غیر معارض ایسی پیش کریں کہ پورے تیس سالہ دور میں خلافتِ راشدہ میں کسی ایک ہی خلیفہ راشد نے صرف ایک ہی دن امام بن کر چھ رکعتوں میں بلند آواز سے اور گیارہ رکعتوں میں آہستہ آواز سے آمین کہی ہو۔

میر صاحب! آپ کی ساری جماعت مل کر بھی ایسی احادیث پیش نہیں کر سکتی اس لئے قرآن و حدیث کا نام لے کر عوام کو دھوکا نہ دیا کرو بلکہ میرا مشورہ یہ ہے کہ اگر آپ مندرجہ سات احادیث پیش نہ کر سکیں اور ہرگز نہ کر سکیں گے تو اپنا نام اہل حدیث انگریز کو واپس کر دو کہ جناب نے ہمیں اہل حدیث نام الاٹ کیا تھا مگر ہمیں حدیث تو کوئی آتی ہی نہیں، اس لئے یہ نام مہربانی کر کے واپس لے لیں۔ میر صاحب! آپ آمین کے مسئلے پر کیا خاک تحقیق کریں گے، آپ کو تو آمین کا معنی بھی نہیں آتا۔ آمین کا معنی ہے: اے اللہ قبول فرما۔ یہ دُعا ہے اور قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا حکم موجود ہے: اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً (سورۃ الاعراف) "اللہ تعالیٰ سے دُعا نہایت عاجزی سے اور خفیہ یعنی آہستہ کیا کرو۔" اور آہستہ آمین کی حدیث جو مسند احمد ج ۴/ص ۳۱۶، دارقطنی ج ۱/ص ۱۲۷، مسند ابوداؤد طیالسی ص ۱۳۸، بیہقی ج ۲/ص ۵۷، مستدرک حاکم ج ۲/ص ۲۳۲ پر موجود ہے۔ آپ اس کو نہ مان کر کیوں قرآن و حدیث کے منکر بن رہے ہو۔ دیکھو! قرآن و حدیث ہمارے ساتھ ہے۔

رفع الیدین:

(۹) آپ نے تیسرا مسئلہ رفع الیدین لکھا ہے۔ پہلا فریب تو یہ کیا ہے کہ مسئلہ ہی پورا نہیں لکھا۔ آپ حضرات کا عمل وعقیدہ یہ ہے کہ پہلی اور تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین سنت مؤکدہ ہے اور دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین ناجائز اور مکروہ ہے۔ رکوع جاتے اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت رفع یدین سنت مؤکدہ ہے اور سجدوں میں جاتے اور سجدوں سے سر اُٹھاتے وقت رفع یدین ناجائز اور مکروہ ہے۔ آپ کے اس دعویٰ پر نہ کوئی قرآن پاک کی آیت آپ پیش کر سکتے ہیں نہ آنحضرت ﷺ کی کوئی قولی حدیث پیش کر سکتے ہیں، نہ کوئی تقریری حدیث پیش کر سکتے ہیں۔ فعلی حدیث میں بھی آپ خلفائے راشدین اور عشرہ مبشرہ سے کوئی صحیح حدیث مکمل دعوے پر پیش نہیں کر سکتے۔ ہاں بعض معارض احادیث ہیں، لیکن مواظبت کسی حدیث سے بھی ثابت نہیں۔ میر صاحب! روزہ میں بیوی کا بوسہ لینے کی حدیث صحیح بھی ہے اور غیر معارض بھی، وضو کے بعد بیوی کا بوسہ لینے کی حدیث صحیح بھی ہے اور غیر معارض بھی، نماز پڑھتے ہوئے دروازہ کھول دینے کی حدیث صحیح بھی ہے اور غیر معارض بھی، بچی کو اُٹھا کر نماز پڑھنے کی حدیث صحیح بھی ہے اور غیر معارض بھی، پھر بھی آپ یہ نہیں کہتے کہ روزہ میں بوسہ لینا سنت مؤکدہ ہے۔ وضو کے بعد بوسہ لینا سنت مؤکدہ ہے، نماز پڑھتے ہوئے دروازہ کھولنا سنت مؤکدہ ہے، بچی کو اُٹھا کر نماز پڑھنا سنت مؤکدہ ہے، ان افعال کے بغیر روزہ، وضو اور نماز خلافِ سنت ہوں گے لیکن رفع یدین کو آپ سنت مؤکدہ کیسے ثابت کریں گے۔ میر صاحب! یہ مسئلہ اتنا مشکل نہیں۔ سنئے! تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرنا احادیث سے ثابت ہے اور اس کا ترک کسی حدیث سے ثابت

نہیں، جس سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین ادا کرتے رہے، چھوڑی نہیں، اس لئے ہم نے بھی یہ رفع یدین چھوڑی نہیں۔ سجدوں کے وقت آنحضرت ﷺ کا رفع یدین کرنا حضرت مالک بن الحویرثؓ، حضرت وائل بن حجرؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت انسؓ، حضرت جابرؓ، حضرت عمیر بن حبیبؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ثابت ہے لیکن ایک دو حدیثوں میں چھوڑ دینا بھی ثابت ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے کرنے کے بعد چھوڑ دی تھی، اس لئے آپؐ نے بھی چھوڑ دی اور ہم نے بھی چھوڑ دی۔ بالکل اسی طرح رکوع کی رفع یدین بھی بعض متکلم فیہ احادیث میں مذکور ہے مگر اس کا چھوڑنا بھی احادیث میں موجود ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ نے چھوڑ دی، اس لئے ہم نے بھی چھوڑ دی، آپ کیوں نہیں چھوڑتے؟ میر صاحب! آپ نے مضبوط دلائل کا رعب تو بہت ڈالا تھا مگر جس حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے کہ حضور ﷺ انتقال تک رفع یدین کرتے رہے، وہ بالکل جھوٹی ہے۔ اس کا پہلا راوی متعصب شافعی ہے (طبقاتِ شافعیہ)۔ دوسرا راوی رافضی خبیث ہے (تذکرۃ الحفاظ)۔ تیسرا، پانچواں، چھٹا راوی، ان کے حالات ہی نہیں ملتے، اس لئے مجہول ہیں۔ چوتھا راوی عبدالرحمٰن بن قریشی جھوٹی احادیث بنانے سے متہم ہے (میزان الاعتدال ج ۳/ص ۵۸۲) ساتواں راوی عصمت بن محمد الانصاری جھوٹی احادیث گھڑا کرتا تھا (میزان الاعتدال ج ۳/ص ۶۸) واہ میر صاحب! یہ ہیں تیرے مضبوط دلائل، حالانکہ اُمت کا اجماعی مسئلہ ہے کہ ایسی جھوٹی حدیث کو بیان کرنا حرام ہے اور اللہ کے نبی پر جھوٹ بولنا ہے۔

آہ! شرم تجھ کو مگر نہیں آتی

اللہ کے نبی پر جھوٹ بولنے والے! کل قیامت میں تیرا کیا حال ہوگا؟ جہنم کا ٹھکانہ تو یقینی ہے۔ ایسی جھوٹی روایات کے بل بوتے پر تو ائمہ مجتہدین کا منہ چڑاتا پھر رہا ہے۔

بریں عقل و دانش بباید گریست

زباں لاف رسوا میکند ناقص کمالا نرا

کہ روبرو خاک مالا پر فشانی بستہ بالا نرا

نمازِ وتر:

(۱۰)　اس کے بعد آپ نے نمازِ وتر کے بارے میں وسوسہ اندازی کی ہے، لیکن قرآن و حدیث سے کوئی حوالہ نہیں دیا۔ ہم تو پہلے سے ہی جانتے ہیں کہ آپ کی جماعت کا ہر فرد قرآن و حدیث کا نام محض دھوکے کے لئے لیتا ہے۔ میر صاحب! آپ وتر کی احادیث کا اختلاف تو بیان کر گئے مگر ان میں تطبیق کی کوئی صورت بیان نہ کر سکے۔ یہ بات علم سے تعلق رکھتی ہے، جاہل کیا تطبیق بیان کرے گا۔ اگر آپ کو نہ آتی تھی تو تقلید کر لیتے، لیکن آپ نے تو یہ محاورہ پورا کر دکھایا:　''نہ عقل نہ موت''

میر صاحب! اتنا تو ہر مسلمان جانتا ہے کہ فرائض، واجبات اور سنن مؤکدہ کی رکعتیں مقرر ہوتی ہیں، ان میں کمی بیشی نہیں ہوتی، لیکن نوافل میں کوئی تعیین نہیں ہوتی، جس قدر کوئی پڑھ لے۔ وِتر کے بارے میں دو قسم کی احادیث ہیں: ایک ایسی جن سے ان کا نفل ہونا ثابت ہوتا ہے، دوسری وہ جن سے وِتروں کا واجب ہونا ثابت ہوتا ہے جب تک وتر نفل تھے، وہ تہجد کے ساتھ شامل کر کے شمار کئے جاتے تھے۔ ایک، تین، پانچ، سات، گیارہ وغیرہ اور جب واجب ہو گئے تو اب رکعتیں مقرر ہونا ضروری تھیں۔

چونکہ واجب تراتفس کی جنس سے ہوتا ہے، فرض نمازوں میں فجر دو رکعت، ظہر چار رکعت، عصر چار رکعت، عشاء چار رکعت، یہ سب رکعتیں جفت تھیں، طاق نہ تھیں کہ ان کو وتر کہا جاتا۔ صرف مغرب کے تین فرض طاق تھے، اس لئے ان کو ہی وتر کہا گیا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے مغرب کی نماز کو دن کے وقت وِتر قرار دیا اور ایسے ہی رات کے تین وِتر قرار دیئے (دارقطنی، طبرانی، طحاوی) اور ظاہر ہے کہ نماز مغرب تین رکعت ہیں اور یہ دو تشہد اور ایک سلام کے ساتھ پڑھی جاتی ہے، پس تین وِتروں پر ہی عمل جاری رہا۔ دورِ فاروقی، عثمانی، علوی میں بیس رکعت تراویح کے ساتھ تین ہی وتر پر اجماع رہا۔ اس لئے امام حسن بصریؒ بھی فرماتے ہیں: مسلمانوں کا اجماع ہے کہ وِتر تین رکعت ہیں اور صرف آخری قعدے میں سلام ہے (ابنِ ابی شیبہ ج ۲/ص ۲۹۴) آپ جو تین رکعت میں دو پر سلام پھیرتے ہیں، اس طریقے کو دورِ صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم میں دم کٹی نماز کہا جاتا تھا (طحاوی ج ۱/ص ۱۹۲) آپ نے جو لکھا ہے کہ درمیان میں قعدہ نہ کرے، یہ مسئلہ نہ قرآن میں ہے، نہ صحاح ستہ میں، نہ ہی کسی اور کتاب میں کوئی صحیح حدیث ہے۔ حاکم کے کسی نسخے کا حوالہ دیتے ہیں، لیکن اس کو آج تک صحیح ثابت نہیں کر سکے۔ یہ ہے آپ کی مضبوط دلیل۔ ایسی ہی حدیثوں کے نام سے بے چارے عوام کو دھوکا دیتے اور فتنہ میں مبتلا کرتے ہو

ترسم نہ رسی بکعبہ اے میر
کیں راہ کہ تو میروی بہ انگلستان ست

آپ نے لکھا ہے کہ رسولِ اقدس ﷺ اکثر ایک رکعت پڑھا کرتے تھے۔ یہ محض آپ کا جھوٹ ہے۔ آپ کو یہ بھی تو بیان کرنا چاہئے تھا کہ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ اقدس ﷺ نے فرمایا: دُم کٹی نماز نہ پڑھا کرو اور دم کٹی نماز یہ ہے

کہ ایک وتر پڑھا جائے (کذا فی التمہید)۔ اور یہ بھی بتانا چاہیے تھا کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے ایک وتر پڑھنے والے کو گدھا فرمایا (طحاوی)، اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ کم از کم تین وتر ہیں، میں ایک وتر کو ہرگز جائز نہیں سمجھتا (مؤطا محمد)، کیا حق پوشی ہی آپ کے مضبوط دلائل ہیں؟ آپ جیسے لوگوں کے بارے میں ہی کسی نے کہا ہے: نیم ملا خطرہ ایمان۔

سجدہ سہو:

(۱۱)　سجدہ سہو کے بارے میں آپ نے ایک حدیث نقل کی ہے جس میں سلام سے قبل سجدہ سہو کرنے کا ذکر ہے، مگر حیران ہوں کہ سلام کے بعد سجدہ سہو کی احادیث جو بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، احمد، ابنِ ماجہ، طحاوی، بیہقی میں موجود ہیں، وہ آپ کو کیوں نظر نہیں آئیں، یا تو آپ بالکل جاہل ہیں یا حق پوشی آپ کی طبیعت ثانیہ بن چکی ہے اور پھر دو سلام والی حدیثِ ابن مسعودؓ آپ کو بخاری میں کیوں نظر نہیں آئی اور دو سلام والی حدیث حضرت عمران بن حصینؓ کی مسلم میں اور حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کی ترمذی میں نظر کیوں نہ آئی، حق پوشی کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ ہم تو سب احادیث پر عامل ہیں۔ ہمیں کسی حدیث کی مخالفت کا ڈر نہیں اور آپ جان بوجھ کر احادیث کی مخالفت کر رہے ہیں۔

میر صاحب! چاروں امام اس بات پر متفق ہیں کہ نماز اور تمام احکام میں درجہ بندی ہے، لیکن آپ کی ساری جماعت اس سے عاجز ہے کہ صرف قرآن و حدیث کو سامنے رکھ کر نماز کی رکعتیں، نماز کی شرائط، ارکان، واجبات، سنن، مستحبات، مباحات، مکروہات اور مفسدات کی تفصیل بتا سکے۔ آج تک آپ کی جماعت نماز کا مکمل طریقہ

بھی ثابت نہیں کر سکی تو آپ سے اور کیا توقع ہو سکتی ہے۔

کیا شوخیاں دِکھائے گا اے نشترِ جنوں
مدت سے ایک زخم جگر ہی چھلا نہیں

میر صاحب! آپ کی ساری جماعت ہمارے سوالات کی مقروض ہے۔ آپ ہی مندرجہ ذیل مسائل پر ایک ایک صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کر کے اپنی جماعت کو اس قرض کے بوجھ سے نکالیں، یہ آپ کا اپنی جماعت پر بہت بڑا احسان ہوگا۔

(۱) نماز کی مکمل شرائط کسی ایک حدیث میں دِکھادیں، شرط کی صراحت ہو۔

(۲) نماز کے مکمل ارکان کسی ایک حدیث میں صراحتاً دکھادیں۔

(۳) نماز کے مکمل واجبات جس طرح کتب فقہ میں ترتیب وار ہیں کسی ایک حدیث میں دکھادیں۔

(۴) نماز کی مکمل سنتیں جس طرح فقہ میں یکجا ترتیب سے مذکور ہیں، حدیث میں دکھادیں۔

(۵) نماز کے مکمل مستحبات و آداب جس طرح کتب فقہ میں یکجا ترتیب سے مذکور ہیں، حدیث میں دِکھادیں۔

(۶) نماز کے مکمل مکروہات جس طرح کتب فقہ میں ترتیب وار ہیں، کسی ایک حدیث میں یکجا دکھادیں۔

(۷) نماز کے مکمل مفسِدات جس طرح کتب فقہ میں یکجا موجود ہیں، حدیث میں یکجا دکھادیں۔

(۸) پانچوں نمازوں کی مکمل رکعتیں مع تفصیل سنت مؤکدہ، سنت غیر مؤکدہ، فرض، واجب، نفل، کسی ایک حدیث میں یکجا دکھادیں۔

(۹) آپ کا امام تکبیراتِ نماز اور سلام بلند آواز سے کہتا ہے اور مقتدی آہستہ، یہ فرق کسی حدیث میں دکھا دیں۔

(۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳) آپ جو رکوع، سجدہ، جلسہ اور قومہ میں دُعائیں و تسبیحات آہستہ پڑھتے ہیں، اس کی ایک ایک حدیث دکھا دیں۔

(۱۴، ۱۵) آپ جو قعدہ میں درود اور دُعا آہستہ پڑھتے ہیں، اس کی حدیث دکھا دیں۔

میر صاحب! آپ کی جماعت آج تک اپنی مکمل نماز کا قرآن و حدیث سے ثبوت پیش کرنے سے عاجز ہے۔ ہاں قرآن و حدیث کے نام پر خنزیر، خمر، مردار، شرم گاہ کی رطوبت، کتے کی قے، خون، پیشاب، کتے کے پاخانے، گوشت تک کو پاک کہہ رہی ہے (دیکھو! بدور الاہلہ، نزل الابرار، کنز الحقائق) یہ ہے جو قرآن و حدیث کے نام پر ہو رہا ہے۔

جناب میر صاحب! اہل حدیث کا نام تو بہت سے فرقے استعمال کر رہے ہیں۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری بھی اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے تھے مگر ۸۰ علمائے اہل حدیث نے اس کو مرزائیوں اور فرعون سے بدتر کافر کہا، مکہ کی حکومت نے بھی اسے اہل حدیث سے خارج کیا (دیکھو! فیصلہ مکہ، فیصلہ سلطانیہ، اربعین، ثنائی نزاع، اظہار کفر ثناء اللہ بجمیع اصول آمنت باللہ) جماعت غرباء بھی اپنے آپ کو اہل حدیث کہتی ہے مگر ۸۴ علمائے اہل حدیث نے ان کو اہل حدیث سے خارج قرار دیا اور بعض علمائے اہل حدیث ان کو مکے کے کافروں سے بدتر اور مسیلمہ کذاب اور اس کے ساتھیوں کی طرح واجب القتل جانتے ہیں۔ روپڑی صاحبان بھی اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں مگر بہت سے علمائے اہل حدیث کا فتویٰ ہے کہ حافظ عبداللہ روپڑی ایسا کافر ہے کہ نہ اس

کے پیچھے نماز جائز ہے اور نہ اس کی نمازِ جنازہ پڑھنی جائز ہے (دیکھو! کتاب مظالم روپڑی) میر صاحب! یہ سب فرقے آپ کی طرح یہ جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں کہ ہماری دعوت خالص قرآن وحدیث ہے، مگر دیکھو اس غلاف کے نیچے کیسے کیسے کفر چھپا رکھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے فریب کاروں سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے، آمین یا الٰہ العالمین۔



جوابِ مکتوب مفتوح مفتی عبدالرحمٰن



نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم. اَمَّا بَعْد:

حضرت مولانا عبدالمعید صاحب مدظلہٗ کی معرفت ایک رسالہ بنام مکتوب مفتوح ملا، جس کے مصنف کا نام یوں درج ہے: ''مفتی عبدالرحمٰن الرحمانی شیخ الحدیث جامعہ رحمانیہ عبدالحکیم، سابق مدرس حرم مکۃ المکرّمہ، فاضل عربی و فاضل فارسی، لاہور و ملتان بورڈوں میں اوّل، فاضل علوم اسلامیہ الممتاز۔''

اتنے بوجھل القاب کے بعد رسالہ کے مندرجات کو پڑھا تو بے ساختہ زبان پر آیا: اونچی دکان پھیکا پکوان۔

مصنف رسالہ پہلے مماتی (منکر حیات النبی ﷺ) تھا اور آج کل غیر مقلد ہے۔ نئے فرقہ میں شہرت حاصل کرنے کے لئے فقہ کی مذمت اور فقہاء کی مخالفت آج کل ان کا روزمرہ کا معمول ہے اور فرمان رسول ﷺ "لعن آخر هذه الامة اولها" (ترمذی) کہ ''اس اُمت کے پچھلے لوگ اگلوں کو برا کہیں گے'' کا کامل ظہور ہے۔ آج کل اُنہیں مناظر بننے کا بڑا شوق ہے لیکن فن مناظرہ کے ابجد شناس بھی نہیں ہیں۔

مناظرہ میں دو مناظر ہوتے ہیں۔ ایک مناظر کو مدعی کہتے ہیں، دوسرے مناظر کو سائل کہتے ہیں۔

مدعی مناظر:

مدعی مناظر کی تعریف یہ ہے: ''جو اپنے مذہب کی صداقت دلائل سے ثابت کر دے۔'' لیکن مصنف رسالہ اپنے مذہب کی صداقت ثابت کرنے سے بالکل عاجز ہے۔ ملک میں غیر مقلدیت کا جنازہ اُٹھ چکا ہے۔ ان کو بارہا چیلنج دیئے گئے کہ اپنا نام ہی قرآن یا صحیح حدیث سے ثابت کردو کہ اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہو کہ میری اُمت میں ایک فرقہ پیدا ہوگا جس کے جاہل عالم سب فقہ کی مذمت کیا کریں گے، فقہاء کو برا کہا کریں گے، مسائلِ اجتہادیہ میں مجتہدین کی تقلید کو شرک کہا کریں گے، ان کا نام اہل حدیث ہوگا، وہی نجات پانے والے ہوں گے مگر وہ اب تک اپنا نام ثابت نہ کر سکے۔

اس کے بعد ملک بھر میں یہ مطالبہ کیا گیا کہ تاریخی طور پر انگریز کے دور سے پہلے اپنے فرقہ کا وجود ہی ثابت کر دیں۔ جس طرح ربوہ بمعنی منکرین ختم نبوت کا شہر، اہل قرآن بمعنی منکرین حدیث کا وجود ملکہ وکٹوریہ کے دور سے پہلے نہیں تھا، اسی طرح اہل حدیث بمعنی منکرین فقہ وتقلید کا وجود انگریز کے دور سے پہلے نہیں تھا۔ قادیانیوں اور منکرین حدیث کی طرح نہ انگریز کے دور سے پہلے کا ان کا ترجمہ قرآن موجود ہے، نہ تفسیر قرآن، نہ ترجمہ حدیث، نہ شرح حدیث، نہ کسی مسجد کا ذکر، نہ مدرسہ کا، نہ کسی کتاب میں ایسے فرقہ کا ذکر ہے کہ ان کے اَن پڑھ مرد عورتیں بھی اہل حدیث کہلاتے تھے۔

عبادات میں سب سے بڑی عبادت نماز ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ ہماری نماز

کا ایک ایک مسئلہ قرآن پاک کی صریح آیات اور صحیح صریح غیر معارض احادیث سے ثابت ہے۔ کوہاٹ، کراچی، پشاور، نیو سعید آباد، رحیم یار خان، لاہور، اوکاڑہ، مظفر گڑھ، گویا کتنے شہروں میں یہ بھاگے اور نماز کا مکمل طریقہ ثابت کرنے سے عاجز آ گئے۔ جو فرقہ اپنی نماز کا مکمل طریقہ ثابت کرنے سے عاجز ہے، اس کے جھوٹے ہونے میں کیا شبہ ہوسکتا ہے۔ علاقہ مظفر گڑھ میں مناظرِ اسلام حضرت مولانا محمد احمد صاحب مہتمم جامعہ مدنیہ نے چیلنج کر دیا کہ غیر مقلدین جس طرح سے نماز جنازہ ادا کرتے ہیں، یہ مکمل طریقہ بالترتیب حدیث سے ہرگز ہرگز ثابت نہیں۔ غیر مقلدین نے بڑے پیچ و تاب کھائے، اپنے بڑے بڑے علاموں کو جمع کیا مگر وہ نمازِ جنازہ کی مکمل ترتیب حدیث سے نہ دکھا سکے۔ سرگودھا میں مناظر اسلام حضرت مولانا عبدالمعید صاحب نے بذریعہ اشتہار چیلنج دیا کہ غیر مقلدین جو نماز تراویح ادا فرماتے ہیں، اُس کا مکمل طریقہ کہ آنحضرت ﷺ ہمیشہ نماز تراویح اوّل شب میں مسجد میں باجماعت پڑھا کرتے تھے اور اس میں قرآن پاک بھی ختم فرماتے تھے اور ہر سال پورا ماہ یہی عمل مبارک تھا۔ غیر مقلدین نے جوابی اشتہارات میں گالی گلوچ تو خوب لکھیں مگر مولانا عبدالمعید صاحب مدظلہ العالی کے معقول سوال کے موافق اپنا طریقہ حدیث سے ثابت نہ کرسکے اور مولانا یہی گنگناتے رہے:

مانا کہ تم حسیں ہو پر دل کے سخی نہیں
عاشق کے اک سوال کو پورا نہ کرسکے

ہاں حدیث پیش کرنے کی بجائے ایسی غلیظ زبان استعمال کرنی شروع کردی کہ شہر کے شرفاء بلکہ خود انتظامیہ کو کہنا پڑا ؎

لگے ہو منہ چڑانے دیتے دیتے گالیاں صاحب
زباں بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجئے دہن بگڑا

الغرض اپنے مذہب کی صداقت اور قدامت ثابت کرنے سے یہ مذہب ایسا ہی عاجز ہے جیسے منکرین حدیث۔ مفتی عبدالرحمٰن کا فرض تھا کہ وہ اپنی جماعت کو اس قرض سے سبکدوش فرماتے مگر وہ کبھی بھی اپنے مذہب کی صداقت وقدامت، اپنی مکمل نماز، نماز جنازہ، نمازِ تراویح وغیرہ ثابت کرنے پر تیار نہیں ہوتے۔ جس طرح باقی غیر مقلدین کو اپنے مذہب کے جھوٹے ہونے کا یقین ہے، ان سب سے بڑھ کر مفتی عبدالرحمٰن کو اپنے مذہب کے جھوٹے ہونے کا یقین ہے، اسی لئے وہ کبھی اس کی صداقت ثابت کرنے کے لئے تیار ہوئے ہیں، نہ ہوں گے۔

دوسرا شوق:

اپنے مذہب کو جھوٹا یقین کر لینے کے بعد اس پر پردہ ڈالنے کے لئے ان کا بڑا شوق یہ ہے کہ مذہب حنفی کو قرآن وحدیث کے خلاف ثابت کریں۔ اس بارے میں بھی مفتی عبدالرحمٰن اور اس کے فرقہ کو ہم نے چیلنج دے رکھا ہے کہ آیئے! ایک ثالث طے کر کے عالمگیری لے کر بیٹھ جائیں، ہم بالترتیب ایک ایک مسئلہ لکھواتے جائیں گے، مفتی عبدالرحمٰن صاحب وہ مسئلہ لکھ کر اس کے مقابلہ میں صریح آیت قرآنی یا صحیح صریح غیر معارض حدیث لکھیں گے۔ اس طرح فقہ کے اس مسئلہ کو غلط ثابت کرنے کے بعد اس صورت مسئلہ کا صحیح حکم شرعی قرآن پاک کی صریح آیت یا صحیح صریح غیر معارض حدیث سے ثابت کریں گے۔ اسی طرح عالمگیری کے مکمل مسائل کو غلط ثابت کر کے ہر صورت کا صحیح حکم لکھوائیں گے اور اسے قرآن وحدیث سے ثابت کریں گے، لیکن مفتی

عبدالرحمٰن اور اس کا فرقہ اس معقول اور علمی بحث کے لئے بھی نہ کبھی تیار ہوا ہے نہ ہوگا۔

سائل مناظر:

دوسرے مناظر کو سائل مناظر کہتے ہیں۔ اس کی تعریف یہ ہے کہ وہ مدعی کے دعویٰ کی نفی کرتا ہے اور تین قسم کے سوالات کرتا ہے:

(۱) مدعی کے دعویٰ کو میں تسلیم نہیں کرتا، مدعی دلیل شرعی سے اس کو ثابت کرے۔

(۲) پھر جب مدعی دلیل بیان کرے تو وہ اس دلیل کو توڑتا ہے۔

(۳) پھر اس مدعی کی دلیل کے معارض دلیل بیان کر کے اس کو ساقط کرتا ہے۔

مثلاً مفتی عبدالرحمٰن اور اس کے فرقہ کا دعویٰ ہے کہ عوام مسائل اجتہادیہ میں جو مجتہدین کی تقلید کرتے ہیں، یہ شرک ہے، یہ مؤمن یا موحد کیسے ہو سکتے ہیں۔ مجتہد کے بت کی پوجا پاٹ ہے، مقلدین علماء بے بہرہ، بے تمیز، بے وقوف ہیں۔ (سوال نمبر۱۲، ۱۳، ۱۸، ۲۳، ۳۰، ۳۲) اور ان کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ ہم خدا اور رسول ﷺ کے سوا کسی کی بات نہیں مانتے۔ اب مفتی صاحب اور اس کے فرقہ کا فرض ہے کہ وہ قرآن پاک کی صریح آیت یا صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کریں کہ مسائل اجتہادیہ میں عوام کے لئے مجتہدین کی تقلید شرک ہے، کفر ہے اور مجتہد کے بت کی پوجا پاٹ ہے وغیرہ۔ ایسے سوالات کو تحقیقی سوالات کہا جاتا ہے۔ جن سوالات میں مدعی کے دعویٰ کو مدنظر نہ رکھا جائے وہ سوالات غلط ہوتے ہیں۔ اس لئے مفتی عبدالرحمٰن صاحب کا فرض تھا کہ وہ ان مسائل میں پہلے فقہ حنفی کا مکمل مفتیٰ بہ قول اصل عبارت میں پیش کرتا، پھر اس کا ترجمہ کرتا، پھر یہ لکھتا کہ مدعی اہل سنت والجماعت چونکہ ادلہ اربعہ (کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ، اجماع اُمت، قیاس شرعی) کو مانتے ہیں اور فقہ ان مسائل کا مجموعہ ہے

جو ادلہ اربعہ میں سے کسی دلیل سے ثابت ہیں۔ میں نے فقہ کے مسائل اور دلائل کا مکمل مطالعہ کیا ہے لیکن آج تک کسی حنفی نے ادلہ اربعہ میں سے کسی دلیل سے اس کو ثابت نہیں کیا، اگر کسی کتاب سے کوئی حنفی دکھادے کہ اس مسئلہ کی کوئی دلیل کسی حنفی نے لکھی ہے تو میں تحریراً اپنی جہالت کا اقرار کرلوں گا بلکہ چھپوا کر شائع کروں گا اور یہ کہ یہ مسئلہ فلاں آیت قرآنی کے صریح خلاف ہے یا فلاں حدیث صحیح صریح غیر معارض کے خلاف ہے اور آج تک کسی حنفی نے اس آیت یا حدیث کے بارے میں کوئی وضاحت نہیں فرمائی۔ اگر کوئی شخص مجھے دکھادے کہ فلاں حنفی عالم نے اس آیت یا حدیث کی وضاحت فرمادی ہے تو میں اپنے جاہل ہونے کو تحریری طور پر شائع کروں گا اور پھر یہ بھی بتائے کہ یہی صورت مسئلہ اگر پیش آجائے تو اس کا صحیح حکم کیا ہے اور وہ حکم صریح آیت یا صحیح صریح غیر معارض حدیث سے ثابت کرے۔ اگر یہ طریقہ ہوتا تو ہم سمجھ لیتے کہ یہ طریق اصولِ مناظرہ اور معقول کے موافق ہے اور واقعتاً مفتی صاحب کی کاوش ایک علمی تحقیق سے وابستہ ہے مگر یہ کام عالم ہی کرسکتا ہے، مفتی صاحب کو اس کوچہ کی ہوا بھی نہیں لگی۔

وساوس:

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں خناس سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے۔ خناس کی ساری محنت صرف وسوسہ ڈالنا ہے۔ مولانا نے ان وساوس کو سوال کا عنوان دے دیا ہے۔ جب ان لوگوں کو یقین ہوگیا کہ ہم اپنے فرقہ کی نہ قدامت ثابت کرسکتے ہیں، نہ صداقت، نہ مکمل نماز، نہ مکمل جنازہ، نہ مکمل طریقہ تراویح وغیرہ اور نہ معقول علمی انداز میں فقہ کی تردید کرسکتے ہیں تو انہوں نے اہل سنت والجماعت کے عوام کے دلوں میں وسوسہ ڈالنے کا انداز اختیار کیا۔ اس طریق کے اصل بانی تو سوامی دیانند سرتی تھے

جنھوں نے بعض شاذ ومتروک قرائتوں کو لے کر قرآن پاک کے بارے میں ایک سوال نامہ مرتب کیا۔ یہ سبق ان سے محمد جوناگڑھی غیر مقلد نے سیکھا اور فقہ کے خلاف بھی بعض شاذ و متروک اور غیر مفتیٰ بہا اقوال کی بناء پر سوال نامہ مرتب کر ڈالا اور پھر غیر مقلدین میں سے بہت سے لوگ منکر حدیث بن گئے۔ اُنھوں نے بھی متواتر سنت کے خلاف بعض متروک و شاذ روایات کو بنیاد بنا کر سنت کے خلاف محاذ قائم کرلیا، فتشابھت قلوبھم.

کند ہم جنس باہم جنس پرواز

مفتی عبدالرحمٰن صاحب نے اپنے جاہل عوام کے سامنے بار بار یہ تأثر دیا ہے کہ ہم صرف قرآن و حدیث کو مانتے ہیں اور بس۔ مگر ان سوالات میں سے ایک سوال بھی نہ قرآن کا ہے نہ حدیث کا۔ جس طرح منکرینِ سنت کے بارے میں رسولِ اقدس ﷺ نے فرمایا کہ ان سے سوال کرنا کہ گدھا حلال ہے یا حرام؟ اسی طرح کوئی سوال آنحضرت ﷺ نے تلقین فرمایا ہوتا کہ اجتہادی مسائل میں مجتہدین کی تقلید کرنے والوں سے یہ سوال ضرور کرنا تو وہ سوال لکھ دیتے مگر ان سوالات میں ایک سوال بھی خدا اور رسول کی طرف سے نہیں ہے، بلکہ تمام سوالات غیر مقلدین کے دِلی وساوس ہیں، ان وساوس کا نام اُنھوں نے عمل بالحدیث رکھا ہے، کیونکہ یہ تمام وساوس ان کے حدیثِ نفس سے پیدا شدہ ہیں۔

ان میں سے اکثر وساوس محمد جوناگڑھی اور محمد یوسف جے پوری کی کتابوں سے چوری کئے گئے ہیں۔ اگر مفتی عبدالرحمٰن صاحب اس کا انکار فرمائیں تو وہ اشٹام پر تحریر کردیں کہ اگر ان سوالات میں سے کوئی سوال لفظاً یا معناً میں نے چوری کیا ہو تو

ثابت ہونے پر میں دونوں ہاتھ کٹوانے پر تیار ہوں تو ہم نشاندہی کرنے پر تیار ہیں۔

یاد رہے کہ یہ سوالات نہ اصحابِ صحاح ستہ کے ذہن میں آئے نہ فقہاء اربعہ کے ذہن میں کہ ان کو اجتہادی سوالات کا نام ہی دیا جاسکے، بلکہ یہ صرف اور صرف الحادی فکر کے وساوس ہیں۔

چونکہ پہلے پچاس وساوس مسئلہ تقلید سے تعلق رکھتے ہیں، اس لئے پہلے مسئلہ تقلید کے بارے میں ہم وضاحت عرض کرتے ہیں:

مسئلہ تقلید کے بارے میں تین باتوں کا جاننا ضروری ہے: (۱) کن مسائل میں تقلید ہوتی ہے، (۲) تقلید کس کی کی جائے اور (۳) تقلید کون کرے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ تقلید مسائل اجتہادیہ میں ہوتی ہے اور مجتہد کی تقلید کی جاتی ہے اور وہ لوگ تقلید کرتے ہیں جو خود اجتہاد نہیں کرسکتے۔ اجتہادی مسائل میں بھی لوگوں کی تین قسمیں ہوگئیں:

(۱) جو خود اجتہاد کے اہل ہیں وہ مجتہد کہلاتے ہیں۔

(۲) جو خود اجتہاد کے اہل نہیں مگر مجتہد کے اجتہاد پر عمل کرتے ہیں، ان کو مقلد کہا جاتا ہے۔

(۳) جو نہ خود اجتہاد کرسکتے ہیں، نہ ہی کسی مجتہد کی تقلید کرتے ہیں، ان کو غیر مقلد کہتے ہیں۔

اس لئے کسی کو غیر مقلد ثابت کرنے کے لئے دو چیزوں کا ثبوت ضروری ہے:

(۱) وہ شخص مجتہد نہیں اور (۲) وہ مقلد بھی نہیں۔

جیسے ملک میں ایک حاکم ہوتا ہے اور باقی لوگ رعایا ہیں، جو نہ خود حاکم ہو نہ

حاکم کو تسلیم کر کے رعایا بنے، اسے باغی کہا جاتا ہے۔ یہ حال غیر مقلدین کا ہے۔

اجتہادی مسائل کون کون سے ہیں؟

حدیث معاذ رضی اللہ عنہ سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ جو مسئلہ نہ کتاب اللہ میں صراحتاً ہو، نہ ہی سنت رسول اللہ ﷺ میں وہ مسئلہ اجتہاد سے حل کیا جائے گا۔ معلوم ہوا کہ اجتہاد نہ قرآن کی مخالفت کا نام ہے، نہ سنت کی مخالفت کا، بلکہ کتاب وسنت کے قواعد میں پوشیدہ مسائل کو ظاہر کرنے کا نام اجتہاد ہے۔ مزید وضاحت کے لئے سمجھیں کہ مسائل شرعیہ دو قسم کے ہیں: منصوص اور غیر منصوص۔ پھر منصوص دو قسم کے ہیں متعارض اور غیر متعارض۔ پھر غیر متعارض دو قسم کے ہیں: محتمل اور محکم۔

(۱) مسائل منصوصہ غیر متعارضہ محکمہ میں نہ اجتہاد کی ضرورت ہے، نہ تقلید کی، مثلاً تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرنا منصوص بھی ہے اور اس کے معارض کوئی ضعیف حدیث بھی نہیں کہ حضرت ﷺ نے نہیں کی اور اس میں کوئی احتمال بھی نہیں، اس لئے یہ رفع یدین نہ دائرہ اجتہاد میں ہے، نہ دائرہ تقلید میں، بلکہ ائمہ اربعہ کا اسی پر اتفاق ہے۔

(۲) مسائلِ منصوصہ متعارضہ وہ ہوتے ہیں جن میں واضح حکم شرعی قرآن وحدیث میں مذکور نہ ہونے کی وجہ سے اجتہاد اور تقلید کی ضرورت پڑتی ہے، مثلاً بعض احادیث میں رکوع وسجود کے وقت رفع یدین کرنے کا ذکر ہے، بعض میں نہ کرنے کا۔ اس تعارض کے رفع کے لئے کوئی حدیث نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہو کہ فلاں حدیث صحیح ہے، اس پر عمل کرنا، فلاں ضعیف ہے، اس پر عمل نہ کرنا یا فلاں حدیث ناسخ ہے، فلاں منسوخ ہے۔ یہاں اجتہاد ہی سے ایک کو راجح اور دوسری کو مرجوح قرار دیا جائے گا۔

اس لئے مجتہدین نے کسی ایک پہلو کو راجح قرار دیا، اب امام صاحبؒ نے

ترکِ رفع یدین کو راجح قرار دیا ہے، اس لئے اس پر عامل حنفی کہلاتا ہے۔ غیر مقلدین کے مولوی نے رفع یدین کو راجح قرار دیا، لیکن غیر مقلدین اپنے آپ کو محمدی کہتے ہیں، کیونکہ ان دو پہلوؤں سے ایک پہلو کا انتخاب حضور ﷺ نے نہیں فرمایا، اس لئے یہ لوگ اپنے مولوی کو محمد رسول اللہ مانتے ہیں اور اپنے مولوی کی بات مان کر محمدی کہلاتے ہیں جو حضور ﷺ پر جھوٹ ہے۔ بہرحال ان مسائل میں مجتہد رفع تعارض کر کے راجح نص پر عمل کرتا ہے اور مقلد بھی اس کی رہنمائی میں راجح نص پر عمل کرتا ہے۔

طریقۂ امتحان:

مفتی صاحب اگر متعارض مسائل میں تقلید کا انکار کرتے ہیں تو ہم مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبدالرزاق، طحاوی وغیرہ کتب حدیث سے متعارض احادیث پیش کرتے جائیں گے۔ وہ ان کے تعارض کو رفع کرنے کے لئے احادیث پیش کرتے جائیں کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ فلاں حدیث صحیح ہے، فلاں ضعیف ہے، فلاں ناسخ ہے، فلاں منسوخ ہے۔ اگر وہ یہ فیصلے حدیث رسول ﷺ سے دِکھاتے جائیں تو ہم ان مسائل میں تقلید بالکل چھوڑتے جائیں گے۔ اگر مفتی عبدالرحمٰن اس معقول طریق فیصلہ کے لئے تیار نہ ہوا تو سب جان لیں گے کہ وہ شخص اپنے فیصلوں کو رسول کے فیصلے بتا بتا کر لوگوں کو دھوکا دیتا ہے اور رسولِ اقدس ﷺ پر جھوٹ بولتا ہے جس کی سزا جہنم ہے۔

(۳) مسائل منصوص ہوں مگر ان کے معنی یا درجہ میں مختلف احتمالات ہوں، مثلاً آنحضرت ﷺ نے جو کام کیا اس میں کئی احتمال ہیں کہ یہ فرض تھا یا واجب یا سنت مؤکدہ یا مستحب یا مخصوص یا منسوخ۔ ان درجات کو جاننا اس لئے ضروری ہے کہ ان میں بھول یا ترک کے احکام کا پتہ چلے۔ اسی طرح منع شدہ کام بھی ایک درجے کے نہیں،

بعض حرام ہیں یا مکروہ وغیرہ۔ مجتہد قواعد اجتہادیہ کی بناء پر خفیہ مراد رسول ﷺ کو ظاہر کر کے اس کا حکم بتاتا ہے اور مقلد اس پر عمل کرتا ہے کہ مرادِ رسول ﷺ یہ ہے۔

طریقۂ امتحان:

مفتی عبدالرحمٰن اگر اسی بات پر تیار ہوں اور مسلّمہ ثالث کو اشٹام پر لکھ دے کہ میں تمام اوامر و نواہی کے درجہ بدرجہ احکام صریح احادیث سے دِکھاتا جاؤں گا اور وہ دِکھادے کہ وضو میں مثلاً فلاں چیز فرض ہے، فلاں سنت ہے اور یہ حکم فلاں حدیث میں ہے تو ہم بالکل تقلید چھوڑ دیں گے مگر وہ جس رفع یدین کو سنت مؤکدہ کہتا ہے، آمین بالجہر، آٹھ تراویح باجماعت پورا مہینہ مسجد میں اوّل شب ادا کرنے کو سنت مؤکدہ کہتا ہے، وہ ابھی تک یہ احکام نہیں دکھا سکا۔

(۴) غیر منصوص مسائل کا حکم مجتہد کتاب و سنت سے تلاش کر کے ظاہر کرتا ہے اور مقلّد یہ سمجھ کر عمل کرتا ہے کہ مجتہد نے یہ حکم خود نہیں بنایا بلکہ کتاب و سنت کا مخفی حکم ظاہر کر کے بتایا ہے۔

طریقۂ امتحان:

ہم غیر منصوص مسائل پیش کرتے جائیں گے، مفتی عبدالرحمٰن ان کا حکم صراحتاً حدیث صحیح صریح غیر معارض سے ہمیں دِکھاتے جائیں گے، مثلاً پہلے ہم پوچھیں گے کہ اگر دودھ میں مکھی گر جائے تو کیا کریں؟ وہ حدیث دکھائیں گے کہ غوطہ دے کر نکال کر پھینک دو، پھر ہم مطالبہ کریں گے کہ جس طرح کا مکھی کا لفظ صراحتاً حدیث میں ہے اسی طرح چیونٹی شوربے میں گر جائے یا بھڑ شربت میں گر جائے یا مچھر چائے میں گر جائے یا جگنو پانی میں گر جائے تو کیا مولانا موصوف کوئی صریح حدیث دِکھائیں گے؟ اگر وہ

تمام غیر منصوص مسائل میں اس طرح کی صریح حدیث دکھادیں تو ہم بالکل تقلید چھوڑ دیں گے۔ اب اگر اس معقول طریقے سے وہ بھاگ گئے اور تقلید ہم سے نہ چھڑوائی تو قیامت کو ہمارا ہاتھ ہوگا اور مفتی صاحب کا گریبان ہوگا کہ یا اللہ! ہم اجتہادی مسائل مجتہد سے لیتے تھے اور یہ کہتا تھا کہ تم مشرک ہو، کافر ہو، اماموں کی پوجا پاٹ کرتے ہو، میرے پاس آؤ، میں صرف خدا اور رسول کے صاف حکم سے فیصلہ بتاؤں گا، ہم نے بذریعہ اشتہار پمفلٹ اس سے درخواست کی لیکن اجتہادی مسائل میں یہ خدا اور رسول کا صریح فیصلہ پیش نہ کرسکا، نبی ﷺ پر جھوٹ بولنا اور نبی ﷺ کی اُمت کو کافر و مشرک کہنا اس کا رات دن کا مشغلہ تھا۔

مفتی صاحب نے نہ عیسائیوں کے خلاف کوئی سوال نامہ شائع کیا، نہ مرزائیوں کے خلاف، نہ منکرینِ حدیث کے خلاف، چونکہ وہ مماتی سے نئے نئے غیر مقلد بنے ہیں اس لئے ان کو خود شبہ ہوگیا ہے کہ شاید غیر مقلدین انہیں صحیح معنی میں غیر مقلد نہیں سمجھتے، لہٰذا اُنہیں باور کرانے کے لئے یہ وساوس مرتب کئے ہیں اور تقریروں میں فقہاء پر سبّ و شتم کرکے اپنے فرقہ کو یقین دلا رہے ہیں کہ دیکھو! میں کتنا بڑا غیر مقلد ہوں مگر دین سے واقف لوگ ان کی تقریر میں جھوٹ، خیانت اور سبّ و شتم سن کر فرمانِ رسول ﷺ **اذا حدث کذب واذائتمن خان واذا خاصم فجر** کا کامل مصداق جانتے ہیں۔

وسوسہ نمبر (۱): تقلید شخصی جس کی تعریف مقلدین کے نزدیک یہ ہے: تقلید یہ ہے کہ انسان بلا دلیل دوسرے کے قول و فعل کو حق جان کر اس کی پیروی کا طوق اپنے گلے میں پہن لے (حاشیہ الحسامی، مسلم الثبوت) جناب نے اس تقلید کو کون سی شرعی دلیل سے اسلام میں داخل کیا ہے؟

ازالہ: مفتی عبدالرحمٰن کے القاب تو آپ پڑھ ہی آئے ہیں اور تقریروں میں وہ شور مچایا کرتے ہیں کہ میں نے بائیس سال فقہ اور اُصولِ فقہ پڑھائی ہے۔ یہاں اُنہوں نے نہ حاشیہ حسامی کی عبارت لکھی ہے اور نہ مسلم الثبوت کی اور جو اُردو لکھا ہے وہ نہ حسامی کے حاشیہ کی عبارت کا ترجمہ ہے نہ مسلم الثبوت کا اور نہ ہی ان کتابوں میں یہ تقلید شخصی کی تعریف لکھی ہے: **التقلید اتباع الغیر علیٰ ظن انه محق بلا نظر فی الدلیل کانه جعل قول الغیر قلادة فی عنقه** (نامی شرح حسامی ص۱۹۰) ''تقلید غیر کی اتباع کا نام ہے، اس گمان پر کہ وہ اہل حق ہے اور اس کی خاص دلیل (تفصیلی) کی طرف دھیان کئے بغیر گویا کہ مقلد نے غیر کے قول کو اپنے گلے کا ہار بنالیا۔''

پہلا فریب:

مفتی صاحب نے مطلق تقلید کی تعریف کو تقلید شخصی کی تعریف قرار دیا جو بہت بڑا فریب ہے بقول مفتی عبدالرحمٰن: سبحان اللہ، کیا خوب، یہ کذب و افتراء، یہ دجل و فریب، یہ مکر شیطانی، یہ تلبیسِ ابلیس، تمہیں خدا سمجھے۔ (سوال نمبر ۳۴، ص ۸)

شاید ان سے باپ کا نام پوچھا جائے تو وہاں بھی وہ شخص اور مطلق انسان کو ایک ہی سمجھ لیں۔ مفتی صاحب! یہ تقلید مطلق کی تعریف ہے، اگر عربی کتب کا ترجمہ نہیں آتا تو مولانا ثناء اللہ امرتسری کا فتاویٰ ہی پڑھ لیتے، فرماتے ہیں: تقلید مطلق یہ ہے کہ بغیر تعیین کے کسی عالم سے مسئلہ پوچھ کر عمل کیا جائے جو اہل حدیث کا مذہب ہے اور تقلید شخصی یہ ہے کہ خاص ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک امام کی بات مانی جائے جو مقلدین کا مذہب ہے (فتاویٰ ثنائیہ ج ۱/ ص ۲۵۲) اسی تقلید مطلق کے بارے میں مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد فرماتے ہیں: کیا ہمارے حنفی بھائی ہم اہل حدیثوں کے بارے

میں یہ خیال رکھتے ہیں کہ ہم تقلید سے مطلقاً انکار کرتے ہیں اور عوام کو تلقین کرتے ہیں کہ باوجود رسول اللہ ﷺ کی حدیث یا اقوالِ صحابہؓ نہ ملنے کے اور خود بھی کتب متداولہ مشہورہ میں علمی قابلیت نہ رکھنے کے اقوال ائمہ کو معاذ اللہ ٹھکرا دیا کریں اور مادر پدر آزاد ہوکر جو چاہیں سو کیا کریں۔ اگر ان کا یہی خیال ہے تو ہم صاف الفاظ میں اعلان کرتے ہیں کہ انہوں نے ہمارا مسلک سمجھنے میں تحقیق سے کام نہیں لیا۔

(تاریخ اہل حدیث ص ۱۲۴)

مولانا محمد داؤد غزنوی (غیر مقلد) فرماتے ہیں: اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ ہم تقلید سے مطلقاً انکار کرتے ہیں اور عوام کو یہ تعلیم دیتے ہیں کہ وہ تفسیر، حدیث اور فقہ سے بے بہرہ ہونے کے باوجود ائمہ کرامؒ کے اقوال کو ٹھکرا دیا کریں اور بے زمام اور بے مہار ہوجایا کریں تو وہ صریحاً غلط فہمی میں مبتلا ہے (داؤد غزنوی ص ۳۷۳)

دیکھو مفتی صاحب! مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی اور مولانا داؤد غزنوی نے اہل حدیثوں کا مسلک یہ بتایا ہے کہ مطلق تقلید کا تارک مادر پدر آزاد ہے اور شتر بے مہار ہے۔ مبارک ہو آپ کس فرقے میں شامل ہوگئے۔

مولانا محمد حسین بٹالوی آپ جیسے علماء کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جو (لوگ) لفظ تقلید اور مقلد کے نام سے چونک اُٹھتے ہیں اور یہ الفاظ سنتے ہی ایسے چڑتے اور جلتے ہیں جیسے دیہاتی سکھ بانگ کے سننے سے یا متعصب ہندو کلمہ پڑھنے سے۔

(اشاعۃ السنۃ ج ۲۳/ص ۱۲۶)

دیکھئے! مولانا محمد حسین بٹالوی تقلید کو اذان اور کلمہ جیسا قرار دے رہے ہیں اور اس سے چڑنے والوں کو دیہاتی سکھ اور متعصب ہندو فرماتے ہیں۔ عبرت! عبرت! عبرت!

مولانا بٹالوی مزید فرماتے ہیں: ہمارے بھائیوں میں اب ترکِ تقلید اور عمل بالحدیث میں غلو ہوگیا ہے اور افراطِ شدید نے ان پر غلبہ اور تسلط پایا، وہ تقلید کا نام سن کر اس سے ایسے چونک پڑتے ہیں جیسے آگ کا خوفزدہ کرمک شب تاب کو دیکھ کر ڈر جاتا ہے۔ تقلید کو بلا استثناء صلوٰتیں سناتے ہیں اور مقلدین کو برملا برائی سے یاد کرتے ہیں۔

(اشاعۃ السنۃ ج ۱۱/ص ۳۰۳)

مزید فرماتے ہیں: پچیس برس کے تجربہ سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد مطلق اور مطلق تقلید کے تارک ہوجاتے ہیں وہ آخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہیں۔ (اشاعۃ السنۃ ج ۱۱/ص ۵۳)

اور فرماتے ہیں: اہل حدیث مطلق تقلید سے متنفر ہوکر اعتزال، نیچریت، مرزائیت، چکڑالویت اور دہریت میں جاپڑے گا (اشاعۃ السنۃ ج ۲۳/ص ۱۲۵)

دیکھئے! ترکِ تقلید کے بطن فتنہ پرور سے کیسے کیسے بچے پیدا ہوئے ہیں۔

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

مطلق تقلید کا حکم:

میاں نذیر حسین دہلوی (۱۳۲۰ھ)، مولانا محمد حسین بٹالوی، مولانا ثناء اللہ امرتسری (۱۹۴۸ء)، مولانا سید محمد داؤد غزنوی (۱۹۶۳ء) مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی، مولانا نور حسین گرجاکھی فرماتے ہیں: تقلیدِ مطلق کسی مجتہد کی جو اہل سنت ہو واجب ہے۔ (معیار الحق ص ۴۱، اشاعۃ السنۃ ج ۲۳/ ص ۱۲۶، اہل حدیث امرتسر، داؤد غزنوی صفحہ ۳۷۵، تاریخ اہل حدیث ص ۱۲۵، ارکان اسلام) ان ذمہ دار علماء نے مطلق تقلید کو واجب کہا ہے اور کسی ذمہ دار عالم نے ان پر فتویٰ کفر وشرک کا نہیں لگایا،

گویا یہ اس جماعت کا اجماعی مسئلہ ہے۔

تقلیدِ شخصی :

میاں نذیر حسین صاحب معیار الحق ص۴۱، مولانا ثناء اللہ صاحب فتاویٰ ثنائیہ ج۱/ص۲۵۲، مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی تاریخ اہل حدیث صفحہ ۱۲۵، مولانا داوٗد غزنوی صفحہ ۳۷۵ پر تقلید شخصی کو مباح فرماتے ہیں۔ میاں نذیر حسین دہلوی جامع الفواد سے نقل فرماتے ہیں: جو کوئی مجتہد کے قول پر عمل کرے گا، دونوں جہان میں ثواب پاوے گا۔ (معیار الحق ص۳۸)

مولانا محمد حسین بٹالوی فرماتے ہیں: تقلیدِ مذہب معیّن جائز و مبارک ہے، اس میں کوئی نقصان نہیں۔ (اشاعۃ السنۃ ج۱۱/ص۳۳۰)

میاں نذیر حسین دہلوی فرماتے ہیں: قال اللّٰہ تعالٰی: فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْن. یعنی پس سوال کرو اہل ذکر سے اگر نہ جانتے ہو تم۔ اور یہی آیت دلیل ہے وجوبِ تقلید پر (معیار الحق ص۳۷)

دوسرا فریب:

حاشیہ حسامی میں تقلید کی تعریف میں اتباع کا لفظ موجود ہے جس سے ثابت ہوا کہ تقلید اور اتباع ایک ہی چیز ہے۔ مفتی عبدالرحمٰن چونکہ تقلید اور اتباع کو ایک نہیں مانتا، اس لئے اس نے اصل عبارت نہیں لکھی جبکہ اتباع کا معنی ہی تقلید ہے۔

تو آیت وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ کا ترجمہ ہوگا: ''اے مخاطب! تقلید کر اس شخص کے مذہب کی جو میری طرف رجوع کرتا ہے۔'' مفتی صاحب کو معلوم ہے کہ قرآن پاک نے کتمانِ حق کو یہود کی علامت قرار دیا ہے۔ مفتی صاحب کو خدا جانے

ان کی ریس کیوں پسند ہے۔

تیسرا فریب:

عربی عبارت میں لفظِ قلادہ ہے جس کا ترجمہ مفتی عبدالرحمٰن نے طوق کیا ہے، کیا مفتی صاحب حدیث عائشہ **استعارت من أسما قلادة** (بخاری ج۱/ص۴۸، مسلم ج۱/ص۱۶۰) ''حضرت عائشہؓ نے حضرت اسماءؓ سے ہار مانگا (اور پہنا)۔'' **انسلت لی قلادة من عنقی فوقعت** (مسند امام احمد ج۶/ص۲۷۲) ''میرا ہار گردن سے سرک کر نیچے گر پڑا۔'' اور امام بخاریؒ نے جو باب باندھے ہیں: باب القلائد، باب استعارة القلائد (ج۲/ص۸۷۳، ۸۷۴) ان سب میں ترجمہ طوق کریں گے؟ کاش! یہ ترجمہ کرتے وقت آیت **لَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی** پیشِ نظر رہتی۔

تقلید کے متعلق سوالات:

(۱)　آپ کے علماء نے تقلید کو واجب کہا ہے، کیا واقعی طوق گلے میں ڈالنا واجب ہے؟

(۲)　واجب کی تعریف اور اس کے تارک کا حکم بیان فرمائیں مگر اُمتیوں کے اصولِ فقہ سے چوری نہ کریں؟

(۳)　تقلیدِ مطلق کے واجب ہونے کا ثبوت قرآن پاک کی ایک آیت یا ایک حدیث صحیح سے دیں؟

(۴)　اگر آپ اس تقلید کو کفر و شرک کہتے ہیں تو عوام کے لئے مسائل اجتہادیہ میں مجتہد کی تقلید کا شرک ہونا قرآن پاک کی صریح آیت یا ایک صحیح صریح غیر معارض

حدیث سے ثابت کریں؟

(۵) یہ بھی فرمائیں کہ آپ کے جن علماء نے اس تقلید کو واجب کہا ہے یا جو علماء اور عوام اس قول پر خاموش رہے ہیں، کیا وہ سب کافر ومشرک ہوئے یا نہیں؟

(۶) تقلید شخصی کو آپ کے علماء نے مباح فرمایا ہے، مباح کی جامع مانع تعریف اور اس کا حکم بیان کریں؟

(۷) جو شخص مباح کو شرک وکفر کہے یا جو شخص کفر وشرک کو مباح کہے، ان دونوں کا قرآن وحدیث میں کیا حکم ہے اور کیا حد ہے؟

(۸) آپ کے جن علماء نے اس کو مباح کہا ہے اس کی دلیل قرآن کی کسی صریح آیت یا حدیث صریح صحیح غیر معارض سے بیان کریں؟

(۹) ہر مسلمان پر ہر جزئی مسئلہ کی دلیل جاننا فرض ہے یا واجب یا سنت یا کیا ہے؟

نوٹ: دلیل تفصیلی کا مطلب یہ ہے کہ صحیح ہو اور نقض، منع اور معارضہ سے سالم ہو۔

(۱۰) مصنف عبدالرزاق میں تقریباً ۱۷۰۰۰ سے زائد صحابہؓ وتابعینؒ کے فتاویٰ درج ہیں۔ جن کے ساتھ کوئی آیت یا حدیث بطورِ دلیل اُنہوں نے بیان نہیں کی۔ کیا وہ صحابہؓ وتابعینؒ بلا دلیل فتویٰ دینے سے کافر ومشرک ہوئے یا نہیں؟

(۱۱) ان سترہ ہزار سے زائد فتاویٰ میں سوال یا روایت کرنے والے نے بھی آیت یا حدیث کا مطالبہ نہیں کیا۔ کیا وہ سب لوگ جنہوں نے بلا مطالبہ دلیل ان ہزاروں فتاویٰ کو تسلیم کیا یا لکھا یا عمل کیا، وہ کافر تھے یا مشرک؟

(۱۲) اکثر غیر مقلد عوام جو نماز پڑھتے ہیں، نماز کے اکثر مسائل کے دلائل نہیں جانتے۔ کیا وہ سب کافر ومشرک ہیں یا نہیں؟

(۱۳) جب مطلق تقلید واجب ہے اور اس کے دو فرد ہیں، شخصی اور غیر شخصی۔ اب ان میں سے جو تقلید بھی کرے گا وہ واجب ہی ادا ہوگا جیسے روزہ کا کفارہ غلام آزاد کرنا یا ساٹھ روزے رکھنا یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔ اب جو صورت بھی اختیار کرے گا، فرض ہی ادا ہوگا اور یہ کہنا کہ ساٹھ روزے فرض ہیں، غلام آزاد کرنا مباح ہے بالکل غلط ہے۔

وسوسہ نمبر۲: تقلید شخصی اصطلاحی کا تصور قرآن وسنت سے ثابت ہے یا جناب کا خود ساختہ؟ بصورتِ اولیٰ قرآن حکیم کی کوئی ایک آیت یا ایک ہی حدیث صحیح بیان فرمائیں جس میں اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ تقلید شخصی کا حکم فرمایا ہو۔

ازالہ: جناب! مجتہد کی تقلید کو شرک وکفر کہنا آپ کا خود ساختہ مسئلہ ہے۔ اس تقلید کا وجوب قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ قیامت کے دن کچھ لوگ حسرت سے کہیں گے:
لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ (سورۃ الملک) ''اگر ہم ہوتے سنتے (مقلد) یا سمجھتے (مجتہد) تو نہ ہوتے دوزخ والوں میں۔''

شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ فرماتے ہیں: بعض مفسرین نے نسمع کو تقلید اور نعقل کو اجتہاد پر حمل کیا ہے (تفسیر عزیزی ص۱۳) اور حدیث پاک میں ہے کہ منافق کو جب قبر میں فرشتہ مارے گا تو کہے گا: لَا تَلَيْتَ وَلَا دَرَيْتَ. تو نہ کسی کے پیچھے لگتا تھا (نہ تقلید کرتا تھا) اور نہ تو خود صاحبِ درایت (مجتہد) تھا۔

آیت اور حدیث میں تین قسم کے لوگوں کا ذکر ہے۔ (۱) عاقل اور صاحب درایت یعنی مجتہد اور (۲) مجتہد کی سن کر مان لینے والا (مقلد)۔ ان دونوں کی نجات ہوگی اور (۳) جو نہ خود مجتہد ہو نہ مقلد، وہ غیر مقلد ہے، وہ قبر میں بھی مار کھائے گا اور قیامت میں بھی روئے گا۔

وسوسہ نمبر ۳: اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت (جو کہ صرف محمدی شریعت ہے) کی بجائے حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی، چار شریعتیں بنانے کا حق تمہیں کس نے دیا؟

ازالہ: محض افتراء اور بہتان ہے۔ ہماری کسی کتاب میں ائمہ مجتہدین کو شارع نہیں کہا گیا کہ ان کے مسلک کو شریعت کہا جائے بلکہ ہم ائمہ مجتہدین کو شارح سمجھتے ہیں۔ مفتی عبدالرحمٰن اور اس کے فرقہ میں اگر ہمت ہے تو اس افتراء اور بہتان کا ثبوت ہماری فقہ کے کسی مفتیٰ بہ قول سے پیش کرے۔ دوسرا فریب یہ دیا کہ مجتہد کو نبی کا مقابل بتایا، جیسے منکرین حدیث نبی کو خدا کا مدِ مقابل بتایا کرتے ہیں۔ یہ ایسا ہی فریب ہے جیسے کوئی مخبوط الحواس کہے کہ لوگوں نے پاکستان کے خلاف پنجاب، سرحد، بلوچستان، سندھ صوبے بنا لئے۔ لوگوں نے پنجاب کے خلاف لاہور، ملتان، فیصل آباد شہر بنا لئے۔ لوگوں نے خدا کے قرآن کے خلاف سات قرأتیں بنالیں۔ رسول پاک ﷺ کے خلاف صحاحِ ستہ بنالیں۔ شرم آنی چاہئے، نام نہاد اہل حدیث اور وسوسے شیطانی۔

مولانا محمد حسین بٹالوی فرماتے ہیں: جو خالص اہل حدیث ہونے کے لئے شافعی یا حنفی نہ کہلانا اور اپنا لقب ساذج اہل حدیث مقرر کرنا ضروری سمجھا گیا ہے، یہ علم اصول فقہ وفروع فقہیہ اور سیرت و حالات سلف اُمت اور کتب طبقات و اسماء الرجال سے لاعلمی اور بے خبری کا نتیجہ ہے اور اسی ملحدانہ اجتہاد کا ثمرہ ہے (اشاعۃ السنۃ ج ۲۳/ص ۱۳۸)

نیز فرماتے ہیں: زیادہ دسترس نہ ہو تو حجۃ اللہ البالغہ (شاہ ولی اللہ صاحب)، بستان المحدثین (شاہ عبدالعزیز)، اتحاف النبلاء (نواب صدیق حسن خان) اور فوائد البھیہ (مولوی عبدالحئی لکھنوی) ملاحظہ کرو اور ان میں اہل حدیث (محدث) ہوکر حنفی شافعی کہلانے والوں کے صدہا نام دیکھ لو (ج ۲۳/ص ۱۳۹)

پھر فرماتے ہیں: لوگ آج کل ایسے پیدا ہوگئے ہیں جو حنفی یا شافعی ہونے کو خالص اہل حدیث ہونے کے برخلاف جانتے ہیں۔ ان کے اس خیال پر سلف اُمت سے کوئی شاہد نہیں ہے۔ ان کے اس غلط خیال کا منشاء اور مبداء (اگر ان کے حق میں حسن ظنی اختیار کی جاوے اور دیدہ دانستہ جعل سازی اور افتراء پردازی کا ان پر گمان نہ ہو) یہ ہے کہ وہ کتب اصول فقہ و کتب فقہ وتواریخ واسماء الرجال پر پوری نظر نہیں رکھتے، ان میں حق طلبی کی بو بھی نہیں۔ (ج ۲۳/ص ۱۴۰)

نیز فرماتے ہیں: غیر منصوصہ مسائل میں حنفی یا شافعی مذہب کی تقلید کر لینا اور اس نظر سے اہل حدیث (محدث) ہو کر حنفی کہلانا بھی جائز ہے اور اس پر تشدد اور انکار محض تعصب اور اصول وفروع سے جہالت کا نتیجہ ہے۔ (ج ۲۳/ص ۱۴۴)

اور لکھتے ہیں: زمان گزشتہ میں صدہا اہل حدیث (محدثین) حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی کہلوانے والے تھے (ج ۲۳/ص ۱۷)

اور کہتے ہیں: اس وقت ہماری جماعت میں یہ تشدد پھیل گیا ہے کہ حنفی کہلانے کو مطلقاً ناجائز سمجھا جاتا ہے جیسے مشرک کہلانے کو، تو اس وقت حنفی یا شافعی کہلانا ان کے رفع جہالت وتشدد کے لئے ضروری ہے (ج ۲۳/ص ۱۳۰)

مفتی عبدالرحمٰن صاحب غور فرمائیں کہ مولانا بٹالوی نے آپ کے تعصب اور جہالت، جعل سازی اور افتراء پردازی کو کیسے واضح فرمایا ہے اور بٹالوی صاحب کی بات نہایت درست ہے، کیونکہ خود محدثین نے جو کتابیں محدثین کے حالات میں مرتب فرمائی ہیں، وہ چار ہی قسم کی ہیں: طبقاتِ حنفیہ، طبقاتِ شافعیہ، طبقاتِ مالکیہ، طبقاتِ حنابلہ، جس سے واضح ہوا کہ تمام محدثین مقلد تھے۔ مفتی عبدالرحمٰن صاحب سے مطالبہ

ہے کہ وہ ایک کتاب کسی مسلّم محدث کی پیش کریں، جس کا نام طبقات غیر مقلدین ہو،
یقیناً آپ یہی کہیں گے: اتنے بڑے جہاں میں کوئی نہیں ہمارا

رہا یہ مسئلہ کہ اجتہادی مسئلہ کی نسبت مجتہد کی طرف جائز ہے یا نہیں تو بالکل درست ہے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس ﷺ سے عرض کیا: "اجتهد برأيي." میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔

اپنی رائے کی نسبت اپنی طرف کی، حضور ﷺ نے یہ نہ فرمایا کہ اس طرح تم محمدی شریعت کے مقابلہ میں اپنی شریعت بناؤ گے، بلکہ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا فرمایا اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے خوش ہوئے۔ جب اس نسبت سے نبی ﷺ اور صحابہؓ خوش ہیں تو آپ کیوں ناراض ہیں، پھر اُمت بلا نکیر مسائل اجتہادیہ کی نسبت سے حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کہلاتی آرہی ہے اور کسی اہل فن نے انکار نہیں کیا جو اجماعِ سکوتی ہے، جو مسئلہ حدیث و اجماع سے ثابت ہو اس کے شرعی مسئلہ ہونے میں کیا شک ہے؟ ہماری فقہ کی کتابوں میں جو منصوص مسائل ہیں ان کو ظاہر کرنے کے لئے ہم اہل السنۃ کہلاتے ہیں اور اجماعی مسائل کو ماننے کی وجہ سے والجماعت اور اجتہادی مسائل کی وجہ سے حنفی، اس طرح ہمارے کامل نام میں چاروں دلیلوں کا ذکر ہے، تمہارے نام میں نہ قرآن کا ذکر، نہ اجماع کا، نہ قیاس شرعی کا۔

مفتی صاحب سے چند سوالات:

سوال نمبر (۱): ائمہ مجتہدین کا عام اعلان ہے: "**القياس مظهر لا مثبت** کہ قیاس کے ذریعے ہم وحی کی خفیہ مراد کو ظاہر کرتے ہیں، خود کوئی مسئلہ نہیں گھڑتے۔" آپ نے ائمہ مجتہدین پر مسئلہ گھڑنے اور شارع ہونے کا الزام لگایا ہے، اس کا ثبوت دو۔

سوال نمبر (۲): ایک صریح آیت یا صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کرو کہ اجتہادی مسئلہ کی مجتہد کی طرف نسبت کرنا کفر وشرک ہے؟

سوال نمبر (۳): صحیح بخاری ج۱/ص۴۳۳ سے جن صحابہؓ یا تابعینؒ کا عثمانی اور علوی کہلانا مذکور ہے، وہ اُمتیوں کی طرف نسبت کرنے کی وجہ سے کافر ومشرک تھے نہیں؟ جو صحابہؓ، تابعینؒ اور محدثینؒ ان القاب پر خاموش رہے، ان کا حکم شرعی کیا ہے؟

سوال نمبر (۴): امام ترمذیؒ نے اجتہادی مسائل کی نسبت اُمتیوں کی طرف کی ہے کیا یہ کتاب پڑھنے پڑھانے والے مسلمان ہیں یا کافر؟

وسوسہ نمبر۴: پچھلی اُمتوں میں کچھ لوگوں نے رسولوں کے مقابلہ میں کہا تھا قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاؤُنَا. کہ ہمیں باپ دادوں کا دین کافی ہے۔ تو مشرک وکافر ٹھہرے، مگر جب آپ نے نحن مقلدون الخ (تقریر ترمذی ص۹ محمود حسن دیوبندی) یعنی حق وصواب تو شافعی کے ساتھ ہے مگر ہم اندھا دھند ابوحنیفہ کی پیروی کریں گے تو آپ کا دین وایمان سلامت رہا، یہ تضاد کیوں؟

ازالہ: مفتی عبدالرحمٰن ائمہ مجتہدین کی تقلید کو شرک ثابت کرنے اُٹھا ہے اور آیت مشرکین وکافرین والی پیش کی ہے۔

(۱)........مفتی صاحب! قرآن ان باپ دادوں کو کافر، مشرک، بے عقل، بے دین، بے علم کہتا ہے جن کو کہیں بھی قرآن نے مجتہد نہیں کہا، آپ نے ان کو کس دلیل سے مان لیا؟ وہ آیت یا حدیث پیش کرو جس سے ثابت ہو کہ وہ مجتہدین تھے ورنہ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ کا خیال رکھیں۔

(۲)........کیا یہ مشرکین اجتہادی مسائل میں ان کی تقلید کرتے تھے یا کفر وشرک

عقائد میں؟ آپ ثابت کریں کہ ان کی تقلید اجتہادی مسائل میں تھی۔

(۳)........مشرکین خدا اور رسول کی بات کی تردید کے لئے ماں باپ کا نام لیتے تھے، ہم مجتہدین سے خدا و رسول کی بات کی تشریح سمجھ کر خدا و رسول کی بات پر عمل کرتے ہیں، ان دونوں کو ایک وہی قرار دے سکتا ہے جو دن کو رات، اُجالے کو اندھیرا، دودھ کو پیشاب کہتا ہو۔

(۴)........مفتی صاحب! یہ بھی قرآن و حدیث سے بتائیں کہ مشرکین اُمور شرکیہ میں اپنے آباء کی جو تقلید کرتے تھے، وہ شخصی تھی یا غیر شخصی؟ اگر شخصی تھی تو ان کی تقلیدی نسبتیں قرآن و حدیث سے لکھو۔ اگر ان کی تقلید غیر شخصی تھی جس میں نسبتیں نہ تھیں تو بقول مولانا ثناء اللہ یہ آپ کا مذہب ہے۔

(۵)........قرآن پاک نے بے عقل، بے علم، بے دین آباء کی تقلید سے منع کیا ہے اور منیب باپ کی تقلید کا حکم دیا ہے: واتبع سبیل من اناب الی. مجتہد منیب ہوتا ہے، نہ کہ مشرک جیسے جھوٹے خدا کو ماننا منع ہے مگر سچے خدا کو ماننا ضروری ہے، جھوٹے نبی کو ماننا منع اور سچے نبی کو ماننا ضروری ہے، جھوٹی حدیث کو ماننا ناجائز اور سچی کو ماننا ضروری ہے۔ ایسے ہی بے دین آباء کی تقلید بے دینی اور مجتہدین کی مسائل اجتہادیہ میں تقلید غیر مجتہد پر لازم ہے۔

(۶)........مفتی صاحب! آپ نے اس آیت کو مجتہدین کے خلاف پیش کیا ہے، اس میں آپ نے اپنے اکابر شوکانی اور محمد جونا گڑھی کی تقلید ہی کی ہے، آپ اس تقلید کی وجہ سے کافر و مشرک کیوں نہیں ٹھہرے؟ یہ تضاد کیوں؟

(۷)........مفتی صاحب! آپ غیر مقلد ہیں، اگر آپ کے بچے غیر مقلد ہی رہیں تو وہ

تقلید آباء کی وجہ سے مشرک ہوں گے یا نہیں؟

(۸) .... حضرت شیخ الہندؒ (اُستاذ مولوی ثناء اللہ امرتسری) کی طرف آپ نے یہ بات منسوب کی ہے کہ ہم حدیث رسول کے مقابلہ میں اپنے امام کی تقلید کریں گے۔ کیا یہ حضرت کی اپنی تحریر ہے؟ ہرگز نہیں۔ جس تقریر ترمذی کا آپ نے حوالہ دیا ہے، وہ کس نے لکھی ہے؟ صحیح تحقیق سے لکھیں۔ آپ کہیں کہ کسی شاگرد نے لکھی ہے تو ثناء اللہ جیسے غیر مقلد بھی ان کے شاگرد تھے۔ آخر اس شاگرد نے اپنا نام کیوں نہیں لکھا؟

(۹) .... حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاویؒ نے تقریر شیخ الہند جو اپنا نام لکھ کر اُردو میں شائع کی ہے، اس میں ایسی عبارت کا نشان تک نہیں۔

(۱۰) .... شیخ الہندؒ کے اپنے الفاظ یہ ہیں: خدا اور رسول کے مقابلہ میں خواہ کوئی ایک کی تقلید کرے یا ہزار کی، اس کے بطلان میں کس کو کلام ہے (ایضاح الادلہ ص ۱۰۷) ان کی اپنی تحریر کے خلاف ان پر بہتان باندھنا:

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

(۱۱) .... جس مجہول مؤلف کی کتاب کا حوالہ آپ نے دیا ہے اس میں بھی صاف فقرہ موجود ہے کہ ہم حدیث کی مخالفت نہیں کرتے۔ جناب نے اس کو نقل ہی نہیں کیا؟ یہ بددیانتی منافق کی نشانی ہے بنصِ حدیث۔

(۱۲) .... یہ قول کہ ''حق اس مسئلہ میں امام شافعی کے ساتھ ہے۔'' کیا یہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ اس کے خلاف نحن مقلدون کہنا رسول کی مخالفت سمجھی جائے۔ جناب کی کتاب پڑھ کر یہی زبان پر آتا ہے:

اونٹ رے اونٹ تیری کون سی کل سیدھی

وسوسہ نمبر ۵ : ...... پچھلی اُمتوں کے مشرکین قیامت میں نہایت بے بسی کے عالم میں کہیں گے: رَبَّنَا اِنَّا اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَکُبَرَآءَ نَا. مگرتم دنیا میں یہی کلمہ دُہراتے جا رہے ہو۔ فرمایئے! وہاں کیا کہو گے؟

ازالہ : ......(۱) یہ آیت بھی مثل آیت بالا کفار کے بارے میں ہے۔ آپ نے اگلا جملہ قرآن کا بھی چھوڑ دیا: فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا کہ وہ کبراء راستہ سے گمراہ کرنے والے تھے اور ائمہ مجتہدین تو راستے پر چلانے والے ہیں۔ آپ کا یہی عمل یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ کا مصداق ہے جو شیوہ یہود ہے۔

(۲) .... یہ بھی جھوٹ اور بہتان ہے کہ مقلدین دنیا میں یہی کلمہ دُہراتے ہیں۔ کسی مقلد نے مجتہدین کی تقلید کے لئے کبھی اس آیت کو پیش نہیں کیا۔ اگر لعنة الله علی الکاذبین سے بچاؤ چاہتے ہو تو ایک مستند حوالہ پیش کرو، ورنہ خدا سے ڈرو، بہتان بازی سے بچو۔

(۳) .... اہلِ سنت یہ کہتے ہیں کہ کفار اکابر کی اطاعت وتقلید سے منع کیا ہے مگر قرآن نے اولی الامر کی اطاعت کا حکم دیا ہے اور اولی الامر سے مراد خود اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ اہلِ استنباط ہیں اور استنباط اجتہاد کو کہتے ہیں جو صاف اجتہادی مسائل میں تقلید کا حکم ہے۔

وسوسہ نمبر ۶ : ...... مَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَی اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ (سورۃ الاحزاب) ''اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کے بعد کسی مؤمن مرد و عورت کو رائے کا اختیار حاصل نہیں۔'' مگر تم نے رائے کو اصل دین کہا اور اہل الرائے نام رکھا۔ فرمایئے! تمہیں قرآن وحدیث سے کیا ضد ہے؟

ازالہ:...... جو آیت آپ نے لکھی، اس میں مسائلِ منصوصہ کا حکم ہے اور ہم مسائل منصوصہ میں کسی مجتہد کی تقلید نہیں کرتے۔ حدیثِ معاذ رضی اللہ عنہ میں پہلے کتاب و سنت کا ذکر ہے۔ یہ مسائلِ منصوصہ ہیں، پھر رائے کا ذکر ہے۔ اس حدیث کے موافق مجتہد اہل الرائے ہے۔ جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے **اجتھد برائی** فرمایا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے رسول اللہ ﷺ کے قاصد کو اس بات کی توفیق عطا فرمائی جس سے اللہ تعالیٰ کا رسول راضی ہے (ابوداؤد وغیرہ) جس رائے پر اللہ کا رسول راضی ہے، ہم بھی اس سے راضی ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے عزم کا مطلب فرمایا: "**مشاورۃ اھل الرأی واتباعھم.** (تفسیر ابنِ کثیر ج۱/ص۴۲۰) اہل الرائے سے مشورہ کرکے ان کی تقلید کرنا۔" ان اہل الرائے کے بارے میں کیا فتویٰ ہے؟

آپ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یہ نہیں فرمایا کہ "اے معاذ! تم نے رائے کو اصل دین کہا اور اہل الرائے نام رکھا۔ فرمایئے! تمہیں قرآن و حدیث سے کیا ضد ہے؟" مفتی صاحب! آپ کو رسول پاک ﷺ سے اتنی ضد کیوں ہے کہ وہ جس چیز سے خوش ہوں آپ اسے قرآن وحدیث کی ضد فرمائیں۔ کیا واقعی اپنی لکھی ہوئی آیت پر آپ کا ایمان ہے؟ اور آپ حضور ﷺ کا فیصلہ ماننے کا اعلان کریں گے۔

وسوسہ نمبر ۷:...... **اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ** (سورۃ المائدہ) "آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا۔" کیا اس آیت کے نزول کے وقت قرآن و سنت کے سوا دین میں کوئی چیز موجود تھی؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو رائے اور قیاس کہاں سے درآمد ہوئے اور ان پر مبنی دین کیسے دینِ محمدی ٹھہرا؟

ازالہ:...... یہ آیت حضور ﷺ پر نازل ہوئی تھی، پھر بھی آپ ﷺ نے فرمایا: **اذا حکم الحاکم فاجتھد فاصاب فلہ اجران وان اخطأ فلہ اجر واحد.** (بخاری ومسلم) ''جب حاکم فیصلہ کرے تو اجتہاد کرے، اگر اس کا اجتہاد درست ہوا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دو اجر ملیں گے اور اگر خطا ہوا تو ایک اجر۔'' پھر حدیث معاذ رضی اللہ عنہ میں اجتہاد ورائے کا ذکر ہے، قرآن پاک میں بھی **فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ** اور علامہ سیوطیؒ ''اکلیل'' میں فرماتے ہیں: **الاعتبار ھو القیاس.** اللہ تعالیٰ نے اصحاب بصیرت کو قیاس کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں حکم دیا: **لِیَتَفَقَّهُوْا فِی الدِّیْنِ.** اور فقہ قیاس ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بعض صحابہؓ کو اہل استنباط فرمایا جو اجتہاد ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں فرمایا: **اجتھد برائی** (طبقاتِ ابنِ سعد ج ۳/ص ۱۳۶) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قاضی شریح کو حکم نامہ بھیجا کہ قیاس کرو (دارمی ص ۶۰، بیہقی ج ۱/ص ۱۱۵) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کوفہ میں رائے سے فتویٰ دیتے تھے (مستدرک ج ۴/ص ۹۴) ابنِ عباس رضی اللہ عنہ مکہ میں رائے سے فتویٰ دیتے تھے (بیہقی ج ۱/ص ۱۱۵) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ مدینہ میں رائے سے فتویٰ دیتے تھے (بیہقی ج ۱/ص ۱۱۵) حضرت علی رضی اللہ عنہ رائے سے فتویٰ دیتے تھے (شرح فقہ اکبر ص ۷۹) اور صحابہؓ وتابعینؒ کے ہزاروں فتاویٰ کتب حدیث میں موجود ہیں جو اجتہاد سے دیئے گئے اور کوئی دلیل (آیت یا حدیث) پیش نہیں کی۔ کیا یہ سب کچھ حضور ﷺ اور صحابہؓ کے دور میں نہ تھا؟ اصل بات یہ ہے کہ قرآن وسنت میں بعض مسائل صراحتاً ملتے ہیں، ان کو مسائلِ منصوصہ کہا جاتا ہے اور بہت سے مسائل کسی علت کے ضمن میں چھپے ہوتے ہیں، ان کو مجتہد ظاہر کرتا ہے، ان کو مسائلِ اجتہادیہ کہا جاتا

ہے، مثلاً حضرت ﷺ کا ارشاد کہ مکھی پینے کی چیز میں گر جائے تو غوطہ دے کر نکال دو، اس حدیث میں یہ مسئلہ منصوص ہے مگر اسی حدیث میں ایک علت بھی پوشیدہ ہے کہ ہر وہ جانور جس کی رگوں میں دوڑنے پھرنے والا خون نہ ہوگا، ان سب کا حکم مکھی جیسا ہے، یہ علت مجتہد نے تلاش کی اور چیونٹی، مچھر، بھڑ، جگنو وغیرہ سینکڑوں جانوروں کا حکم دریافت کرلیا۔

(۱) ....آپ ایک حدیث پیش فرمائیں کہ اس آیت کے نزول کے بعد حضور ﷺ نے اجتہاد وتفقہ سے روک دیا ہو۔

(۲) ....آپ ایک حدیث پیش کریں کہ جب خلفائے راشدینؓ اور صحابہؓ رائے کا ذکر فرماتے تو فلاں صحابی نے یہ آیت ان کے خلاف پڑھی تھی۔

(۳) ....اگر آپ اس آیت کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ تمام جزئی مسائل کے احکام صراحتاً قرآن وحدیث میں موجود ہیں تو فرمایئے! اگر ہم چند مسائل پوچھیں تو آپ ہر مسئلہ کا جواب مترجم قرآن اور مترجم حدیث سے صراحتاً دکھائیں گے؟

وسوسہ نمبر ۸: ...... آپ نے خود ساختہ وسوسے میں تقلید کا حکم اور دلیل پوچھی ہے۔

ازالہ: ...... تقلید مطلق واجب بالذات ہے اور تقلیدِ شخصی واجب بالغیر ہے، جیسے حدیثِ رسول کی سند کی تحقیق کا وجوب بالغیر ہے۔

پہلے آیت سوال، آیت **نسمع او نعقل**، آیت اتباع، آیت اطات سے دلیل گزر چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ توبہ میں ایک طائفہ کو حکم دیا ہے کہ وہ فقیہ بنیں، پھر اپنی قوم میں جاکر (وہ فقہی احکام) سنا کر ان کو ڈرائیں۔ ظاہر ہے کہ ان کے فقہی احکام کو ماننا تقلید ہی ہے اور اس طائفہ کے ہزاروں فقہی احکام کتب حدیث میں موجود

ہیں، جن میں دلیل کا اشارہ تک نہیں۔

وسوسہ نمبر ۹: ...... ائمہ اربعہ نے اپنی تقلید سے سختی کے ساتھ منع کیا ہے اور لوگوں کو قرآن وحدیث کی اتباع کی تلقین کی اور اسی طرح امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا (شامی ج ۱/ ص ۶۳)۔ مگر تم قرآن وحدیث کی بجائے تقلید ائمہ کی تعلیم دیتے ہو۔ کیا ضلوا فاضلوا کے مصداق تم ہی تو نہیں ہو؟

ازالہ (۱): ...... مفتی صاحب نے بالکل جھوٹ بولا ہے۔ کسی امام نے عوام کو مسائلِ اجتہادیہ میں مجتہد کی تقلید سے منع نہیں کیا۔ شامی میں بالکل یہ نہیں لکھا۔ ائمہ اربعہ نے عوام کے عمل کے لئے جو لاکھوں مسائل شاگردوں کو لکھوائے ان کے ساتھ دلائل بالکل نہیں لکھوائے، یہی دعوتِ تقلید ہے۔

(۲) .... ان کا فرمان بھی سنیں: امام ابوحنیفہؒ، امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ عامی پر مفتی (مجتہد) کی تقلید لازم ہے اگرچہ مفتی سے خطا ہوئی ہو (الکفایہ علی الھدایہ ج ۲/ص ۱۹۴) اس سے بڑھ کر تقلید کے حکم میں سختی کیا ہوگی؟

(۳) .... جب ان کے فرمان میں عامی کا لفظ صراحتاً آ گیا تو معلوم ہوا کہ منع والے اقوال عامی کے لئے ہرگز نہیں۔ ان کے مخاطب ان کے مجتہد شاگرد تھے۔ ان اقوال سے عوام کے لئے تقلید کو منع ثابت کرنا یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ ہے۔

(۴) .... مفتی صاحب کا یہ لکھنا کہ "تم قرآن وحدیث کی بجائے ائمہ کی تقلید کی تعلیم دیتے ہو" یہ بھی جھوٹ ہے۔ ہم قرآن وحدیث کے مخفی احکامات پر عمل کرنے کے لئے مجتہد سے رہنمائی حاصل کر کے قرآن وحدیث پر عمل کرتے ہیں۔

(۵) .... مفتی صاحب کا یہ لکھنا کہ کیا تم ضلوا فاضلوا کے مصداق تو نہیں۔ یہ مفتی

صاحب کی بدفہمی ہے۔ حضور علیہ کا پورا فرمان ہے کہ لوگ جاہلوں کو دینی پیشوا بنائیں گے، وہ خود گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو گمراہ کریں گے۔ ہمارے دینی راہنما ائمہ مجتہدین جاہل نہیں ہیں اور نہ ہی گمراہ ہیں۔ نہ ہم ان کی تقلید میں گمراہ ہیں، البتہ غیر مقلدین مجتہدین کو چھوڑ کر جن جاہل مولویوں سے مسائل پوچھتے ہیں وہ خود بھی گمراہ ہیں اور ان کو بھی گمراہ کر رہے ہیں، وہ اس کا مصداق ضرور ہیں۔

وسوسہ نمبر ۱۰:...... کیا تقلیدِ شخصی رسول اللہ علیہ اور صحابہؓ وتابعینؒ کے زمانوں میں موجود تھی؟ اگر نہیں اور ہرگز نہیں تو فرمایئے! جناب نے اس کو مشرکینِ عجم سے درآمد کرکے دین کا حصہ کیوں اور کس دلیل سے بنایا جبکہ ہم سینکڑوں دلائل سے اس کو درآمدی دین ثابت کرتے ہیں۔

ازالہ:......تقلید مطلق جس کے دو فرد ہیں، شخصی غیر شخصی شروع اسلام سے ہی ثابت ہے۔ مفتی بے چارہ اپنی کتابوں سے بھی جاہل ہے۔

(۱)......میاں نذیر حسین صاحب نقل فرماتے ہیں: زمانہ صحابہ سے لے کر زمانہ اصحاب مذاہب تک یہی چال تھی کہ بدوں تخصیص ایک مذہب کی تقلید کیا کرتے تھے۔

(معیار الحق ص ۵۵)

(۲)........یقیناً معلوم ہے کہ سب لوگ قرونِ اولیٰ میں کبھی کسی کی تقلید کرتے، کبھی کسی کی تقلید کرتے (معیار الحق ص ۵۶)

(۳)........صحابہؓ کے زمانہ سے لے کر آج تک یہی حال اور مسلک چلا آ رہا ہے کہ کبھی کسی کی تقلید کرتے اور کبھی کسی کی بدوں انکار کے (معیار الحق ص ۵۷)

(۴)........ایک مسئلہ میں ایک مجتہد کی تقلید کرنا اور دوسرے میں کسی دوسرے مجتہد کی

تقلید کرنا تعامل قرونِ اولیٰ سے ثابت ہے، کیونکہ یقیناً معلوم ہے کہ قرونِ اولیٰ میں ایسا ہی واقع تھا۔ (معیار الحق ص ۶۱)

(۵) .... ہمیں درجہ یقین کو یہ بات پہنچ گئی ہے کہ زمانہ صحابہؓ میں یونہی تھا، کیونکہ لوگ ہر عہد میں حسبِ اتفاق بلا التزام مفتی واحد کے فتویٰ لیتے رہے اور یہ بات خوب پھیلی رہی (معیار الحق ص ۶۱)

(۶) .... صحابہؓ اور تابعینؒ یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ اس اُمت میں افضل واوّل ابوبکر ہیں، پھر عمر اور ان کا یہ حال تھا کہ بہت مسئلوں میں ان کے قول کے برخلاف اوروں کی تقلید کرتے تھے اور اس پر کسی نے انکار نہیں کیا تو ہمارے قول پر اجماع ہوگیا (معیار الحق ص ۷۱)

(۷) .... اجماع صحابہ کا جو قرافی نے نقل کیا ہے: ''اور جمع ہوگئے ہیں صحابہؓ اس پر کہ جو شخص ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فتویٰ پوچھ کر ان کے قول پر عمل کرلے اسے روا ہے کہ فتویٰ پوچھ لے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے۔'' (معیار الحق ص ۹۰)

(۸) .... مولانا محمد حسین بٹالوی فرماتے ہیں: تقلید آنحضرت ﷺ کے عہد سے متوارث چلی آئی ہے۔ ایسی تقلید ہمیشہ کے لئے ایک شخص کی ہو یا کبھی کسی کی، کبھی کسی کی اس میں کوئی فرق نہیں (اشاعۃ السنۃ ج ۱۱/ص ۳۱۵)

(۹) .... حضور ﷺ کے زمانے میں پورے یمن میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلے نافذ تھے۔ ان کی تقلید شخصی ہوتی تھی۔

(۱۰) .... شاہ ولی اللہؒ، صحابہؓ کے ذکر میں فرماتے ہیں کہ وہ آفاق میں منتشر ہوگئے اور ہر صحابی اپنے علاقہ کا مقتدیٰ بن گیا (الانصاف، ص ۳)

(۱۱)........مکہ مکرمہ میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فتویٰ دیتے۔ قال فیہ برأیہ (بیہقی) اور سب اہلِ مکہ ان کی تقلید شخصی کرتے تھے۔

(۱۲)........مدینہ منورہ میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فتویٰ دیتے اور فرماتے: انما اقول برأیی (جامع بیان العلم ج ۲/ص ۵۸) سب اہلِ مدینہ ان کی تقلید شخصی کرتے، حتیٰ کہ حضرت ابنِ عباسؓ کو کہہ دیا: لا ناخذ بقولک وندع قول زید (بخاری ج ۱/ص ۲۳۷) ''ہم زید کے مقابلے میں آپ کا قول نہیں مانیں گے۔''

(۱۳)........بصرہ میں حضرت انسؓ کا فتویٰ چلتا تھا۔ آپ کے فتاویٰ کتب حدیث میں بلا ذکرِ دلیل ہیں، یہی تقلید شخصی ہے۔

(۱۴)........دارالعلم کوفہ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فتویٰ دیتے اور فرماتے: اقول فیہ برأیی (جامع بیان العلم ج ۲/ص ۵۸) ان کے سینکڑوں فتاویٰ کتب حدیث میں بلا ذکر دلیل موجود ہیں۔ یہاں ابنِ مسعودؓ کی تقلید شخصی ہوتی تھی۔

(۱۵)........تابعینؒ کے دور میں ہر شہر میں ایک صاحبِ مذہب امام تھا۔ لوگ اسی کی تقلید کرتے تھے (الانصاف ص ۶، از شاہ ولی اللہؒ) مکہ میں عطاء، مدینہ میں نافع، بصرہ میں حسن بصری، کوفہ میں ابراہیم نخعی، یمن میں طاؤس، یمامہ میں یحییٰ، شام میں مکحول، عراق میں میمون، خراسان میں ضحاک (مناقب موفق ج ۲/ص ۷، معرفۃ علوم الحدیث ص ۱۹۸) ان حضرات کی تقلید شخصی ہوتی تھی۔ ان حضرات کے فتاویٰ بھی مصنف عبدالرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ میں موجود ہیں جو بلا ذکر دلیل ہیں۔ لوگ ان پر بلا مطالبہ دلیل عمل کرتے تھے، یہی تقلید شخصی ہے۔

(۱۶)........اب آپ بھی ایک آیت پیش کریں جس میں مجتہد کی تقلید شخصی کو حرام یا کفر

یا شرک قرار دیا گیا ہو۔

(۱۷)........ایک حدیث صحیح صریح غیر معارض پیش فرمائیں جس میں مجتہد کی تقلید شخصی کو حرام یا کفر یا شرک کہا گیا ہو۔

(۱۸)........ پورے دورِ نبوت اور دورِ خلافت راشدہ میں صرف ایک غیر مقلد کا نام ثابت کریں جو مجتہد کی تقلید کو شرک اور حرام کہے۔

(۱۹)........صحابہؓ اور تابعینؒ میں سے صرف ایک غیر مقلد کا نام پیش کریں جس نے اس تقلید کو شرک، کفر یا حرام کہا ہو۔

(۲۰)........ یہ بھی ثابت کریں کہ ائمہ اربعہ کی تقلید شخصی کن مشرکین عجم سے، کس سن میں، کس نے درآمد کی تھی؟

وسوسہ نمبر ۱۱:......کیا ائمہ اربعہ سے پہلے تقلید شخصی جاری تھی یا نہیں؟ اگر تھی تو کس امام کی؟ اور پھر منسوخ کیوں ہوئی؟ ناسخ کیا چیز ہے؟ وہ امام کون تھے؟ کیا ابھی بھی ان کی تقلید جائز ہے؟ اگر نہیں تو کس نے منع کی؟ اور ان کے منصب پر ائمہ اربعہ کو کس نے فائز کیا؟ قرآن وسنت سے واضح کیجئے۔

ازالہ:........ یہ وسوسہ محض کج فہمی کی پیداوار ہے۔

(۱)........ یہ تو وسوسہ نمبر ۱۰ میں واضح ہو گیا کہ خیر القرون میں کن کی تقلید ہوتی تھی۔ امام صاحبؒ نے صحابہؓ و تابعینؒ کے ان فتاویٰ کو منسوخ نہیں کیا بلکہ مدوّن کروایا (دیکھو! کتاب الآثار امام محمدؒ، کتاب الآثار امام ابو یوسفؒ) اس لئے ائمہ کی تقلید کے ضمن میں ان کی بھی تقلید ہو رہی ہے۔ ائمہ کی تقلید کو صحابہؓ کی تقلید سے الگ سمجھنا ہی اصل کور باطنی ہے۔ یہ حضرات ان کے شارح ہیں نہ کہ ناسخ۔

(۲) .... حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں: امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ، ابراہیم نخعی اور ان کے ہم عصر علماء کے زیادہ پابند تھے اور ابراہیم نخعیؒ کے مذہب سے بہت کم تجاوز کیا کرتے تھے (حجۃ اللہ البالغہ مترجم ج۱/ص۳۳۳) اور اہلِ کوفہ کے نزدیک عبداللہ بن مسعودؓ اور ان کے اصحاب کا مذہب، حضرت علیؓ، شریح اور شعبی کے فیصلے اور ابراہیم کے فتوے اختیار کرنا دوسروں کی نسبت زیادہ بہتر ہے۔

(حجۃ اللہ البالغہ ج۱/ص۳۳۱)

معلوم ہوا کہ امام صاحبؒ کا مسلک ابراہیم نخعیؒ والا، ان کا مسلک حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت علیؓ والا تھا۔ حضرت مسروق ؒ فرماتے ہیں: میں نے آنحضرت ﷺ کے علم کو تلاش کیا تو چھ صحابہؓ میں جمع پایا۔ پھر ان چھ کا علم دو صحابہؓ میں جمع ہو گیا، حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ (مقدمہ ابن الصلاح، ص۱۴۸) ان ہی دونوں صحابہؓ کے علم پر مذہب حنفی کی بنیاد ہے۔

(۳) .... فقہ کا بیج کتاب وسنت ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس کو بویا، حضرت علقمہ نے اس کو پانی دیا، امام ابراہیم نخعیؒ نے اسے کاٹا، امام حمادؒ نے اسے صاف کیا، امام ابوحنیفہؒ نے اسے پیسا، امام ابویوسفؒ نے اس آٹے کو گوندھا، امام محمدؒ نے روٹی پکائی اور سب لوگوں نے وہ روٹی کھائی (درمختار ج۱/ص۲۴) یہ ہے ہمارا مسلک الحمد للہ.

وسوسہ نمبر ۱۲ .... ہمارا دعویٰ ہے کہ لوگوں کو ہمیشہ رسولوں کی اطاعت کا حکم دیا گیا اور تقلید شخصی کو ہمیشہ شرک قرار دیا گیا۔ آپ کے پاس اس دعویٰ کے خلاف قرآن وسنت کی کوئی دلیل ہو تو بیان کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور رسولوں کے مقابلے میں رسول نہ بناؤ۔

ازالہ ...(۱) ...... بے شک مسائلِ منصوصہ میں رسولوں کی اطاعت کا حکم دیا گیا۔ یہ

اس بحث سے خارج ہے اور مسائل اجتہادیہ میں اہلِ استنباط اولی الامر کی اطاعت کا بھی حکم دیا گیا۔ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتَابِ وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ.

(۲) ......ائمہ مجتہدین کی تقلید کو نہ قرآن میں شرک کہا گیا، نہ حدیث میں، نہ کسی خلیفہ راشد نے شرک کہا نہ کسی صحابی یا تابعی نے۔

(۳) ......مقلدین، ائمہ کو رسول مانتے ہیں نہ رسولوں کا مدِ مقابل۔ کیا حضرت ﷺ نے جب حاکم کو اجتہاد کرنے کا حکم دیا تو اسے رسول بننے کا حکم دیا؟ اور حضرت معاذؓ نے جب اجتھد برأیی کہا تو حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ تو میرے مد مقابل رسول بن بیٹھا ہے۔ جھوٹ اور بہتان کے علاوہ اور کچھ بھی تمہارے پلے نہیں ہے۔

وسوسہ نمبر ۱۳ ......تم لوگوں کو بے وقوف بنانے کے لئے قرآن و حدیث سے کوئی دلیل نہ پانے کے بعد یہ راگ الاپتے ہو کہ تقلید شخصی پر اجماع ہو چکا ہے۔ فرمائیے! کیا مقلدین کا اجماع مراد ہے؟ چشم کور گر نبیند آفتاب را چہ گناہ۔ اجماع کی تعریف، شرائط اور ارکان پر بھی نظر ہے؟ یا اجماع اُمت مراد ہے، وہ کب ہوا؟ کس نے کیا؟ جبکہ ہزاروں لاکھوں محدثین اور کروڑوں اہل حدیث تقلید مذکور کو شرک بتلاتے ہیں۔

ازالہ ....(۱) ......الحمد للہ کتاب وسنت سے تقلید کا ثبوت گزر چکا اور اس پر اجماعُ بھی ہے۔ امام نووی شافعیؒ روضۃ الطالبین میں فرماتے ہیں کہ امام الحرمینؒ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ ابن حجرؒ نے فتح المبین شرح اربعین میں، علامہ مناوی نے فیض القدیر شرح جامع الصغیر میں، علامہ ابن نجیمؒ نے الاشباہ والنظائر میں، علامہ ابن الھمام نے تحریر الاصول میں اس اجماع کو نقل کیا ہے۔ یہ سب لوگ اجماع کی تعریف اور شرائط و ارکان سے واقف تھے۔ شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں: یہ مذاہب اربعہ جو مدوّن

ہو چکے ہیں اور تحریر میں آ چکے ہیں، تمام اُمت یا وہ لوگ جو اس اُمت میں قابل اعتبار ہیں سب اس زمانہ میں ان کی تقلید کے جائز اور درست ہونے پر متفق ہیں اور اس تقلید میں بہت سی مصلحتیں ہیں جو مخفی نہیں ہیں، خاص کر اس زمانہ میں جس میں لوگ نہایت ہی پست ہمت ہو گئے ہیں اور ان کے قلوب خواہش نفسانی سے پر ہو گئے ہیں اور ہر شخص اپنی ہی رائے پر ناز کرنے لگا ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ، مترجم، ج ا/ص ۳۶۱)

(۲) ...... آپ ذرا اُمتیوں کی اصول فقہ کو چھوڑ کر صرف قرآن و حدیث سے اجماع کی تعریف، شرائط اور ارکان تحریر فرما دیں۔

(۳) ...... حدیث کی سند کی تحقیق پہلے قرن میں نہیں ہوتی تھی (صحیح مسلم) پھر اجماع ہو گیا کہ تحقیق ضروری ہے۔ یہ اجماع کب اور کہاں ہوا؟

(۴) ...... قرآن پاک کے بعد صحیح بخاری سب کتابوں سے زیادہ صحیح ہے۔ اس پر اجماع کب، کس جگہ، کن لوگوں نے کیا؟

(۵) ...... آپ نے ہزاروں لاکھوں محدثین پر جھوٹ بولا کہ وہ مجتہدین کی تقلید کو شرک کہتے ہیں، کم از کم صرف صحاح ستہ میں سے ہی مجتہدین کی تقلید کے شرک ہونے کا باب دکھا دیں۔ محدثین تو سب مقلد تھے جیسا کہ کتب طبقات سے ظاہر ہے۔

(۶) ...... کروڑوں اہلحدیث میں غیر مقلدین مراد ہیں تو یہ بھی صحیح نہیں۔ آپ کے اکابرین تو مطلق تقلید کو واجب کہتے ہیں، جیسا کہ گزرا۔

وسوسہ نمبر ۱۴: ...... اور کبھی تم لفظ مجتہد سے فریب دیتے ہو۔ مجتہد کی تعریف کیا ہے؟ ہر مجتہد کی تقلید فرض ہوتی ہے؟ اگر ہے تو کیا اسلام میں صرف یہی چار مجتہد ہوئے ہیں۔ اگر اور بھی ہیں تو ان کی تقلید کیوں نہیں کرتے؟ اگر یہی چار ہیں تو یہ فیصلہ آپ نے کہاں

بیٹھ کر کرلیا؟

ازالہ.....(۱).....قرونِ اولیٰ میں بہت سے مجتہدین ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کا تشریعی حکم یہی ہے کہ فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ. لیکن اللہ تعالیٰ کی تکوین یہ ہے کہ ان میں سے صرف چار کے مسائل اور اصول فقہ مکمل طور پر مرتب ہو کر اُمت کو ملے اور باقی مجتہدین کے اصول اجتہاد اور مسائل اجتہادیہ نہ مکمل طور پر مدوّن ہوئے، نہ تواتر وشہرت سے ہم تک پہنچے، اس لئے ان کی تقلید ممکن ہی نہیں۔ ہاں آپ ہمت کرکے ایک ہی اور مجتہد پیش کردیں جن کے اصول فقہ اور مسائل فقہ اسی طرح منقح صورت میں مدوّن اور متواتر ہوں تو ہمیں ان کو چار میں شامل کرنے میں کوئی عذر نہ ہوگا۔

(۲).......یہ ایسی ہی جہالت کا سوال ہے جیسے کوئی کہے کہ کیا اسلام میں صرف سات ہی قاری ہوئے ہیں؟ ان کے علاوہ بھی تو ہوئے ہیں، ان کی قرائتیں کیوں نہیں پڑھی جاتیں؟

(۳).......مفتی صاحب! ایک طرف تو آپ اس پر ناراض ہیں کہ ہم نے امام ابوحنیفہؒ کی تقلید کیوں کی۔ اب آپ ناراض ہیں کہ باقی ہزاروں مجتہدین کی تقلید کیوں چھوڑی۔ کیا ایک بت کی پوجا شرک اور ہزاروں کی پوجا توحید ہے؟

(۴).......آپ صرف قرآن وحدیث سے مجتہد کی تعریف، اجتہاد کی شرائط وارکان بیان فرمادیں۔

وسوسہ نمبر ۱۵.......رسول اللہ ﷺ کے جلیل القدر صحابہؓ وتابعین عظامؒ بھی مجتہد تھے یا نہیں؟ اگر نہیں تھے تو صرف یہ بتلا دیں کہ آپ کا دین عجم کا درآمدی مال ہے یا روم کا، کیونکہ عربی دین تو دنیا مانتی ہے کہ صرف صحابہ رسول ﷺ کے ذریعے دنیا کے ہاتھوں میں پہنچا۔

ازالہ.....(۱).....شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں: صحابہؓ کے دو گروہ تھے، مجتہد اور مقلد (قرۃ العینین) یہی حال تابعین کا تھا۔ ان میں غیر مقلد ایک بھی نہ تھا۔

(۲).......عجم اور عرب کا تقابل تو سنا تھا، عجم اور روم کا تقابل نیا سنا ہے۔

(۳)....... **الحمدللہ** ہمارے امام صاحبؒ نے صحابہؓ کا زمانہ پایا، ان سے ملاقاتیں فرمائیں جبکہ آپ کا دین ملکہ وکٹوریہ کے زمانے کا ہے۔

اقرار نامہ:

آپ کے بڑوں نے ملکہ وکٹوریہ کو جشن جوبلی پر جو سپاس نامہ پیش فرمایا، آپ کو چاہئے کہ نماز و خطبہ جمعہ میں بلکہ روزانہ اس کی تلاوت فرمایا کریں: بحضور فیض گنجور کوئین وکٹوریہ دی گریٹ قیصرۂ ہند بارک اللہ فی سلطنتھا! ہم ممبران گروہ اہل حدیث اپنے گروہ کے کل اشخاص کی طرف سے حضور والا کی خدمت عالی میں جشنِ جوبلی کی دلی مسرت سے مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ آپ کی سلطنت میں جو نعمت مذہبی آزادی (غیر مقلدیت) کی حاصل ہے اس سے یہ گروہ خاص نصیبہ اُٹھا رہا ہے۔ یہ مذہبی آزادی اس گروہ کو خاص اس سلطنت میں حاصل ہے، بخلاف دوسرے اسلامی فرقوں کے کہ ان کو اور اسلامی سلطنتوں میں بھی یہ آزادی حاصل ہے۔ اس خصوصیت سے یقین ہوسکتا ہے کہ اس گروہ کو اس سلطنت کے قیام و استحکام سے زیادہ مسرت ہے اور ان کے دل سے مبارک باد کی صدائیں زیادہ زور کے ساتھ نعرہ زن ہیں۔

(اشاعۃ السنۃ ج۹/ص۲۰۶)

میاں نذیر حسین کو جب حکومتِ مکہ نے گرفتار کیا کہ یہ فقہ کا منکر ہے تو اس نے ہدایہ کا نام لے کر جان چھڑائی اور حرم پاک میں کھڑے ہوکر کہا کہ گورنمنٹ (انگریزی) ہندوستان میں ہم مسلمانوں کے لئے خدا کی رحمت ہے (الحیاۃ بعد المماۃ ص۱۶۲)

مولانا! اخبار اہل حدیث امرتسر کی شہادتوں سے ثابت ہے کہ ۱۳۴۵ھ سے قبل مکہ مدینہ میں غیر مقلد مذہب کو جانتے تک نہ تھے۔ مولانا! فرمایئے عجمی دین کن کا ہے؟ صحابہ والا دین عجمی ہے یا برطانیہ والا؟

وسوسہ نمبر ۱۶ ...... جب صحابہؓ و تابعینؒ میں بے شمار مجتہد تھے تو پھر ائمہ اربعہ کی تقلید کس بناء پر؟ اور ائمہ اربعہ میں سے بھی صرف ایک کی کس کی بناء پر؟ کیا وہ چاروں رسول تھے کہ ایک کی شریعت پر ایمان لانے کے لئے دوسرے سے انقطاع واجب ہے اور ایک کی غلامی کا قلادہ (طوق) گلے میں ڈالنے سے دوسرے کا طوق اُتار پھینکنا ضروری ہے۔

ازالہ .... (۱) .... یہاں مفتی صاحب رسولوں کی تابعداری کا نام بھی قلادہ اور طوق تجویز فرما رہے ہیں۔ غصے میں ہوش ٹھکانے نہیں رہے۔

(۲) ...... صحابہؓ و تابعینؒ والی بات کا جواب وسوسہ نمبر ۱۵ میں گزر چکا ہے۔

صرف امام صاحبؒ کی تقلید:

(۳) ...... جس طرح یمن میں صرف حضرت معاذؓ کی تقلید ہوتی تھی، کیونکہ ان کے مسائل آسانی و سہولت سے دستیاب تھے۔ اسی طرح یہاں صرف مذہب حنفی ہی ہے۔ اسی لئے شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ فرماتے ہیں: (پاک و ہند) میں جو لوگ آباد ہیں، یہاں نہ مالکی علماء ہیں نہ شافعی، نہ حنبلی (کہ عوام ان سے ان مذاہب کے موافق مسائل پوچھ سکیں) یہاں صرف حنفی علماء ہیں، اس لئے یہاں واجب ہے کہ صرف امام صاحبؒ کی ہی تقلید کی جائے اور امام ابوحنیفہؒ کی تقلید سے نکلنا حرام ہے، جو امام صاحب کی تقلید سے نکلا، اس نے شریعت کی رسی گلے سے اُتار پھینکی اور وہ مہمل اور بے کار رہ گیا (الانصاف، ص۷۲)

جیسے ایک علاقہ میں ایک ہی ڈاکٹر ہو تو اس سے علاج کروانے میں علاقے والوں کو سہولت ہے، یہاں بھی مذہب حنفی پر عمل میں سہولت ہے۔

(۴)......سہولت کے ساتھ اُمت کا اتفاق بھی مدنظر ہے۔ یہاں سب لوگ حنفی ہیں، دوسرے مذہب کی وجہ سے اختلاف اور فتنہ پیدا ہوگا اور الفتنة اشد من القتل، اس لئے اُمت میں فتنہ ڈالنا حرام ہے، اس سے بچاؤ کا واحد ذریعہ یہاں امام صاحبؒ کی تقلید شخصی ہے۔ چنانچہ یہ تاریخی حقیقت ہے کہ فتنہ غیر مقلدیت سے قبل اس ملک میں نہ مذہبی منافرت تھی نہ دین بیزاری۔ غیر مقلدین نے آ کر اس ملک میں مذہبی منافرت اور دین سے بیزاری پیدا کی۔

وسوسہ نمبر ۱۷......ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید بر بنائے دلیل ہے یا بلا دلیل۔ صورتِ اولیٰ میں یہ تقلید نہ رہی اور مقلد نہ رہا، کیونکہ مقلّد تو صرف وہ ہے جو بلا طلبِ دلیل کسی کی اندھی پیروی کرے کما سبق اور صورت ثانیہ میں ترجیح بلا مرجح لازم آئے گی جو قطعی محال ہے۔

ازالہ.....(۱)......ائمہ اربعہ کی تقلید دلیل سے ثابت ہے جیسے قرآن میں مومنوں کو خطاب ہے کہ نماز پڑھو اور مفتی عبدالرحمٰن کا مؤمن ہونا ان کے اقرار یا شہادت سے ثابت ہے تو مفتی عبدالرحمٰن کا نماز پڑھنا بر بنائے دلیل ہی ہوا۔ ایسے ہی قرآن پاک میں اہلِ ذکر، اہل استنباط فقہاء کی تقلید کا حکم ان کو ہے جو استنباط نہیں کر سکتے۔ اب ائمہ اربعہ کا مجتہد ہونا بھی اجماع اُمت سے ثابت ہے۔ ان کے مسائل بھی تواتر علمی اور عملی سے ثابت ہیں اور ہمارا اور آپ کا شرائطِ اجتہاد سے خالی ہونا بھی مشاہدہ سے ثابت ہے۔ پس ان کی تقلید دلیل سے ثابت ہوئی۔

(۲)........رہا ایک امام کا مسئلہ تو ظاہر ہے کہ جب مطلق حکم ہوگا تو اس میں ایک تو یقیناً داخل ہے، زائد لازم نہیں۔ اس کے لئے نئی دلیل کی ضرورت ہے۔ مثلاً حکم ہے کہ مسئلہ معلوم نہ ہو تو عالم سے پوچھ لو۔ اب ایک عالم سے مسئلہ پوچھ لیا تو حکم پر پورا عمل ہوگیا۔ ضروری نہیں کہ ہر مسئلہ تمام علماء سے پوچھنے کے بعد عمل کی باری آئے۔

(۳)........ یہاں تو ایک ہی مذہب کے مدارس اور مفتی ہیں۔ مالکی، شافعی، حنبلی مدارس اور مفتی موجود ہی نہیں۔ یہ چار کا نام لے کر سوال کرنا ہی غلط ہے۔

(۴)........آپ نے فرمایا کہ ترجیح بلا مرجح لازم آئے گی۔ ترجیح کا سوال تو جب ہو کہ یہاں کم ازکم دو مذاہب کے مدارس ومفتی ہوتے۔ یہاں صرف اور صرف حنفی مذہب ہے، باقی چند لوگ لا مذہب ہیں۔ جیسے یمن میں صرف حضرت معاذؓ کا فتویٰ چلتا تھا، یہاں صرف مذہب حنفی ہے۔

(۵)........ یہاں مذاہب اربعہ تو موجود نہیں، صرف ایک ہی مذہب ہے، البتہ غیر مقلدین کا فرقہ کئی فرقوں میں بٹا ہوا ہے۔ چنانچہ مولانا عبدالوہاب صاحب دہلوی امیر جماعت غرباء اہل حدیث نے اپنے خطبہ امارت ص۲۶ میں ان فرقوں اور ان کی تاریخ پیدائش کا بھی ذکر فرمایا ہے: (۱) جماعت غرباء اہل حدیث (۱۳۱۳ھ)، (۲) کانفرنس اہل حدیث (۱۳۲۷ھ)، (۳) امیر شریعت صوبہ بہار (۱۳۳۹ھ)، (۴) فرقہ ثنائیہ (۱۳۳۸ھ)، (۵) فرقہ حنیفیہ عطائیہ (۱۳۴۸ھ)، (۶) فرقہ شریفیہ (۱۳۴۹ھ)، (۷) فرقہ غزنویہ (۱۳۵۳ھ)، (۸) جمعیت اہل حدیث (۱۳۷۰ھ)، (خطبہ امارت ص۲۶)

گویا صرف ستاون (۵۷) سال میں یہ فرقہ آٹھ فرقوں میں بٹ گیا اور ابھی یہ تفریق جاری ہے۔ (۹) تنظیم اہل حدیث، (۱۰) شبان اہل حدیث، (۱۱) اہل حدیث

یوتھ فورس۔ ان گیارہ فرقوں میں لفظ اہل حدیث تو موجود تھا مگر مسعود احمد غیر مقلد نے ۱۳۹۵ھ میں ایک اور فرقہ بنایا: (۱۲) جماعت المسلمین۔ یہ پہلے گیارہ فرقوں کو مسلمان ہی نہیں سمجھتا اور اس کے بعد مولوی اشرف سلیم نے فلاحِ انسانیت کے نام سے تیرھواں ادارہ بنایا، گویا وہ پہلے بارہ فرقوں کو انسان بھی نہیں سمجھتا۔

آپ ان تیرہ فرقوں میں سے کس فرقے میں شامل ہیں اور کس دلیل سے ایک فرقے میں شامل ہوئے اور کس دلیل سے بارہ کو چھوڑا۔ ترجیح بلا مرجح کیوں کی؟

وجوہ ترجیح میں سہولت اور اتحاد:

(۶)........دو وجوہ ترجیح پہلے ذکر ہو چکے ہیں۔ کسی کو افضل سمجھنا بھی وجہ ترجیح ہے۔ جس طرح تقلید شخصی کی صورت میں اُمت فتنے سے محفوظ رہتی ہے اسی طرح خود فرد بھی تلاعب بالدین سے محفوظ رہتا ہے۔ جس طرح غیر مقلدین نے خواہشات نفسانی کے اتباع کا نام عمل بالحدیث رکھا ہوا ہے وہ بھی تلاعب بالدین کا نام تقلید ائمہ رکھ لے گا۔ اس لئے اپنی سہولت، اپنے آپ کو اتباعِ ھویٰ سے بچانے اور اُمت کو فتنہ سے بچانے کا ذریعہ تقلید شخصی ہی ہے۔

(۷)......آپ حضرات نے جو صحیح بخاری کو باقی تمام کتب حدیث پر ترجیح دی ہے، یہ بلا دلیل ہے یا با دلیل، وہ آیت یا حدیث بیان کرو۔

(۸)......ایک امام سے ایک مسئلہ پوچھنے کے بعد دوسرا تیسرا مسئلہ پوچھنا جائز ہے تو تقلید شخصی ہوئی۔ اگر دوسرا مسئلہ پوچھنا حرام ہے تو اس کی دلیل کیا ہے؟

وسوسہ نمبر ۱۸......اگر کسی ایک امام کی ترجیح کا سبب عام علماء کا فیصلہ ہے تو یہی سوال علماء پر وارد ہوگا کہ اُنہوں نے ترجیح کا فیصلہ دلیل کی بنیاد پر کیا یا بلا دلیل۔ پہلی

صورت میں وہ مقلد نہ رہے بلکہ دلیل کے پیروکار بنے۔ پھر دوسروں کو تقلید کا کلمہ کیوں پڑھاتے ہو اور دوسری صورت میں ان علماء مقلدین کا بے بہرہ، بے وقوف، بے تمیز ہونا ثابت ہوگیا جس کا خود انہیں اقرار ہے (فتاویٰ شامی ج۱/ص۷۲)

ازالہ .....(۱) ..... میں بار بار ذکر کر چکا ہوں کہ اس ملک میں مذہب حنفی کے علاوہ کوئی مذہب ہے ہی نہیں، ترجیح کا سوال ہی حماقت ہے۔

(۲) ....تقلید کی تعریف میں جو لفظ الدلیل آیا ہے، اس میں الف لام عہد کا ہے جس سے مراد مجتہد کی وہ خاص تفصیلی دلیل ہے جس سے اس نے فیصلہ استنباط کیا ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ کسی مقدمہ میں ایک مقدمہ کی مسل ہوتی ہے جس میں دعویٰ، گواہوں کی گواہی، اس پر جرح وغیرہ سب کچھ شامل ہوتا ہے اور ایک فیصلہ ہوتا ہے کہ مثلاً ملزم بری ہے۔ اب اس پوری مسل مقدمہ کا مطالعہ کئے بغیر صرف فیصلہ سن کر تسلیم کر لینا تقلید ہے اور جج کے سامنے اکڑ جانا کہ پہلے پوری مسل سناؤ، پھر یہ بتاؤ کہ یہ فیصلہ کس طرح استنباط کیا ہے، ورنہ میں نہیں مانتا، یہ ترک تقلید ہے۔ ایسا شخص توہین عدالت کا بھی مجرم ہے۔ اس کے علاوہ ایک اجمالی دلیل ہوتی ہے کہ یہ جج صاحب قانون کے ماہر ہیں اور مقدمہ کے ہر پہلو کو سمجھ گئے ہیں، اس لئے فیصلہ مان لو۔ مقلد خود مجتہد کی اس مسل کا مطالبہ کرے تو یہ تقلید کے خلاف ہے اور وہ مسل محفوظ ہی نہیں صرف فیصلے محفوظ ہیں۔

(۳) ....آپ ڈاکٹری کا فن نہیں جانتے مگر مریض ہونے پر آپ کو ڈاکٹر سے دوائی لینے کی ضرورت پڑتی ہے۔ آپ وہ دوائی محض بے دلیل لے کر استعمال کرتے ہیں یا خود ڈاکٹری کی تمام کتابوں کو سامنے رکھ کر ہر گولی کے اجزاء کے خواص اور اپنی بیماری کے ہر پہلو کی تشخیص کرتے ہیں۔ اوّل صورت میں آپ مشرک ہیں کہ ڈاکٹر کو خدا سمجھ

رکھا ہے۔ دوسری صورت آپ کے بس میں نہیں۔ آپ بقول اپنے بے تمیز بھی ہوئے، بے وقوف بھی، بے بہرہ بھی۔ مولوی صاحب! یہی بات صحیح ہے کہ دلیل تفصیلی یقیناً آپ کے پاس نہیں ہوتی۔ ہاں دلیل اجمالی ہوتی ہے کہ اس ڈاکٹر کے ہاتھ سے خدا تعالیٰ نے ہزاروں مریضوں کو صحت عطا فرمائی ہے۔ اور اس فن والے ڈاکٹر اس فن میں اس کو ماہر جان کر مشورے کرتے ہیں۔ یہ اجمالی دلیل تقلید کے خلاف نہیں بلکہ تقلید کی بنیاد ہے۔ تقلید کی تعریف میں علی ظن انه محق اس کی بنیاد یہی دلیل اجمالی ہے اور یاد رکھیں تقلید عدم علم بالدلیل کا نام نہیں، ورنہ علامہ زیلعیؒ، ابن حجرؒ، نوویؒ، مرغینانیؒ، ابن رشدؒ کبھی مقلد نہ کہلاتے بلکہ عدم مطالبہ دلیل تفصیلی خاص مجتہد کا داخل ماہیت تقلید ہے۔

(۴)......آپ جو امام بخاریؒ کو محدثین پر ترجیح دیتے ہیں وہ بے دلیل ہے یا با دلیل؟

(۵)......آپ نے طبقاتِ فقہاء کو دیکھ کر جو علماء مقلدین کو بے بہرہ، بے وقوف، بے تمیز کہا ہے، یہ آپ نے کن الفاظ کا ترجمہ کیا ہے؟

(۶)......آپ یہ بھی فرمائیں کہ آپ ان سات طبقات میں سے کس طبقہ میں ہیں تاکہ آپ کا امتحان لیا جا سکے۔

وسوسہ نمبر ۱۹......ائمہ اربعہ صاحب وحی اور معصوم عن الخطاء تھے یا نہیں؟ اگر تھے تو وہ نبی اور رسول ٹھہرے جس کا کوئی قائل نہیں۔ اگر نہیں تھے تو صاحب وحی اور معصوم رسول کی بجائے ائمہ کی تقلید چہ معنی دارد؟ اگر کہا جائے کہ ائمہ کی تقلید اتباع رسول کا عین مترادف ہے۔

ازالہ.... (۱) ائمہ اربعہ صاحب وحی نہیں تھے کہ ان پر وحی براہِ راست نازل ہو، وہ مراد وحی کے امین ضرور تھے۔ اجتہاد اور استنباط نام ہی وحی کی مخفی مرادوں کو ظاہر کرنے

کا ہے: **القیاس مظهر لا مثبت.**

(۲)　ائمہ اربعہ معصوم عن الخطاء نہیں تھے، وہ عادل تھے۔ ان کو صواب پر دو اجر اور خطاء پر بھی ایک اجر ملتا ہے۔ بہر حال وہ معصوم نہیں تھے مگر مطعون بھی نہیں، کیونکہ وہ ہر حال میں ماجور ہیں، خواہ ایک اجر ملے یا دو۔

(۳)　جب ان کے نبی اور رسول ہونے کا کوئی قائل ہی نہیں تو ایسی احمقانہ باتیں اس مبحث میں لانے کا کیا مقصد؟ ہاں پھر یاد رکھو کہ وہ نبی اور رسول یقیناً نہ تھے مگر نبی اور رسول کی شریعت کے شارح اور محافظ اور مدوّن ضرور تھے۔

(۴)　رسول کی بجائے نہیں رسول کی بات سمجھانے والے۔ نہ اُنہوں نے کبھی رسول کے مدِ مقابل ہونے کا دعویٰ کیا۔ یہ آپ کا خبثِ باطن ہے۔

(۵)　یہ ایسا ہی جاہلانہ سوال ہے جیسے آپ کے دوسرے بھائی اہل قرآن کیا کرتے ہیں کہ کیا راویانِ حدیث اور اصحابِ صحاح ستہ، اصحابِ وحی اور معصوم عن الخطاء تھے؟ اگر نہ تھے تو بجائے رسول کے آپ ان کے پیچھے کیوں لگے ہوئے ہیں۔ جواب یہی ہے کہ یہ عادل ہیں اور نبی کے مدمقابل نہیں بلکہ نبی کے الفاظ کے محافظ ہیں۔ جس طرح الفاظ رسول کے محافظ کو رسول کا مدمقابل سمجھنا پرلے درجہ کی جہالت ہے، ایسے ہی مراد رسول کے محافظ کو رسول کا مدمقابل سمجھنا حماقت اور جہالت کی انتہا ہے۔

وسوسہ نمبر ۲۰ .... تو پھر سوال ہوگا کہ ائمہ اربعہ نے جن بزرگوں سے علم سیکھا وہ یقیناً علم و فضل میں ان ائمہ سے بڑے تھے۔ پھر ان سے بڑے ان کے استاذ اور معلم صحابہؓ تھے، پھر کیا وجہ ہے کہ افضل ترین اور افضل کو چھوڑ کر تیسرے درجے کے مفضول کی تقلید کو دین بنالیا جائے۔

ازالہ .... (۱)　وہ یقیناً علم و فضل میں بڑے تھے مگر ان کی زندگیاں جہاد میں گزریں اور وہ فقہ یا حدیث کی کتابیں تفصیلاً مرتب نہ کر سکے۔ ائمہ اربعہ نے ان کو چھوڑا نہیں، بلکہ جیسا کہ تفصیلاً گزرا، اُن کو مدوّن کیا اور ان کے ذریعہ ان کی روایت کو تواتر اور شہرت نصیب ہوئی۔

(۲)　منکرین حدیث کا بھی یہی سوال ہے کہ اصحابِ صحاح ستہ کے اساتذہ اور ان کے اساتذہ عبدالرزاق، ابنِ ابی شیبہ، ابویعلی، امام محمد، امام زید، قاضی ابویوسف، امام اعظم رحمہم اللہ ان سے علم و فضل میں فائق تھے یا نہیں؟ یہ خیر القرون والے تھے اور صحاح ستہ والے خیر القرون کے بعد والے۔ یہ مجتہد تھے اور اصحابِ صحاح ستہ درجہ اجتہاد پر فائز نہ تھے، ان کی اسانید اصحابِ صحاح ستہ کے مقابلہ میں عالی ہیں، ان میں عربی بھی تھے جبکہ اصحاب صحاح ستہ عجمی ہیں۔ پھر اُن کی کتابوں کو چھوڑ کر اِن کی کتابوں کو دین کیوں بنالیا گیا ہے؟

وسوسہ نمبر ۲۱ .... سوال یہ ہے کہ خلفاء اربعہ، مفسرین، محدثین، صحابہ، عشرہ مبشرہ، شہداء بدر و اُحد، کاتبین وحی الٰہی اور رفقاء کار نبوت کی موجودگی میں صدیوں بعد منظر عام پر لائے جانے والے ائمہ کی بلا دلیل پیروی کا عقل و نقل میں کیا جواز ہے؟ انصاف فرمائیے گا۔

ازالہ ...... مفتی صاحب کی عاجزی کی دلیل ہے کہ معمولی فرق کے ساتھ وہی سوالات دُہرا رہے ہیں۔

(۱)　مفتی صاحب! آپ کے سوال کا مقصد یہ ہے کہ ہم ائمہ اربعہ کی تقلید چھوڑ کر خلفائے راشدین، عشرہ مبشرہ، شہدائے بدر و اُحد، کاتبین وحی کی تقلید کریں۔ کیا آپ ان

حضرات کی تقلید کر رہے ہیں؟

(۲) آپ کے وسوسہ نمبر ۱۹ سے ظاہر ہے کہ تقلید کے لئے ضروری ہے کہ وہ صاحب وحی، معصوم عن الخطاء، نبی و رسول ہو۔ آپ نے واقعتا ان حضرات کو صاحب وحی، معصوم عن الخطاء، اور نبی اور رسول مان لیا ہے؟

(۳) رہا یہ کہ ہم ان کی براہِ راست تقلید کریں تو آپ ان کی مدوّن و مرتب متواتر فقہ اور اصولِ فقہ ہمیں لا دیں جو براہِ راست ان کا اپنا مرتب کردہ ہو یا مرتب کروایا ہو، ہم ایک سیکنڈ بھی دیر نہیں کریں گے، ائمہ اربعہ کو چھوڑ کر فوراً ان کی تقلید کریں گے۔ اب ہم امام ابوحنیفہؒ کے واسطے سے ان کے مسائل پر عمل کر رہے ہیں۔

(۴) آپ کا یہ وسوسہ ایسا ہی ہے جیسے اہلِ قرآن کہتے ہیں کہ صحاح ستہ کی بجائے تم خلفائے راشدین، عشرہ مبشرہ، کاتبین وحی کی حدیث کی کتابیں کیوں نہیں پڑھتے۔ ہم ان سے بھی یہی کہتے ہیں کہ اسی طرح کی مفصل کتابیں ان کی لا دو، ہم ماننے کو تیار ہیں۔

(۵) ہم بار بار واضح کر چکے ہیں کہ ائمہ اربعہ نے ان صحابہؓ کے مسلک کو ہی مدوّن کیا ہے۔

(۶) ائمہ اربعہ پہلی دوسری صدی کے ہیں اور آپ کا فرقہ چودھویں صدی کا۔ آپ اپنے آپ کو ان سے افضل کیوں سمجھتے ہیں؟

وسوسہ نمبر ۲۲ ...... کیا ائمہ اربعہ حق پر ہیں یا ان میں سے صرف ایک؟ اگر ایک ہے تو اس کا علم کیسے ہوگا، کیونکہ مقلد دلیل کی دنیا سے نا آشنا ہے، لہٰذا وہ پیچھے چلنا جانتا ہے۔ فیصلہ کا کوئی اختیار نہیں رکھتا، اس لئے مقلدین نے بدحواسی میں اعتراف کرلیا کہ ائمہ اربعہ برحق ہیں (نورالانوار، ص ۲۴۶)

ازالہ .....(۱) مفتی صاحب مقلدین کو اندھا کہتے ہیں، مگر یہاں نور الانوار کی عبارت ان کو نظر نہیں آئی۔ صاف لکھا ہے: **ان کلھم مصیب فی العمل دون الواقع** (ص ۲۴۷) یعنی واقع میں تو سب مصیب نہیں، عمل میں سب مصیب ہیں۔

(۲) مفتی صاحب! یہ بات مقلدین نے بدحواسی میں نہیں کہی۔ حدیث میں ہے کہ مجتہد مصیب کو دو اجر اور مخطی کو ایک اجر ملے گا اور اجر ملنا دلیل قبولیت ہے۔ جس طرح قبلہ کا اشتباہ ہو جائے اور چار نمازی تحری سے نماز عصر چار رکعت پڑھیں۔ ایک مشرق کو منہ کرے، دوسرا مغرب کو، تیسرا شمال کو، چوتھا جنوب کو تو واقع میں قبلے چار نہیں ہیں، ایک ہی ہے مگر نماز سب کی قبول ہے۔ فرق یہ ہے کہ جس نے واقعتاً اس طرف منہ کیا جس طرف قبلہ ہے تو اسے دو اجر ملے، دوسروں کو ایک اجر مگر نماز کی قبولیت میں ذرہ برابر شبہ نہیں۔

(۳) علم کیسے ہوگا الخ۔ مقلد کو اس بکھیڑے میں پڑنے کی کیا ضرورت؟ اس کو یقین ہے کہ میرا عمل مقبول ہے۔ خطاء بھی ہو تو ایک اجر کہیں نہیں گیا۔

(۴) آپ کو ان چار میں اختلاف کا بڑا خیال ہے۔ آپ کے تیرہ فرقوں میں تو کفر اسلام کا اختلاف موجود ہے۔

(۵) بعض احادیث کے صحیح یا ضعیف ہونے میں محدثین کا سخت اختلاف ہے۔ وہاں دونوں جانب حق ہے یا ایک جانب؟ عامی کو حق کا کیسے علم ہوگا؟

وسوسہ نمبر ۲۳ ......سوال یہ ہے کہ جب ائمہ اربعہ برحق ہیں تو آپ ایک امام کی تقلید اور تین کی مخالفت کرکے 1/4 حق کو قبول کرتے ہیں اور اس کے ساتھ 3/4 باطل ملاتے ہیں۔ آخر یہ کیوں؟ اور اصل حق (اطاعت رسول ﷺ) سے بغاوت کر کے

باطل کے سوا ملنا بھی کیا تھا؟

ازالہ ....(۱).....ائمہ اربعہ کے برحق ہونے کا مطلب تمہیں سمجھ آیا ہی نہیں۔ جھوٹ بولتے رہتے ہو کہ میں نے بائیس سال فقہ اور اصولِ فقہ پڑھایا ہے۔

(۲) ائمہ مجتہدین میں حق و باطل کا اختلاف ہی نہیں، صواب و خطاء کا ہے (صحیحین، درمختار) اُجر ہر حال میں مل رہا ہے۔

(۳) کیا ساتوں قرأتیں حق ہیں یا نہیں؟ یقیناً حق ہیں تو آپ کے اصول پر ایک قرأت پر قرآن پڑھنے والے کی تلاوت میں 1/7 حق اور 6/7 باطل کی ملاوٹ ہے۔

(۴) آپ کے تیرہ فرقے حق پر ہیں یا نہیں تو ایک فرقے کا غیر مقلد آپ کے حساب سے 1/13 حق اور 12/13 باطل کا آمیزہ ہے۔

(۵) جس نے تحری کر کے ایک طرف نماز پڑھ لی اور چار رکعتیں ادا کیں تو آپ کے حساب سے اس کی ایک رکعت صحیح ہے اور تین رکعتیں باطل ہیں۔

(۶) جن احادیث کے صحیح یا ضعیف ہونے میں محدثین کا اختلاف ہے، ایسی حدیث پر عمل کرنے والا آپ کے نزدیک حق و باطل کو ملانے والا ہے۔

(۷) آپ نے جو عوام کو دھوکا دینے کے لئے یہ جھوٹ بولنا شروع کیا ہوا ہے کہ ائمہ نے دین کے چار ٹکڑے کر دیئے ہیں، میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔ ہر امام پانچوں نمازیں پڑھتا تھا یا بانٹ کر $1\frac{1}{4}$ نماز پڑھتا تھا۔ مہینہ میں چار جمعے ہیں تو ہر امام چاروں جمعے پڑھتا تھا یا سب امام باری باری ایک ایک جمعہ پڑھا کرتے تھے۔ روزے ایک ماہ میں چار ہفتے تقریباً ہیں تو چاروں امام پورا مہینہ روزے رکھتے تھے یا ایک ایک ہفتہ؟ ساتوں قاری 1/7 قرآن پڑھتے تھے یا پورا

قرآن؟ جب ہر امام مکمل دین پر عامل ہے تو آپ دن رات یہ جھوٹ کیوں بولتے ہیں کہ دین تقسیم کرلیا ہے۔

(۸) اجتہاد کو رسول سے بغاوت کہنا خود رسول سے بغاوت ہے۔ حدیث صحیحین و حدیث معاذؓ کا کھلم کھلا انکار ہے۔

وسوسہ نمبر ۲۴.......اور کبھی آپ یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ ہمارا مذہب حق ہے مگر باطل بھی ہوسکتا ہے اور ہمارے مخالفین کا مذہب باطل ہے مگر حق بھی ہوسکتا ہے، یہ کیا منطق ہوئی؟ ہاں یہ تم پر غضب الٰہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے منہ پھیرنے والے قیامت تک شک کے اندھیروں میں بھٹکیں گے (شامی ج۱/ص۴۵)

ازالہ.....(۱) یہ محض جھوٹ ہے۔ شامی میں مذہب کے بارے میں یہ حق و باطل کی تقسیم ہرگز نہیں ہے۔

(۲) درمختار اور شامی میں صواب و خطاء کا ذکر ہے اور ہر حال میں اجر ملنے کا ذکر ہے، یہی بات صحیحین کی حدیث میں ہے۔

(۳) ہم اللہ تعالیٰ کے غضب سے پناہ مانگتے ہیں۔ ہم پر اللہ کی رحمت ہے کہ ہر حال میں اجر عطا فرمارہے ہیں۔

(۴) ہمیں یقین کامل ہے کہ ہمارا ہر عمل مقبول ہے اور ہر عمل پر اجر ہے۔

وسوسہ نمبر ۲۵.......قرآن و حدیث پر عمل کرنا تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔ اگر نہیں تو کیوں نہیں؟ اگر فرض ہے تو آپ کے فقہاء کرامؒ نے یہ کیسے فیصلہ کیا کہ حدیث پر عمل کرنے سے رائے اور قیاس کا دروازہ بند ہوجائے گا (نورالانوار، ص۱۷۹) عام آدمی کے لئے ضروری ہے کہ صرف فقہاء کی پیروی کرتا چلا جائے (ہدایہ، ص۲۶) کیا ایسی

تقلید اتباع رسول کی ضد نہیں اور کیا ایسا مقلد مؤمن اور موحد ہو سکتا ہے؟

ازالہ..... (۱) مفتی صاحب عوام کو تأثر دیا کرتے ہیں کہ میں نے بائیس سال فقہ اور اصولِ فقہ پڑھایا ہے مگر آپ اصول فقہ کو جانتے بھی نہیں۔ نورالانوار میں ہی حدیث معاذ ؓ موجود ہے جس میں مجتہد کے دلائل کی ترتیب ہے: کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ، اجماع اور قیاس اور حضرت امام اعظمؒ سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ میں پہلے کتاب اللہ سے مسئلہ لیتا ہوں، پھر سنت رسول اللہ ﷺ سے، پھر صحابہ سے، پھر قیاس سے۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک تو ضعیف حدیث بھی قیاس پر مقدم ہے۔ چنانچہ نماز میں قہقہہ لگانے سے وضو ٹوٹ جانے کی حدیث ضعیف ہے۔ اور قیاس یہ ہے کہ وضو نہ ٹوٹے، باقی ائمہ نے قیاس کو لیا لیکن امام صاحبؒ نے ضعیف حدیث کے مقابلے میں قیاس کو چھوڑ دیا۔

(۳) مفتی صاحب نے بات ایسے لکھی ہے گویا جہاں بھی حدیث اور قیاس کا مقابلہ ہوگا، حنفی قیاس کو مانتے ہیں اور حدیث کو چھوڑتے ہیں، حالانکہ یہ افتراء اور بہتان ہے۔ نورالانوار میں ہی حدیث اور قیاس میں فرق واضح کیا ہے: حدیث اصل کے اعتبار سے تو یقینی ہے، شبہ اس کے طریق وصول میں ہے کہ ہم تک پہنچنے کا طریق قابل اعتماد ہے یا نہیں اور قیاس اصل کے اعتبار سے بھی مشکوک ہے (کہ جس کو مجتہد نے علت سمجھا ہے شاید واقعتاً وہ علت نہ ہو) اور وصف کے اعتبار سے بھی مشکوک ہے۔ پس قیاس حدیث کا مقابلہ نہیں کرسکتا (نورالانوار، ص۱۷۹) ہاں جیسے حدیث کی سند ضعیف ہو اور ضعیف حدیث اور قیاس میں تعارض ہو تو کس پر عمل ہوگا؟ تمام محدثین اور غیر حنفی علماء کہتے ہیں

کہ قیاس پر عمل ہوگا، لیکن امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ حدیث پر عمل ہوگا۔ اب محدثین کا یہ قاعدہ حدیث کی ایک خاص قسم کے بارے میں ہے۔ اس کو عام حدیث کے بارے میں ظاہر کر کے محدثین کے خلاف یہ پروپیگنڈہ کرنا کہ وہ حدیث پر قیاس کو مقدم کرتے ہیں ایک فریب ہے۔ ایسے ہی ایک حدیث جس کو غیر فقیہ راوی نے روایت بالمعنیٰ کے طور پر بیان کیا ہے، ایسی حدیث میں دو شبہے پیدا ہو گئے ہیں۔ ایک تو متن میں کہ شاید غیر فقیہ راوی نے حضور ﷺ کے ارشاد کو صحیح ضبط کیا ہے یا نہیں؟ دوسرا شبہ اس کے ثبوت میں ہے۔ ایسی حدیث اور قیاس میں اگر ٹکراؤ ہو جائے تو کیا صورت اختیار کی جائے؟ امام عیسیٰ بن ابان فرماتے ہیں کہ ایسی دو شبہوں والی حدیث کے مقابلہ میں قیاس کو ترجیح دی جائے گی۔ جیسے امام شافعیؒ وغیرہ ضعیف حدیث کے مقابلے میں قیاس کو ترجیح دیتے ہیں اور امام کرخیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث کو ترجیح دی جائے گی۔ محشی نورالانوار ص ۱۷۹، حاشیہ ۲۲ پر عیسیٰ بن ابان کے قول کو مستحدث قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ امام عیسیٰ بن ابان کا یہ قول خود صاحبِ مذہب امام ابوحنیفہؒ کے قول سے ٹکراتا ہے، اس لئے قابلِ اعتماد نہیں۔ اگر مفتی صاحب یوں بات پوری بیان فرما دیتے تو نہ خود گمراہ ہوتے اور نہ اوروں کو گمراہ کرتے۔

(۴) مفتی صاحب نے ہدایہ کا حوالہ بھی دیا ہے کہ عامی کو حدیث کے مقابلہ میں مفتی کی بات پر عمل کرنا چاہئے، لیکن پوری بات نہیں لکھی۔ حدیث بخاری میں ہے کہ سنگی لگوانے سے سنگی لگانے والے اور سنگی لگوانے والے دونوں کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے مگر یہ حدیث منسوخ ہے۔ اب کسی عامی نے سنگی لگوائی اور اس نے اس منسوخ حدیث کی بناء پر سمجھا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا تو اس پر قضا تو آئے گی، کفارہ بھی آئے گا یا نہیں؟ یعنی کیا

عامی کو کھلی چھٹی دے دی جائے گی کہ اسے بغیر تحقیق ناسخ منسوخ ہر حدیث پر عمل جائز ہے۔ مثلاً بخاری میں حضرت حمزہؓ کے شراب پینے کا ذکر ہے، نماز بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھنے کا ذکر ہے، نماز میں جان بوجھ کر باتیں کرنے کا ذکر ہے، متعہ کرنے کا ذکر ہے۔ اب کوئی آدمی شراب پی کر متعہ کرے پھر بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے اور نماز میں جان بوجھ کر باتیں کرے اور بخاری کی حدیثیں پڑھتا جائے اور کہے کہ مجھے ان کے منسوخ ہونے کا علم نہیں تو اس کو معذور سمجھا جائے گا یا نہیں؟ دین و دنیا کا کوئی قانون جہالت کو عذر نہیں مانتا۔ ہدایہ میں ایسی صورت کے بارے میں حکم ہے کہ عامی پر لازم ہے کہ وہ فقہاء سے رجوع کرے، کیونکہ یہ حکم قرآنی ہے۔ ایک طائفہ کو **لیتفقھوا فی الدین** میں فقیہ فرمایا، دوسرے ان کی طرف رجوع کریں اور یہی فرمان رسول ہے: **رب حامل فقه غیر فقیه (الحدیث)**

(۵) قرآن و حدیث پر عمل سب مسلمانوں پر فرض ہے، مگر کتاب و سنت میں جو مسائل اتنے واضح ہیں کہ ان میں اجتہاد کو کوئی دخل نہیں، وہ مسائل منصوصہ کہلاتے ہیں اور جن میں اجتہاد کی گنجائش ہے، وہاں مجتہد اپنی اجتہادی بصیرت سے قرآن و حدیث پر عمل کرتا ہے اور غیر مجتہد مجتہد کی رہنمائی میں قرآن و حدیث پر عمل کرتا ہے۔

وسوسہ نمبر ۲۶ .... ائمہ اربعہ کے علاوہ بھی اسلام میں بے شمار فقہاء، محدثین، ائمہ دین گزرے ہیں، وہ سب ائمہ اربعہ سے علم و فضل میں زیادہ تھے یا کمتر؟ اگر زیادہ تھے تو ائمہ پر لازم تھا کہ ان کی تقلید کرتے، کیوں نہ کی؟ اگر کم تر تھے تو اُنہوں نے ائمہ اربعہ کی تقلید کیوں نہ کی؟ کیا ایسا تو نہیں کہ ائمہ دین نے صرف رسول اللہ ﷺ کی اتباع کی اور فقط قرآن و حدیث کے پیروکار بنے رہے، مگر جناب نے مذہبی اجارہ داری کے لئے

یا پاپائیت کی دُکانیں کھول لیں۔

ازالہ .....(۱)..... مفتی صاحب پہلے تو عوام کو بھی مجتہد کی تقلید پر کافر و مشرک کہتے تھے۔ اب مجتہدین پر بھی تقلید لازم فرما رہے ہیں۔ مفتی صاحب! براہ نوازش وہ آیت یا حدیث پیش فرمائیں جس میں اجتہادی مسائل میں مجتہد پر بھی بڑے مجتہد کی تقلید لازم ہو۔

(۲) جو فقہاء، محدثین ائمہ اربعہ سے کم تر تھے، وہ ائمہ اربعہ کے مقلد رہے، کتب طبقات کا مطالعہ فرمائیں۔

(۳) پاپائیت سے کیا مقصد؟ کیا آپ ائمہ مجتہدین کو پوپ کی طرح کافر سمجھتے ہیں یا پوپ کو مجتہدین میں شمار کرتے ہیں؟

(۴) جب آپ نے تسلیم کرلیا کہ ائمہ اربعہ قرآن و حدیث کے پیروکار تھے تو مقلدین بھی ان کی رہنمائی میں قرآن و حدیث ہی کے پیروکار ہوئے۔

وسوسہ نمبر ۲۷ .... بقول آپ کے امام چار ہیں اور ان میں سے ایک کی تقلید ضروری ہے اور مقلد جاہل ہے یا عالم، اگر عالم ہے، قرآن حدیث کو جانتا ہے تو وہ اندھا بننے کی بجائے ان دونوں روشنیوں کی پیروی کیوں نہ کرے اور اگر جاہل ہے تو یہ فیصلہ کیسے کرے گا کہ کون سا امام حق پر ہے یا حق کے قریب تر ہے تا کہ اس کی تقلید کرے، اگر یہ فیصلہ عالم سے کرائے تو پھر وہ عالم سے اماموں کا راستہ پوچھنے کی بجائے امام اعظم حضرت محمد ﷺ کا دروازہ کیوں نہ پوچھے؟

ازالہ .....(۱)..... یہاں امام ایک ہی ہے، اسی کی تقلید واجب ہے۔

(۲) مقلد کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، اسے یقین ہے کہ اس کا عمل مقبول ہے اور اَجر ضرور ملے گا۔

(۳) آپ فرمائیں، آپ عالم ہیں تو ہم مشکوٰۃ لے کر بیٹھ جاتے ہیں، ایک ایک حدیث پڑھتے جائیں گے اور تین تین سوالات کرتے جائیں گے:

(۱) ...... یہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف، آپ اس کا صحیح یا ضعیف ہونا خدا یا رسول کے فرمان سے بتاتے جائیں گے۔

(۲) ..... یہ حدیث کسی دوسری دلیل شرعی کے معارض تو نہیں، آپ خدا یا رسول کے صریح فیصلے سے اس تعارض کا جواب دیں گے۔

(۳) .....اس حدیث میں جو مسئلہ ہے، اس کا درجہ کیا ہے، فرض، واجب، سنت، مستحب، مباح، مکروہ یا حرام وغیرہ صریح حدیث سے آپ دکھاتے جائیں گے۔

(۴) پھر آپ عالم ہیں، ہم قرآن پاک کھول لیں گے اور فرمان رسول ﷺ کہ ہر آیت کا ایک ظاہر ہے، ایک باطن، ہم ایک ایک آیت پڑھتے جائیں گے اور آپ سے پوچھتے جائیں گے کہ اس آیت کے ظاہر سے کتنے مسائل ثابت ہیں اور باطن سے کتنے مسائل ثابت ہیں۔

(۵) پھر ہم بہشتی زیور لے لیں گے اور احکام بالترتیب پڑھنا شروع کر دیں گے۔ آپ ہر مسئلہ کے خلاف ایک ایک آیت یا ایک ایک صریح صحیح غیر معارض حدیث پیش کرتے جائیں گے اور اگر آپ یہ کہیں کہ اس کے بعض مسائل صحیح ہیں اور بعض غلط تو آپ صحیح مسئلہ کے موافق حدیث لکھوائیں گے اور غلط مسئلہ کے خلاف حدیث لکھوائیں گے۔

آپ ضرور اس کے لئے وقت دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دونوں جہانوں میں اجر دیں گے۔

وسوسہ نمبر ۲۸ ...... ائمہ اربعہ کے مسائل میں حلال حرام کا فرق ہے۔ اگر چاروں کو حق پر جانے گا تو گویا بہت سی چیزوں کو بیک وقت حلال بھی اور حرام بھی یقین کرے

گا۔ یہ اجتماع ضدین ہے اور امر محال ہے۔ اب بتایئے کہ مقلد بے چارہ کدھر جائے کیونکہ وہ جاہل ہے۔ اگر عالموں سے مذہبِ حق کا فیصلہ کرائے گا تو جو امام شافعی اور امام ابوحنیفہ وغیرہ کے درمیان محاکمہ کرسکتا ہے وہ تو خود مجتہد ہوگا، پھر مقلد حنفی، شافعی بننے کی بجائے اسی زندہ امام کا مقلد کیوں نہ بنے؟

ازالہ .....(۱) .....جن کے حلال یا حرام ہونے میں نصوص میں کوئی تعارض نہیں، جیسے خنزیر کی حرمت اور بکری کی حلت۔ ان میں اجتہاد کو کوئی دخل نہیں، اس لئے ان کی حلت و حرمت اجماعی ہے اور جن کے حلال حرام ہونے میں خود نصوص میں تعارض ہے، ان میں رفع تعارض کے لئے اجتہاد کا دخل ہے۔ جیسے گوہ کا حلال یا حرام ہونا، گھوڑے کی حلت یا کراہت وغیرہ۔ یہاں مجتہد قواعد اجتہادیہ سے ایک کو راجح اور دوسرے کو مرجوح قرار دے گا تو اجتماع نقیضین کیسے ہوا؟ مقلد بھی اپنے امام کے اجتہاد کو راجح سمجھتا ہے، دوسرے کو مرجوح تو اجتماع نقیضین کیسے ہوگا؟

(۲) مفتی صاحب! احادیث میں بھی حرام و حلال کا اختلاف ہے۔ مثلاً گوہ حلال ہے یا حرام، اب نبی ﷺ کے کلام میں یہ اختلاف ہے، غیر مقلد کدھر جائے گا؟ کسی اُمتی نے ایک حدیث کو صحیح یا ضعیف کہا ہو یا کسی اُمتی نے یہ قاعدہ بیان کیا ہو کہ حرمت اباحت کے بعد ہوتی ہے، یہ تو غیر مقلد مانے گا نہیں۔ خود حضور ﷺ سے براہِ راست یہ ثابت نہیں کہ فلاں حدیث صحیح ہے، فلاں ضعیف یا فلاں ناسخ ہے، فلاں منسوخ ہے۔ وہ یا تو گوہ کو ایک ہی وقت میں حلال بھی کہے گا اور حرام بھی کہے گا یا وہ کہے گا کہ حلال والی حدیث صحیح ہے، حرام والی ضعیف ہے، لیکن اپنے اس فیصلے کو نبی کا فیصلہ کہہ کر دعویٰ نبوت کرے گا یا نبی ﷺ پر جھوٹ بولے گا، کیونکہ یہ فیصلہ نبوی ہرگز نہیں۔

(۳) جب ائمہ اربعہ کا مسلک یہاں ہے ہی نہیں صرف ایک امام کا مسلک ہے تو یہ سوالات نہ ہوئے، وسوسے ہوئے۔

(۴) ہاں آپ کے ہاں فرقوں کا اختلاف حلال و حرام میں اس ملک میں موجود ہے، مثلاً:

(۱)..... منی حلال ہے یا حرام؟ دوقول ہیں (فقہ محمدیہ)

(۲) ... مینڈک حلال ہے یا حرام؟ محمد جوناگڑھی اور مولوی ثناء اللہ میں اختلاف ہے۔ اوّل حرام اور دوسرا حلال کہتا ہے۔

(۳).... ہاتھی حلال ہے یا حرام؟ کنزالحقائق میں دوقول ہیں۔

(۴).... بنک کا سود حلال ہے یا حرام؟ عبداللہ روپڑی اور ثناء اللہ میں اختلاف ہے۔

(۵)..... کنجری توبہ کرلے تو پہلی زنا کی کمائی حلال ہے یا حرام؟ سامرودی اور عبداللہ غازی پوری کا اختلاف ہے۔ بے چارہ غیر مقلد کدھر جائے؟

وسوسہ نمبر ۲۹ .... ائمہ اربعہ کی تقلید چوتھی صدی میں شروع ہوئی (حجۃ اللہ البالغہ)۔ اس سے قبل لوگ اہل حدیث تھے۔ صرف قرآن وحدیث کا اتباع کرتے تھے، تو پہلی تین صدیوں کے مسلمان کامل تھے یا ناقص؟ اور تقلید شخصی کی بدعت ایجاد کرنے کی کیا ضرورت پیش آئی؟

ازالہ ....(۱).... **لعنة الله على الكاذبين**، حجۃ اللہ البالغہ میں کہیں یہ نہیں لکھا۔

(۲) چوتھی صدی میں نئے اجتہاد اور تقلید غیر شخصی برائے اتباع ہویٰ سے منع کیا گیا۔

(۳) ایک بھی غیر مقلد نہ تھا۔ سارے مسلمان یا تو خود مجتہد تھے یا کسی مجتہد کی تقلید

کرتے تھے (قرۃ العینین)، سب فقہ کو مانتے تھے۔

(۴) قرآن و حدیث اور فقہ پر عامل تھے۔ قرآن پاک بھی ہمیں ان کے واسطہ سے ملا، کتب حدیث میں احکام کے متون تقریباً چار ہزار ہیں اور ان کے فقہی فتاویٰ بیس ہزار سے زائد ہیں۔ عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ کا مطالعہ کر لیں۔ چار ہزار حدیث کی روایت سے اگر وہ حدیث کے ماننے والے ثابت ہوئے تو بیس ہزار سے زائد فقہی فتاویٰ اس کی دلیل ہیں کہ وہ نہ تقلید کے منکر تھے نہ فقہ کے۔

(۵) تین صدیوں کے مسلمان بالکل کامل تھے کہ قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس چاروں دلیلوں کو مانتے تھے۔ اب بعض نے فقہ و قیاس و اجماع کا انکار کیا، وہ یقیناً ناقص مسلمان ہیں۔ بعض نے حدیث کا انکار کیا، وہ بھی ناقص ہو گئے۔ جو ادلہ اربعہ کو مانتے ہیں وہ کامل ہیں اور صرف وہی اہل سنت والجماعت ہیں۔

(۶) امام نے نبی ﷺ اور صحابہؓ کے طریقہ کو مدوّن فرمایا، فقہ استنباط ہے اِحداث نہیں، البتہ غیر مقلدیت کی بدعت چودھویں صدی میں ایجاد ہوئی۔

وسوسہ نمبر ۳۰ .... وحی الٰہی حضور ﷺ پر بند ہو گئی، فرائض اسلام مکمل ہو گئے۔ دین حق آفتاب کمال کے ساتھ جلوہ گر ہو گیا اور مذہبی اجارہ داریوں اور مولویوں اور درویشوں کی پرستش کے تمام دروازے مقفل ہو گئے، صرف ایک اللہ کی بندگی اور ایک رسول کی اطاعت ایمان و اسلام قرار پائی۔ سوال یہ ہے کہ ذاتوں اور شخصیتوں کا یہی بند دروازہ تمہیں نہ بھایا اور پوجا پاٹ کے لئے اس کو کھول کر ہی دم لیا۔ فرمایئے! اس کے بغیر اسلام نامکمل کیوں تھا؟

ازالہ .... (۱) .... وحی بند ہو گئی برحق، دین کی تکمیل ہو گئی لاریب۔ لیکن ابھی دو کام باقی

تھے۔ایک دین کی تمکین جو خلافت راشدہ اور عہد صحابہؓ میں ہوئی اور دوسرا دین کی تدوین جو ائمہ اربعہ کے ذریعہ ہوئی۔اگر آپ عہد رسالت کی مکمل تدوین وتبویب لادیں تو ہم ائمہ اربعہ اور صحاح ستہ سب کو چھوڑ کر اسے قبول کرلیں گے،کوئی ضد نہیں کریں گے۔

(۲) اللہ کی بندگی، رسول کی اطاعت اور ایمانیات اجتہادی مسائل ہی نہیں۔ان کو تقلید کی بحث میں لانا جہالت ہے۔

(۳) تقلید کو پرستش اور پوجا پاٹ کہنا کوئی قرآن وحدیث کا مسئلہ نہیں محض مفتری صاحب کے دل کا بغض اور خبث ہے۔

(۴) اگر کسی کی پیروی پرستش اور پوجا پاٹ ہے تو پھر تو نبی کی پیروی بھی شرک ہوگی۔کیا آپ عبادت اور اطاعت میں فرق نہیں جانتے؟

(۵) ائمہ سے پہلے اسلام نامکمل نہیں تھا البتہ غیر مدوّن تھا۔اُنہوں نے مکمل نہیں فرمایا بلکہ مدوّن فرمایا ہے۔

(۶) پہلی دوسری صدی کے مسلمان جو صحاح ستہ کو جانتے بھی نہ تھے،ان کا ایمان آپ کے خیال میں مکمل تھا یا ناقص؟ آج کوئی اگر صحاح ستہ کو نہ مانے تو اس کا ایمان نامکمل کیوں سمجھا جاتا ہے؟

(۷) وحی یقیناً بند ہوگئی مگر حوادث زمانہ تو بند نہیں ہوئے۔ان نئے حوادث کے احکام بھی یقیناً کتاب وسنت میں مستور ہیں۔ائمہ پر وحی نہیں ہوتی مگر وہ وحی کے پوشیدہ احکام کو ظاہر کردیتے ہیں۔

وسوسہ نمبر ۳۱.......رسول اقدس ﷺ کے بعد صحابہؓ اتباع حدیث کرتے تھے یا تقلید شخصی؟ اگر پہلی صورت ہے تو وہ آپ کے لئے کیوں اور کب سے ناقابل عمل ہوگئی اور

دوسری صورت ہے تو جس کی تقلید صحابہؓ کرتے تھے، آپ ان اماموں سے کیوں ناراض ہوئے اور ان کے بالمقابل چار خود ساختہ امام تراشنے پر کیوں مجبور ہوئے؟ قرآن وحدیث کے واضح دلائل سے صحابہؓ کی اماموں سے ناراضگی کے اسباب پر مفصل روشنی ڈالئے۔

ازالہ ....(۱) .... یہ ایسا ہی جاہلانہ وسوسہ ہے جیسے آپ کے بھائی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے بعد صحابہؓ قرآن پر عمل کرتے تھے یا بخاری پر، آخر آپ نے قرآن سے ناراض ہوکر صحاح ستہ کے بت کیوں تراشے؟ قرآن سے ناراضگی کی وجہ قرآن سے واضح فرمائیں۔

(۲) مسائل منصوصہ میں صحابہؓ و تابعینؒ بھی قرآن وحدیث پر عمل کرتے تھے اور ہم بھی قرآن وحدیث پر عمل کرتے ہیں۔ مسائل اجتہادیہ میں ان کے لئے دو ہی راستے تھے۔ مجتہد اجتہاد کرتے تھے۔ چنانچہ ان میں چھ صحابہؓ فتویٰ دینے میں معروف تھے اور باقی ان کی تقلید کرتے تھے۔ صحابہؓ و تابعینؒ کے بیس ہزار سے زائد فتاویٰ کتب حدیث میں موجود ہیں جن میں دلیل آیت وحدیث کا ذکر نہیں، بلا ذکر دلیل فتویٰ دینا دعوتِ تقلید ہے اور بلا مطالبہ دلیل اس پر عمل کرنا تقلید ہے۔

(۳) یہ مفتری صاحب کا افتراء ہے کہ ہم مجتہدین صحابہؓ سے ناراض ہیں۔ لعنة الله علی الکاذبین. پہلے وضاحت گزر چکی ہے کہ ائمہ نے ان کے فتاویٰ کو مدوّن کروایا ہے۔

وسوسہ نمبر ۳۲ .... ائمہ اہلِ بیت مثلاً امام حسنؓ، امام حسینؓ، امام زین العابدینؒ، امام باقرؒ، امام جعفر صادقؒ کی تقلید شخصی کرنے والے بقول آپ کے اس تقلید شخصی اور نسب پرستی کی وجہ سے رافضی اور مشرک ٹھہرے (تحفہ اثنا عشریہ، شاہ عبدالعزیز) تو پھر ان سے

کم درجہ کے ائمہ کی تقلید کرنے کو کون سی وحی نے توحید وسنت قرار دیا ہے۔ شرک تو دونوں تھے مگر جو آپ نے کرلیا، کیا وہ حلال ہوگیا؟

ازالہ ....(۱).... یہ ائمہ اہلِ بیت واقعتاً مجتہدین تھے۔ مسائل اجتہادیہ میں ان کی تقلید کو شاہ صاحب نے شرک نہیں کہا، یہ شاہ صاحب پر جھوٹ ہے۔

(۲) تحفہ اثنا عشریہ باب اوّل (مکائد شیعہ) میں شاہ صاحبؒ نے شیعہ کا انکار تقلید ائمہ اربعہ کا نقل کیا ہے اور تقریباً ایسے ہی وسوسے شیعہ سے نقل کئے ہیں جیسے آپ نقل کر رہے ہیں۔

(۳) شاہ صاحب فرماتے ہیں: کسانیکہ اطاعت آنہا بحکم خدا فرض است شش گروہ اند از انجملہ مجتہدین شریعت وشیوخ طریقت اند کہ حکم ایشاں بطریق واجب مخیّر لازم اتباع ست برعوام زیرا کہ فہم اسرار شریعت و دقائق طریقت بیشانرا میسر ست فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (تفسیر عزیزی)

(۴) نیز فرماتے ہیں: اما مذاہب مختلفہ اہل السنۃ والجماعۃ مثل اشعریہ وماتریدیہ در عقائد ومثل حنفی شافعی مالکی حنبلی در فقہیات ومثل قادری چشتی نقشبندی سہروردی در سلوک ایں ہمہ را فقیر برحق مے داند (فتاویٰ عزیزیہ ج ۲/ص ۴۷) حق کا مطلب گزر چکا ہے۔

(۵) مفتری صاحب! شاہ صاحب کا قول اور وہ بھی جھوٹ آپ نے کس لئے پیش کیا ہے؟ کیا آپ ان کو خدا سمجھتے ہیں یا رسول؟

وسوسہ نمبر ۳۳ .... صحابہؓ افضل الامت تھے (برحق اسی لئے آپ کا مذہب ہے در موقوفات صحابہؓ حجت نیست عرف الجادی) انہوں نے ہر اختلاف کا فیصلہ قرآن حدیث سے کیا (تو بیس ہزار سے زائد اجتہادی فتاویٰ کہاں سے آگئے) اور کسی صحابی کی کسی

دوسرے صحابی نے تقلید نہیں کی (اس کا کوئی ثبوت) مثلاً تدفین رسول، استحقاق خلافت، مسئلہ میراث نبوی ﷺ، میراث حدہ وغیرہ جیسے بے شمار مسائل ہیں۔ اختلافات کا فیصلہ حدیث رسول سے کیا گیا (یہ تمام مسائل منصوص غیر متعارض ہیں، اس لئے اجتہادی نہیں۔ یہاں یہ مثالیں بے موقع ہیں۔ ان کے ہزاروں اجتہادی فتاویٰ کتب حدیث میں منقول ہیں) تو آپ کو صحابہؓ کی یہ عدالت کیوں نامنظور ہوئی؟ (بالکل جھوٹ۔ منصوص مسائل میں ہمارا بھی یہی طریقہ کار ہے) اور تین صدیاں بعد تقلید شخصی کا بت کس خاطر تراشا گیا۔ (بالکل جھوٹ۔ مجتہد کی تقلید کو نہ قرآن نے بت کہا، نہ حدیث نے، یہ آپ کا شیطانی قیاس ہے اور یہ بھی جھوٹ ہے کہ تقلید تین صدی بعد شروع ہوئی۔ تقلید تو اسلام میں پہلے دن سے جاری ہے، کیونکہ افتاء اور استفتاء پر ایک دن بھی پابندی نہیں لگائی گئی اور نہ کبھی مفتی کو پابند کیا گیا کہ وہ آیت یا حدیث سنائے بغیر فتویٰ نہ دے اور نہ مستفتی کو مجبور کیا گیا ہے کہ وہ دلیلِ تفصیلی طلب کئے بغیر فتویٰ پر عمل کرے۔ کتب حدیث میں ہزاروں فتاویٰ بلا ذکرِ دلیل موجود ہیں جو اس پر شاہد عدل ہیں۔)

ازالہ ...... صحابہؓ کے بارے میں غیر مقلدین عجب دو رنگی چال چل رہے ہیں، تقلید کی بحث میں تو اس بات پر زور ہوتا ہے کہ سب صحابہؓ اہل حدیث تھے، وہ حدیث کے علاوہ کچھ نہیں مانتے تھے لیکن مسائل کی بحث میں جب ہم صحابہؓ اور تابعینؒ کے اقوال پیش کرتے ہیں تو جھٹ کہہ دیتے ہیں کہ قرآن وحدیث کے خلاف ہم صحابہؓ وتابعینؒ کے اقوال نہیں مانتے، اب صحابہؓ کو قرآن وحدیث کے مخالف کہہ دیتے ہیں۔

وسوسہ نمبر ۳۴ ...... کیا صحابہؓ کی عدالت عالیہ کو مسترد کرنے کی خاطر ہی جناب نے درج ذیل پاپڑ بیلے: ابو ہریرہؓ اور انس بن مالکؓ غیر فقیہ تھے۔ انہیں رسول اللہ ﷺ کی

بات کا مطلب سمجھ نہ آتا تھا اس لئے ہم نے حدیثوں کو چھوڑ دیا اور عقل اور قیاس پر عمل کیا (نورالانوار ص۱۷۹) سبحان اللہ! کیا خوب! یہ کذب وافتراء، یہ دجل وفریب، یہ مکر شیطانی، یہ تلبیس ابلیس، تمہیں خدا سمجھے۔

ازالہ ....(۱).... یہ اصول امام صاحبؒ سے مروی نہیں ہے بلکہ یہ اصول امام مالک کے شاگرد عیسیٰ بن ابان کا ہے اور جمہور احناف نے اس کو رد کردیا ہے (نورالانوار ص۱۷۹، حاشیہ نمبر۴) ہاں ذرا آپ غور فرمائیں کہ محدثین کا جو یہ اصول ہے کہ صحت سند، صحت متن کو مستلزم نہیں اور صحیح السند احادیث کو معلول کہہ کر رد کردیتے ہیں اور معلول محض اپنے قیاسی قواعد کی بناء پر کہتے ہیں، کیا یہ حدیث کو قیاس سے رد کرنا نہیں؟

(۲) عیسیٰ بن ابان کا قول نقل کرنے میں بھی مفتری صاحب نے کئی خیانتیں کی ہیں۔ مفتری کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت انسؓ اور حضرت ابوہریرہؓ کی عدالت کو مسترد کردیا ہے جو بالکل جھوٹ ہے۔ وہاں تو یہ مانا ہے کہ یہ دونوں عدالت اور ضبط میں معروف ہیں، پھر مفتری کو افتراء کا شوق کیوں ہوا؟

(۳) مفتری نے یہ بھی تأثر دیا ہے کہ حضرت انسؓ اور حضرت ابوہریرہؓ کو غیر فقیہ کہا ہے، حالانکہ صحابہؓ بہت سے تھے لیکن بعض صحابہؓ فتویٰ دینے میں معروف تھے۔ ان کے فتاویٰ مصنف عبدالرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الآثار میں ملتے ہیں۔ یہ فتاویٰ اتنے معروف نہ تھے کہ ان کے فتاویٰ کتابوں میں مذکور ہوں، ایسے متروک ومرجوح اقوال پر اعتراض کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ہمارے راجح مذہب پر اعتراض نہیں کرسکا۔

وسوسہ نمبر ۳۵ ...... صحابہؓ حدیثوں کا جو معنی بیان کریں ہم پر لازم نہیں کہ اسے قبول کریں۔ کیوں؟ اس لئے کہ صحابہؓ تو اتباع حدیث کو دین سمجھتے تھے اور تم نے چوتھی صدی

میں دین مکمل کیا اور عجمی غازوں سے اس کے نوک پلک سنوارے، پھر جب صحابہؓ رسول والا دین قبول نہیں تو حب صحابہ کے بلند و بانگ دعووں کا منافقانہ مشغلہ کس تاریخ سے ترک فرماؤ گے، توبہ موت سے پہلے ہی قبول ہوگی۔

ازالہ ....(۱)....بعض فقہاء سے مفتری صاحب کا تن بدن جل اُٹھا ہے۔ قرآن و حدیث کی بجائے جھوٹ اور گالی پر اُتر آئے ہیں۔ اصل عبارت نقل نہیں کرتا، اصل یہ ہے: اور راوی کا حدیث کے متعدد محتمل معنوں میں بعض کو متعین کر دینا اس طور پر کہ حدیث کا لفظ متعدد معنوں میں مشترک تھا، راوی نے ایک معنی لیا اور اس پر عمل کر لیا تو اس حدیث کے دوسرے محتمل معنی پر عمل کرنے سے نہیں روکتا (نورالانوار اُردو ص ۲۷۵) فرمایئے! جس میں متعدد معانی ہیں، اگر لِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ پر عمل کرلیا تو کیا جرم کیا؟ بتایئے! یہ اُصول کس آیت یا حدیث کے خلاف ہے؟ ہاں آپ جانتے ہیں کہ محدثین کا مشہور اصول ہے کہ حجت روایتِ راوی میں ہے نہ کہ درایتِ راوی میں۔ فرمایئے! محدثین کو کب صلوٰتیں سناؤ گے؟

وسوسہ نمبر ۳۶ .... معقل بن سنان صحابی دیہاتی گنوار تھا اور ایڑیوں پر پیشاب کرتا تھا اونٹ کی طرح (نورالانوار ص ۱۸۰) اور سلمان فارسی صحابی تو ضرور تھے مگر علم و اجتہاد، نشر دین اور تدوین احکام میں ابوحنیفہ کے برابر ہرگز نہ تھے۔ نیز امام ابوحنیفہؒ قرآن کے بعد حضرت محمد ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ ہیں (شامی ج ۱/ص ۵۲،۳۸) اب کیا حاجت ابوبکر و عمر و عثمان و علی کی؟

ازالہ ....(۱).... حضرت علیؓ نے برملا اس (معقل بن سنان) کی تردید کی اور فرمایا کہ ہم بدوی کی بات پر کان نہیں لگاتے جو اپنی ایڑیوں پر موتتا ہو۔ (نورالانوار مترجم

ص۲۶۲) مفتری صاحب نے حضرت علیؓ کا نام چھپا کر اس قول کی نسبت حنفیوں کی طرف کردی، اصل میں اب مفتری صاحب تھک چکے ہیں۔ جھوٹ گالی کے بعد بھی دل ملامت کرتا ہے کہ حنفیوں کا کیا بگڑا، اپنا ہی منہ کالا کیا، اس لئے خیانتیں بھی کرتا ہے تا کہ نفاق کی حدیث والی تینوں نشانیاں پوری ہو جائیں، کوئی کمی نہ رہ جائے۔

(۲) دوسری بات میں مفتری صاحب نے وجہ اعتراض بیان نہیں کی۔ اس میں تو کسی کو شک نہیں کہ علم دین اور احکام دین کی تدوین اور اشاعت میں جو مقام امام صاحبؒ کو نصیب ہوا ہے وہ سب حاسدین مل کر بھی ختم نہ کر سکے اور اگر مفتری کا اعتراض یہ ہے کہ اس بناء پر حنفی امام صاحبؒ کو حضرت سلمان فارسیؓ سے افضل سمجھتے ہیں تو یہ بھی بالکل جھوٹ ہے۔ شامی میں ساتھ ہی لکھا ہے: **وقد یوجد فی المفضول ما لا یوجد فی الفاضل** (ج۱/ص۳۸) اس میں صاف طور پر حضرت سلمان کو فاضل اور امام صاحب کو مفضول فرمایا ہے مگر مفتری صاحب اسے کھا گئے ہیں۔

(۳) آگے ذکر ہے امام ابوحنیفہؒ کے نبی اکرم ﷺ کا معجزہ ہونے کا تو:

(۱)...... اس جگہ بھی مفتری صاحب نے وجہ اعتراض بیان نہیں فرمائی کہ یہ بات کس آیت یا حدیث کے خلاف ہے۔

(۲)..... حضرت مولانا گنگوہیؒ نے ایک چھوٹا سا رسالہ سبیل الرشاد لکھا تھا جس کے جواب میں ۴۰۴ صفحات کی ایک کتاب الارشاد الی سبیل الرشاد میاں نذیر حسین صاحب محدث دہلوی کے شاگرد حکیم حافظ ابو یحیٰ نے لکھی جس پر مولانا بدرالحسن سہسوانی نے بھی نظر ثانی فرمائی، پھر مولانا محمد حسین بٹالوی نے اشاعۃ السنۃ ج۲۰/ص۱۷۳-۲۰۲ پر اس کی خوب تائید فرمائی۔ پھر مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانوی نے نظر فرمائی اور حافظ

محمد حسن امام جامع مسجد مبارک لاہور نے پیش لفظ لکھا۔ گویا پانچ علماء نے اس کو منقح فرمایا۔ عجیب بات ہے کہ اس کتاب میں مولانا گنگوہی کے رسالے کا کوئی جواب نہیں ہے۔ اس کتاب میں لکھا ہے کہ یہ بھی ہمارے پیغمبر صاحب کا ایک معجزہ ہے کہ ان کی اُمت میں اس قدر اور ایسے عالم ہوئے جو اجتہاد کے بڑے بڑے پایہ پر پہنچے اور بہت سے صاحب مذہب مستقل کہلائے (ص۶۲ طبع ثانی) لیجئے! آپ کے پانچ علماء معجزہ مان رہے ہیں۔

(۳) ...... مفتری صاحب نے یہ عبارت بھی کسی سے سن کر لکھی ہے، کیونکہ اصل عبارت درمختار کی ہے نہ کہ شامی کی اور شامی نے تو ایک قول میں اس کو کرامت لکھا ہے، شاید مفتری صاحب کو درمختار اور شامی میں فرق معلوم نہیں۔

(۴) اب ابوبکر، عمر، عثمان، علی کی حاجت نہ ہونے کے متعلق بکواس مفتری کا اپنا ہی خبث باطن ہے، ہم ان حضرات کی تو مثال بھی کسی اُمتی میں نہیں پاتے۔

وسوسہ نمبر ۳۷ ...... کیا قرآن و حدیث دین میں حجت ہے یا نہیں؟ (اصولِ فقہ کی سب کتابوں میں حجت ہونا لکھا ہے، تم کتنے جاہل ہو) پھر تمام انسانوں کے لئے قابل فہم ہے یا نا قابل فہم؟ (قابل فہم ہے لیکن ہر شخص استنباط نہیں کرسکتا، لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهُ)

ازالہ ...... مفتری صاحب فرمایئے! آپ انسان ہیں یا نہیں؟ آیئے ہم مختلف ابواب کے ایک سو نئے مسائل آپ کے سامنے رکھیں گے۔ آپ کو عربی غیر مترجم قرآن پاک دیں گے اور حدیث کی مصری کتابیں جن پر نہ حاشیہ ہو نہ شرح، آپ ان نئے سو مسائل کے احکام استنباط کر دیں۔ اگر آپ نے یہ چیلنج قبول نہ کیا تو سب لوگ جان لیں گے کہ

آپ انسان نہیں ہیں۔

وسوسہ نمبر ۳۸ .... بے شمار آیات واحادیث اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اتباع کا حکم کرتی ہیں (مسائلِ منصوصہ میں)۔ ایسی کوئی ایک آیت یا صحیح حدیث ائمہ اربعہ کے حق میں بھی بیان فرمائیں۔

ازالہ .... (۱) .... مفتری صاحب! آپ پہلے یہی بات کسی آیت یا صحیح حدیث سے ثابت فرمادیں کہ مجتہد کا منصوص ہونا شرط ہے، اس لئے جب تک مجتہد منصوص نہ ہو اس کی تقلید جائز نہیں۔

(۲) امام کے لئے منصوص ہونے کی شرط روافض کا عقیدہ ہے۔ آپ رافضی کب سے بنے؟

(۳) آپ کوئی ایک آیت یا صحیح حدیث پیش فرمائیں کہ صحاح ستہ کا ماننا ضروری ہے۔

(۴) اجماع اہل سنت کے ہاں دلیل شرعی ہے۔ ائمہ اربعہ کا مجتہد ہونا اجماع اُمت سے ثابت ہے اور اجماع اُمت کا منکر بنصِ قرآن وحدیث جہنمی ہے۔

وسوسہ نمبر ۳۹ .... رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا منکر کافر اور جہنمی ہے (بے شمار آیات واحادیث) ایسی کوئی ایک ہی آیت یا حدیث ائمہ اربعہ کی شان میں ذکر کیجئے۔

ازالہ .... (۱) .... آپ وضاحت فرمائیں کہ آپ ائمہ اربعہ اور ان کے مقلدین کو کافر یا جہنمی سمجھتے ہیں یا رسول ﷺ کا فرمانبردار؟

(۲) اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ یوں دعا مانگا کرو کہ اے اللہ! ان کے راستے پر چلا جن پر تیرا انعام ہوا۔ ائمہ اربعہ باجماع اُمت منعم علیھم شامل ہیں۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے اہلِ استنباط (مجتہدین) کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا: وَلَوْ

رَدُّوْهُ اِلَی الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓی اُولِی الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ (الآیۃ) اور ائمہ اربعہ باجماع اُمت اہل استنباط میں سے ہیں۔

(۴) اہلِ ذکر سے سوال کا حکم دیا اور ائمہ اربعہ باجماع اُمت اہل ذکر ہیں۔

وسوسہ نمبر ۴۰ ...... صرف اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت نجات کے لئے کافی ہے۔ (بے شمار آیات واحادیث) تیسری کوئی اطاعت ملانے کی شرط کسی ایک آیت یا حدیث سے بیان کیجئے۔

ازالہ ...... ''صرف'' کی عربی کیا ہے؟ ''صرف'' کسی ایک آیت یا حدیث میں دکھا دیں۔ یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ اہل قرآن کہتے ہیں صرف اللہ کا حکم ماننا کافی ہے ان الحکم الا للّٰہ.

(۱) اللہ تعالیٰ نے اللہ اور رسول کی اطاعت کے بعد اولی الامر کی اطاعت کا حکم قرآن میں دیا ہے: وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ (الآیۃ) اور اولی الامر کا مطلب خود قرآن پاک نے الَّذِیْنَ یَسْتَنْبِطُوْنَهٗ کر کے بتایا ہے کہ مراد مجتہدین ہیں۔ اس آیت پر آپ کا پکا ایمان کیوں نہیں؟

(۲) حدیث معاذؓ میں مسائل منصوصہ میں کتاب وسنت کے بعد مسائل اجتہادیہ میں اجتہاد کا ذکر موجود ہے۔ آپ حضرت معاذؓ کو خدا سمجھتے ہیں یا رسول یا تیسرا نمبر دیتے ہیں؟

(۳) آنحضرت ﷺ نے فرمایا: العلم ثلاثۃ آیۃ محکمۃ سنۃ قائمۃ فریضۃ عادلۃ (ابنِ ماجہ) فرمایئے! تین چیزیں ہوئیں یا دو؟

(۴) حدیث صحیحین اذا حکم الحاکم فاجتھد (الحدیث) اجتہاد کو آپ قرآن

کہتے ہیں یا حدیث یا تیسرا نمبر دیتے ہیں۔

(۵)　آپ بھی ایک آیت یا حدیث صحیح پیش فرمائیں کہ قرآن و سنت کے بعد اجماع کو ماننے والا یا اجماع کو ماننے کا حکم دینے والا کافر اور جہنمی ہے۔

(۶)　آپ ایک آیت یا حدیث صحیح پیش فرمائیں کہ مسائل اجتہادیہ میں اجتہاد کرنے والا یا اجتہاد پر عمل کرنے والا کافر اور جہنمی ہے۔

وسوسہ نمبر ۴۱ .... کیا صحابہؓ نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کے ساتھ تیسری کوئی اطاعت ملائی تھی؟ ملائی تھی تو کس کی؟ نہیں ملائی تھی تو آپ نے کہاں سے دریافت کی؟

ازالہ .... ہم اہل السنۃ والجماعۃ ادلۂ اربعہ کو مانتے ہیں۔ صحابہؓ بھی ان ادلہ اربعہ کو مانتے تھے۔ مسائل منصوصہ میں خدا و رسول کی اطاعت کرتے تھے (بہت سی آیات) مسائل اجماعیہ میں اجماع کو مانتے تھے، جیسے خلافت صدیق ؓ، اذان اوّل جمعۃ المبارک، پورا ماہ بیس تراویح کی جماعت، ایک دفعہ دی ہوئی تین طلاقوں کا تین ہونا وغیرہ اور مسائل اجتہادیہ میں اجتہاد کرتے تھے اور دوسرے کے اجتہاد کو مانتے بھی تھے جیسے حدیث معاذ ؓ، حضرت عمرؓ کا خط قاضی شریح کے نام۔ سنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱۰ میں صحابہؓ کے اجتہاد کا صاف ذکر ہے اور کتب حدیث میں تقریباً بیس ہزار سے زیادہ صحابہؓ و تابعینؒ کے فقہی فتاویٰ مذکور ہیں جن کا انکار دوپہر کے سورج کے انکار کے مترادف ہے۔ اب بتائیے! آپ صحابہؓ کے طریقہ سے کیوں منحرف ہو گئے؟

وسوسہ نمبر ۴۲ .... حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ لوگو! تمہیں یہ خوف نہیں کہ عذاب میں ڈالے جاؤ یا زمین میں دھنسا دیئے جاؤ اس جرم پر کہ تم یوں کہتے ہو کہ رسول،

اللہ ﷺ نے فرمایا اور فلاں نے کہا (دارمی) مگر تم بلا خوف و خطر کہتے اور لکھتے ہو قال رسول اللّٰہ وقال ابو حنیفة کذا تمہیں کیا انتظار ہے؟

ازالہ ....(۱).... پہلے قول ابنِ مسعودؓ کی تصحیح نقل ضروری ہے۔

(۲) یہ قول ابنِ مسعودؓ آپ کی کون سی دلیل ہے۔ آپ تو کہتے ہیں کہ ہم صرف خدا اور رسول کی بات مانتے ہیں۔ کوئی تیسری اطاعت نہیں مانتے۔ کیا ابنِ مسعودؓ کو تم نے خدا مانا یا رسول یا تیسرا؟

(۳) دارمی میں روایت نمبر ۱۷۱- آپ کو نظر نہیں آئی جس میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتاب وسنت اور اجماع کے بعد فاجتهد برأیک فرمایا ہے۔

(۴) ہم مسائل منصوصہ میں قال رسول اللّٰہ کذا اور مسائل اجتہادیہ میں قال ابو حنیفه کذا کہتے ہیں۔ فرمائیے! یہ کس آیت یا کس حدیث صحیح کے خلاف ہے؟

امام وکیعؒ حدیث پڑھا رہے تھے۔ کسی نے کہا کہ امام ابو حنیفہؒ سے خطا ہوئی۔ امام وکیعؒ نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہؒ سے کیسے خطا ہو سکتی ہے جبکہ ان کی مجلس میں امام ابو یوسفؒ اور امام زفرؒ جیسے ماہر قیاس اور امام یحییٰ بن ابی زائدہ، حفص بن غیاث اور حبان بن مندل جیسے حفاظ حدیث اور قاسم بن معن جیسے امام اللغۃ العربیہ اور امام داؤد طائی اور حضرت فضیل بن عیاض جیسے زاہد اور صاحب ورع موجود ہوتے تھے۔ جس کے ساتھی ایسے ماہرین فن ہوں وہ کیسے خطا پر قائم رہ سکتا ہے؟ اگر وہ خطا کرتا تو یہ لوگ اسے حق کی طرف پھیر لیتے (تاریخ بغداد ج ۱۴/ص ۲۴۷) اور امام وکیعؒ نے اسے یہ بھی فرمایا کہ تیرے جیسے لوگوں کے بارے میں ہی قرآن پاک میں آیا ہے کہ یہ لوگ جانور بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔ (جامع المسانید ج ۱/ص ۳۳)

امام یزید بن ہارون، امام ابراہیم نخعیؒ کا کوئی قول سنا رہے تھے، ایک شخص نے اُٹھ کر کہا: اے شیخ! ہم سے رسول اللہ ﷺ کی احادیث بیان کیجئے، لوگوں کے اقوال چھوڑیئے۔ یزید بن ہارون نے ناراض ہوکر فرمایا: اے احمق! یہ جناب رسول اللہ ﷺ کی احادیث کی تفسیر ہے اور تو حضور اقدس ﷺ کی احادیث کو کیا کرے گا؟ جب تک تو نے اس کی تفسیر نہ سمجھی، تم صرف سماع حدیث کی کوشش کرتے ہو۔ اگر تم حدیث کو سمجھنے کی کوشش کرتے تو تم امام ابوحنیفہؒ کی کتابیں اور اقوال دیکھتے اور تمہیں احادیث رسول ﷺ کی تفسیر کا پتہ چل جاتا۔ پھر امام یزید بن ہارون نے اس شخص کو ڈانٹ ڈپٹ کر اپنی مجلس حدیث سے نکال دیا (مناقب موفق ج ۲/ص ۴۸)۔ یہ امام یزید بن ہارون وہ جلیل القدر محدث ہیں جن کی مجلس میں امام یحییٰ بن معین (دس لاکھ حدیث کے حافظ)، امام علی بن المدینی. امام احمد بن حنبل، امام زہیر بن حرب اور دیگر محدثین کی جماعت حاضر رہتی تھی، لیکن جب کوئی فتویٰ پوچھنے آتا تو فرماتے کہ اہلِ علم سے جاکر فتویٰ پوچھو۔ امام علی بن المدینی نے ایک دن کہا کہ کیا آپ کے پاس یہ اہل علم موجود نہیں ہیں۔ فرمایا کہ اہل علم تو امام ابوحنیفہؒ کے ساتھی ہیں، تم تو پنساری ہو۔ (موفق ج ۲/ص ۴۷)

امام عبداللہ بن مبارکؒ نے احادیث پڑھاتے ہوئے امام اعظمؒ کا ایک فرمان نقل فرمایا کہ ''علم کے مغز امام ابوحنیفہؒ یہ فرماتے ہیں''، ایک آدمی نے یہ نہ لکھا، امام ابن المبارکؒ نے فرمایا: اے لوگو! تم ائمہ کرامؒ کی شان میں کتنے بے ادب ہو اور ان کی عظمت سے کتنے جاہل ہو اور اہل علم اور علم کی پہچان نہیں کرتے، امام ابوحنیفہؒ سے زیادہ کوئی حق نہیں رکھتا کہ اس کی تقلید کی جائے۔ وہ متقی، صاحب ورع اور ایسے عالم تھے کہ اُنہوں نے علم (قرآن و حدیث) کے وہ خفیہ اسرار کھولے جو کوئی نہ کھول

سکا۔ پھر قسم کھائی کہ اب ایک مہینہ حدیث نہیں پڑھاؤں گا (الخیرات الحسان ص ۲۹)۔ اور فرماتے تھے کہ یہ نہ کہو قول ابی حنیفة بلکہ یوں کہا کرو کہ یہ حدیث کی تفسیر ہے (الجواہر المضیہ ج ۲/ص ۴۶۰) مفتری صاحب! ان محدثین کے بارے میں کیا فتویٰ ہے؟

وسوسہ نمبر ۴۳ ...... رسول اللہ ﷺ کی حدیثوں کے ساتھ دوسرے لوگوں کی باتوں کو ملانے سے تمہارے ایمان کو کوئی خطرہ نہیں تو پھر ختم نبوت کے دعووں سے فریب کیوں دیتے ہو؟

ازالہ ....(۱)....مفتری صاحب! فقہ کی کتابوں کو تو چھوڑیئے، احادیث کی کتابوں میں بھی احادیث رسول کے ساتھ دوسروں کے اقوال ملتے ہیں۔ امام ترمذیؒ تو تقریباً ہر حدیث کے بعد مذاہب بیان فرماتے ہیں، کیا یہ تمام محدثین ختم نبوت کے منکر ہیں؟

(۲) یہ کس آیت یا حدیث میں ہے کہ اجتہاد نبوت ہے اور **خاتم النبیین** کا معنی **خاتم المجتهدین** ہے اور **لا نبی بعدی** کا معنی **لا مجتهد بعدی** ہے۔

(۳) کیا آپ کے نزدیک تمام ائمہ مجتہدین اور تمام مقلدین واقعی مرزا اور مرزائیوں کی طرح کافر ہیں؟

(۴) مفتری صاحب! کیا انکارِ ختم نبوت آپ کے نزدیک اجتہادی مسئلہ ہے کہ اس میں خطا پر بھی اجر ملے۔

وسوسہ نمبر ۴۴ ...... کیا دین کا مدار قرآن و حدیث پر نہیں؟ اگر ہے اور یقیناً ہے تو قرآن عربی میں ہے اور صحیح احادیث کی تعداد ہزار ہا ہے، جبکہ امام ابوحنیفہؒ عابد و زاہد ہونے کے باوجود عربی میں نہایت کمزور تھے اور ان کے پاس صرف سترہ احادیث تھیں۔ (تاریخ ادب عربی، مقدمہ ابن خلدون)

ازالہ ....(۱) ....امام ابن خلکان شافعیؒ نے صفحہ ۴۰۵ سے ۴۱۴ تک امام صاحبؒ کے فضائل بیان فرمائے جو مفتری صاحب کو نظر نہیں آئے۔ قلتِ عربیت کا جواب بھی وہاں مذکور ہے کہ وہ جملہ لغت کوفیین کے موافق ہے اس لئے اعتراض کرنے والا خود قلت عربیت کا مریض ہے۔ امیر یمانی نے بھی ''الروض الباسم'' میں خوب اس معترض کی خبر لی ہے۔

(۲) امام صاحب کوفہ میں پیدا ہوئے ہیں جہاں کی مروجہ زبان عربی تھی۔ آپ نے فقہ اکبر وغیرہ کتابیں عربی میں لکھیں۔ فقہ حنفی کی تمام بنیادی کتابیں ہی عربی میں ہیں جن کو مفتری صحیح پڑھ بھی نہیں سکتا۔ ان کے بارے میں یہ کہنا کہ عربی نہیں جانتے تھے دن کو رات کہنا ہے۔

(۳) سترہ احادیث کا قائل مجہول ہے۔ ابن خلدون نے اس کی تردید کی ہے جو مفتری صاحب کو نظر نہیں آئی۔

(۴) مفتری صاحب! کیا یہ عجیب بات نہیں ہے کہ جس کو صرف سترہ (۱۷) احادیث ملیں اس نے بارہ لاکھ نوے ہزار مسائل بیان فرمائے اور جن کو ہزار ہا ملیں وہ ایک رکعت نماز کا مکمل طریقہ بتانے سے بھی عاجز ہیں۔

(۵) دنیا جانتی ہے کہ امام بخاریؒ کا مقام حدیث میں بہت بلند ہے مگر ان کی اعلیٰ ترین احادیث ۲۲ ثلاثیات ہیں جن میں سے ۲۰ امام ابوحنیفہؒ کے اصاغر تلامذہ سے لی ہیں اور پوری صحاحِ ستہ میں ایک حدیث بھی ثنائی نہیں ہے جبکہ امام صاحب کی اکثر احادیث ثنائی ہیں بلکہ بعض وحدانیات بھی ہیں۔ امام بخاریؒ نے جن احادیث کو صحیح کہا ہے وہ ان کی شخصی تحقیق ہے مگر امام صاحبؒ تحقیق حدیث میں تین باتوں کا خیال رکھتے تھے: (۱) اس کے راوی ثقہ ہوں، (۲) وہ آنحضرت ﷺ کا آخری فعل ہو، (۳) اس

پر تمام محدثین کوفہ کا عمل ہو (الخیرات الحسان ص ۳۰) مگر افسوس کہ اصحاب صحاح ستہ اس معیار کو پورا نہ کر سکے۔

(۶) **تعداد احادیث :** امام سفیان ثوریؒ، امام شعبہؒ، یحییٰ القطانؒ، ابن مہدیؒ، امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی کل احادیث (احادیثِ احکام) چار ہزار ہیں (توضیح الافکار ص ۶۳، امیر یمانی غیر مقلد) اور امام صاحب کو چار ہزار احادیث یاد تھیں۔ (مناقب موفق، الجواہر ج ۲/ص ۴۷۴)

(۷) خود امام صاحبؒ نے اپنے صاحبزادے کو بتایا کہ مجھے پانچ لاکھ احادیث یاد ہیں (کتاب الوصیۃ) ان میں چار ہزار احکام کی ہیں اور باقی دیگر ابواب سے متعلق ہیں۔

وسوسہ نمبر ۴۵ ...... امام ابوحنیفہؒ کے پاس حدیثیں بہت کم تھیں اور امام صاحبؒ نے زیادہ حدیثیں بیان کرنے کی مذمت فرمائی ہے (شامی ج ۱/ص ۵۷)

ازالہ .... (۱) .... علامہ شامیؒ فرماتے ہیں کہ امام صاحبؒ فن حدیث کے امام تھے اور ائمہ تابعین وغیرہ میں سے چار ہزار شیوخ حدیث سے علم حدیث حاصل کیا، اسی لئے علامہ ذہبیؒ نے ''تذکرۃ الحفاظ'' میں آپ کو حفاظ حدیث میں سے شمار کیا ہے اور جس کا خیال ہے کہ امام صاحبؒ کے پاس احادیث کم تھیں ایسا شخص یا تو متساہل ہے کہ تحقیق نہیں کرسکا یا محض حسد سے ایسی غلط بات کہہ رہا ہے (شامی ج ۱/ص ۴۲)

(۲) حدیث روایت کرنے کے دو طریقے ہیں: الفاظِ رسول اللہ ﷺ کو روایت کرنا یا مرادِ رسول ﷺ کو اُمت تک پہنچانا۔ حدیث رسول ﷺ "**رب حامل فقه غير فقيه**" کے موافق اصل مقصد حدیث کا فقہ ہی ہے۔ امام صاحبؒ نے الفاظ رسول ﷺ کو بھی روایت فرمایا (دیکھو! مسند امام اعظمؒ اور عقود الجواہر المنیفہ) اور چار ہزار احادیث

سے کتاب الآثار کا انتخاب فرمایا (مناقب مکی ص ۴۷۴) اور مرادِ رسول ﷺ کی روایت میں تو آپ کا کوئی شریک ہی نہیں ہے، کم وبیش بارہ لاکھ نوے ہزار مسائل مرادِ رسول ﷺ میں بیان فرمائے۔ مفتری صاحب نے بالکل جھوٹ بولا ہے کہ شامی میں لکھا ہے کہ امام صاحبؒ کے پاس احادیث بہت کم تھیں، وہاں تو اس کی تردید ہے۔

(۳) مفتری صاحب کا یہ لکھنا کہ امام صاحبؒ نے زیادہ احادیث بیان کرنے کی مذمت فرمائی ہے، یہ بھی شامی میں امام صاحبؒ سے منقول نہیں ہے بلکہ شامی نے تو علامہ ابن عبدالبرؒ سے نقل کیا ہے کہ بے سوچے سمجھے کثرتِ روایت کوئی قابل تعریف چیز نہیں ہے۔ آپ کسی ایک آیت یا صحیح حدیث سے ثابت کردیں کہ بے سوچے سمجھے کثرت روایت قابل تعریف ہے تو ہم تسلیم کرلیں گے کہ ابن عبدالبرؒ کا قول صحیح نہیں ہے۔

(۴) مفتری صاحب نے لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ نے حدیث کی کوئی کتاب جمع نہیں فرمائی (نورالانوار ص ۱۸۹) اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں: حفظِ حدیث میں عزیمت یہ ہے کہ تلمیذِ مسموع حدیث کو یاد رکھے یعنی سماع کے وقت سے لے کر ادا کے وقت تک مسموع حدیث کو زبانی یاد رکھے اور کتاب پر بھروسہ کرکے اسے (حدیث حفظ کرنے کو) نہ چھوڑے، یہی وجہ ہے کہ امام اعظمؒ نے فن حدیث میں ایک کتاب بھی تدوین نہیں فرمائی اور نہ کتاب پر اعتماد کرکے روایت کرنے کی اجازت دی۔ روایت حدیث میں آپ کا یہی وہ تشدد ہے جو قیامت تک کے لئے کوتاہ نظر متعصب لوگوں کے طعن وتشنیع کا سبب بن کر رہ گیا اور وہ آپ کے غیر معمولی تقویٰ اور پرہیزگاری اور اعلیٰ کردار اور راست بازی کو سمجھ نہ سکے (نورالانوار مترجم اُردو ص ۲۷۳) یاد رہے کہ مسند شافعی بھی امام شافعیؒ کی مرتب کردہ نہیں، مسند احمد بھی امام احمد بن حنبلؒ کی اپنی مرتب کردہ

نہیں اور مسند امام اعظم بھی آپ کے تلامذہ نے مرتب کی۔

وسوسہ نمبر ۴۶ ...... کیا شاگردانِ امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ، امام زفرؒ وغیرہ بھی امام اعظمؒ کے مقلد تھے یا نہیں؟ اگر مقلد تھے تو اُنہوں نے امام ابوحنیفہؒ کی فقہ کے ایک تہائی مسائل کو کیوں رد کردیا؟ (شامی ج۱/ص۶۲) وہ ابوحنیفہ کے تو نہیں پھر کس کے مقلد تھے؟

ازالہ ...... مفتری صاحب تقریروں میں تو روز جھوٹ بولتے رہتے ہیں کہ میں نے بائیس سال شامی پڑھائی ہے، تو آپ کو یہ کیوں معلوم نہیں کہ شامی میں لکھا ہے کہ امام ابو یوسفؒ، امام محمدؒ، امام زفرؒ وغیرہ اصحاب امام مجتہد تھے (ج۱/ص۴۶) مجتہد فی المذہب تھے (ج۱/ص۵۲) اصولِ مذہب میں وہ مقلد تھے اور فروع میں خود مجتہد تھے۔ چونکہ مجتہد پر تقلید لازم نہیں بلکہ دلیل کا اتباع کرتا ہے، اس لئے امام اعظمؒ نے اپنے ان شاگردوں کو خطاب کر کے فرمایا: **ان توجه لکم دلیل فقولوا به**. چنانچہ یہ حضرات بھی اجتہاد میں کمی نہ کرتے تھے۔ چنانچہ دو تہائی فروعی مسائل میں تو ان کا اجتہاد بھی امام اعظمؒ سے عین موافق رہا، ایک تہائی فروعی مسائل میں امام صاحبؒ جب احکام بیان فرماتے جن میں بعض کا استنباط اتنا دقیق ہوتا کہ ان مجتہدین کا ذہن بھی وہاں تک نہ پہنچ سکتا، کیونکہ امام اعظمؒ کی علمی پرواز تو ثریا تک تھی تو امامؒ جب ایسے مجتہدین کا عجز دیکھتے تو اسی مسئلہ کا دوسرا حکم بیان فرما دیتے جس کا استنباط اور دلیل ان کے ذہن کے موافق ہوتی تو پہلا دقیق قول امام صاحبؒ کی ہی طرف منسوب ہوتا اور امامؒ کے دوسرے قول کو مجازاً شاگرد اپنی طرف نسبت کر لیتے۔ چنانچہ شامی میں ہی ہے کہ امام ابو یوسفؒ، امام محمدؒ، امام حسنؒ، امام زفرؒ سب نے بڑی مضبوط قسمیں کھا کر بیان کیا کہ ہمارا ہر قول امام صاحبؒ سے ہی منقول ہے۔ مفتری صاحب کو نہ ان کی قسموں پر اعتبار ہے نہ شامی کی یہ عبارت

نظر آئی: **فلیس لاحد منهم قول خارج عن اقواله**. اور نہ شامی کی یہ عبارت نظر آئی: **انهم ما سلکوا طریق الخلاف**. کہ وہ امام صاحبؒ کے خلاف نہیں اور نہ ہی یہ نظر آیا: **وما نسب الی غیره الا بطریق المجاز للموافقة** (ص۴۶) یعنی ان مسائل کی نسبت صاحبین وغیرہ کی طرف مجازی ہے کیونکہ ان میں ان کا اجتہاد امام صاحبؒ کے موافق رہا لیکن مفتری نے اس کا نام رد کرنا رکھا ہے، **فیا للعجب**.

وسوسہ نمبر ۴۷ ......اگر شاگردان ابوحنیفہ غیر مقلد تھے تو آپ نے بقایا اُمت پر تقلید کا بھاری بوجھ کیوں لاد دیا؟ آپ کے پاس کون سی شرعی دلیل ہے کہ ائمہ اربعہ، ان کے شاگرد اور دیگر تمام ائمہ اسلام تو صرف رسول اللہ ﷺ کی اتباع کریں اور آپ ان ائمہ کو **اربابًا من دون اللّٰہ** بنائے بیٹھے ہیں۔

ازالہ ....(۱).... مفتری صاحب! آپ کو کس نے بتایا کہ وہ غیر مقلد تھے، شامی میں تو صاف لکھا ہے کہ وہ اصول میں مقلد تھے، فروع میں مجتہد تھے۔ آپ کو غیر مقلد کا معنی بھی نہیں آتا۔ غیر مقلد تو وہ ہوتا ہے جو نہ خود اجتہاد کا اہل ہو نہ تقلید کرے۔ غیر مقلد عامی لامذہب کو کہتے ہیں جیسے نماز با جماعت میں ایک امام ہوتا ہے باقی مقتدی، تیسرا تارک جماعت۔ امام مجتہد کی جگہ ہے، مقتدی مقلد کی جگہ، دونوں نبی ﷺ کے فرمانبردار ہیں اور تارک جماعت غیر مقلد کی جگہ ہے نبی کا نافرمان ہے۔ یا ملک میں ایک حاکم ہوتا ہے، دوسرے رعایا اور تیسرے باغی حکومت ہوتے ہیں۔ مجتہد حاکم ہے، مقلد فرمانبردار رعایا ہے اور باغی نافرمان غیر مقلد ہے۔

(۲) مسائل منصوصہ میں مجتہدین و مقلدین سب اتباع رسول کرتے ہیں۔ مسائل اجتہادیہ میں مجتہدین اپنے اجتہاد کی اتباع کرتے ہیں جس سے کتاب وسنت کا پوشیدہ

مسئلہ ظاہر ہوتا ہے اور مقلدین ان کے اجتہاد کی تقلید کرتے ہیں۔

وسوسہ نمبر ۴۸ .... کیا یہود و نصاریٰ انبیاء کے مقابلہ میں اپنے علماء و مشائخ کی اس طرح پیروی کر کے کافر و مشرک نہیں ٹھہرے۔ وہ تو زندہ علماء کی تقلید کر کے مبتلائے شرک ہو گئے مگر آپ کے ایمان آہنی قلعے ہیں جو مردوں کی خاک چاٹ کر بھی زنگ آلود نہیں ہوئے۔

ازالہ ....(۱) .... مفتری نے اب اپنا اصل راز بیان کیا ہے۔ جس طرح روافض کے نزدیک حب اہل بیت کا معیار یہ ہے کہ صحابہؓ کو معاذ اللہ بے ایمان ثابت کیا جائے۔ مفتری اینڈ کو کے نزدیک عمل بالحدیث کا معیار یہ ہے کہ تمام مجتہدین اور مقلدین کو کافر اور مشرک کہا جائے۔

(۲) جن احبار و رہبان کا آپ نے ذکر کیا ہے ان کو قرآن نے حرام خور کہا ہے اور مجتہدین حرام تو کجا شبہ سے بھی پرہیز کرتے تھے۔

(۳) ان احبار و رہبان کو قرآن نے جھوٹے کہا ہے جبکہ مجتہدین نہایت سچے تھے۔

(۴) وہ خود خدا رسول کے خلاف مسئلہ بناتے تھے، یہ خدا و رسول کی بات سمجھاتے ہیں، **القیاس مظهر لا مثبت**.

(۵) وہ خدا اور رسول کی بات سن کر کہتے تھے: سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا یعنی سن لیا، مانیں گے نہیں۔ قَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلُف. اور مجتہدین کے دل خوف الٰہی سے بھرپور تھے۔

(۶) وہ خدا و رسول کے دروازے سے بہکاتے تھے، یہ خدا و رسول کے دروازے پر لاتے ہیں۔

(۷) کیا آپ ان کو مجتہد مانتے ہیں اور قرآن و حدیث سے ان کا مجتہد ہونا ثابت

کر سکتے ہیں۔

(۸) کیا ان کی تقلید مسائل اجتہادیہ میں ہوتی تھی؟ کوئی آیت یا حدیث صحیح پیش کریں۔

(۹) یہاں آپ نے تقلید کے ساتھ شخصی کا لفظ نہیں لگایا۔ آپ ان کی تقلید شخصی کی نسبتیں قرآن وحدیث سے دکھائیں۔

(۱۰) شاید کہیں کہ لفظ تقلید میں تو اشتراک ہے تو اگر یہی ہے تو فرمائیں کہ لفظ ''دودھ'' بھینس کے دودھ اور کتیا کے دودھ میں مشترک ہے۔ کیا آپ کے نزدیک دونوں کا ایک حکم ہے؟ لفظ ''گوشت'' بکری کے گوشت اور خنزیر کے گوشت دونوں پر بولا جاتا ہے۔ کیا ایک ہی حکم ہے؟ لفظ ''سجدہ'' خدا کے سجدے اور بت کے سجدے دونوں پر بولا جاتا ہے۔ کیا ایک ہی حکم ہے؟

وسوسہ نمبر ۴۹ ......ہم اہل حدیث ائمہ اربعہ کے ساتھ ساتھ دیگر تمام ائمہ اسلام کی دل و جان سے قدر کرتے ہیں مگر اتباع صرف اللہ اور رسول کی کرتے ہیں۔ قرآن و حدیث کو مکمل ہدایت اور واحد شریعت مانتے ہیں۔ ارشاد فرمائیے! ہمارے ایمان میں کون سی کمی ہے؟

ازالہ ....(۱) ....مسائلِ منصوصہ میں مجتہدین اور مقلدین سب صرف اللہ اور رسول کی پیروی کرتے ہیں۔ ہاں غیر مقلدین مسائل منصوصہ میں بھی محکمات کو چھوڑ کر متشابہات کے پیچھے لگے ہوئے ہیں اور عوام میں فتنہ کھڑا کرتے ہیں۔ قرآن پاک نے ایسے لوگوں کو اہل زیغ فرمایا ہے۔

(واما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ، آل عمران)

(۲) آپ لوگ اجماعی مسائل کے منکر ہیں، اسی لئے آپ کے کسی عالم نے ایسی کوئی کتاب نہیں لکھی جس کو آپ کا پورا فرقہ قابلِ اعتماد قرار دیتا ہو اور اس میں اجماعی مسائل بیان ہوں۔ اجماعی مسائل کے انکار سے چونکہ اُمت میں فتنہ پھیلتا ہے اور قرآن پاک میں ہے: **الفتنة الشد من القتل**. اس لئے بعض احادیث میں خروج عن الجماعت کی دنیوی سزا قتل آئی ہے اور اجماع کے منکر کو شیطان بھی کہا گیا ہے اور آخرت میں تارک اجماع کی سزا بنص قرآن وحدیث دوزخ ہے۔

(۳) مسائل اجتہادیہ میں آپ مجتہدین کی تقلید کو کفر وشرک قرار دیتے ہیں جو گناہ کبیرہ ہے۔

(۴) مسائل اجتہادیہ میں آپ نا اہلوں کے فیصلوں کو مانتے ہیں اور جہال کو اپنے رؤس بناتے ہیں جس کا نتیجہ حدیث پاک میں **ضلوا فاضلوا** آیا ہے اور اس دین پر قیامت ٹوٹتی ہے: **اذا وسد الامر الیٰ غیر اھله فانتظر الساعة** (الحدیث)

(۵) ائمہ مجتہدین کو آپ دین کے ٹکڑے کرنے والے کہتے ہیں۔ ان کے قیاس شرعی کو آپ قیاسِ شیطانی کہتے ہیں اور حدیث قدسی **من عادیٰ لی ولیا فقد آذنته بالحرب** سے ذرا نہیں ڈرتے۔

(۶) تمہارے پڑھے ہوئے، اَن پڑھ سب مجتہدین سے منازعت کرتے ہیں اور فرمانِ رسول ﷺ **ان لا ننازع الامر اھله** (بخاری) کی مخالفت کرکے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرتے ہیں۔

(۷) بنص حدیث ائمہ مجتہدین ہر حال میں ماجور ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اجر عطا فرماتے ہیں، تم طعن کرکے حدیث صحیحین کی مخالفت کرتے ہو اور **لعن آخر ھذه الامة**

اولھا کا مصداق بنتے ہو۔

(۸)　ائمہ مجتہدین کے بارے میں کہتے ہو کہ وہ معصوم نہیں لیکن اپنی سوچ کو ایسا معصوم سمجھتے ہو کہ اپنی سوچ کو اپنی سوچ کی بجائے خدا اور رسول کی سوچ سمجھتے ہو۔ چنانچہ تمہاری رائے اور سوچ کا کوئی انکار کرے تو اسے خدا اور رسول کا منکر کہتے ہو۔ تمہیں اپنی رائے اور سوچ پر اتنا ناز ہے کہ ہر غیر مقلد **اعجاب کل ذی رأی برأیہ** کا مجسمہ ہے اور موافق فرمان رسول ﷺ ایسے لوگوں پر توبہ کا دروازہ بند ہے۔

(۹)　تمہارا یہ دعویٰ کہ ہم قرآن پر عمل کرتے ہیں بالکل غلط ہے، کیونکہ قرآن پر تو وہ عمل کرے جسے قرآن سمجھ میں آئے۔ تمہارا اپنا فیصلہ ہے کہ یہ جماعت فہم قرآن سے محروم ہے۔ چنانچہ مولوی ثناء اللہ امرتسری جن کو آپ کا فرقہ شیخ الاسلام کہتا ہے اُنہوں نے قرآن کی تفسیر لکھی اور اس کا نام رکھا ''تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن'' لیکن خود آپ کی جماعت اور مکہ مدینہ تک تمام علماء نے اس پر فتویٰ کفر دیا (پڑھو! فیصلہ مکہ، الفیصلۃ الحجازیہ) گویا آپ کے شیخ الاسلام نے قرآن کے نام پر کفر پھیلایا۔ پھر مولوی عنایت اللہ اثری نے تفسیر لکھی تو حافظ عبداللہ روپڑی نے اس کو ثناء اللہ کی تفسیر سے بدتر قرار دیا۔ پھر حافظ روپڑی نے معارف قرآن لکھنے شروع کئے تو مولانا محمد جونا گڑھی اور مولانا ثناء اللہ امرتسری نے اس کا نام کوک شاستر رکھا۔ جس فرقے کے شیخ الاسلام اور محدث قرآن نہ جانتے ہو، وہ قرآن کے نام پر کوک شاستر پھیلاتے ہوں ان کو عمل بالقرآن کا دعویٰ زیب نہیں دیتا۔

(۱۰)　ہاں قرآن پاک کے بارے میں آپ کی جماعت کا اتفاق یہ ہے کہ اس میں جتنی آیات میں احبار و رہبان، آبائے مشرکین کا ذکر ہے اس کے مصداق ائمہ اربعہ

ہیں اور جتنی آیات میں کفار کا ذکر ہے ان سے مراد ائمہ اربعہ کے مقلدین ہیں۔ اسی طرح خوارج کی طرح آپ لوگ کافروں والی آیات مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔ اس سے زیادہ آپ کا عمل بالقرآن دیکھنے میں نہیں آیا۔

(۱۱) آپ کے عمل بالحدیث کا دعویٰ بھی غلط ہے۔ حدیث پر عمل کرنے کے لئے پہلے حدیث کا ماننا ضروری ہے مگر آپ کا فرقہ صحیح حدیثوں کو ضعیف کہہ کر ماننے سے انکار کر دیتا ہے۔ اس پر شرعی شہادتیں سنیں:

مولانا عبدالجبار غزنوی والد مولانا داؤد غزنوی اور مولانا عبدالتواب ملتانی فرماتے ہیں: ہمارے اس زمانے میں ایک فرقہ نیا کھڑا ہوا ہے جو اتباع حدیث کا دعویٰ رکھتا ہے اور درحقیقت وہ لوگ اتباع حدیث سے کنارے (باہر) ہیں۔ جو حدیثیں سلف اور خلف کے ہاں معمول بہا ہیں ان کو ادنیٰ سی قدح اور کمزور سی جرح پر مردود کہہ دیتے ہیں اور صحابہؓ کے اقوال اور افعال کو ایک بے طاقت سے قانون اور بے نور سے قول کے سبب پھینک دیتے ہیں اور ان پر اپنے بے ہودہ خیالوں اور بیمار فکروں کو مقدم کرتے ہیں اور اپنا نام محقق رکھتے ہیں۔ حاشا وکلا، اللہ کی قسم! یہ وہی لوگ ہیں جو شریعت محمدیہ کی حد بندی کے نشان گراتے ہیں اور ملت حنیفیہ کی بنیادوں کو کہنہ کرتے ہیں اور سنتِ مصطفویہ کے نشانوں کو مٹاتے ہیں اور احادیثِ مرفوعہ کو چھوڑ رکھا ہے اور متصل الاسانید آثار کو پھینک دیا ہے اور ان کے دفع کرنے کے لئے وہ حیلے بناتے ہیں کہ جن کے لئے کسی یقین کرنے والے کا شرح صدر نہیں ہوتا اور نہ کسی مؤمن کا سر اُٹھتا ہے۔

(فتاویٰ علمائے حدیث ج ۷/ص ۷۹، ۸۰)

یہ حال آپ کے سارے فرقوں کا آپ کے دو علماء کی شہادتوں سے ثابت

ہے۔ آپ کے مایہ ناز وکیل اہل حدیث ہند فرمایا کرتے تھے کہ یہ لوگ اپنے مولویوں کے مقلد ہیں اور نام محقق رکھتے ہیں۔ ان کے بارے میں لکھتے ہیں: یہ مقلد نام کے محقق جیسے احادیث غیر صحیحہ کے تسلیم میں بے ضبطی کر رہے ہیں ویسے ہی احادیث صحیحہ و حسنہ لائق عمل کو رد کرنے میں بے ضبط ہو رہے ہیں۔ بہت سی احادیث کو جو ائمہ مجتہدین اور محدثین کے نزدیک مانی ہوئی اور لائق عمل قرار دی گئی ہیں، یہ صرف ان کے بعض راویوں کو مجروح و مطعون دیکھ کر ضعیف قرار دیتے ہیں اور یہ بھی کہہ بیٹھتے ہیں کہ جو اس حدیث سے فلاں امام یا مجتہد نے نکالا ہے اس کی کوئی اصل نہیں الخ (اشاعۃ السنۃ ج۱۱/ ص۳۰۰) مفتری صاحب! یہ ہے آپ کے فرقہ کے عمل بالحدیث کا حال جس پر جناب ناز فرما رہے ہیں۔

(۱۲)　احادیث متعارضہ میں دونوں فریق ایک پہلو کی احادیث پر عامل ہیں۔ ہم ان احادیث پر عمل کرتے ہیں جن کے موافق فقہ امام ابوحنیفہ میں مسئلہ مذکور ہے، کیونکہ امام صاحبؒ نے صحابہؓ کو عمل کرتے دیکھا، پھر لاکھوں محدثین ان کے موافق عمل کرتے آ رہے ہیں۔ ان احادیث پر عمل کرنے والوں کو غیر مقلد عامل بالرائے کہتے ہیں اور یہ ان کے مقابلہ میں ایسی احادیث پر عمل کرتے ہیں جن پر دور صحابہ و تابعین میں جمہور نے عمل ترک کر رکھا تھا اور عمل کرنے پر نکیر ہوتی تھی، ان پر عمل کرنے کا نام عمل بالحدیث رکھا ہے۔

(۱۳)　نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ آخری زمانہ میں فریب کرنے والے جھوٹے مکار لوگ لائیں گے تمہارے پاس بعض ایسی حدیثیں کہ نہ سنی ہوں گی تم نے اور نہ تمہارے باپ دادوں نے (یعنی یا تو وہ جھوٹی ہوں گی یا منسوخ، اسی لئے علماء اہل سنت

نے کبھی عوام کو نہ سنائی ہوں گی) سوتم بچاؤ اپنے آپ کو ان سے اور ان کو دھتکار دو اپنے پاس سے ورنہ وہ تمہیں گمراہ کر دیں گے اور فتنہ میں ڈال دیں گے (صحیح مسلم) یہ ہے آپ کے فرقہ کا حال کہ حدیث کے نام سے گمراہ کرتے ہوئے فتنہ اُٹھاتے ہو۔

(۱۴) قرآن پاک کی صریح آیت "لیتفقھوا فی الدین" میں فقہ کو ماننے کا حکم ہے اور احادیث متواترہ میں فقہ کی عظمت مذکور ہے مگر آپ دن رات فقہ کا نام لے لے کر اس پر لعنت بھیجتے ہیں، حالانکہ حدیث سے فقہ کے مخالف کا شیطان اور منافق ہونا ثابت ہے۔

(۱۵) ترک تقلید کے فتنہ سے دین بیزاری پھیلی۔ فتنہ انکار معجزات، انکارِ حدیث، انکار حیات، اباحیت، نیچریت، چکڑالویت، مرزائیت اسی فتنہ کی ترقی یافتہ شکلیں ہیں، ورنہ اسلام کو اس فتنہ سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔

وسوسہ نمبر ۵۰ .... اگر ہمارے پاس مکمل حق نہیں ہے تو قرآن و حدیث سے باہر مقاماتِ حق کی نشاندہی کیجئے۔ ہاں مگر کتاب وسنت سے مدلّل ہو۔

ازالہ .... آپ پہلے قرآن وحدیث سے اپنا تعلق تو ثابت کریں۔

(۱) انگریز کے دور سے پہلے جس طرح مرزائیوں اور منکرین حدیث کا نہ قرآن کا ترجمہ ملتا ہے نہ حاشیہ نہ تفسیر۔ اسی طرح دورِ برطانیہ سے پہلے نہ آپ کا اُردو ترجمہ قرآن نہ حاشیہ نہ تفسیر۔

(۲) جس طرح انگریزوں کے دور سے پہلے مرزائیوں اور منکرین حدیث کا کوئی اُردو ترجمہ حدیث نہیں ملتا بالکل اسی طرح آپ کا بھی کوئی ترجمہ حدیث نہیں ملتا۔

(۳) جس طرح انگریزی دور سے پہلے مرزائیوں اور منکرین حدیث کی کسی مسجد یا

مدرسہ کا نشان نہیں ملتا بالکل یہی حال آپ کا ہے۔ دورِ برطانیہ سے قبل پاک و ہند میں آپ کی کسی مسجد یا مدرسہ کا نشان نہیں ملتا۔

(۴)　محدثین کے حالات میں محدثین کی لکھی ہوئی کتابیں طبقات حنفیہ، طبقات مالکیہ، طبقات شافعیہ، طبقات حنابلہ تو ملتی ہیں مگر طبقات غیر مقلدین نامی کسی کتاب کا پتہ نہیں ملتا کہ کہاں سے دستیاب ہے۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ ہمیں جمہور اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ نصیب فرمائے، آمین۔



کتاب ''چوری کے متعلق قانونِ الٰہی اور قانونِ حنفی'' پر ایک نظر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم. اَمَّابَعْد :

آج ایک کتاب بنام ''چوری کے متعلق قانونِ الٰہی اور قانونِ حنفی'' نظر سے گزری جو مولانا عبدالسلام بن محمد مدرس جامعہ محمدیہ جی. ٹی روڈ گوجرانوالہ کی شخصی رائے کا بیان ہے۔ یہ کتاب پڑھ کر چند سوالات پیدا ہوئے ہیں، وہ معروض خدمت ہیں۔ اُمید ہے کہ جواب باصواب سے نوازیں گے۔ اُمید ہے کہ جواب میں صرف قرآن پاک کی صریح آیات یا احادیث صریحہ صحیحہ غیر متعارضہ پیش فرمائیں گے، نہ خود قیاس کریں گے کہ آپ کے ہاں کارِ ابلیس ہے، نہ کسی اُمتی کا قیاس یا قول ذکر کریں گے کہ یہ شرک ہے، نہ کوئی بات بے سند لکھیں گے کہ یہ آپ کے مذہب میں بے دینی ہے۔ یہ تینوں باتیں آپ کے ہاں مشہور ہیں۔ سوالات یہ ہیں:

(۱) کتاب کا نام ''قانونِ الٰہی اور قانونِ حنفی'' رکھا ہے۔ یہ تقابل قرآن حدیث نے بتایا ہے جیسے کفر اور اسلام یا سنت اور بدعت تو وہ آیت یا حدیث پیش فرمائیں؟ یا یہ تقابل ایسا ہے جیسے منکرین حدیث کہتے ہیں ''قانونِ قرآن اور قانونِ حدیث'' اور کہتے

ہیں کہ حدیث قرآن کی حدود کو ختم کرنے کے لئے بنائی گئی ہے۔

(۲) آپ اس کے بعد ایسی کتاب بھی لکھ رہے ہیں کہ فرمانِ نبوی اور حدیث بخاری یا قرآنِ الٰہی اور قرأت عاصم، سنت نبوی اور فتاویٰ نذیریہ، ارشادِ رسالت اور فتاویٰ ثنائیہ، بیانِ نبوت اور فتاویٰ ستاریہ، قانون نبوت اور فتاویٰ غزنویہ، قانونِ اسلام اور فتاویٰ علمائے حدیث، قانون الٰہی اور قانون حنبلی، قانونِ الٰہی اور قانونِ شافعی، قانونِ الٰہی اور قانونِ مالکی؟ اگر نہیں لکھ رہے تو قرآن و حدیث میں دکھاؤ کہ یہ سب کتابیں صحیح ہیں اور صرف فقہ حنفی غلط ہے۔

(۳) آپ نے آیت کریمہ اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَأْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ (۲۱:۴۲) "کیا ان لوگوں نے اللہ کے شریک بنا رکھے ہیں جو ان کو دین کا وہ راستہ بتلاتے ہیں جس کا اللہ نے حکم نہیں دیا۔" (وحیدی)

اس آیت کے نقل سے آپ کا مقصد کیا ہے؟ کیا فقہ اور اجتہاد واقعی شرک باللہ ہے اور سب مجتہدین خدا کے شریک ہیں؟ وہ آیت یا حدیث لکھیں جس میں فقہ اور اجتہاد کو شرک کہا گیا ہو اور مجتہدین کو شریکِ خدا کہا گیا ہو۔

(۴) آپ کے دوسرے بھائی اہلِ قرآن کہتے ہیں کہ اصولِ حدیث، علم اسماء الرجال بھی اجتہاد پر مبنی اور شرک ہیں۔ آپ فرمائیں کہ علم اسماء الرجال اور اصولِ حدیث کو پوری تفصیلات سے جو نہ مانے وہ کس آیت یا حدیث کا منکر ہے؟

(۵) کیا قرأت کی نسبت قاری کی طرف کرنا مثلاً ہم قاری عاصم کوفی کی قرأت پر قرآن پڑھ رہے ہیں یا حدیث کی نسبت محدث کی طرف کرنا، مثلاً حدیث بخاری یا مسئلہ اجتہادی کی نسبت مجتہد کی طرف کرنا مثلاً فقہ حنفی، فقہ شافعی، یہ نسبت شرک ہے تو

قران پاک کی صریح آیت یا صحیح صریح غیر معارض حدیث سے اس کا شرک وحرام ہونا یا کفر ہونا ثابت کریں۔

(۶) کیا حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ نے اپنے اجتہادی مسئلہ کی نسبت رائی کہہ کر فرمائی یا نہیں اور حضرت معاذؓ نے اجتهد برأيي کہہ کر اپنے اجتہاد کی نسبت اپنی طرف کی یا نہیں؟ کیا یہ لوگ مشرک تھے؟

(۷) کیا جس طرح یہودی احبار و رہبان خود مسائل گھڑ لیا کرتے تھے کہ یہ خدا کے احکام ہیں، اسی طرح یہ مسئلہ کہ مجتہد کی طرف اس کے اجتہادی مسئلہ کی نسبت کو کفر، شرک، بدعت، حرام کہنا ویسا ہی عمل تو نہیں؟

(۸) آپ نے اپنی کتاب میں بعض احادیث کو صحیح کہا ہے، بعض کو حسن، بعض کو ضعیف۔ یہ فیصلے خدا اور رسول نے تو نہیں بتائے۔ آپ بعض حدیثوں کو اپنی رائے سے صحیح، بعض کو حسن یا ضعیف کہہ کر مذکورہ آیت کے مصداق تو نہیں بن گئے؟

(۹) جن احادیث کو آپ نے صحیح کہا ہے، اگر کوئی شخص ان کو ضعیف کہے یا جن احادیث کو آپ نے ضعیف کہا ہے، ان کو کوئی صحیح قرار دے تو اس کو آپ اپنی رائے کا مخالف کہیں گیا یا رسول اللہ ﷺ کا مخالف قرار دیں گے۔

(۱۰) جس طرح قرآن پاک کی قرائتوں میں متواتر اور شاذ کی تقسیم ہے، احادیث میں صحیح اور ضعیف کی تقسیم ہے، اسی طرح فقہ میں مفتیٰ بہ اور غیر مفتیٰ بہ کی تقسیم ہے۔ آپ نے اپنے رسالہ ص ۲۸ پر سوال فرمایا ہے کہ یہ فریضہ کون سرانجام دیں گے؟ اور انہیں یہ منصب کس نے تفویض کیا ہے، صاحب مذہب نے یا ان کے شاگردوں نے یا احناف نے؟ سوال یہ ہے کہ آپ نے جو بعض احادیث رسول کو صحیح، بعض کو ضعیف قرار دیا، یہ

منصب آپ کو رسول پاک ﷺ نے تفویض کیا ہے یا صحابہؓ نے یا آپ کے اَن پڑھ شاگردوں نے؟ اور جن علماء نے قرأت متواتر وشاذ کی تمیز بتائی ہے، یہ منصب انہیں خدا نے دیا تھا تو ان کے ناموں اور تفویض والی آیت تحریر فرمائیں۔

(۱۱)　متواتر قرأت کو چھوڑ کر شاذ قرأت پر عمل کرنا، صحیح احادیث کو چھوڑ کر ضعیف احادیث پر عمل کرنا اور فقہ میں مفتیٰ بہ کے مقابلہ میں غیر مفتیٰ بہ پر عمل کرنا قرآن و حدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟

(۱۲)　منکرینِ قرآن متواتر قرأت کی بجائے شاذ قرأت پر اعتراض کر کے شور مچایا کرتے ہیں کہ ہم نے قرآن پر اعتراض کردیا (دیکھو! سوامی دیانند، ماسٹر رام چندر، پادری فانڈر کی کتابیں) اور کہا کرتے ہیں کہ متواتر اور شاذ کی تقسیم خدا نے نہیں کی بلکہ قاریوں کی اپنی بناوٹ ہے۔ اس لئے شاذ قرأت پر اعتراض سے قرآن بھی غلط ہے۔ اس کے جواب میں آیت پیش کریں۔

(۱۳)　اہلِ قرآن بعض ضعیف احادیث پر اعتراض کر کے تمام صحیح احادیث کو بھی غلط قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ صحیح ضعیف حضور ﷺ نے نہیں فرمایا۔ آپ ہر صحیح حدیث کا صحیح ہونا اور ہر ضعیف حدیث کا ضعیف ہونا حضور ﷺ سے ثابت فرمائیں تو ہم مانیں گے ورنہ یہ ساری تقسیمیں خود غرضی کے لئے ہیں۔ کیا آپ ہر حدیث کا صحیح یا ضعیف ہونا کلام رسول ﷺ سے ثابت کریں گے؟

(۱۴)　آپ کا فرض تھا کہ پہلے آپ چوری کی جامع مانع تعریف کرتے، مگر آپ کو چوری کی جامع مانع تعریف ہی نہیں آتی، اس لئے آپ کی کتاب **الناس اعداء لما جھلوا** کا نمونہ ہے، ورنہ اب ہی تعریف لکھ دیں مگر کسی اُمتی کے اصولِ فقہ سے چوری

نہ کرنا ورنہ آپ کا ہاتھ کٹ جائے گا۔

(۱۵) آپ نے لکھا ہے کہ ائمہ ثلاثہ کے اقوال کا ماٴخذ المتوفی ۵۶۰ھ کے موٴلف کی کتاب الافصاح عن معانی الصحاح ہے۔ کیا اس کتاب میں ائمہ ثلاثہ کے اقوال صحیح سندوں سے مذکور ہیں یا بلا سند مذکور ہیں اور کیا صاحب الافصاح کو ائمہ ثلاثہ نے یہ منصب تفویض فرما دیا تھا کہ ہمارے جو اقوال تم نقل کرو گے وہ قابلِ اعتماد ہوں گے۔

(۱۶) آپ کی کتاب سے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا ہے (ص ۱۶) مگر خدا تعالیٰ کے خلاف رسولِ پاک ﷺ فرماتے ہیں: کسی درخت پر لگے ہوئے پھل کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا (ص ۲۱) اہلِ قرآن کہتے ہیں کہ جس حد کو خدا نے واجب قرار دیا تھا، اسے نبی نے باطل کر دیا اس لئے یہ حدیث قرآن کے خلاف ہونے کی وجہ سے باطل ہے، کیونکہ نبی خدا کا پیغام پہنچاتا ہے نہ کہ خدا کے حکم کو باطل کرتا ہے۔

(۱۷) قرآن کہتا ہے کہ ہر چوری پر ہاتھ کاٹا جائے گا، اس کے خلاف حدیث کہتی ہے کہ باہر چرتے ہوئے جانور چوری کرنے پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا (ص ۲۱)

(۱۸) آپ نے لکھا ہے: درخت سے اُتار کر پھل ساتھ لے جائے، خواہ تر پھل ہو، سنگترہ، مالٹا وغیرہ یا خشک مثلاً بادام، پستہ، چلغوزہ وغیرہ تو ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا (ص ۲۲) کیا یہ قرآن کی صریح آیت کی مخالفت نہیں؟

(۱۹) آپ ایک حدیث لکھتے ہیں کہ تین درہم سے کم قیمت کی چیز چرانے پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، دوسری حدیث لکھتے ہیں کہ انڈے اور رسی کی چوری پر ہاتھ کاٹا جائے گا۔ کیا کوئی انڈا اور کوئی رسی تین درہم سے کم قیمت نہیں ہوتی۔

(۲۰) ایک چور ہزاروں بھیڑ، بکریاں، اونٹ، گائیں، بھینسیں باہر چرتے ہوئے چرا کر لے گیا، اس پر حد نہیں، کیا کھلی چھٹی ہے؟

(۲۱) سو چور اکٹھے ہو کر پورا باغ توڑ کر لے گئے، ان پر کوئی حد نہیں۔ قرآن کی کتنی صریح مخالفت ہے۔

(۲۲) آپ نے ص ۱۷۷ پر جو حدیث حضرت عائشہؓ سے نقل فرمائی ہے، یہ ان الفاظ کے ساتھ ابن ابی شیبہ میں نہیں ملی۔ آپ مکمل متن سند کے ساتھ نقل کریں اور ابن ابی شیبہ کا باب، جلد اور حدیث نمبر تحریر فرمائیں۔

(۲۳) آپ نے نصب الرایہ کا حوالہ دیا ہے۔ اس کے دیکھنے سے پتہ چلا کہ ہشام کے تین شاگرد وکیع، ابن جریج اور عیسیٰ بن یونس اس حدیث کو مرسلاً روایت کرتے ہیں۔ آپ نے یہ بات نقل نہ کرکے بددیانتی کی ہے۔ یہ کیوں؟

(۲۴) حضور ﷺ، صحابہؓ اور تمام اُمت اس بات کی قائل ہے کہ حدود شبہات سے ساقط ہو جاتی ہیں۔ جناب نے سب کے خلاف تمام قانونوں کے خلاف ایک نئی شریعت ایجاد کی ہے جس کا کوئی ثبوت نہیں۔

(۲۵) صفحہ ۷۵ پر حضرت عائشہؓ کی حدیث ترمذی سے نقل کی ہے اور امام ترمذیؒ کا یہ فرمان کہ یہی حدیث رسولِ اقدس ﷺ سے حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے بھی بیان کی ہے اور یہ مسئلہ کہ شبہات سے حد ساقط ہو جاتی ہے آنحضرت ﷺ کے بے شمار صحابہؓ سے مروی ہے (ترمذی) یہ عبارت آپ درمیان سے چھوڑ گئے۔ کیا لا ایمان لمن لا امانة له پر ایمان نہیں؟ کیا یہ بددیانتی اہل حدیث کی علامت ہے؟

(۲۶) حدیث عائشہؓ کے مرکزی راوی امام زہری بھی یہی فرماتے ہیں کہ شبہ سے حد ساقط کردو (ابن ابی تیبہ ج۹/ص ۵۶۷)

(۲۷) حضرت علیؓ کی مرفوع حدیث کے بارے میں لکھا ہے: مختار تمار کے متعلق تقریب میں لکھا ہے ضعیف اور بخاریؒ نے فرمایا ہے منکر الحدیث (ص ۷۷) حالانکہ تقریب میں ہے مقبول (ص ۳۳۰) کیسی بددیانتی ہے۔

(۲۸) پھر اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت علیؓ خود حدود کو شبہات سے ساقط فرمادیتے تھے (کتاب الآثار)

(۲۹) حضرت ابوہریرہؓ کی مرفوع حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ آپ جو ان احادیث کو ضعیف قرار دے رہے ہیں یہ محض تقلیداً ہے، کیونکہ جن لوگوں سے آپ نے ابرہیم بن فضل کا ضعیف ہونا لکھا ہے ان میں سے کسی نے بھی نہ ابراہیم کا زمانہ پایا ہے اور نہ اس کے ضعیف ہونے کی کوئی مدلل وجہ بتائی ہے۔

(۳۰) بوصیری نے بھی جارحین تک کوئی صحیح سند نقل نہیں کی، اس لئے آپ تو تقلید در تقلید میں مبتلا ہیں۔

(۳۱) یہ فرمائیں کہ ارواء الغلیل، تہذیب، تقریب، میزان الاعتدال، تذکرۃ الحفاظ میں جن راویوں کو ثقہ یا ضعیف کہا گیا ہے ان کی کوئی صحیح سند جارحین تک نہیں ملتی تو کیا ان کتابوں کی بناء پر کسی راوی کو ثقہ یا ضعیف ماننا تحقیق ہے یا تقلید؟

(۳۲) تاریخ بغداد وغیرہ جن کتابوں میں جارحین تک ان اقوال کی سندیں ہیں ان سندوں کے اکثر راوی ایسے ہیں جن کا ثقہ ہونا ان بے سند کتابوں سے بھی ثابت نہیں تو فرمایئے تحقیق کیسے ہو؟

(۳۳) مولانا! تہذیب التہذیب میں ثقہ اور ضعیف تمام راوی تقریباً ساڑھے بارہ ہزار ہیں اور میزان الاعتدال میں ضعیف راوی تقریباً گیارہ ہزار ہیں تو کل ثقہ راوی صرف تقریباً ڈیڑھ ہزار بچے، ان کا ثقہ ہونا بھی محض بے سند منقول ہے۔ کیا اس بناء پر حدیثوں کے ضعف وصحت کا یقین ممکن ہے۔

(۳۴) حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی حدیث کو محض مرسل لکھا ہے لیکن یہ کسی حدیث سے ثابت نہیں کیا کہ مرسل حجت نہیں۔

(۳۵) مولانا! آپ کو اتنا بھی علم نہیں کہ یہ مرسل معتضد ہے اور مرسل معتضد بالاتفاق حجت ہے (تحقیق الکلام)

(۳۶) بعض راویوں کو محض بے دلیل اور بے سند غیر معروف کہہ دینا دلیلِ ضعف کیسے بنا؟ یہ کس حدیث کا قاعدہ ہے؟

(۳۷) حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو محض شیخ ناصر الدین کے بے سند اور بے دلیل قول کی بناء پر ضعیف کہہ دیا ہے جبکہ آپ کے نزدیک خدا اور رسول کے سوا کسی کا قول حجت نہیں، البانی کو آپ نے خدا مان لیا ہے یا رسول؟

(۳۸) مولانا! آپ میں اگر ہمت ہے تو صرف اور صرف ایک صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کردیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہو کہ شبہات سے حد ساقط نہیں ہوتی۔

(۳۹) مولانا! آپ کو تو اپنے گھر کی بھی خبر نہیں۔ آپ کے شوکانی لکھتے ہیں کہ حد شبہات سے ساقط ہوجاتی ہے۔ اس کی دلیل میں آپ کے بانی مبانی جناب نواب صدیق حسن خاں صاحب حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت علیؓ کی احادیث نقل کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ اسی طرح حضرت عمرؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ سے صحیح سند سے ثابت ہے اور اس

باب کی احادیث ایک دوسرے کو قوت دیتی ہیں اور خود بخاری و مسلم کی حدیث لو کنت راجمًا احدًا بغیر بینة لرجمتها بھی اسی مسئلہ کی مؤید ہے (الروضۃ الندیہ ج ۲/ ص ۲۷۰) ایسی احادیث جو ایک دوسری سے تقویت حاصل کرلیں باجماع اُمت حجت ہیں اور اجماع کو چھوڑنے والا یقیناً دوزخی ہے (ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولّہٖ ما تولّٰی ونصلہٖ جھنّم (القرآن)

(۴۰) حضرت عمرؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت معاذ ؓ، حضرت عقبہ بن عامرؓ سے بھی یہی مروی ہے۔ ان کی روایات ابن ابی شیبہ، عبدالرزاق، کتاب الآثار، مجمع الزوائد وغیرہ میں ہیں۔

(۴۱) آپ میں اگر علم ہے تو ایک ہی صحابی کا قول بسند صحیح پیش فرمادیں کہ شبہات سے حد ساقط نہیں ہوتی۔

(۴۲) آپ نے بار بار اپنے رسالہ میں یہ تأثر دینے کی کوشش کی ہے کہ ائمہ ثلاثہ حنفیہ کے خلاف ہیں لیکن اس بحث میں ایک امام بھی ائمہ اربعہ میں سے آپ کے سر پر ہاتھ رکھنے والا نہیں۔ کسی ایک امام کا مفتیٰ بہ قول پیش کردیتے۔

(۴۳) ان احادیث کا ضعف نہ غیر مقلدوں کے اصول پر ثابت ہے نہ اہل سنت والجماعت کے اصول پر، کیونکہ جس قدر جروحات نقل کرتے ہیں وہ سب بے دلیل اور بے سند ہیں۔ بے دلیل بات کو ماننا ان کے مذہب میں شرک ہے اور بے سند بات کو ماننا بے دینی ہے، تو احادیث تو ضعیف ثابت نہ ہوئیں، البتہ مولوی صاحب مشرک اور بے دین ثابت ہوگئے اور اہل سنت والجماعت کے نزدیک یہ مسئلہ اجماعی ہے اور ایسے

مسئلہ میں سند کا ضعف مضر نہیں۔ ایک مثال عرض کرتا ہوں: دیکھئے! نماز تمام عبادات سے بڑی عبادت ہے اور وضو نماز کے لئے فرض ہے اور وضو کا تعلق پاک پانی سے ہے مگر پاک ناپاک پانی کا مدار جس حدیث پر ہے وہ باتفاق محدثین ضعیف ہے: الماء طهور لا ينجسه شئ الا ما غلب على ريحه او لونه او طعمه. نواب صدیق حسن خاں صاحب بانی جماعت غیر مقلدین فرماتے ہیں: وقد اتفق اهل الحديث على ضعف هذه الزيادة. لكنه قد وقع الاجماع على مضمونها كما نقله ابن المنذر وابن الملقن في البدر المنير والمهدى في البحر فمن كان يقول بحجية الاجماع كان الدليل عندهٗ على ما افادته تلك الزيادة هو الاجماع ومن كان لا يقول بحجية الاجماع كان هذا الاجماع مفيد لصحة تلك الزيادة لكونها قد صارت مما اجمع على معناها وتلقى بالقبول فالاستدلال بها لا بالاجماع (الروضۃ الندیہ ج۱/ص۵،۶) اگر آپ اس اصول کو نہیں مانتے تو ایسے دودھ اور پانی کو کس دلیل سے ناپاک کہو گے جس کا رنگ، بو، مزا سب نجاست سے بدل گیا ہو۔

(۴۴) حدیث میں ہے کہ ليس على خائن ولا منتهب ولا مختلس قطع (مشکوٰۃ) ''خائن، لوٹنے والے اور اچکے کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔''

کیا اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ اسلام میں خیانت، لوٹ مار اور اچکے پن کی کھلی چھٹی ہے۔

(۴۵) مولانا! خائن، منتہب اور مختلس کی جامع مانع تعریف فرمائیں۔ یہ بھی بتائیں کہ آپ نے یہ تعریفات کس آیت یا حدیث سے اخذ کی ہیں، کیونکہ آپ کا ہی اصول ہے (دیکھئے! اپنا رسالہ ایک دین اور چار مذہب ص۱۶)

(۴۶) آپ کی کتاب سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ چوری دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک

وہ جس میں حد ہے یعنی ہاتھ کاٹا جائے گا اور دوسری وہ جس میں حد نہیں، یعنی ہاتھ نہیں کاٹا جاتا بلکہ کوئی اور تعزیر لگتی ہے۔ آپ ان دونوں قسموں کی جامع مانع تعریف تحریر فرمائیں اور وہ تعریف قرآن وحدیث سے ہو، کسی اُمتی سے سرقہ نہ ہو اور نہ اپنی قیاسی تعریف ہو۔

(۴۷) حرز، لقطہ اور شبہ کی جامع مانع تعریف قرآن وحدیث کے حوالہ سے تحریر فرمائیں۔

(۴۸) حدیث متواتر، صحیح، حسن، مرسل، ضعیف کی جامع مانع تعریف قرآن وحدیث سے لکھیں۔

(۴۹) آپ کے مذہب میں دلیل صرف خدا اور رسول کا قول ہے لیکن آپ اپنی تحریر میں ۷۰ فیصد اپنی قیاس آرائیاں کرتے ہیں۔ کیا اس وقت آپ اپنے آپ کو خدا سمجھتے ہیں یا رسول؟

(۵۰) آپ اپنی کتابوں میں ۳۰ فیصد اقوال الرجال لکھتے ہیں۔ کیا آپ ان کو خدا سمجھتے ہیں یا رسول؟

جوابات سب باحوالہ ہوں، باسند مع توثیق روات ہوں۔

ابھی سوالات کی دوسری قسط باقی ہے۔ چونکہ ہمیں یقین ہے کہ آپ چوری کی تقسیم اور ہر قسم کی تعریف حرز، لقطہ، شبہ، خیانت اور حدیث صحیح وضعیف کی جامع مانع تعریفات سے بالکل ناواقف ہیں، اس لئے نہ حدیث کو سمجھتے ہیں نہ فقہ کو۔ جب آپ یہ تعریفات بحوالہ آیات واحادیث لکھ بھیجیں گے تو سوالات کی دوسری قسط بھی حاضر ہوگی، لیکن:

نہ خنجر اُٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ کیوں؟

(کیا حدیث یہی کہتی ہے؟)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْم. اَمَّابَعْد :

سب مسلمان جانتے ہیں کہ ایمان کے بعد سب سے اہم رکن نماز ہے۔ آج کل مسلمان نماز سے بہت غافل ہیں، چند مسلمان جو نماز پڑھتے ہیں وہ فقہ حنفی کے مطابق نماز پڑھتے ہیں، بڑا دکھ ہوتا ہے کہ جب فقہِ محمدی موجود ہے تو فقہِ حنفی کی کیا ضرورت۔ فقہ محمدی کی بنیاد صرف قرآن اور حدیث ہے (نزل الابرار من فقہ النبی المختار) مؤرخ اہل حدیث مولانا امام خان ابو یحییٰ نوشہروی نے اپنی کتاب ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات صفحہ ۵۹ پر اس کا ذکر کیا ہے۔ دوسری کتاب عرف الجادی من جنان ہدی الہادی نواب صدیق حسن خاں کے صاحبزادہ کی مؤلفہ ہے۔

نماز سے پہلے پاک ناپاک چیزوں کا جاننا ضروری ہے: منی پاک، عورت کی شرم گاہ کی رطوبت پاک، خون سوائے حیض کے سب پاک، شراب پاک، خنزیر کے علاوہ ہر حلال وحرام جانور کا پیشاب پاک، کتے اور خنزیر کا لعاب پاک (نزل الابرار ج ۱/ ص ۴۹) اب وضو کے لئے پانی کی ضرورت ہے، پانی میں گندگی (صرف انسان کا

پیشاب، پاخانہ یا خون حیض) پڑ جائے جب تک گندگی کا رنگ، بو، مزہ تینوں پانی میں ظاہر نہ ہوں پانی پاک ہے (صلوٰۃ الرسول صفحہ ۵۳) اگر کسی نے شراب کی قے کی تو وضو ٹوٹنے میں اختلاف ہے۔ پیشاب کی قے کی تو وضو ٹوٹ جائے گا (نزل الابرار ص ۱۹)، مرد یا عورت کے چھونے اور ننگے ہو کر شرم گاہیں ملانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ عورت نے لکڑی یا لوہا داخل کیا، خشک نکل آیا تو وضو نہیں ٹوٹا (نزل الابرار ص ۲۰)، مشت زنی واجب ہے (عرف الجادی ص ۲۰۷)، اگر عضو مخصوص کو آگے سے دبا لیا اور شہوت ختم ہونے کے بعد منی خارج ہوئی تو غسل فرض نہیں (نزل الابرار ج ۱/ص ۲۳) مردہ عورت سے صحبت کی تو غسل فرض نہیں (نزل الابرار ص ۲۳) اگر عضو مخصوص اپنی دبر میں داخل کیا تو بغیر انزال کے غسل فرض نہیں (نزل الابرار، صفحہ ۲۴) اب نماز پڑھ لیں، گندے جسم سے نماز پڑھنا گناہ ہے مگر نماز باطل نہیں (بدور الاہلہ ص ۳۸) جو گندے کپڑوں سے نماز پڑھے نماز صحیح ہے اور جو (مرد یا عورت) بالکل ننگے نماز پڑھیں تو نماز صحیح ہے (عرف الجادی ص ۲۲) اب نماز با جماعت کے امام کا انتخاب کریں، امام بننے کا زیادہ حق دار قاری، پھر عالم، پھر عمر میں بڑا، پھر اچھے نسب والا، پھر زیادہ پرہیزگار (نزل الابرار ج ۱/ص ۹۶) رافضی، خارجی، معتزلی اور مقلد کے پیچھے نماز جائز ہے (نزل الابرار ج ۱/ص ۹۷) امام نے نماز پڑھائی، بعد میں پتہ چلا کہ امام بے وضو تھا یا جنبی تھا جس پر غسل فرض تھا یا اس نے نماز کی کوئی شرط یا رکن ادا نہیں کیا تو مقتدیوں کی نماز درست ہے، دوبارہ نہ پڑھیں اور اگر امام نے نماز پڑھانے کے بعد کہا کہ میں کافر ہوں تو بھی مقتدیوں کی نماز صحیح ہے، دوبارہ نہ پڑھیں (نزل الابرار ج ۱/ص ۱۰۲) ہاں فقہ حنفی ساری غلط نہیں، اس کے جو مسائل فقہ نبوی میں قبول کر لئے گئے ہوں ان پر اہل حدیث حضرات کو فقہ حنفی سمجھ کر نہ سہی فقہ محمدی سمجھ کر

عمل کرنا ضروری ہوگیا ہے۔ چنانچہ نزل الابرار میں امامت کے مستحق کے لئے پہلے پانچ درجوں کے بعد لکھا ہے: پھر اچھے اخلاق والا، پھر خوبصورت چہرے والا، پھر زیادہ تہجد پڑھنے والا، پھر اچھے حسب ونسب والا، پھر اچھی بیوی والا، پھر زیادہ مال و جاہ والا، پھر صاف کپڑوں والا، پھر بڑے سر اور چھوٹے قدم والا، پھر مقیم مسافر پر، پھر آزاد غلام پر، اگر غیر اولیٰ کو آگے کردیا تو برا کیا، اگرچہ گناہ نہیں۔

(نزل الابرار من فقہ النبی المختار ج۱/ص۹۶)



غیر مقلدین سے سند کی تحقیق کے بارے میں سوالات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْم. اَمَّابَعْد :

مکرمی! یہ چند علمی سوالات ہیں، ان کے جوابات صرف قرآن پاک یا حدیث صحیح سے عنایت فرمائیں، شکریہ۔

(۱)........ امام مسلم " صحیح مسلم صفحہ ۱۱ پر امام ابن سیرین المتوفی ۱۱۰ھ سے نقل فرماتے ہیں: **لم یکونوا یسئلون عن الاسناد فلما وقعت الفتنة قالوا سمّولنا رجالکم فینظر الی اهل السنة فیؤخذ حدیثهم وینظر الی اهل البدعة فلا یؤخذ حدیثهم.** اور امام عبداللہ بن المبارک ۱۸۱ھ فرماتے ہیں: **الاسناد من الدین ولولا الاسناد لقال من شاء ما شاء** (صحیح مسلم ج۱/ص۱۲)

سوال یہ ہے کہ جب پہلی صدی میں سند دین نہیں تھی تو دوسری صدی میں کس وحی سے اسے دین قرار دیا گیا، کیا پہلی صدی کے لوگ معاذ اللہ بے دین ہی تھے؟

(۲)........ سند کی تحقیق فرض ہے یا سنت یا واجب یا مستحب، صرف ایک صریح آیت یا صحیح صریح حدیث پیش فرمائیں جس سے سند کے مطالبہ وتحقیق کا فرض ہونا ثابت ہو اور

یہ بھی فرمائیں کہ پہلی صدی والے مسلمان اس آیت یا حدیث کو کیوں نہیں مانتے تھے؟ ابن سیرین اور ابن مبارک نے بھی کوئی آیت یا حدیث پیش نہیں کی، محض قیاسی وجہ بیان کی ہے۔

(۳) .... خیر القرون والوں نے اپنے قیاس سے یہ اصول بنایا کہ اہل بدعت سے حدیث نہ لی جائے مگر بعد والوں نے خصوصاً اصحاب صحاح ستہ نے اس اصول کو نہیں مانا، مثلاً امام بخاریؒ مندرجہ ذیل راویوں سے حدیث لاتے ہیں:

(۱) عمر بن ذر الہمدانی جو مرجیہ کے سردار تھے (تہذیب ج ۷/ص ۴۴۴، ۴۴۵)

(۲) ابو معاویہ بھی خبیث مرجیہ کے رئیس تھے (تہذیب ج ۶/ص ۱۳۹)

(۳) عبد العزیز بن ابی رواد غالی مرجیہ سے تھے (تہذیب ج ۶/ص ۳۳۹)

(۴) اسحاق بن سوید حضرت علیؓ کا سخت دشمن تھا (تہذیب ج ۱/ص ۲۳۶)

(۵) حریز بن عثمان صبح و شام حضرت علیؓ پر ستر ستر مرتبہ لعنت بھیجتا تھا اور اپنے مذہب کا داعی تھا (تہذیب ج ۲/ص ۲۴۰)

(۶) جریر بن عبد الحمید حضرت معاویہؓ کو اعلانیہ گالیاں دیتا تھا (تہذیب ج ۲/ص ۷۷)

(۷) بہز بن اسد حضرت عثمانؓ کا مخالف بد مذہب تھا (تہذیب ج ۱/ص ۴۹۸)

(۸) عباد بن یعقوب غالی شیعہ تھا، حضرت عثمانؓ کو گالیاں دیتا تھا (تہذیب ج ۵/ص ۱۰۹)

(۹) عوف بن ابی جمیلہ قدری رافضی شیطان تھا (تہذیب ج ۸/ص ۱۶۷)

(۱۰) عبد الملک بن اعین، زراہ اور حمران تینوں بھائی رافضی تھے اور ان میں بڑا خبیث قول والا عبد الملک ہی تھا (تہذیب ج ۶/ص ۳۸۵، ۳۸۶)

یہ دس راوی بطور مثال لکھے ہیں، ورنہ بخاری، مسلم میں ایسے راوی بہت ہیں۔

(۴)........خیر القرون کے خلاف جس طرح امام بخاریؒ نے بہت سے اہل بدعت کی حدیث لی ہے، خیر القرون کا اصول تھا کہ اہل سنت سے حدیث لی جائے مگر امام بخاریؒ نے بہت سے اہل سنت بلکہ ائمہ اہل سنت سے حدیث نہیں لی۔

(۵)........جب اسناد دین ہے تو تعلیقات بخاری جن کی اسانید محدثین کو نہیں ملیں یا ترمذی کے فی الباب کی بعض سندیں نہیں ملیں اس بارہ میں معاذ اللہ امام بخاری اور امام ترمذی کو بے دین کہا جائے گا یا بعد والے سب محدثین کو کم علم کہا جائے گا۔

(۶)........آج کل جو لوگ اپنی تقریر یا تحریر میں احادیث پیش کرتے ہیں وہ نہ سند بیان کرتے ہیں نہ رواۃ کی توثیق بیان کرتے ہیں، ایسی کتاب لکھنے والے یا ایسی تقریر کرنے والے اور ان کے پڑھنے سننے والے سب بے دین ہیں یا نہیں؟

(۷)........تقریب التہذیب، تہذیب التہذیب، خلاصہ، تذکرۃ الحفاظ، میزان الاعتدال وغیرہ کتب اسماء الرجال جن پر آج کل تنقید حدیث کا مدار ہے یہ سب بے سند اقوال کا مجموعہ ہیں اور اکثر جرحیں بے دلیل بھی ہیں، ان کے لکھنے یا پڑھنے والوں کے دین کے بارہ میں کیا حکم ہے؟ مثلاً آٹھویں صدی کا ایک آدمی بغیر سند کے دوسری صدی کے آدمی کا قول نقل کرتا ہے۔

(۸)........جب پہلی صدی کے اصول حدیث (کہ سند کا مطالبہ ضروری نہیں) دوسری صدی والوں نے نہیں مانا (کہ سند کو دین قرار دے دیا) اور دوسری صدی والے اصول حدیث کہ اہلِ سنت کی حدیث قبول اور اہل بدعت کی حدیث مردود ہے کو صحاح ستہ والوں نے نہیں مانا کہ بہت سے اہلِ بدعت کی احادیث لے لیں اور بہت سے ائمہ اہلِ سنت کی احادیث رد کر دیں تو بعد والوں کا بنایا ہوا اصول حدیث جو آج رائج ہے اس کا

ماننا کس آیت یا حدیث صحیح کی بناء پر ضروری ہے اور پہلے لوگ اس آیت و حدیث پر عمل سے کیوں محروم رہے۔

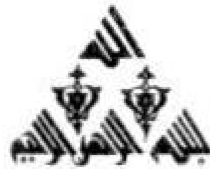
(۹)........ایک طرف تو یہ کہا جاتا ہے کہ الاسناد من الدین، دوسری طرف محدثین یہ بھی فرماتے ہیں کہ صحت سند، صحت متن کو مستلزم نہیں۔ کیا یہ صحیح احادیث کے انکار کا چور دروازہ تو نہیں۔

(۱۰)........محدثین یہ بھی فرماتے ہیں کہ حدیث کی سند صحیح نہ ہو، لیکن اُمت میں تلقی بالقبول حاصل ہو تو وہ حدیث بھی صحیح ہے (تدریب الراوی) اب سند کی کیا حیثیت رہی؟

(۱۱)........تہذیب التہذیب میں صحاح ستہ کے رواۃ کا ذکر ہے جن کی تعداد تقریباً ساڑھے بارہ ہزار ہے اور ''میزان الاعتدال'' ضعیف راویوں کے لئے مرتب کی گئی ہے جس میں تعداد تقریباً گیارہ ہزار ہے، گویا صحاحِ ستہ کے رواۃ کا اگر یہ حال ہے تو باقی کتب حدیث کا کیا حال ہوگا اور سند کی تحقیق وتنفیذ میں اوّلیت راوی کو ہی حاصل ہے، باقی عیوب سند الگ رہے۔



ائمہ اربعہ اور خدمتِ دین



محترم المقام جناب مولانا عطاء الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

اُمید ہے آپ خیریت سے ہوں گے، کل ایک سوال پر بحث ہو رہی تھی تو میں نے وہ بحث اس بات پر ختم کی کہ میں ایک سوال نامے کی شکل میں بنوری ٹاؤن سے استفتاء کے ذریعے مستند شکل میں اس کا جواب آپ حضرات تک پہنچا دوں گا۔ لہٰذا برائے استفتاء ارسالِ خدمت ہے:

(۱) ---- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد ائمہ اربعہ کے درمیان والے عرصے میں مسلمانوں کا مسلک کیا تھا؟

(۲) ---- اتنے عرصے بعد ائمہ کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟

(۳) ---- ان کو ائمہ کا درجہ کس نے تفویض کیا؟

(۴) ---- ان کو ائمہ کہلانے کا پسِ منظر کیا ہے، ان کے بعد یہ Institution کیوں ختم ہوا، حالانکہ ان سے پہلے اور بعد میں بھی بڑے جید علماء کرام گزرے ہیں۔

سعید ابوسعید باچا
ڈائریکٹر پرائمری ایجوکیشن پراجیکٹ (ii)
۷۹-گل بہار (i) پشاور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرمی! والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ؛ مزاجِ گرامی!

حضرت مولانا عطاء الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم کی وساطت سے آپ کا گرامی نامہ باعث عزت افزائی ہوا۔ آپ نے چند سوالات تحریر فرمائے ہیں، چونکہ مقصد محض افہام و تفہیم ہے، اس لئے ضروری سمجھا کہ تقریب فہم کے لئے چند تمہیدی باتیں پہلے عرض کر دوں:

اہل سنت والجماعت کے ہاں دلائلِ شرعیہ چار ہیں:

(۱) ۔۔۔۔ اہل السنۃ والجماعۃ کا اس بات پر کلی اتفاق ہے کہ دلائلِ شرعیہ چار ہیں: (۱) کتاب اللہ، (۲) سنت رسول اللہ، (۳) اجماع اور (۴) قیاس شرعی۔ ان سے پہلے دو دلائل تشریعی (بنیادی) کہلاتے ہیں اور بعد کے دونوں تفریعی، یعنی ان سے ہی استنباط کئے ہوئے۔ پہلے دونوں اصل جڑ کی حیثیت رکھتے ہیں، بعد والے اسی جڑ کی شاخیں ہیں: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلاً (النساء:۵۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا، رسول کا اور اولی الا رکا جو تم میں سے ہو اور، اگر جھگڑ پڑو تو اس کو رجوع کرو طرف اللہ کے اور رسول کے اگر یقین رکھتے ہو اللہ پر اور قیامت کے دن پر، یہ بات اچھی ہے اور بہت بہتر ہے اس کا انجام۔

اس آیت میں چاروں دلیلوں کی طرف اشارہ ہے: اَطِیْعُوا اللّٰہَ سے مراد قرآن ہے اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ سے مراد سنت ہے اور اُولِی الْاَمْرِ سے مراد اہلِ استنباط

مجتہدین ہیں (سورۃ النساء: ۸۳) ان مجتہدین میں اگر اختلاف اور تنازع نہ ہو بلکہ اتفاق ہوجائے اسے اجماع کہتے ہیں اور اگر ان میں اختلاف ہے تو ہر ایک کے اجتہاد کو قیاسِ شرعی کہتے ہیں۔

مثال: موجودہ قانون کے مطابق قرآن پاک کی حیثیت آئین اور متن قانون کی ہے، سنت کی حیثیت ایسی ہے جیسے ملک کی قانون ساز اسمبلی خود آئین کے بعض مجملات کی تفسیر اور مشکلات کی تشریح کردے تو وہی مسلّم رہتی ہے۔ اس کے خلاف کسی کی تعبیر و تشریح لائق اعتماد نہیں۔ مجتہد کی حیثیت شریعت ساز کی نہیں بلکہ ماہر شریعت کی ہوتی ہے، جیسے ہائی کورٹ کے چیف جسٹس صاحب قانون ساز نہیں ہوتے، ہاں ملک کے قانون کے اتنے ماہر سمجھے جاتے ہیں کہ ان کے فیصلے جو آئین سے ہی مستنبط ہوتے ہیں باقاعدہ P.L.D کتابوں میں محفوظ کرلئے جاتے ہیں اور ماتحت عدالتیں P.L.D کے ریفرنس سے فیصلے لکھتی ہیں۔ اسی طرح ائمہ اربعہ کے فیصلوں کو اُمت نے بطور نظیر کے محفوظ کرلیا اور مفتی صاحبان قال ابوحنیفہؒ کے ریفرنس سے فتویٰ لکھتے ہیں اور اگر کوئی فیصلہ چیف جسٹس صاحبان کا فل بنچ کرے تو اس کو سپریم کورٹ کہا جاتا ہے اور اسلامی اصطلاح میں جب ائمہ اربعہ کا فل بنچ فیصلہ دے دے تو اسے اجماعِ اُمت کہا جاتا ہے۔ جس طرح ملک اپنے قانون کے احترام میں سپریم کورٹ کے فیصلوں کو نہ ماننے والوں کو باغی قرار دیتا ہے، آنحضرت ﷺ نے اجماعی فیصلوں سے انحراف کرنے والے کو شیطان اور دوزخی قرار دیا ہے (مشکوٰۃ) جس طرح ہائی کورٹ کے فیصلوں میں کیڑے نکالنے والا توہین عدالت کا مجرم ہے، اسی طرح حدیث میں فقہ کے مخالف کو شیطان اور منافق قرار دیا ہے (مشکوٰۃ)

اہل سنت والجماعت کے ہاں دلائل کی طرح مسائل کی بھی چار قسمیں ہیں:

(۲)۔۔۔۔ اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک جس طرح دلائل چار قسم کے ہیں، اسی طرح مسائل بھی چار قسم کے ہیں: مسائل فرعیہ یا منصوص ہوں گے یا غیر منصوص، پھر منصوص مسائل متعارض ہوں گے یا غیر متعارض، پھر غیر متعارض محکم ہوں گے یا محتمل:

(ا) جو مسائل منصوص بھی ہوں غیر متعارض بھی ہوں اور محکم بھی ہوں ان میں نہ مجتہد کے لئے اجتہاد کی گنجائش نہ غیر مجتہد کے لئے تقلید کی جیسے روزانہ پانچ نمازیں فرض ہیں۔ تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین سنت ہے، پانی وغیرہ میں مکھی گر جائے تو اسے نکال کر پھینک دو، وہ چیز پاک ہے۔

(ب) دوسری قسم غیر منصوص مسائل ہیں۔ ان مسائل میں مجتہد پہلے منصوصات میں کوئی علت، وجہ اور قاعدہ تلاش کرتا ہے۔ پھر اسی علت سے غیر منصوص مسائل کا حکم قرآن وحدیث سے ہی تلاش کرتا ہے، مثلاً اگر پینے کی چیز میں مکھی گر جائے تو اس کا مسئلہ تو صاف طور پر حدیث میں ہے مگر شوربے میں چیونٹیاں، مچھر، بھڑیں، جگنو گر جائیں تو کیا کیا جائے؟ کسی آیت میں یا کسی صحیح حدیث میں صراحتاً یہ مسئلہ موجود نہیں۔ اب مجتہد نے غور کیا کہ جب ہمارا دین کامل ہے تو ان کا حکم قرآن یا سنت میں ہوگا، اگرچہ تنصیصاً (یعنی صاف لفظوں میں) نہ ہو۔ تو تعلیلاً یعنی کسی قاعدے اور علت کے ضمن میں ہوگا۔ مجتہد نے دیکھا کہ قرآن پاک میں دم مسفوح (رگوں میں دوڑنے پھرنے والا خون) کو حرام قرار دیا ہے اور یہ نجس اور ناپاک بھی ہے مگر مکھی میں یہ دم مسفوح نہیں ہے۔ اس سے ایک علت اور قاعدہ بنالیا کہ ہر وہ جانور جس کی رگوں میں یہ نجس خون دم مسفوح نہیں، اس کا حکم مکھی جیسا ہی ہوگا، اس لئے چیونٹی، مچھر، بھڑ، جگنو

وغیرہ بیسیوں ایسے جانوروں میں سے کوئی جانور پینے کی چیز میں گر جائے تو وہ پانی ناپاک نہ ہوگا اور جو لوگ خود اجتہاد کی اہلیت نہ رکھتے تھے اُنہوں نے ان کتاب وسنت سے نکلے ہوئے مسائل میں مجتہد کی تقلید کر لی اور مجتہد کی رہنمائی میں کتاب وسنت سے نکلے ہوئے مسائل پر عمل کر لیا۔

(ج) مسائل منصوصہ متعارضہ کتب حدیث میں بعض مسائل منصوص تو ہیں مگر متعارض ہیں۔ مثلاً رکوع سجود کے وقت رفع یدین کرنا یا نہ کرنا اور ان احادیث کے بارے میں خود رسول اللہ ﷺ سے کوئی فیصلہ منقول نہ ہو کہ کون سی صحیح ہے؟ کون سی ضعیف یا کون سی ناسخ ہے اور کون سی منسوخ؟ اختلاف کے وقت آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری سنت اور میرے خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑنا۔ اسی لئے سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ ان احادیث پر عمل کو راجح قرار دیتے ہیں جن پر آپ ﷺ کے بعد خلفاء راشدین اور اکابر صحابہ کا عمل جاری رہا ہو، کیونکہ یہ سب سنت کے عاشق اور نبی پاک ﷺ کی اداؤں پر مر مٹنے والے تھے۔ ان متعارض احادیث میں سے جن پر خلفائے راشدینؓ اور اکابر صحابہؓ کا عمل جاری نہ رہا وہ کام سنت ہرگز نہیں۔ چنانچہ خلفاء راشدینؓ اور اکابر صحابہؓ میں سے کسی ایک کا بھی نماز میں ٹخنے بھڑانا ثابت نہیں۔ اسی طرح خلفائے راشدین اور اکابر صحابہ میں سے کسی ایک سے بھی ایک دفعہ بھی کپڑے ہوتے ہوئے ننگے سر نماز پڑھنا ثابت نہیں، نہ ہی ان میں کسی سے سینے پر ہاتھ باندھنا، نہ بلند آواز سے آمین کہنا، نہ رکوع کے وقت رفع یدین کرنا، نہ ہی جلسہ استراحت کرنا، نہ ہی جہر بسم اللہ کسی خلیفہ راشد یا اکابر صحابہ سے ثابت ہے، نہ ہی کسی خلیفہ راشد یا اکابر صحابہ سے یہ ثابت ہے کہ اُنہوں نے فرمایا ہو کہ جو امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز باطل اور بے کار ہے، ایسے متعارض مسائل میں مجتہد راجح نص پر عمل کرتا ہے اور

مقلد بھی اس کی رہنمائی میں راجح نص پر ہی عمل کرتا ہے۔

نوٹ ضروری: جو لوگ اجتہاد اور قیاس کو دلیل شرعی نہیں مانتے ان کو کوئی حق نہیں کہ کسی حدیث کو صحیح یا ضعیف وغیرہ کہیں، کیونکہ احادیث کی صحت وضعف کی پرکھ کے اصول محدثین نے محض قیاس اور رائے سے بنائے، کسی حدیث کا صحیح یا ضعیف ہونا قرآن وحدیث میں منصوص نہیں۔

(د) چوتھی قسم کے وہ مسائل ہیں کہ حدیث شریف میں صرف اتنا آ گیا کہ حضرت ﷺ نے نماز میں ہاتھ باندھے، اب اگر کسی نے ہاتھ جان بوجھ کر نہیں باندھے یا بھول کر چھوڑ دیئے تو اس کی نماز باطل ہوگی کہ دوبارہ پڑھنی پڑے یا ناقص ہوگی کہ اس نقص کو سجدہ سہو سے پورا کیا جائے یا بالکل درست ہوگی۔ آپ ﷺ کے ہر فعل میں کئی احتمال ہیں: فرض، واجب، سنت مؤکدہ، نفل، مباح، منسوخ، مخصوص، اکثر احادیث میں ان احکام کا ذکر نہیں ہوتا، اس لئے احتمال رہتا ہے کہ اس کا حکم کیا ہے؟ مجتہد قواعد شرعیہ کے ماتحت اس کا حکم بتاتا ہے اور مقلد اس حکم شرعی میں اس کی تقلید کرتا ہے۔

الغرض اجتہاد وتقلید کا دائرہ کار تین ہی قسم کے مسائل ہیں: (۱) غیر منصوص، (۲) منصوص متعارض، (۳) منصوص محتمل۔ ان ہی مسائل کو اجتہادی مسائل کہا جاتا ہے، اب دو باتیں عرض کی ہیں: دلائل کی قسمیں، مسائل کی قسمیں۔

(۳)۔۔۔لوگوں کی قسمیں اجتہادی مسائل کے اعتبار سے:

لوگوں کی اس زمانہ میں تین قسمیں ہیں:

(ا) مجتہد:

جو شخص پیش آمد مسئلہ میں خود اجتہاد کی اہلیت رکھتا ہے، آپ چونکہ ایجوکیشن سے متعلق ہیں، اس لئے آپ کے ماحول کے موافق مثال عرض کرتا ہوں۔ حساب کے

کچھ قواعد ہوتے ہیں، جو اِن قواعد کا ماہر ہو اس کو حساب دان کہتے ہیں، اس حساب دان کے لئے کوئی مشکل نہیں، آپ بیس سوال اس کے سامنے رکھ دیں وہ فوراً دیکھ لے گا کہ یہ جمع کا سوال ہے، یہ اوسط کا، یہ آمیزش کا، یہ تقویم کا اور ان قواعد کے مطابق جواب نکال لے گا اور اس جواب کو حساب کا ہی جواب کہا جاتا ہے نہ کہ اس کی ذاتی رائے۔ اسی طرح مجتہد اسے کہتے ہیں جو قواعد شرعیہ کا ماہر ہو، اسے آپ سو مسائل دے دیں وہ فوراً قواعد شرعیہ کے تحت داخل کر کے اس کا حکم بتا دے گا اور وہ حکم شرعی ہوگا نہ کہ اس کی ذاتی رائے۔

(ب) عامی:

جو اجتہاد کی خود اہلیت نہیں رکھتا، جس طرح جو شخص خود حساب کے قواعد میں ماہر نہ ہو وہ حساب دان سے حساب کروالیتا ہے، اس کے مطابق Payment کر دیتا ہے، تو اس نے بھی حساب کو ہی مانا، اسی پر عمل کیا، البتہ ماہر حساب کی رہنمائی میں۔ اسی طرح جو اجتہادی شرعی پر مجتہد کی رہنمائی میں عمل کرتا ہے وہ عرف میں اس مجتہد کا مقلد کہلاتا ہے۔

(ج) ایک شخص نہ خود حساب میں مہارت رکھتا ہے، نہ ہی کسی حساب دان سے حساب کرواتا ہے، بلکہ اپنے ناقص ذہن سے جو آیا اسی پر عمل شروع کر دیا۔ ضرب کے عمل کی جگہ تقسیم شروع کر لیتا ہے، تقویم کے سوال میں آمیزش کا قاعدہ استعمال کرتا ہے اور اپنی کج فہمی اور بدفہمی پر نازاں ہے۔ ایسے ہی جو شخص اجتہادی مسائل میں نہ خود اجتہاد کی اہلیت رکھے نہ مجتہد کی مانے، فقہاء اُسے لامذہب کہتے ہیں اور عرفِ عام میں اسے غیر مقلد کہا جاتا ہے۔ یہ خود رائی گمراہی اور ہلاکت کا پیش خیمہ ہے۔ رسولِ اقدس ﷺ

فرماتے ہیں: اما المھلکات فھوی متبع وشح مطاع واعجاب المرء بنفسه وھی اشدھن (رواہ البیہقی فی شعب الایمان) اور فرمایا ہلاکت کرنے والی چیزیں تین ہیں: اوّل خواہش نفس کی پیروی کی گئی ہو اور دوسری بخل وحرص کی فرمانبرداری کی گئی، تیسری گھمنڈ کرنا مرد کا ساتھ اپنے نفس کے اور یہ خصلت عجب سخت تر اور بدتر خصلتوں مذکورہ سے ہے، کیونکہ اس کا گناہ اور ضرر زیادہ ہے، اس لئے کہ توبہ کرنی متابعت نفس اور خرابی بخل سے متصور ہے، بخلاف عجب کے کہ عجب والا مغرور ہوتا ہے اور اپنے ہی کو اچھا جانتا ہے اور وہ محجوب ہوتا ہے نہیں اُمید ہوتی اس کے توبہ کرنے کی (مظاہرِ حق ج۴/ص۱۸۴) نیز آپ ﷺ نے فرمایا: تم لوگوں کو نیکی کا حکم کرو اور بری باتوں سے منع کرو، لیکن جب دیکھو کہ لوگ بخل کی تابعداری کرتے ہیں اور خواہش نفس کے پیچھے لگ جائیں واعجاب کل ذی رأی برایه اور دیکھے عجب کرنا ہر شخص کا اپنی ہی رائے پر دین میں تو پھر اپنا بچاؤ کرو اور عوام کو چھوڑ دو، ان کو تبلیغ کا کوئی فائدہ نہ ہوگا (ترمذی، ابنِ ماجہ) یعنی دین میں انسان ماہرین کی تقلید چھوڑ کر اپنی خود رائی پر ناز کرنے لگے تو اس کو نہ تبلیغ فائدہ دے نہ توبہ کی توفیق نصیب ہو، کیونکہ وہ اپنی سوچ اور اپنی رائے کو عین خدا اور رسول کی سوچ جانتا ہے۔ جو شخص اس کی خود رائی کو نہ مانے اسے خدا اور رسول کا منکر کہتا ہے اور یہ بھی فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اذا وسد الامر الی غیر اھله فانتظر الساعة (بخاری ج۱/ص۱۴) جب کوئی معاملہ نااہل کے سپرد ہو تو قیامت (تباہی) کا انتظار کر۔ جیسے موچی آپریشن پر لگا دیئے جائیں، جولاہے سپریم کورٹ میں فیصلے دینے پر بیٹھ جائیں، نائی اٹامک انرجی کا کام کرنے لگیں تو ہر طرف قیامت برپا ہوجائے گی۔ فرمانِ رسول کتنا سچا نکلا، جب سے یہ خود رائی اور ترک تقلید کی ہوا چلی،

کہیں نیچری فرقہ بن گیا، کہیں منکرین حدیث، کہیں قادیانی۔ دین پر بربادی کی آندھیاں چل گئیں۔ اللہ تعالیٰ ان فتنوں سے اپنے دین کی حفاظت فرمائیں۔

بعض نااہل غیر مقلدین ایسی جسارت کرتے ہیں کہ ائمہ مجتہدین کی غلطیاں پکڑتے ہیں اور اس گناہ کا نام تحقیق رکھا ہوا ہے:

قیام حشر کیوں نہ ہو کہ اک کلچڑی گنجی
کرے ہے حضور بلبل بستاں نوا سنجی

حالانکہ آنحضرت ﷺ جب بیعت لیتے تو اس میں ایک یہ بھی شرط فرماتے: ان لا ننازع الامر اهله (بخاری ج ۲/ص ۱۰۴۵) کہ ہم جس فن کے نااہل ہوں اہلِ فن سے جھگڑا نہیں کریں گے۔ آج ترکِ تقلید نے لوگوں کو ایسا مادر پدر آزاد کر دیا ہے کہ کوئی منکرِ حدیث امام بخاری کی غلطیاں نکال رہا ہے، کوئی منکرِ فقہ ابوحنیفہ پر برس رہا ہے، کوئی منکر صحابہ ابوبکرؓ پر مشق ستم کر رہا ہے اور سب کی ایک ہی آواز ہے کہ یہ کوئی معصوم تھے؟ ہم کہتے ہیں معصوم تو نہیں تھے مگر اپنے اپنے فن کے ماہر ضرور تھے اور آپ اعتراض کرنے والے نہ معصوم ہیں نہ ماہر، بلکہ محض اناڑی، جیسے ڈاکٹر اگر چہ معصوم نہیں لیکن اسے آپریشن کی اتھارٹی ہے، اب کوئی لوہار آپریشن شروع کر دے تو وہ قانونی مجرم ہے، ڈرائیور اگر چہ معصوم نہیں مگر اس کے پاس مہارت کا لائسنس ہے، لیکن M.P.A اگر لائسنس ڈرائیونگ کا نہیں رکھتا، وہ اپنی بارات کی بس خود چلا رہا ہے تو وہ قانونی مجرم ہے۔ مقابلہ معصوم اور غیر معصوم کا نہیں ہے بلکہ اہل اور نااہل کا ہے۔ اسلامی حکومتوں میں کبھی ایسے نااہلوں کو دین کا پوسٹ مارٹم کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ تاریخی کتابوں میں علماء اسلام کے تذکرہ میں چار ہی قسم کی کتابیں ملتی ہیں: طبقاتِ حنفیہ، طبقات مالکیہ،

طبقات حنابلہ، طبقات شافعیہ، اس کے برعکس جیسے طبقاتِ منکرین حدیث یا طبقات قادیانیین کوئی کتاب اسلام میں نہیں لکھی گئی اسی طرح طبقاتِ غیر مقلدین نامی کسی مسلمہ محدث یا مؤرخ کی کتاب موجود نہیں ہے۔ یہ فرقہ غیر منقسم ہندوستان کی پیداوار ہے۔ انگریز کے دور سے پہلے جس طرح منکرین حدیث اور قادیانیوں کا نہ ترجمہ قرآن نہ ترجمہ حدیث، اسی طرح انگریز کے دور سے پہلے نہ ان کا ترجمہ قرآن، جبکہ ہمارے علماء شاہ عبدالقادر صاحب، شاہ رفیع الدین صاحب کا ترجمہ قرآن موجود ہے، نہ ان کا ترجمہ حدیث نہ کوئی تفسیرِ قرآن نہ کوئی کتاب شرح حدیث میں نہ ان کی نماز کی کتاب کسی تاریخ میں نہ ان کے کسی مدرسہ کا ذکر نہ مسجد کا نہ کسی قبر کا۔ ان کا پہلا فتاویٰ نذیریہ انگریز کے دور میں لکھا گیا، پہلا ترجمہ مشکوٰۃ غزنویوں نے انگریز کے دور میں لکھا، پہلی نماز کی کتاب دستور المتقی جو انگریز کے دور میں لکھی گئی، پہلا مدرسہ پھاٹک حبش خاں دہلی جو انگریز کے دور میں بنا، پہلی مسجد چینیانوالی مسجد لاہور جو انگریز کے دور میں بنی، پہلا غیر مقلد عبدالحق بنارسی جس کے بارے میں علماء حرمین شریفین نے قتل کا فتویٰ لکھا تھا۔ دہلی میں میاں نذیر حسین سے پہلے، لاہور میں عبداللہ چکڑالوی سے پہلے، پنجاب میں امرتسر میں محمد یوسف سے پہلے اور پشاور میں عبدالصمد صاحب سے پہلے کسی غیر مقلد کا نام و نشان نہ تھا۔ مولانا عبدالجلیل پشاوری نے سیف المقلدین دو جلدوں میں ضخیم کتاب ان کے رد میں لکھی اور مولانا عبدالصمد حنفی پشاوری نے عشرہ مبشرہ نامی کتاب ان کے رد میں لکھی جن کا جواب آج تک غیر مقلدین نہیں لکھ سکے۔

سوال: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد ائمہ اربعہ کے درمیان والے عرصے میں مسلمانوں کا مسلک کیا تھا؟

جواب: آپ نے سوال میں ائمہ اربعہ کا ذکر فرمایا ہے جو ائمہ مجتہدین تھے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ اس درمیانی زمانہ میں اجتہادی مسائل میں مسلمان کیا طریقہ اختیار کرتے تھے۔ اجتہادی مسائل کون سے ہیں ان کی تفصیل گزشتہ اوراق میں آ چکی ہے۔ غیر منصوص مسائل کا حکم تلاش کرنا یا رفع تعارض یا رفع احتمال۔

دورِ مصطفویؐ:

آنحضرت ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں تین طریقے تھے:

(۱) ذاتِ اقدس ﷺ جو لوگ آپ کے قریب رہتے تھے ان کو جب کوئی نیا مسئلہ پیش آتا وہ آپ ﷺ سے پوچھ لیتے:

اے لقائے تو جواب ہر سوال
مشکل از تو حل شود بے قیل و قال

(۲) جو آپ ﷺ سے دور ہوتے وہ اگر خود مجتہد ہوتے تو نئے پیش آمدہ مسئلہ میں اجتہاد کر کے شرعی حکم تلاش کر لیتے، اگر خود مجتہد نہ ہوتے تو اپنے علاقے کے مجتہد کی تقلید کر لیتے، جیسے حضرت معاذؓ یمن میں تشریف لے گئے تو ہر نئے پیش آمدہ مسئلہ میں اجتہاد فرماتے اور سب اہلِ یمن ان کی تقلید شخصی کرتے۔ پورے یمن میں کوئی مسلمان منکر تقلید نہ تھا جس نے حضرت معاذؓ سے یہ کہا ہو کہ حضرت آپ قرآن و سنت سنائیں گے تو ہم مان لیں گے لیکن جب اجتہادی مسئلہ سنائیں گے تو ہم نہیں مانیں گے، ہم خود عربی دان ہیں، کتاب و سنت سے جو ہمیں سمجھ آئے گا اس پر عمل کریں گے۔ نہ ہی پورے یمن میں کوئی تقلیدِ شخصی کا منکر تھا جس نے یہ کہا کہ اے معاذؓ! ہم اجتہادی مسائل میں صرف آپ کی تقلید نہیں کریں گے، کوئی قول آپ کا لے لیں گے، کوئی ابوبکرؓ

کا، کوئی عمرؓ کا۔ پورے ذخیرہ حدیث اور تاریخ میں کسی منکرِ تقلید کا نام نہیں ملتا۔ فرمانِ خدا ہے:

(۱) وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ وَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا (النساء:۸۳)

ترجمہ: اور جب ان (منافقین) کے پاس کوئی خبر (دین یا دنیا) کے امن کی یا خوف کی پہنچتی ہے تو اسے (بلاتحقیق) مشہور کر دیتے ہیں اور اگر اس کو پہنچا دیتے رسول تک (جو قریب ہو) یا صاحبان امر تک تو تحقیق کرتے ان میں سے جو تحقیق کرنے والے ہیں اس کی اور اگر نہ ہوتا فضل اللہ کا تم پر اور اس کی مہربانی تو تم پیچھے ہو لیتے شیطان کے مگر تھوڑے۔

اس آیت کریمہ سے صاف معلوم ہوا کہ مسئلہ اگر رسول پاک ﷺ سے پوچھنا ممکن ہو تو ان سے پوچھ لیں، ورنہ اہلِ استنباط (مجتہدین) سے پوچھ لیں، یہ خدا کا رسول اور یہ مجتہدین خدا کا خاص فضل اور رحمت ہیں۔ اگر ان سے کٹ جاؤ گے تو تم شیطان کے پیچھے چلو گے۔ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابدٍ (مشکوٰۃ) ایک فقیہ ہزار عابد سے زیادہ شیطان پر زیادہ سخت ہے۔ استنباط کا معنی یہ ہے کہ جو پانی زمین کے نیچے چھپا ہوا ہے اس کو نکال کر ظاہر کر دینا۔ اللہ تعالیٰ نے استنباط کے لفظ سے دو باتیں سمجھا دیں، ایک تو یہ کہ جس طرح پانی کے بغیر انسان کی زندگی نہیں گزر سکتی، اسی طرح فقہ کے بغیر اسلامی زندگی نہیں گزر سکتی اور جس طرح زمین کے نیچے سے پانی نکالنے والا پانی کا خالق نہیں وہ صرف اس کو

نکالنے والا ہے، اسی طرح مجتہد فقہ کا خالق اور گھڑنے والا نہیں ہوتا بلکہ کتاب وسنت کی تہہ سے خدا اور رسول کے ہی احکام کو تلاش کر کے نکالتا ہے۔ اس کا اعلان ہوتا ہے: **القیاس مظهر لا مثبت** (نور الانوار) قیاس سے مسئلہ گھڑا نہیں جاتا بلکہ تلاش کر کے بیان کیا جاتا ہے۔ الغرض حضرت اقدس ﷺ کے زمانہ میں ان مسائل کی دریافت کے تین طریق تھے: ذاتِ اقدس ﷺ، اجتہاد اور تقلید، آپ ﷺ کے وصال کے بعد پہلا طریقہ ختم ہوگیا، اب اجتہادی مسائل کے لئے دو ہی طریقے باقی رہ گئے: مجتہد کے لئے اجتہاد، عامی کے لئے تقلید۔

(۲) **وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً. فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْآ اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْن** (سورۃ التوبہ:۱۲۲)

ترجمہ: اور ایسے تو نہیں مسلمان کہ کوچ کریں سارے، سو کیوں نہ نکلا ہر فرقہ میں ان کا ایک حصہ تا کہ فقیہ بنے دین میں اور تا کہ خبر پہنچادیں اپنی قوم کو جب لوٹ کر آئیں ان کی طرف تا کہ وہ بچتے رہیں۔

آپ ﷺ کے ان صحابہ کی مادری زبان عربی تھی، وہ قرآن وحدیث سن کر ہم سے بہت اچھا مطلب سمجھ جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان عربی دان صحابہ سے فرمارہے ہیں کہ ہر قوم میں سے کم از کم ایک آدمی فقیہ بنے۔ معلوم ہوا کہ فقہ صرف ترجمہ جاننے کا نام نہیں، وہ ایک خاص گہرائی کا نام ہے، ہر عربی دان بھی فقیہ نہیں، چہ جائیکہ ہر پنجابی یا پشتو والا مجتہد بن جائے۔ اس آیت کریمہ سے صاف معلوم ہوا کہ ہر قوم میں ایک یا چند ایک فقیہ بنتے تھے، جب وہ اپنی قوم میں جاتے تو ساری قوم اسی فقیہ کے فتاویٰ پر عمل کر کے

اس کی تقلید شخصی کرتی۔ معلوم ہوا کہ دورِ نبوت میں بعض گنے چنے صحابہ اجتہاد کرتے تھے، باقی سب مسلمان مقلد تھے۔ اپنے اپنے علاقے اور اپنی اپنی قوم کے مجتہد کی تقلید شخصی کرتے تھے، پوری اسلامی دنیا میں کوئی غیر مقلد نہ تھا۔

رسولِ اقدس ﷺ کے پاک باز صحابہ کی تعداد ایک لاکھ سے زائد تھی جو سب کے سب عربی دان تھے، مگر ابن القیم فرماتے ہیں کہ ان میں سے فتویٰ دینے والے صرف ۱۳۰ صحابہ تھے۔ جن میں سے صرف سات صحابہ بکثرت فتویٰ دیتے تھے، تیرہ صحابہ کبھی کبھار فتویٰ دیتے تھے اور ایک سو دس صحابہ نے ساری زندگی میں ایک ایک یا دو دو فتوے دیئے، باقی صحابہ سے ایک فتویٰ دینا بھی ثابت نہیں (اعلام الموقعین ج ۱/ ص ۱۲) افسوس کہ آج ہر جاہل غیر مقلد بھی مجتہد بن بیٹھا ہے۔

دورِ صدیقی رضی اللہ عنہ:

حضرت محمد ﷺ کے وصال کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ خلیفہ بنے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امامت کبریٰ (خلافت) کو امامت صغریٰ پر قیاس فرمایا۔ سب صحابہ نے اس قیاس کو پسند فرمایا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کر لی۔ آپ کی خلافت کا دستور یہ تھا کہ مسئلہ کتاب وسنت سے نہ ملتا تو اجتہاد ورائے سے بتاتے (جامع بیان العلم ج ۲/ ص ۵۱، طبقات ابن سعد ج ۳/ ص ۱۳۶، دارمی ص ۵۸) آپ کے پورے دورِ خلافت میں کسی منکر فقہ اور منکر تقلید غیر مقلد کا نشان نہیں ملتا۔

دورِ فاروقی رضی اللہ عنہ:

آپ کی خلافت محض صدیق اکبرؓ کی تقلید شخصی میں منعقد ہوئی، کیونکہ حضرت صدیق اکبرؓ نے ان کو نامزد فرما دیا اور ساتھ کوئی دلیل آیت قرآنی یا حدیث نبوی پیش نہ

فرمائی، سب نے بلا مطالبہ دلیل اس کو مان لیا، یہی تقلید ہے۔ حضرت عمرؓ نے اپنا منشور جو قاضی شریح اور دیگر مجتہد قاضی صاحبان کو بھیجا اس میں چاروں دلیلوں کتاب، سنت، اجماع، قیاس شرعی کی پابندی لازمی قرار دی (نسائی ج ۲/ص ۲۶۴، جامع بیان العلم ج ۲/ص ۵۶) اس سنہری دور میں بھی پوری اسلامی مملکت میں کسی غیر مقلد کا نشان نہیں ملتا جو نہ مجتہد ہو نہ تقلید کرتا ہو۔

دورِ عثمانی رضی اللہ عنہ:

آپ کی بیعت خلافت ہی اس شرط پر ہوئی تھی کہ وہ کتاب وسنت کے بعد سنۃ العمرین کا اتباع کریں گے (شرح فقہ اکبر ص ۷۹) آپ کے دورِ خلافت میں بھی مجتہدین اجتہاد کرتے اور باقی ان کی تقلید، خود آپ نے جمعہ کی اوّل اذان شروع کرائی اور کوئی آیت یا حدیث اس کی دلیل میں پیش نہ فرمائی، پوری اُمت نے بلا مطالبہ دلیل اس پر عمل کیا۔ اس دور میں بھی نہ کوئی منکر حدیث تھا نہ منکر فقہ نہ منکر تقلید۔

دورِ مرتضوی رضی اللہ عنہ:

جب حضرت عثمانؓ کی بیعت ہوئی تو آپ نے فرمایا تھا: **احکم بکتاب اللہ وسنۃ رسولہ واجتھد برأیی** (فقہ اکبر ص ۷۹) میں کتاب وسنت اور اپنے اجتہاد کے موافق حکم کروں گا۔ آپ کے سینکڑوں فتاویٰ کتب حدیث میں درج ہیں جن میں آپ نے صرف مسئلہ بتایا، کوئی دلیل بیان نہیں فرمائی اور لوگوں نے بلا مطالبہ دلیل ان فتاویٰ پر عمل کیا، اسی کا نام تقلید ہے۔ ہاں بعض خوارج نے تقلید سے انحراف کیا۔ حضرت علیؓ نے ان سے جہاد فرمایا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم:

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے: ثم انهم (الصحابة) تفرقوا فی البلاد وصار کل واحد مقتدیٰ ناحیة من النواحی (الانصاف، صفحہ۳) پھر صحابہ مختلف شہروں میں پھیل گئے اور ہر صحابی اپنے ایک ایک علاقے کا مقتدیٰ بن گیا۔ حدیث کی کتابوں مصنف عبدالرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ، تہذیب الآثار طبری، شرح معانی الآثار طحاوی، کتاب الآثار امام محمد، کتاب الآثار ابی یوسف میں صحابہ اور تابعین کے ہزار ہا فتاویٰ درج ہیں جن کے ساتھ دلائل مذکور نہیں۔ اُنہوں نے بلا ذکر دلیل یہ فتاویٰ صادر فرمائے اور سب لوگوں نے بلا مطالبہ دلیل ان پر عمل کیا۔ یہ عمل اسلام میں پہلے دن سے آج تک تواتر سے ثابت ہے۔ اسی لئے امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تقلید تو اجماعِ صحابہ سے بھی ثابت ہے، کیونکہ وہ عوام کو فتویٰ دیتے اور عوام کو یہ حکم نہیں دیتے تھے کہ تم (خود عربی دان ہو) خود اجتہاد کرو اور یہ بات ان کے علماء اور عوام کے تواتر سے مثل ضروریاتِ دین ثابت ہے۔ (المستصفیٰ ج۲/ص۳۸۵)

علامہ آمدیؒ:

علامہ آمدی فرماتے ہیں: اما الاجماع فهو انه لم تزل العامة فی زمن الصحابة والتابعین قبل حدوث المخالفین یستفتون المجتهدین ویتبعونهم فی الاحکام الشرعیة والعلماء منهم یبادرون الی اجابة سوالهم من غیر اشارة الیٰ ذکر الدلیل ولا ینهونهم عن ذالک فکان اجماعًا علیٰ جواز اتباع العامی للمجتهد مطلقاً (قواعد الاحکام ج۳/ص۱۷۱)

شیخ السفر بن عبدالسلامؒ:

شیخ السفر بن عبدالسلام فرماتے ہیں: لان الناس لم یزالوا من زمن الصحابة الی ان ظهرت المذاهب الاربعة یقلدون من اتفق من العلماءِ من غیر نکیر من احد یعتبر انکارهٗ ولو کان ذٰلک باطلاً لانکروه (قواعد الاحکام ج۲/ص۱۳۵)

شاہ ولی اللہ صاحبؒ:

شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں: وکیف ینکر هٰذا احدٌ مع ان الاستفتاء والافتاء لم یزل بین المسلمین من عهد النبی ﷺ ولا فرق بین ان یستفتی هٰذا دائمًا او ان یستفتی هٰذا حینًا وذاک حینا (الانصاف)

امام الحرمین:

امام الحرمین فرماتے ہیں: الذی ذهب الیه اهل التحقیق ان منکری القیاس لا یعدون من علماء الامة وجملة الشریعة لانهم معاندون مباهتون فیما ثبت استفاضةً وتواترًا لان معظم الشریعة صادرة عن الاجتهاد ولا تفی النصوص بعشر معشارها وهٰؤلاءِ ملتحقون مع العوام (تہذیب الاسماء، نووی)

امام مزنی رحمہ اللہ:

امام مزنی فرماتے ہیں: الفقهاء من عصر رسول الله ﷺ الٰی یومنا هٰذا وهلمّ جرًا استعملوا المقائیس فی الفقه فی جمیع الاحکام فی امرِ دینهم قال واجمعوا ان نظیر الحق حق ونظیر الباطل باطل.

(جامع بیان العلم ج۲/ص۶۶)

خلاصہ ان عبارات کا یہ ہے کہ رسولِ اقدس ﷺ کے مبارک زمانہ سے لے کر ائمہ اربعہ تک مجتہدین بلا ذکر دلیل فتوے دیتے رہے اور عوام بلا مطالبہ ان پر عمل کرتے رہے، اسی پر صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے اور یہ علماء اور عوام کے تواتر سے مثل ضروریات دین ثابت ہے، پورے اس عرصہ میں کسی قابلِ اعتبار شخص نے تقلید کا انکار نہیں کیا، آج جو انکار کرتے ہیں وہ متواترات کا انکار کر رہے ہیں۔

مکہ مکرمہ:

یہاں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا فتویٰ چلتا تھا (دارمی ج۱/ص۵۹، بیہقی ج۱۰/ص۱۱۵، حاکم ج۱/ص۳۴۰، جامع بیان العلم ج۲/ص۵۷) طاؤس فرماتے ہیں ''میں مکہ میں ۷۰ صحابہ سے ملا، یہ سب قولِ ابنِ عباس کی طرف ہی رجوع کرتے تھے (اعلام الموقعین ج۱/ص۱۹) حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے بعد تابعین کے زمانہ میں امام عطاء بن ابی رباح کی تقلید شخصی یہاں ہوتی تھی۔ مصنف عبدالرزاق حدیث کی کتاب میں حضرت ابن عباسؓ اور حضرت عطاء کے سینکڑوں فتاویٰ ہیں جن کے ساتھ دلیل کا ذکر نہیں۔ پھر امام شافعیؒ یہاں فتویٰ دیتے رہے مگر وہ مصر تشریف لے گئے، حضرت سفیان بن عیینہ اور دیگر احناف کے ذریعہ یہاں حنفیت کا غلبہ ہو گیا۔

مدینہ منورہ:

مدینہ منورہ میں عہد صحابہ میں حضرت زید بن ثابتؓ کی تقلید شخصی ہوتی تھی۔ چنانچہ اہل مدینہ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ تک کو کہہ دیا تھا: لا نأخذ بقولک وندع قول زید (بخاری ج۱/ص۲۳۷) ہم حضرت زیدؓ کے مقابلہ میں آپ کی تقلید نہیں کریں گے اور حضرت زید جب فتویٰ دیتے تو فرماتے: انما اقول برأیی (جامع

بیان العلم ج۲/ص۵۸) میں اپنی رائے سے فتویٰ دیتا ہوں پھر تابعین کے زمانہ میں یہاں حضرت سعید بن المسیب کا فتویٰ چلتا تھا۔ عبدالرحمٰن بن زید کا بیان ہے کہ عبادلہ ثلاثہ کے بعد تمام شہروں میں فقہ موالی کے پاس چلی گئی، تمام اہل مکہ کا فقیہ عطاء بن ابی رباح تھا، تمام اہلِ یمن کا طاؤس، تمام اہل یمامہ کا یحییٰ بن ابی کثیر، تمام اہلِ کوفہ کا ابراہیم نخعی، تمام اہلِ بصرہ کا حسن بصری، تمام اہلِ شام کا مکحول، تمام اہلِ خراسان کا عطاء الخراسانی، مگر مدینہ منورہ میں قریشی جوان سعید بن المسیب بلا مقابلہ فقیہ تھا (اعلام الموقعین ج۱/ص۲۲)

حرمین شریفین:

اسلامی حکومتوں دولت عباسیہ کے زمانہ میں تمام اسلامی ممالک میں اکثر قاضی حنفی تھے۔ ان کی حکومت تقریباً پانچ سو سال رہی۔ پھر سلجوقی حکمران ہوئے، وہ بھی سب حنفی تھے، پھر خوارزمی حکمران ہوئے، وہ بھی سب حنفی تھے۔ پھر سلاطین آل عثمان بھی حنفی تھے (درمختار ج۱/ص۳۸) ان کی حکومت تقریباً ۱۳۴۴ھ تک رہی۔ اس کے بعد آل سعود آئے جو حنبلی ہیں۔ حرمین شریفین کی تاریخ میں نہ کوئی حکمران غیر مقلد گزرا نہ کوئی قاضی نہ ان کے مصلیٰ کا کہیں ذکر نہ ان کا کوئی مفتی۔

کوفہ:

کوفہ میں دور صحابہ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا فتویٰ چلتا تھا، ان کے وصال کے بعد حضرت علیؓ کا، پھر تابعین میں امام ابراہیم نخعیؒ کا۔ صاحب درمختار فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فقہ کا بیج بویا، علقمہ نے اس کو سینچا، ابراہیم نخعی نے اس پکی ہوئی فصل کو کاٹا، حماد نے دانے بھوس کو الگ کیا، امام ابوحنیفہؒ نے پیسا، امام

ابو یوسف نے اس آٹے کو گوندھا، امام محمدؒ نے روٹی پکائی، اب ساری دنیا یہ روٹی کھا رہی ہے (ج ۱/ص ۲۴)

بصرہ:

بصرہ میں عہد صحابہ میں حضرت انسؓ کی تقلید ہوتی تھی، پھر تابعین کے زمانہ میں امام حسن بصریؒ کی، پھر جب امام زفر فقہ حنفی لے کر پہنچے تو سب امام ابوحنیفہؒ کے مقلد ہو گئے۔

خلاصہ یہ نکلا کہ حضرت ﷺ کے زمانہ میں تین طریقے تھے: ذاتِ اقدس ﷺ، اجتہاد، تقلید۔ حضرت کے وصال کے بعد دو طریقے، مجتہد کے لئے اجتہاد اور عوام کے لئے تقلید باقی رہ گئے۔ آخر میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ کے ذہن میں یہ سوال ائمہ اربعہ کے بارے میں ہی خاص کیونکر ڈالا گیا۔ آج اس ملک میں جو قرآن ہم سب پڑھ رہے ہیں اور شاہ فہد جو قرآن حاجی صاحبان میں تقسیم کرا رہے ہیں، یہ قاری عاصم کوفی کی قرأت اور قاری حفص کوفی کی روایت ہے۔ آپ کے ذہن میں یہ سوال کیوں پیدا نہیں ہوا کہ جن سات قاریوں کے ذریعہ ساری دنیا میں قرآن پھیلا ان سے پہلے مسلمانوں کا قرآن کون سا تھا۔ آپ یہی فرمائیں گے قرآن تو یہی تھا، البتہ اس کو قرأت عاصم نہیں کہتے تھے۔ آپ کے ذہن میں یہ سوال کیوں نہ اُٹھا کہ صحاح ستہ کے مدوّن ہونے سے پہلے مسلمان کس مسلک پر تھے۔ آپ یہی فرمائیں گے کہ یہ احادیث تو سب تھیں، البتہ ان کو بخاری کی حدیث، ترمذی کی حدیث کوئی نہیں کہتا تھا۔ اسی طرح فقہ کتاب وسنت کے ہی مسائل کا نام ہے، جب کتاب وسنت موجود تھی تو اس میں یہ سب فقہی مسائل بھی موجود تھے، ہاں ان سب مسائل کا نام فقہ حنفی نہیں تھا۔ آخر آپ کسی آیت یا حدیث سے یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ رواہ البخاری کہہ کر حدیث رسول کی

نسبت بخاری کی طرف کرنا جائز ہے، قرأت عاصم کہہ کر عاصم کی طرف تو نسبت جائز ہے، لیکن فقہ کی نسبت ابوحنیفہ کی طرف جائز نہیں، جبکہ یہ نسبت صحابہ سے ثابت ہے۔ حضرت معاذ ؓ نے حضور ﷺ کے سامنے عرض کیا: اجتھد برأیی اور اپنے اجتہاد کی نسبت اپنی طرف کی، حضرت صدیق اکبر نے ھذا رأیی فرمایا۔ حضرت عمرؓ نے قاضی شریح کو لکھا: إجتھد برأیک. حضرت ابن عباس اور حضرت عثمان نے رائے ابی بکر اور رائے عمر فرمایا۔ تو اجتہادی مسائل کی نسبت مجتہد کی طرف بلانکیر صحابہ میں اجماعاً مسلم تھی۔ حضور ﷺ نے بھی حضرت معاذ ؓ پر انکار نہ فرمایا بلکہ تصویب فرمائی۔

سوال (۲): اتنے عرصے بعد ائمہ کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟

جواب: دینِ اسلام اللہ تعالیٰ کا آخری اور کامل دین ہے۔ اس کی حفاظت نہایت ضروری تھی، تاکہ قیامت تک کے لوگ اس پر آسانی سے عمل کرسکیں۔ حفاظت کے تین ہی طریقے تھے: (۱) زبانی یاد کرنا، سینے میں محفوظ کرنا۔ (۲) ان مسائل پر عمل کرنا۔ (۳) ان مسائل کو ترتیب کے ساتھ کتاب میں مدوّن کرنا۔

جس طرح آنحضرت ﷺ کے مبارک زمانہ میں قرآن پاک کے حافظ بہت تھے لیکن لکھا ہوا ابھی متفرق تھا، کچھ کاغذ پر، کچھ چمڑے پر۔ جنگ یمامہ میں جب بہت سے حفاظ شہید ہوئے تو حضرت عمرؓ کو اس ضرورت کا شدید احساس ہوا کہ قرآن پاک کتابی شکل میں بھی مرتب ہونا چاہئے۔ وہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس تشریف لائے، حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا میں ایسا کام کیوں کروں جو رسول اقدس ﷺ نے نہیں کیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: ھذا واللہ خیر یہی فرماتے رہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بھی اس ضرورت کا احساس ہوگیا تو قرآن پاک کو بین الدفتین مرتب کرلیا

گیا (ملخصاً بخاری ج ۲/ص ۷۴۵) اسی طرح پہلے زمانہ میں احادیث کی سند کوئی نہیں پوچھتا تھا۔ چنانچہ امام ابن سیرینؒ فرماتے ہیں: لم یکونوا یسألون عن الاسناد فلما وقعت الفتنة قالوا سموا لنا رجالکم فینظر الی اهل السنة فیؤخذ حدیثهم وینظر الی اهل البدعة فلا یؤخذ حدیثهم (صحیح مسلم ج ۱/ص ۱۱) پہلے سند کے بارے میں کوئی نہیں پوچھتا تھا جب فتنہ پیدا ہوا (تو اس ضرورت کا احساس ہوا) تو کہنے لگے کہ راویوں کے نام بیان کرو، اگر راوی اہل سنت ہوگا تو حدیث قبول کی جائے گی، اگر راوی اہل بدعت سے ہوگا تو اس کی حدیث رد کی جائے گی اور جب فتنہ اور شدت اختیار کر گیا تو حضرت عبداللہ بن المبارک نے یہاں تک فرما دیا: الاسناد من الدین لولا الاسناد لقال من شاء ما شاء (صحیح مسلم ج ۱/ص ۱۲) اس سے معلوم ہوا کہ سند کی تحقیق واجب بالذات نہیں، واجب بالغیر ہے۔ اور یہ وجوب شرعی نہیں عقلی ہے، ورنہ صحابہ و تابعین معاذاللہ سند کی تحقیق نہ کرنے سے بے دین قرار پائیں گے۔ اصل بات یہی ہے کہ اس وقت ضرورت محسوس نہ ہوئی تھی، کیونکہ اہلِ بدعت کا فتنہ نہ تھا، اب ضرورت ہوگئی۔

فقہ کا حکم قرآن پاک اور حدیث متواترہ سے ثابت ہے اور عملاً بھی فقہ پر عمل متواتر رہا ہے جیسا کہ گزشتہ سطور میں عرض کر چکا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے تکمیل دین کا اعلان فرمایا تھا: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ (الآیۃ) خلافت راشدہ میں صحابہؓ کے ذریعہ تمکین دین ہوئی لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِيْ ارْتَضٰى لَهُمْ یعنی آپ ﷺ کا لایا ہوا دین مضبوطی کے ساتھ دنیا میں قائم ہوگیا۔ صحابہ کی زندگیاں جہاد میں گذر گئیں۔ ادھر اہلِ بدعت کے نئے نئے فتنے اُٹھنے لگے، کہیں

خوارج نے سر نکالا، کہیں روافض بن گئے، کسی طرف جہمیہ کا زور ہونے لگا، کہیں معتزلہ پیدا ہوگئے۔ بدعت کی شدید آندھیاں چاروں طرف سے چلنے لگیں تو ضرورت محسوس ہوئی کہ فقہ اسلامی جس پر مسلمانوں کا متواتر عمل ہے جس کے اکثر مسائل مسلمانوں کو یاد ہیں، اس فقہ کو باقاعدہ مرتب کردیا جائے۔ ایک تو رسول اقدس ﷺ کی متواتر سنت اس طرح محفوظ ہوجائے، دوسرے سنت میں بدعت کی آمیزش کا خطرہ ٹل جائے اور قیامت تک کے لوگوں کے سامنے سنت کا نکھرا ہوا چہرہ واضح رہے۔ عدالتوں میں، معاملات میں نئے نئے مسائل اُٹھ رہے تھے۔ ان کے فقہی اور قانونی حل کی ضرورت تھی۔ الغرض اس ضرورت کا احساس شدید سے شدید تر ہوتا جارہا تھا۔ مگر سوچ یہ تھی کہ وہ کون آدمی ہوسکتا ہے جس کے فقہی فتاویٰ پر اتنا اعتماد ہو کہ عوام، علماء، قضاۃ، سلاطین میں یکساں قبول عام حاصل ہوتا کہ قانونِ اسلامی میں طوائف الملوکی کی سی کیفیت پیدا نہ ہوجائے۔ آنحضرت ﷺ کے بعد اُمت کو ایسا کامل اعتماد خلفائے راشدین پر تھا لیکن وہ جہاد کی مشغولیت کی وجہ سے فقہ کی مکمل تدوین نہ کراسکے۔ اب نہ سلاطین پر لوگوں کو کلی اعتماد تھا نہ کسی قاضی کو ایسا اعتماد حاصل تھا۔ آخر وہ وقت آ گیا کہ جس دین کی تکمیل آنحضرت ﷺ کے ذریعہ ہوئی، جس کو تمکین خلفائے راشدین اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے ذریعہ نصیب ہوئی اُس کی تدوین کا سہرا اِمام اعظم ابوحنیفہؒ کے سر باندھا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان: وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ، نبی پاک ﷺ کی تفسیر لو كان الدين عند الثريا لتناوله رجل او رجال من اهل فارس او كمال قال کے کامل ترین مصداق اور حضرت علیؓ کی دعائے برکت کے مظہر جب تحصیل علم سے فارغ ہوئے تو آپ کو ایک خواب کے ذریعہ تدوین دین کی طرف متوجہ کیا گیا جس کی تعبیر امامِ فن ابن

سیرینؒ نے یہ دی کہ یہ شخص نبی پاک ﷺ کی سنتوں کو اتنی تفصیل سے مرتب کرے گا کہ پہلے کسی نے نہیں کیں (الخیرات الحسان ص۲۶) چنانچہ آپ نے حضرت صدیق اکبرؓ کے طرز پر ائمہ فن کی ایک کمیٹی تشکیل دی جس میں ائمہ لغت، ائمہ حدیث، ائمہ قیاس، ائمہ تفسیر، قضاۃ اور ائمہ تصوف کو شریک کر کے سنت کی تدوین شروع کی اور بغیر کسی حکومت کی ایڈ کے بارہ لاکھ نوے ہزار قانونی مسائل کو مرتب کرا دیا۔ اُمت کے قضاۃ، محدثین، مفسرین، فقہاء، سلاطین اور عوام کو اس فقہ پر جو اعتماد نصیب ہوا صدیوں تک یہ فقہِ اسلامی ملکوں کا قانون رہی۔ جب انگریز آیا تو بھی تمام عبادات اور پرسنل لاء فقہ حنفی ہی رہی۔ یہی شہرتِ عام اور بقائے دوام فرمانِ خداوندی **سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا** کی کھلی تفسیر ہے۔ دین اسلام کا دوسرا نام ملت حنیف ہے، اس کی تدوین سب سے پہلے آپ نے فرمائی، اسی لئے پوری اُمت میں ابوحنیفہؒ کی وصفی کنیت سے شہرت پائی۔ آپ کی فقہ کاملیت، جامعیت اور عالمگیریت میں سب سے بڑھ کر ہے، اس لئے آپ کا لقب امام اعظم قرار پایا۔ یہ سب خدا کا فضل، حضور ﷺ کی پیش گوئی اور حضرت علیؓ کی دُعا کی برکت کا ظہور ہے، **فالحمد للّٰہ علیٰ ذٰلک.**

سوال (۳): ان کو ائمہ کا درجہ کس نے تفویض کیا؟

جواب: آپ مطالعہ فرما چکے ہیں کہ دلائل شرعیہ چار ہیں: ان میں ایک دلیل اجماعِ اُمت بھی ہے، دنیا کے سب قاریوں کے امام سات قاری ہیں۔ ان کو یہ درجہ اجماعِ اُمت نے عطا فرمایا۔ اصحابِ صحاح ستہ کا محدث ہونا قرآن حدیث میں منصوص نہیں مگر بعد کے اہلِ فن محدثین نے ان کو اپنا امام مان لیا، اسی طرح ائمہ اربعہ کا امام ہونا اہلِ فن کے اجماع سے ثابت ہے۔ آپ نماز باجماعت ادا فرماتے ہوں گے۔

آپ کو معلوم ہے امام کی تابعداری کتنی اہم ہے۔ آپ اپنی مسجد کے امام کو یہ عہدہ خود تفویض کرتے ہیں مگر جب وہ امام بن گیا تو اب آپ پر اس کی تابعداری خدا و رسول کے حکم سے لازم ہوگئی۔ اسی طرح ان کو امامت میرے اور آپ جیسے دو چار آدمیوں نے نہیں تفویض کی، بلکہ اجماع اُمت ان کی امامت پر ہے اور اجماع اُمت کا منکر بنص کتاب وسنت دوزخی ہے۔

سوال (۴): ان کو ائمہ کہلانے کا پسِ منظر کیا تھا؟ ان کے بعد یہ Institution کیوں ختم ہوا، حالانکہ ان سے پہلے اور بعد میں بھی بڑے جید علمائے کرام ہوئے؟

جواب: ہم اس سوال کو درج ذیل سوالات میں منقسم کر سکتے ہیں:

سوال (الف): ان کو ائمہ کہلانے کا پسِ منظر کیا تھا؟

جواب: ان حضرات نے جب دین کو مرتب اور مدوّن فرمایا اور لوگوں نے ان کی رہنمائی میں دین پر عمل کیا تو اسی رہنمائی کی وجہ سے وہ امام کہلائے۔ امام کے لفظ میں یہ بھی بات ملحوظ تھی کہ جس طرح نماز باجماعت میں امام بھی خدا کی ہی عبادت کرتا ہے اور مقتدی بھی خدا کی ہی عبادت کرتے ہیں مگر امام کی تابعداری میں، اسی طرح یہ امامِ مجتہد بھی خدا و رسول کی ہی اطاعت کرتا ہے اور اس کے مقلدین بھی خدا اور رسول کی ہی اطاعت کرتے ہیں مگر امام کی رہنمائی میں۔

سوال (ب): ان ائمہ اربعہ کے بعد یہ Institution کیوں ختم ہوگیا؟

جواب: یہ تو ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ائمہ اربعہ کے بعد ایک بھی ایسا شخص نہیں ہوا جس کو اُمت نے ائمہ اربعہ کی طرح مجتہد مان لیا ہو اور اس کی تقلید جاری رہی ہو۔ امام

بخاریؒ ائمہ اربعہ کے بعد بڑی شخصیت ہیں، مگر دنیا میں ان کا کوئی مقلد نہیں۔ امام ترمذیؒ ان کے چہیتے شاگرد ہیں مگر ترمذی شریف میں فقہاء اور مجتہدین کے مذاہب بیان کرتے ہوئے ان کا اشارہ بھی نہیں کرتے۔ محمد بن جریر طبری اور علامہ سیوطی کو اجتہاد کا خیال ہوا تھا مگر اُمت نے بالکل قبول نہیں کیا۔ یہ کسی ایک آدھ شخص کا عمل نہیں ہے کہ وہ جوابِدہ ہو، ساری اُمت کا اس پر عملی اجماع ہے۔ ساری اُمت نے ایسا کیوں کیا؟ اس کی کئی وجوہ ہیں:

اُمت نے یہ نہیں کہا کہ اب مجتہد ہونا محال شرعی ہے کہ جس طرح قرآن پاک نے ختم نبوت کا اعلان فرما دیا اس طرح شریعت نے یہ اعلان فرما دیا کہ فلاں صدی کے بعد مجتہد نہیں ہوگا نہ ہی اُمت اس کو محال عقلی کہتی ہے۔ ہاں یہ محال عادی ضرور ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عادت ہے کہ جب کسی چیز کی ضرورت ہو تو وہ عطا فرماتے ہیں اور جب ضرورت ختم ہو جائے تو وہ چیز روک لیتے ہیں۔ مثلاً جس زمانہ میں حدیث و سنت جمع ہو رہی تھی اس زمانہ میں کیسے کیسے حافظہ والے لوگ پیدا ہوئے، لیکن جب احادیث جمع ہو گئیں اور ایسے حافظہ کی ضرورت باقی نہ رہی تو ایسے حافظہ والے لوگ اُمت میں پیدا ہونے عادتاً بند ہو گئے۔ ایسے ہی جب دین کی تدوین کا زمانہ آیا تو اللہ تعالیٰ نے بہت سے افراد کو نعمتِ اجتہاد سے نوازا اور جب ضرورت پوری ہو گئی تو اُمت میں مجتہدین بھی ناپید ہو گئے۔

دوسری وجہ یہ کہ خیر القرون میں مجتہدین اجتہاد کرتے تھے اور عوام تقلید، یہ متواتر عمل تھا۔ جب ائمہ اربعہ کے اصول و فروع مدوّن ہو گئے اور ضرورتِ تدوین پوری ہو گئی، ادھر خیر القرون بھی ختم ہو گیا تو بعض نااہل لوگوں نے بھی اجتہاد میں ٹانگ اڑانے

کی کوششیں شروع کر دیں جو اُمت کے لئے فتنہ بننے لگے تو اُمت نے سوچا کہ اس عظیم فتنہ سے اُمت کو بچانے کے لئے ضروری ہے کہ اب اجتہاد کی اجازت کو ہی ختم کر دیا جائے۔ چنانچہ اُمت کے سامنے اس کی نظیر موجود تھی کہ آنحضرت ﷺ پر جب قرآن پاک نازل ہونا شروع ہوا تو وہ لغت قریش میں تھا، لیکن دوسری عرب قومیں جن کی لغت لغتِ قریش سے مختلف تھی ان کے لئے تلاوت مشکل تھی تو آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے اجازت حاصل کر لی کہ عرب کی ساتوں لغات میں قرآن کی تلاوت جائز ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ اور خلافتِ صدیقی، خلافتِ فاروقی اور خلافت عثمانی میں کچھ عرصہ لوگ سات لغات پر قرآن پڑھتے رہے۔ دورِ عثمانی میں بعض علاقوں سے یہ شکایت آئی کہ اہلِ عرب تو لغات کے اختلاف کو سمجھتے تھے لیکن اہلِ عجم اس سے فتنہ میں پڑنے لگے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے سات قرآن ہیں۔ تو دورِ عثمانی میں سب صحابہ کا اس پر اجماع ہوگیا کہ اب صرف لغت قریش پر قرآن پاک پڑھا جائے گا، باقی لغات پر قرآن پاک کی تلاوت کی اجازت ختم کر دی گئی، کیونکہ جن بوڑھے لوگوں کی زبان پر لغت قریش نہیں چڑھتی تھی وہ فوت ہو چکے تھے اور بچے ہر لغت یاد کر سکتے تھے۔ اس لئے اب اس اجازت کی ضرورت بھی باقی نہ رہی تھی۔ ہاں یہ اجازت اب اُمت میں فتنے کا سبب بن رہی تھی۔ والفتنة اشد من القتل. اس لئے اُمت کو فتنہ سے بچانے کے لئے اس اجازت کو ختم کرنا پڑا اور پوری اُمت نے اس فیصلہ کو قبول کیا۔ یہی صورت اب اجتہاد میں پیش آئی کہ ائمہ اربعہ کی فقہ مدوّن ہونے کے بعد اب اجتہاد کی ضرورت باقی نہ رہی تھی، ہاں نااہلوں کا اجتہاد اُمت کے لئے فتنہ بن رہا تھا، اس لئے اس اجازت کو ختم کر دیا گیا اور تمام اُمت نے اس فیصلہ کو قبول کر لیا۔ چنانچہ ائمہ اربعہ کے بعد جتنے

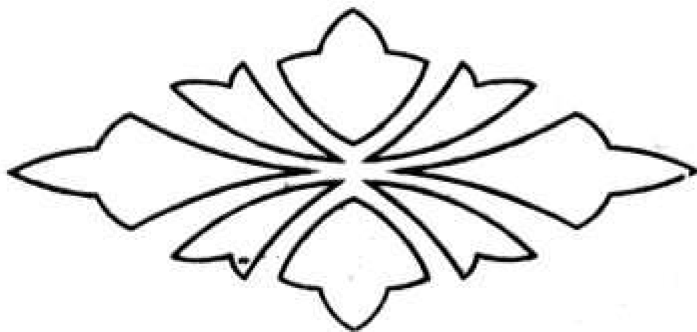
جید علماء گذرے وہ مقلد ہی رہے، جیسا کہ کتب طبقات سے پتہ چلتا ہے، ان جید علماء کا ذکر آپ کو یا طبقات حنفیہ میں ملے گا یا طبقات مالکیہ میں یا طبقات شافعیہ میں یا طبقات حنابلہ میں۔ اس چار سے باہر طبقاتِ غیر مقلدین نامی کوئی کتاب کسی محدث نے نہیں لکھی۔

ہمہ شیران جہاں بستۂ ایں سلسلہ اند
روباہ چہ داند کہ بکسلا ایں سلسلہ را

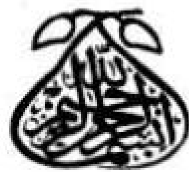
اس فیصلے کے بعد جب اجتہاد ختم ہوگیا تو اب صرف ایک تقلید کا ہی راستہ باقی رہ گیا جو پہلے دن سے اسلام میں عملاً متواتر اور ضروریاتِ دین کی طرح علماء اور عوام میں مسلّم ہے۔ رہے ائمہ اربعہ سے پہلے مجتہدین تو ان کے مسائل ائمہ اربعہ کی فقہ میں آگئے ہیں جو ائمہ اربعہ نے قبول نہیں کئے، ان کا ثبوت ان سے شاذ ہے۔ اس کو یوں سمجھیں کہ آپ جس قرآن کی تلاوت کر رہے ہیں اس قرأت کا نام قاری عاصم کی قرأت ہی ہے۔ مگر آپ یہ بھی مانتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ وغیرہم بھی یہی قرآن پڑھتے تھے۔ تاہم لوگ نہ اس کو قاری عمر کی قرأت کہتے ہیں نہ ہی قاری بخاری کی قرأت کہتے ہیں۔ یہ سات قرأتیں سات قاریوں نے صحابہ سے تواتر سے حاصل کیں اور ان سات قاریوں کے بعد ان سے اُمت نے تواتر سے حاصل کیں۔ اب کسی صحابی کے نام سے کوئی ایسی قرأت کسی کتاب میں مذکور ہو جو ان سات قاریوں نے نہیں لی تو وہ اس لئے نہیں لی کہ اس صحابی سے اس کا ثبوت متواتر نہیں تھا اور قرآن متواتر ہے۔ آج آپ بھی ان شاذ قرأتوں کی وجہ سے اس متواتر قرآن کو نہیں چھوڑیں گے۔ اسی طرح مذاہب اربعہ، ائمہ اربعہ سے عملاً وعلماً متواتر ہیں، پہلے جید علماء کے وہ اقوال جو ائمہ کو تواتر سے ملے وہ ان ہی مذاہب میں شامل ہو گئے اور

جو ان مذاہب میں نہیں آئے وہ ان صحابہ سے ثبوت کے اعتبار سے شاذ ہیں۔ مقابلہ صحابہ اور ائمہ کا نہیں بلکہ تواتر اور شاذ کا ہے۔

آخر میں یہ بھی عرض کردوں کہ ہوسکتا ہے کہ یہ سوالات آپ کے ذہن میں کسی نام نہاد اہل حدیث نے ڈالے ہوں، لیکن ان سوالات کا قرآن و حدیث سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ سوالات اہل حدیث حضرات نے شیعہ کی کتابوں سے چوری کئے ہیں۔ علامہ حلی شیعہ کی نہج الکرامہ، اور ملا باقر مجلسی کی کتابوں سے لئے ہیں۔ آخر آپ یہ تو سوچیں کہ یہ سوالات صحاحِ ستہ والوں کے ذہن میں کیوں نہ اُبھرے، نہ کسی محدث کے ذہن میں آئے، نہ مفسر کے ذہن میں، نہ کسی قاضی کے ذہن میں اور نہ کسی ولی اللہ کے ذہن میں۔ آپ ان سے مطالبہ تو کریں کہ یہ سوالات کسی مسلّمہ سنی عالم کی کتاب میں دکھائیں جو انگریز کے دور سے پہلے کا ہو، ورنہ ہم دِکھا سکتے ہیں کہ یہ سوالات قدیم سے شیعہ کر رہے ہیں اور یہ لوگ نام اہل حدیث کا اور کام شیعہ کا کر رہے ہیں۔



غیر مقلدین کو دعوتِ فکر و عمل



اسلام میں پہلے دن سے آج تک تقلید کا عمل متواتر اور مسلسل جاری ہے اور رہے گا، کیونکہ عوام کو ایک دن بھی فتویٰ پوچھنے سے نہیں روکا گیا، نہ ہی مفتی کو فتویٰ دینے سے روکا گیا ہے اور اسلام نے نہ مفتی پر کبھی پابندی لگائی کہ وہ ہر فتویٰ میں دلیلِ تفصیلی بیان کرے اور نہ ہی سائل پر پابندی لگائی گئی ہے کہ جب تک وہ دلیلِ تفصیلی نہ جان لے کسی فتویٰ پر عمل نہ کرے۔ پس شروع اسلام سے آج تک مفتی صاحبان (صحابہ، تابعین، تبع تابعین، ائمہ اربعہ وغیرہم) بلا ذکر دلیل فتویٰ دیتے رہے اور عوام بلا مطالبہ دلیل عمل کرتے رہے، اسی عمل کا نام تقلید ہے جس کا کبھی انکار نہیں کیا گیا۔

تعریف تقلید:

حضرات غیر مقلدین کے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری تحریر فرماتے ہیں: تقلید کہتے ہیں کسی کا قول محض اس حسن ظن پر مان لینا کہ یہ دلیل کے موافق بتلاوے گا اور اس سے دلیل کی تحقیق نہ کرنا۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ۱/ص ۲۵۶، ۲۶۰، ۲۶۲، ۲۶۵)

معرفتِ دلیل:

مولانا موصوف لکھتے ہیں: معرفتِ دلیل اس کو کہتے ہیں کہ دلیل کو پورے طور

پر جاننا، بالفاظ دیگر یہ جاننا کہ اس کا معارض کوئی نہیں اور یہ منسوخ بھی نہیں وغیرہ، ایسا جاننا مجتہد کا خاصہ ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ۱/ص ۲۵۶)

نوٹ..... یہ یاد رہے کہ تقلید کا تعلق اجتہادی مسائل سے ہے اور حدیث معاذؓ سے صاف پتہ چلتا ہے کہ اجتہادی مسائل وہ ہیں جو صراحتاً قرآن وسنت میں موجود نہ ہوں۔ ایسے مسائل میں مجتہد پر اجتہاد واجب ہے اور مقلد پر تقلید واجب ہے۔

تقلید کی تعریف سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تقلید کا مدار ائمہ مجتہدین پر حسن ظن ہے اور ترک تقلید کا پہلا قدم اسلاف سے بدگمانی اور دوسرا قدم ان پر بدزبانی ہے۔

تقلید کا حکم:

اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک تو ایک ہی حکم ہے کہ اجتہادی مسائل میں مجتہد پر اجتہاد واجب ہے اور عامی (غیر مجتہد) پر تقلید واجب ہے البتہ دور برطانیہ میں جب غیر مقلدین کا فرقہ پیدا ہوا تو ان کے بانی میاں نذیر حسین دہلوی نے کہا کہ مطلق تقلید واجب ہے (معیار الحق ص ۴۱) مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی نے بھی اس پر صاد فرمایا۔ (تاریخ اہلحدیث ص ۱۲۵) یہی بات مولانا داؤد غزنوی نے کہی۔ (داؤد غزنوی ص ۳۷۵) یہی گوجرانوالہ کے مستری نور حسین نے کہی۔ اب حضرات غیر مقلدین سے عرض ہے کہ مندرجہ ذیل سوالات کا جواب عنایت فرمائیں اور جواب دیتے وقت اپنے دعویٰ کو یاد رکھیں کہ جواب میں صریح آیت یا صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کریں، ان دونوں کے علاوہ کوئی جواب قابل قبول نہ ہوگا۔ نہ تو کوئی بے سند بات لکھ کر بے دین بنیں اور نہ اپنے قیاسات لکھ کر شیطان بنیں اور نہ ہی کسی امتی کا قول لکھ کر مشرک بنیں۔

(۱)..... واجب کی تعریف کیا ہے؟ اس کے تارک کا کیا حکم ہے؟ جواب موافق شرط

بالا دیں۔

(۲)۔۔۔تقلید مطلق کے واجب ہونے کا ثبوت آیت قرآنی یا حدیث صحیح صریح غیر معارض سے دیں۔

(۳)۔۔۔صحابہ، تابعین، تبع تابعین اس واجب پر عمل کرتے تھے یا واجب کے تارک اور گنہگار تھے؟

(۴)۔۔۔اگر اس واجب پر عمل کرتے تھے تو کس کی تقلید کرتے تھے؟

(۵)۔۔۔اس واجب کو اگر کوئی بدعت اور حرام اور شرک کہے تو اس کی قرآن وحدیث کے موافق کیا سزا ہے؟

(۶)۔۔۔جو غیر مقلدین کہتے ہیں کہ تقلید کا لفظ انسان کے لئے قرآن وحدیث میں نہیں آیا، یہ جانوروں اور کتوں کے پٹے کو کہتے ہیں، وہ واجب کہنے والوں کے لئے کیا سزا مقرر کرتے ہیں؟

(۷)۔۔۔چونکہ زیر بحث مجتہد کی تقلید ہے اس لئے قرآن و حدیث سے مجتہد کی تعریف بیان کریں؟

(۸)۔۔۔قرآن وحدیث میں مجتہد کی شرائط کیا ہیں؟ اس کی وضاحت فرمائیں۔

(۹)۔۔۔اسماء الرجال کی کتابوں جیسے تقریب التہذیب، خلاصہ، تذکرۃ الحفاظ، میزان الاعتدال وغیرہ میں بلاسند کے اور بغیر دلیل ذکر کے بعض راویوں کو معتبر اور بعض کو غیر معتبر کہا ہے، ان اقوال کو ماننا تقلید ہے یا نہیں؟

(۱۰)۔۔۔اصول حدیث کے قواعد و اصطلاحات محدثین نے محض اپنی رائے سے بنائے ہیں، قرآن وحدیث میں یہ اصطلاحات وقواعد اس مفہوم میں کہیں استعمال نہیں

ہوئے، ان قواعد کو ماننا تقلید ہے یا نہیں؟

(۱۱)۔۔۔۔ محدثین نے جن احادیث کو صحیح یا ضعیف کہا وہ بھی ایسے اصولوں کی بناء پر کہا جن کا مبنیٰ رائے ہے، تو کیا ان احادیث کو محدثین کے کہنے سے صحیح یا ضعیف ماننا محدثین کی تقلید ہے یا نہیں؟

(۱۲)۔۔۔۔ اگر کوئی اَن پڑھ غیر مقلد ضد کرے کہ اصول حدیث کی ہر اصطلاح قرآن وحدیث میں ان معنوں میں موجود ہے تو وہ بالترتیب ہر اصطلاح کا حوالہ قرآن پاک وحدیث صحیح صریح غیر معارض سے دکھادے۔

(۱۳)۔۔۔۔ عالم کو فرعی مسئلہ بتاتے وقت ہر ہر مسئلہ کی دلیل تام بیان کرنا فرض ہے یا واجب اور اس کی دلیل قرآن پاک یا صحیح صریح غیر معارض حدیث سے پیش کریں۔

(۱۴)۔۔۔۔ حدیث کی مشہور کتاب مصنف عبدالرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ میں سترہ ہزار سے زائد صحابہ وتابعین کے فتاویٰ درج ہیں جن میں ان صحابہ وتابعین نے مسائل کے ساتھ نہ آیت قرآنی بیان کی ہے نہ حدیث نبوی ﷺ ۔ کیا وہ صحابہ وتابعین تارکِ فرض وواجب ہیں اور گنہگار ہیں یا نہیں؟

(۱۵)۔۔۔۔ ان سترہ ہزار سے زائد فتاویٰ میں مسئلہ پوچھنے والوں نے بھی مفتی صاحبان سے دلیل کا مطالبہ نہیں فرمایا۔ ان کا بلا مطالبہ دلیل ان مسائل کو تسلیم کر لینا ہی تقلید ہے۔ کیا یہ سب صحابہ وتابعین دلیل کا مطالبہ نہ کرنے کی وجہ سے فاسق ہیں کافر؟ دلیل حدیث صحیح سے ہو۔

(۱۶)۔۔۔۔ ائمہ اربعہ نے ہزاروں لاکھوں مسائل عوام کے عمل کے لئے مرتب کروائے۔ کیا انہوں نے ہر ہر مسئلہ کے ساتھ دلیلِ تام بھی قرآن وحدیث سے مرتب

کروائی یا نہیں؟ اگر دلائل مرتب کروائے ہیں تو ان کتابوں کا پتہ دیا جائے۔

(۱۷)۔۔۔۔ اگر ائمہ اربعہ نے تام اور مفصل دلائل مرتب نہیں کروائے تو یہ لاکھوں مسائل ان کی طرف سے دعوتِ تقلید ہوئی یا نہ؟

(۱۸)۔۔۔۔ کیا آپ کے نزدیک ہر ہر شخص مجتہد ہے یا بعض مجتہد ہیں اور بعض غیر مجتہد؟ قرآن نے تو دونوں درجے بتائے ہیں:

لعلمه الذين يستنبطونه منهم اور فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لاتعلمون.

کیا آپ ان آیات کو مانتے ہیں؟

(۱۹)۔۔۔۔ اب غیر مجتہد دو حال سے خالی نہیں، یا تو نااہل ہو کر ادلہ اربعہ سے احکام استنباط کرے گا تو وہ بنص حدیث دین پر قیامت ڈھائے گا۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: **اذا وسد الامر الی غیر اھلہ فانتظر الساعة**۔ (بخاری)

(۲۰)۔۔۔۔ غیر مجتہد جب شرائط اجتہاد سے کورا ہو کر اجتہاد کرے گا تو یقیناً مصداق اس حدیث شریف کا ہوگا کہ آخری زمانہ میں لوگ جاہلوں کو دینی پیشوا بنائیں گے، وہ خود گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو گمراہ کریں گے۔ (بخاری)

(۲۱)۔۔۔۔ ایسے شخص کے اجتہادات جس میں شرائطِ اجتہاد نہ ہوں ایسے ہی باطل ہوں گے جیسے کوئی نماز شرائط نماز کے بغیر ناپاک جسم اور ناپاک کپڑوں کے ساتھ بلاوضو ناپاک جگہ پر نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۲۲)۔۔۔۔ وہ نااہل شخص اگر اپنے باطل اجتہادوں سے مقابلہ ائمہ اربعہ کا کرنے لگے گا جن کا مجتہد ہونا دلیلِ شرعی (اجماع امت) سے ثابت ہے تو فرمان رسول ﷺ "ان لا

نـنـازع الامـر اهـلـه کہ کوئی نااہل اہلِ فن سے جھگڑا نہ کرے'' کے موافق گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوگا یا نہیں؟

(۲۳)۔۔۔ ایک طرف غیر مقلدین کہتے ہیں کہ تقلید کا لفظ قرآن و حدیث میں انسانوں کے لئے کہیں استعمال نہیں ہوا، دوسری طرف تقلید کو شرک، جہالت، حرام، لعنت تک کہتے ہیں۔ مجتہد کی تقلید کے لئے یہ احکام کس آیت یا حدیث میں مذکور ہیں؟

(۲۴)۔۔۔ تقلید کو واجب کہنے والے بھی اہلحدیث کہلاتے ہیں اور تقلید کو کتے کا پٹہ، جانوروں کا کام، جہالت، بدعت، حرام اور شرک کہنے والے بھی اہلحدیث کہلاتے ہیں۔ کیا یہ تضاد واقعی احادیث پر مبنی ہے؟

(۲۵)۔۔۔ تقلید کو واجب ماننے کے بعد غیر مقلد بننا ترکِ واجب اور گناہ ہے یا نہیں؟

(۲۶)۔۔۔ تقلید، اتباع، اطاعت وغیرہ الفاظ ہم معنی ہیں یا ان میں قرآن و حدیث نے فرق بیان کیا ہے تو وہ فرق کیا ہے؟

(۲۷)۔۔۔ بعض غیر مقلدین کہا کرتے ہیں کہ اتباع بادلیل پیروی کو کہتے ہیں اور تقلید بے دلیل پیروی کو۔ یہ فرق کس آیت یا حدیث میں ہے؟

(۲۸)۔۔۔ قرآن پاک میں ہے کہ کفار اپنے بے علم، بے عقل اور بے دین باپ دادوں کی اتباع کرتے تھے۔ کیا وہ ان کی اتباع بادلیل اور علی وجہ البصیرت کرتے تھے؟

(۲۹)۔۔۔ قرآن پاک نے بے دین، بے عقل، بے علم، کالانعام باپ دادوں کی اتباع سے روکا ہے اور ''واتبـع سبيـل مـن انـاب الـی'' میں خدا کی طرف رجوع کرنے والوں کی اتباع کا حکم دیا ہے۔ آپ ائمہ مجتہدین کو پہلے نمبر میں شمار کرتے ہیں

یا دوسرے میں؟

(۳۰)۔۔۔قرآن پاک نے کفار اور گمراہوں کی اطاعت سے منع فرمایا ہے مگر اولوالامر کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔آپ مجتہدین کو کن میں شمار کرتے ہیں؟

(۳۱)۔۔۔قرآن پاک نے اہل کتاب میں دو قسم کے علماء کا تذکرہ کیا ہے،ایک وہ جو احبار و رہبان ہیں جو حرام خور، جھوٹے،فتویٰ فروش، کتابیں اپنی طرف سے لکھ کر خدا کے ذمہ لگانے والے،حق پوش، حلال کو حرام، حرام کو حلال کرنے والے، دوسرے ربانیین (فقہاء) کتاب الٰہی کے محافظ و شارح۔آپ ائمہ مجتہدین کو گروہ اول میں شمار کرتے ہیں یا گروہ ثانی میں؟ اور کس آیت اور کس حدیث سے؟

(۳۲)۔۔۔کفار مکہ اور احبار و رہبان خدا اور رسول کے صریح احکام کا انکار کرتے تھے اور مجتہد خدا اور رسول کے پوشیدہ حکم کو ظاہر کرتا ہے۔کیا آپ کے نزدیک دونوں برابر ہیں؟

(۳۳)۔۔۔قرآن پاک نے چار جماعتوں کو انعام یافتہ قرار دیا ہے، حضرات انبیاء کرام، صدیقین ، شہداء ، صالحین اور ان کے راستے پر چلنے کا حکم دیا ہے مگر لا مذہب لوگوں نے اپنے مولویوں کی تقلید میں بعد والے تینوں کی راہ پر چلنے سے انکار کر دیا ہے۔

(۳۴)۔۔۔قرآن و حدیث میں اجماعِ امت کے ماننے کی تاکید ہے اور اس کے تارک کو دوزخی کہا ہے مگر لا مذہب لوگ اپنے واعظوں کی تقلید میں خدا اور رسولؐ کے حکم سے انکار کر رہے ہیں۔

(۳۵)۔۔۔قرآن پاک اور احادیث متواترہ میں فقہ کو ماننے کا حکم ہے مگر لا مذہب

لوگ اپنے واعظوں کی تقلید میں فقہ کو ماننے سے انکار کر رہے ہیں۔

(۳۶)۔۔۔قرآن و حدیث میں سنت کو ماننے کا حکم ہے مگر غیر مقلدین طحاوی شریف، موطا امام محمد، کتاب الآثار، ابن ابی شیبہ، عبدالرزاق وغیرہ کتب حدیث کی سینکڑوں احادیث پر عمل کرنے سے انکار صرف اپنے مولویوں کی تقلید میں کر رہے ہیں۔

(۳۷)۔۔۔اگر کوئی کافر بلا مطالبہ دلیل اسلام قبول کر لے تو وہ مسلمان ہو جائے گا یا کافر ہی رہے گا یا ڈبل کافر ہو جائے گا، ایک اصلی کفر، ایک تقلیدی کفر؟

(۳۸)۔۔۔آج کل اکثر مسلمان ایسے ہیں کہ مسلمانوں کے گھر پیدا ہوئے، اسلام کی صداقت کے دلائل نہیں جانتے صرف باپ دادا کی تقلید میں مسلمان ہیں۔ کیا ان کا ایمان درست ہے یا نہیں؟ اگر اصول ایمان میں تقلید جائز ہے تو فروع میں کیوں شرک ہے؟

(۳۹)۔۔۔جو لوگ پانچ وقت پابندی کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں ان میں سے بھی سو فیصد نمازی آج ایسے ہیں کہ ہر ہر جزئی مسئلہ کی تفصیلی دلیل نہیں جانتے، کیا ان کی یہ تقلید نماز قبول ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اگر کسی کو شک ہو تو ساری جماعت غیر مقلدین سے صرف دس نمازی ہمیں ایسے نکال دیں جو ہر جزئی مسئلہ کی تفصیلی دلیل بیان کر سکیں؟

(۴۰)۔۔۔آج کل سو فیصد حاجی صاحبان ایسے ہیں جو حج کر بھی آئے ہیں لیکن حج کے ہر ہر جزئی مسئلہ کی دلیل تفصیلی بیان نہیں کر سکتے۔ کیا ان کا حج ہو گیا یا نہیں؟ کیا غیر مقلدین اپنے پورے فرقے سے صرف دس حاجی ایسے نکال سکتے ہیں جو حج کے ہر ہر جزئی مسئلہ کی دلیل تفصیلی بیان کر سکیں؟

(۴۱)۔۔۔آج کل مسلمان قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں لیکن ان کی اکثریت قرآن پاک کے اعراب اور اوقاف کے دلائل نہیں جانتی، کیا ان کو اس تلاوت پر ثواب ملتا ہے یا گناہ اور شرک میں ملوث ہیں؟

(۴۲)۔۔۔آنحضرت ﷺ کے صحابہ پاک کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ تھی۔ ان میں فتویٰ دینے والے عام طور پر تقریباً چھ تھے۔

ثبوت تقلید شخصی:

(۴۳)۔۔۔تقلید شخصی یہ ہے کہ دین کے تمام مسائل ایک مجتہد سے لے کر عمل کر لے۔ میاں نذیر حسین دہلوی، مولانا ابراہیم سیالکوٹی، مولانا داؤد غزنوی، مستری نور حسین گرجاکھی اس کو مباح فرماتے ہیں۔ (معیار الحق ص ۴۱، تاریخ اہلحدیث صفحہ ۱۲۵، داؤد غزنوی صفحہ ۳۷۵، ارکان اسلام)

(۴۴)۔۔۔عبدالقادر حصاروی، محمد جونا گڑھی اس کو حرام اور شرک فرماتے ہیں۔ (سیاحۃ الجنان ص ۵، طریق محمدی ص ۱۴، ۱۵) کیا یہ دونوں متضاد حکم قرآن اور حدیث میں موجود ہیں؟ وہ آیات یا احادیث لکھیں۔

(۴۵)۔۔۔کوئی ایک ہی آیت قرآنی پیش فرمائیں جس میں تقلید شخصی کو شرک کہا گیا ہو۔

(۴۶)۔۔۔ایک ہی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش فرمائیں جس میں تقلید شخصی کو شرک کہا گیا ہو۔

(۴۷)۔۔۔قرآن پاک میں حکم ہے کہ ہر قوم میں سے کم از کم ایک شخص فقیہ بنے، پھر اپنی قوم میں جا کر دین سکھائے۔ (التوبہ) آنحضرت ﷺ کے زمانے میں عموماً ایک

قوم میں ایک ہی فقیہ جاتا تھا اور ساری قوم اسی ایک سے تمام مسائل پوچھ کر عمل کرتی تھی، یہی تقلید شخصی ہے۔

(۴۸)۔۔۔آنحضرت ﷺ ایک علاقے میں ایک ہی معلم بھیجتے تھے، سب اسی سے مسائل دریافت کر کے عمل کرتے تھے۔ اس طرح ہر علاقہ میں تقلید شخصی جاری تھی جیسے یمن میں حضرت معاذ ؓ کی۔

(۴۹)۔۔۔حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت کا انعقاد اس طرح ہوا کہ حضرت عمرؓ نے امامت کبریٰ کو امامت صغریٰ پر قیاس فرمایا، سب نے آپ کے قیاس کو مان لیا اور صدیق اکبرؓ کی بیعت کر لی۔ کیا یہ خلافت صحیح ہوئی؟ قیاس کرنے والے اور قیاس کو ماننے والوں کا کیا حکم ہے؟

(۵۰)۔۔۔حضرت صدیق اکبرؓ جب فتویٰ دیتے تو فرمایا کرتے تھے کہ یہ فتویٰ میں اپنے اجتہاد و رائے سے دے رہا ہوں۔ (جامع بیان العلم ج ۲/ص ۵۱) سب لوگ ان کے فتویٰ کو بلا مطالبہ دلیل تسلیم کرتے تھے، یہی تقلید شخصی ہے۔

(۵۱)۔۔۔حضرت عمرؓ کو جب حضرت ابوبکرؓ نے محض اپنی رائے سے خلیفہ نامزد کر دیا اور سب لوگوں نے صدیق اکبرؓ کی تقلید شخصی میں اس کو منظور کر لیا۔

(۵۲)۔۔۔حضرت عمرؓ بھی اجتہاد و رائے سے فتویٰ دیتے تھے۔ (میزان شعرانی ج ۱/ص ۴۹) وہ بلا ذکرِ دلیل فتویٰ دیتے، لوگ بلا مطالبہ دلیل ان فتوؤں پر عمل کرتے، یہی تقلید شخصی ہے۔

(۵۳)۔۔۔حضرت عمرؓ اپنے مجتہد قاضیوں کو بھی حکم بھیجتے کہ رائے سے فتویٰ دو۔ (جامع بیان العلم ج ۲/ص ۵۶) وہ قاضی صاحبان بلا ذکرِ دلیل اپنی رائے سے فیصلے

صادر فرماتے اور سب لوگ بلا مطالبہ دلیل ان کو تسلیم کرتے، یہی تقلید شخصی ہے کیونکہ علاقہ کے لئے ایک ہی قاضی ہوتا تھا۔

تین طلاق:

(۵۴)...... حضرت عمرؓ نے ایک مجلس کی تین طلاقوں کے تین ہونے کا اعلان فرمایا جو غیر مقلدین کے نزدیک قرآن وحدیث کے خلاف ہے اور خدا کے حلال کو عمرؓ نے حرام کر دیا حالانکہ یہ کام یہودی احبار کا تھا نہ کہ خلیفہ راشد کا۔ اس کا جواب وضاحت سے دیں۔

(۵۵)...... جن مہاجرین وانصار نے بقول غیر مقلدین اس خلافِ قرآن وحدیث حکم کو تسلیم کرلیا یا سکوت کیا، ان کے بارے میں قرآن وحدیث کا کیا فیصلہ ہے؟

بیس رکعت تراویح:

(۵۶)...... دور فاروقی، دور عثمانی، دور مرتضوی میں مسجد نبوی ﷺ میں جو لوگ بیس تراویح پڑھتے تھے بقول غیر مقلدین یہ سنتِ نبوی کے مخالف تھے، ان کا کیا حکم ہے؟

(۵۷)...... ان تینوں زمانوں میں حضرت عائشہؓ بھی مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے ساتھ رہتی تھیں اور یہ حدیث بھی بیان فرمایا کرتی تھیں کہ جس نے دین میں بدعت نکالی وہ کام مردود ہے لیکن بیس تراویح والوں کو کبھی نہیں روکا اور آٹھ تراویح کی حدیث کو چھپایا۔

(۵۸)...... ان تینوں زمانوں میں حضرت جابرؓ بھی مدینہ منورہ میں ہی مقیم تھے جو بقول غیر مقلدین آٹھ تراویح کی حدیث جانتے تھے اور یہ حدیث روایت بھی کرتے تھے کہ شر الامور محدثاتھا مگر انہوں نے بیس رکعت تراویح کی بدعت کو بالکل

نہیں روکا۔

تقلید:

(۵۹)....... حضرت عثمانؓ جب خلیفہ بنے تو اس شرط پر بنے کہ میں کتاب وسنت کے ساتھ طریقہ صدیق ؓ و فاروق ؓ کی بھی تابعداری کروں گا، اسی کا نام تقلید ہے۔

تقلید شخصی:

(۶۰)....... حضرت عثمانؓ نے جمعہ کی نماز کے لئے ایک اذان زائد فرمائی جس کا ثبوت نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں، محض رائے سے ہے۔ سب مہاجرین و انصار نے بلا مطالبہ دلیل اس کو قبول فرما لیا اور ساری اسلامی دنیا میں اس پر عمل جاری ہو گیا۔ یہی تقلید شخصی ہے۔

(۶۱)....... آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں شراب کے لئے کوئی حد مقرر نہ تھی۔ حضرت عمرؓ نے ۸۰ کوڑے حد مقرر فرما دی، ساری امت نے اس کو قبول کر لیا۔ یہی تقلید شخصی ہے۔

(۶۲)....... آنحضرت ﷺ نے خاص نماز تراویح کے بارے میں حکم دیا تھا کہ گھر میں پڑھا کرو۔ حضرت عمرؓ نے اس کے خلاف مسجد میں پڑھنے کا حکم دیا، سب امت نے اس کو قبول کر لیا، یہی تقلیدِ شخصی ہے

(۶۳)....... آنحضرت ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ عورتوں کو مسجد میں آنے سے نہ روکو مگر حضرت عمرؓ اور حضرت عائشہؓ نے روک دیا، آج ساری امت کا عمل اسی پر ہے، یہی تقلیدِ شخصی ہے۔

(۶۴)....... آنحضرت ﷺ، صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ کے زمانوں میں قرآن

پاک سات لغات پر پڑھا جاتا تھا۔ حضرت عثمانؓ نے لغت قریش کے علاوہ سب قراء توں کو ممنوع قرار دے دیا اور ساری امت نے ان کی تقلید میں بلا مطالبہ دلیل اس کو قبول کرلیا، یہی تقلید شخصی ہے۔

(۶۵)....... حضرت علیؓ کے بہت سے فتاویٰ بلا ذکر دلیل کتب حدیث میں موجود ہیں۔ لوگ ان پر بلا مطالبہ دلیل عمل کرتے تھے، اسی کا نام تقلید شخصی ہے۔

(۶۶)....... مکہ مکرمہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا فتویٰ چلتا تھا۔ آپ کا فتویٰ دینے کا معمول یہ تھا کہ کتاب وسنت کے بعد حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ کے اقوال پر فتویٰ دیتے، ان سے بھی مسئلہ نہ ملتا تو اپنی رائے سے فتویٰ دیتے۔ (دارمی ج۱/ص۵۹، حاکم ج۱/ص ۳۴۰، بیہقی ج ۱۰/ص۱۱۵، جامع بیان العلم ج ۲/ص ۵۷) مصنف عبدالرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ میں سینکڑوں فتاویٰ ان کے بلا ذکر دلیل موجود ہیں اور اہل مکہ بلا مطالبہ دلیل ان پر عمل کرتے تھے، اسی کا نام تقلید شخصی ہے۔

(۶۷)....... مدینہ منورہ میں حضرت زید بن ثابتؓ کی تقلید شخصی ہوتی تھی۔ ان کے فتویٰ دینے کا معمول تھا کہ فتویٰ کے وقت فرماتے انما اقول برأی. (جامع بیان العلم ج ۲/ص ۵۸) سب اہل مدینہ بلا مطالبہ دلیل ان فتوؤں پر عمل کرتے۔ اسی کا نام تقلید شخصی ہے۔

(۶۸)....... وہ تقلید شخصی میں اتنے پختہ تھے کہ حضرت ابن عباسؓ کو صاف فرمادیا کہ زید کے خلاف ہم آپ کے قول کو قبول نہیں کریں گے۔ (بخاری ج۱/ص ۲۳۷، عمدۃ القاری ج۴/ص ۷۷۴، فتح الباری ج ۳/ص ۴۶۳)

(۶۹)....... دارالعلم کوفہ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی تقلید شخصی ہوتی تھی۔ آپ ادلہ

اربعہ سے فتویٰ دیتے تھے۔ (نسائی ص ۲۶۴) اور اکثر فرماتے تھے۔ اقول فیہ برای (جامع بیان العلم ۲/ص ۵۸) آپ کے سینکڑوں فتاویٰ مصنف عبدالرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الآ ثار امام محمد، کتاب الآ ثار ابی یوسف میں بلا ذکر دلیل مذکور ہیں۔ لوگ بلا مطالبہ دلیل ان پر عمل کرتے تھے۔ اسی کا نام تقلید شخصی ہے۔

(۷۰)....... امام غزالیؒ فرماتے ہیں تقلید تو اجماع صحابہ سے ثابت ہے کیونکہ وہ عوام کو فتویٰ دیتے تھے اور عوام کو خود یہ حکم نہیں دیتے تھے کہ خود درجہ اجتہاد تک پہنچیں اور یہ بات ان کے علماء اور عوام کے تواتر سے مثل ضروریاتِ دین کے ثابت ہے۔
(المستصفی ج ۲/ ۳۸۵)

(۷۱)....... شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں پھر صحابہ مختلف شہروں میں پھیل گئے اور ایک ایک صحابی ایک ایک علاقے کا مقتداء بن گیا۔ (الانصاف ص ۳) گویا ہر شہر میں تقلید شخصی ہوتی تھی۔

الغرض عہدِ صحابہ میں تقلید شخصی بلانکیر جاری تھی اور ایک غیر مقلد کا نام بھی اس دور میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔

نوٹ: .... مسائل اجتہادیہ میں ایک مجتہد ہوتا ہے جو خدا اور رسولؐ کے مخفی حکم کو ظاہر کرتا ہے، باقی مقلد جو خدا و رسول کے اس مخفی حکم پر مجتہد کی رہنمائی میں عمل کرتے ہیں اور غیر مقلد اسے کہتے ہیں جو نہ خود اجتہاد کا اہل ہو، نہ مجتہد کی تقلید کرے جیسے نماز باجماعت میں ایک امام ہے اور باقی مقتدی اور جو نہ امام ہو، نہ اقتداء کرے بلکہ جماعت والوں سے لڑے وہ غیر مقلد ہے یا جیسے ملک میں ایک حاکم ہوتا ہے باقی رعایا اور غیر مقلد مثل باغی کے ہوتا ہے۔

(۷۲)...... شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں: تابعین کے زمانے میں ایک ایک عالم کا ایک مذہب قائم ہو گیا اور ہر شہر والے اپنے امام کے مذہب پر عمل کرتے تھے۔ (الانصاف ص۶) یہی تقلیدِ شخصی ہے۔

(۷۳)...... دور تابعین میں حرمین شریفین میں حضرت عطاء بن ابی رباح، یمن میں طاؤس بن کیسان، مصر میں یزید بن ابی حبیب، شام میں مکحول، عراق میں میمون بن مہران، خراسان میں ضحاک بن مزاحم، بصرہ میں حسن بصری اور کوفہ میں امام ابراہیم نخعیؒ کی تقلید شخصی ہوتی تھی۔ (مناقب موفق ج۱/ص ۸، معرفۃ علوم الحدیث ص ۱۹۸) ان مفتی صاحبان کے سینکڑوں فتاویٰ مصنف عبدالرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الآثار میں بلا ذکر دلیل موجود ہیں اور لوگ ان پر بلا مطالبہ دلیل عمل کرتے تھے، اسی کا نام تقلید شخصی ہے۔

(۷۴)...... شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں: جب صحابہ و تابعین کے مذاہب میں اختلاف ہوتا تو ہر عالم کے نزدیک اس کے اپنے شہر کا مذہب مختار قرار پاتا۔ (الانصاف ص۷) یہی تقلید شخصی ہے۔

(۷۵)...... علامہ آمدی فرماتے ہیں: تقلید پر اجماع ہونے کی دلیل یہ ہے کہ صحابہ و تابعین کے زمانہ میں عوام علماء سے مسائل پوچھتے اور وہ دلیل کا اشارہ کئے بغیر مسئلہ بتاتے اور عوام بلا مطالبہ دلیل اس پر عمل کرتے۔ اس طریق پر کسی نے اس زمانہ میں انکار نہ کیا۔ ثابت ہوا کہ اس زمانہ میں اس پر اجماع تھا۔ (الاحکام ج۳/۱۷۱)

(۷۶)...... شیخ عزالدین بن سلام فرماتے ہیں: زمانہ صحابہ سے لے کر مذاہب اربعہ کی تدوین تک تقلید جاری رہی اور کسی نے اس پر انکار نہ کیا۔ (عقد الجید ص ۳۶)

(۷۷)....... شاہ ولی اللہ ؒ فرماتے ہیں ”تقلید کا انکار کون کر سکتا ہے جبکہ زمانہ نبوت سے لے کر آج تک فتویٰ لینے دینے کا عمل جاری ہے اور اس میں کوئی فرق نہیں کہ عامی سب مسائل ایک سے ہی پوچھے یا کوئی کسی سے، کوئی کسی سے“۔ (عقد الجید ص ۳۹)

(۷۸)....... ثابت ہوا کہ پورے خیر القرون میں ایک بھی شخص غیر مقلد نہ تھا۔ یا مجتہدین تھے یا مقلدین۔ اگر ہمت ہے تو ایک ہی ایسے شخص کا نام پیش کرو جو نہ مجتہد ہو نہ مقلد بلکہ غیر مقلد ہو۔

(۷۹)....... امام بشر بن ولید فرماتے ہیں کہ ہم مکہ کے محدث امام سفیان بن عیینہ کے پاس تھے کہ ایک مشکل مسئلہ پیش آیا۔ امام سفیان نے پوچھا کیا مجلس میں امام ابوحنیفہؒ کے ساتھیوں میں سے کوئی ہے؟ کہا گیا کہ بشر ہیں۔ فرمایا: جواب دو۔ انہوں نے جواب دیا تو فرمایا کہ فقہاء کی بات کو تسلیم کرنا ہی دین میں سلامتی ہے۔

(الجواہر المضیۃ ج ۱/۱۶)

(۸۰)....... امام اللیث بن سعد مصری نے پہلا حج ۱۱۳ھ میں فرمایا۔ فرماتے ہیں کہ سب لوگ مکہ مکرمہ میں ابوحنیفہؒ سے فتویٰ پوچھ رہے تھے اور ٹوٹے پڑ رہے تھے۔ (مناقب ذہبی ص ۲۲)

(۸۱)....... ائمہ اربعہ میں سے سب سے پہلے مذہب امام ابوحنیفہؒ کا مدون ہوا۔ اس کو اتنی مقبولیت نصیب ہوئی کہ امام سفیان بن عیینہ محدث مکہ مکرمہ فرماتے ہیں ابوحنیفہؒ کا مذہب کوفہ سے چلا اور آفاق تک پھیل گیا۔ (مناقب ذہبی ص ۲۰)

نوٹ: امام سفیان کی پیدائش ۹۱ھ اور وفات ۱۹۸ھ ہے۔

(۸۲)....... امام الجرح والتعدیل امام یحییٰ بن معین کی پیدائش ۱۵۸ھ میں ہے، فرمایا

کرتے تھے میں نے لوگوں کو فقہ حنفی پر ہی عمل کرتے پایا ہے۔ (الخیرات الحسان ص ۳۱)
اگر آپ کی یاداشت سات سال کی عمر سے مانی جائے تو آپ نے ۱۶۵ھ سے لوگوں کو ہر جگہ فقہ حنفی پر جمع پایا ہے جبکہ خیر القرون ۲۲۰ھ تک ہے۔

(۸۳)....... ابن الندیم (۳۷۷ھ) فرماتے ہیں: العلم براً و بحراً شرقاً و غرباً بعداً و قرباً تدوینه رضی الله عنه. (الفہرست ص ۲۹۹) خشکی وتری، مشرق و مغرب، دور ونزدیک ہر جگہ علم دین آپ ہی کی تدوین سے پہنچا۔

(۸۴)....... دور تابعین میں لاکھوں کا مجمع حج پر ہوتا تھا۔ خلیفہ وقت سرکاری طور پر اعلان کرواتا کہ امام عطاء اور امام مجاہد کے علاوہ کوئی شخص فتویٰ نہ دے۔ (شذرات الذہب ج ۱/ ۱۴۸) ان دونوں حضرات کے ہزاروں فتاویٰ کتب حدیث میں بلا ذکر دلیل موجود ہیں اور لوگ بلا مطالبہ دلیل ان پر عمل کرتے تھے، (یہی تقلید شخصی ہے)

(۸۵)....... علامہ ابن خلدون (۸۰۸ھ) تحریر فرماتے ہیں: امام احمد بن حنبلؒ (۲۴۱ھ) کے بعد تمام شہروں میں تقلید کا دائرہ انہی چار مذاہب میں محصور و محدود ہوگیا اور دوسرے مذاہب کے مقلد مٹ مٹا گئے اور یہیں سے اختلاف طرق و مذاہب کا دروازہ بند ہوگیا اور اجتہاد کی راہ بھی مسدود ہوگئی کیونکہ اگر اجتہاد کا دروازہ پھر بھی کھلا رہتا تو سخت خطرہ تھا کہ نااہل بھی اجتہاد کا دعویٰ کر بیٹھیں اور مجتہد ہونے کا دم بھریں، اس لئے لوگوں نے انہی مجتہدین میں سے کسی کی تقلید کو جائز رکھا بلکہ یہاں تک روا نہ رکھا کہ ایک کی تقلید اختیار کرکے پھر کسی دوسرے امام کی تقلید کی جائے اور یوں دین کو ایک کھیل بنایا جائے۔ اب فقہ کا ماحصل یہی ہے کہ بیان کرنے کو تو سب آئمہ کے مذاہب بیان کئے جائیں لیکن ہر مقلد اقتداء صرف ایک ہی امام کی کرے اور تصحیح اصول

اور اتصال سند کا پورا پورا لحاظ رکھے اور اب اجتہاد کی راہ ایسی بند ہوئی کہ اگر آج کوئی اجتہاد کا دعویٰ لے کر اٹھے تو اس کے دعویٰ کو اس کے منہ پر مار دیا جائے اور کوئی اس کی تقلید کی طرف رخ نہ کرے۔ یہی وجہ ہے کہ سارے ممالک اسلامیہ میں اب انہی مذاہب اربعہ کا چلن ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے مقلدین آج عراق، ہند، چین، ماوراء النہر اور بلاد عجم میں بکثرت پھیلے ہوئے ہیں، ان کی کثرت کی وجہ دراصل یہ ہوئی کہ اول تو اس مذہب حنفی نے دارالاسلام عراق میں جنم لیا جس کو قدرتاً مقبولیت عامہ نصیب ہونی چاہئے تھی، پھر ان کے شاگردوں نے خلفائے عباسیہ کی صحبت میں رہ کر تالیفات کے تودے لگا دیئے اور شافعیوں کے ساتھ ان کے زبردست مناظرے رہے اور اختلافی مسائل میں اچھی اچھی بحثیں ان کے قلم سے نکلیں اور وہ علم میں منجھ گئے اور عمیق النظر بن گئے اور جو کچھ ان کی فضیلت اور برتری تھی وہ منظر عام پر آ گئی۔

(مقدمہ ابن خلدون ص ۴۶۹)

(۸۶)...... شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں: اس میں شک نہیں کہ ان چار مذاہب کی تقلید کے جائز ہونے پر اب تک امت کا اجماع ہے اس لئے کہ یہ مدوّن ہو کر تحریری صورت میں موجود ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ ج ۱/ص ۱۵۴)

(۸۷)...... نیز فرماتے ہیں: ان چاروں مذاہب کی تقلید کرنا سوادِ اعظم کی اتباع ہے (جس کا حکم خود رسول اللہ ﷺ نے دیا) اور ان سے باہر نکلنا سوادِ اعظم سے باہر نکلنا ہے (ایسے لوگوں کو نبی اکرم ﷺ نے دوزخی فرمایا ہے) (عقد الجید ص ۳۷)

(۸۸)...... علامہ ابن نجیم فرماتے ہیں: شیخ ابن ہمامؒ نے تحریر الاصول میں صراحت فرمائی ہے کہ اس پر اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ مذاہب اربعہ کے مخالف کسی مذہب پر عمل

جائز نہیں کیونکہ یہ چاروں مذاہب مدون ہو کر ساری دنیا میں پھیل چکے ہیں اور ان کے مقلدین بکثرت ہیں۔ (الاشباہ ج۱/۱۴۳)

(۸۹)....... علامہ مناوی شرح جامع الصغیر میں فرماتے ہیں آج کل ائمہ اربعہ کے علاوہ کسی امام کی تقلید جائز نہیں، نہ قاضی کے فیصلے میں، نہ مفتی کے فتوے میں۔ (نہایۃ المرادص۲۴)

(۹۰)....... علامہ السید طحطاوی شرح درمختار میں فرماتے ہیں: ائمہ اربعہ کی تقلید سے باہر نکلنے والا بدعتی اور دوزخی ہے۔

(۹۱)....... شارح صحیح مسلم علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ امام الحرمین نے ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک امام کی تقلیدِ شخصی کرنے پر اجماع نقل کیا ہے۔ (روضۃ الطالبین)

(۹۲)....... تقلیدِ شخصی پر امت کا اجماع ہونا ایک ایسی واضح حقیقت ہے کہ اسلام میں چار ہی قسم کی کتابیں ہیں، طبقات حنفیہ، طبقات مالکیہ، طبقات شافعیہ، طبقات حنابلہ۔ طبقات غیر مقلدین نامی کوئی کتاب اسلام میں نہیں لکھی گئی۔

(۹۳)....... علامہ عبدالقادر قرشی (۶۹۶ ھ) نے طبقات حنفیہ دو جلدوں میں تحریر فرمائی جس میں ساتویں صدی تک دو ہزار تین سو پچاس (۲۳۵۰) مشاہیر حنفیہ کا ذکر ہے جن میں محدثین، فقہاء، قضاۃ، مجاہدین، سلاطین اور اولیاء اللہ شامل ہیں۔ غیر مقلدین کوئی کتاب طبقاتِ غیر مقلدین نامی دکھائیں جس میں ساتویں صدی تک صرف سات ہی مشہور غیر مقلدین کا ذکر ہو۔

(۹۴)....... آپ کے عوام کسی دیوبندی یا بریلوی عالم سے مسئلہ نہیں پوچھتے بلکہ غیر مقلد جاہل سے مسئلہ پوچھتے ہیں، یہ تقلیدِ شخصی کی قسم ہے یا غیر شخصی کی؟

(۹۵)...... آپ کا اپنا نہ اصولِ حدیث نہ اصولِ فقہ۔ اب احناف کے مقابلہ میں خاص شوافع کے اصول کو ماننا تقلیدِ شخصی ہے یا نہیں؟

(۹۶)...... احناف کی جمع کردہ کتب حدیث کو ماننے سے انکار کرنا اور شوافع کی جمع کردہ احادیث کو ماننا تقلیدِ شخصی کا اثر ہے یا غیر شخصی کا؟

(۹۷)...... مذہب حنفی میں اکثر مسائل میں فتویٰ امام اعظمؒ کے قول پر ہے، بعض میں صاحبینؒ کے قول پر، بعض میں زفرؒ وحسنؒ کے قول پر۔ اس کو تقلید مطلق کہا جائے گا یا تقلید شخصی؟

(۹۸)...... احادیث کی صحت وضعف کے بارے میں اپنے فرقہ کے متعصب مولوی پر اعتماد کرنا اور حنفی محدثین پر اعتماد نہ کرنا تقلیدِ شخصی کا اثر ہے یا تقلید مطلق کا؟

(۹۹)...... یہودی جو اپنے احبار و رہبان کی تقلید کرتے تھے یا مشرکین جو اپنے باپ دادوں کی تقلید کرتے تھے وہ اعتقادیات میں کرتے تھے یا اجتہادیات میں؟ ان احبار و رہبان اور آباء کا مجتہد ہونا قرآن وحدیث سے ثابت کریں؟

(۱۰۰)...... یہ لوگ تقلیدِ مطلق کرتے تھے یا تقلید شخصی؟ قرآن وحدیث سے واضح کریں؟

(۱۰۱)...... اگر تقلیدِ شخصی کرتے تھے تو اپنے مجتہدین کی طرف نسبت کر کے کیا کیا لقب رکھتے تھے، وہ قرآن وحدیث سے دکھائیں۔

تقلید کیا ہے؟

(۱۰۲)...... ایک دن ایک غیر مقلد کہنے لگا کہ مسئلہ تقلید کیا ہے؟ میں نے کہا کہ ہم حضرت امام اعظمؒ کے مقلد ہیں، اپنے امام سے پوچھ کر بتا دیتا ہوں۔ ہمارے امام

صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میں سب سے پہلے مسئلہ کتاب اللہ شریف سے لیتا ہوں۔ اب فرمائیں کہ کسی ماہر قرآن کی رہنمائی میں قرآن پر عمل کرنا کفر ہے یا حرام یا بدعت، کوئی آیت یا حدیث پیش فرمائیں۔ اس نے کہا: یہ تقلید تو بالکل جائز بلکہ ضروری ہے۔ میں نے کہا: الحمدللہ آپ ایک چوتھائی مقلد ہو گئے ہیں۔ پھر میں نے کہا کہ ہمارے امام صاحبؒ فرماتے ہیں دوسرے نمبر پر میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ لیتا ہوں۔ اب آپ ہی فرمائیں کہ دوسرے نمبر پر ماہرِ سنت کی راہنمائی میں سنتِ رسول ﷺ پر عمل کر لینے سے آدمی کتنا گنہگار ہوتا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ تو ثواب بلکہ ضروری ہے۔ میں نے کہا کہ آپ نصف مقلد ہو گئے۔ پھر میں نے کہا کہ ہمارے امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اگر مسئلہ کتاب و سنت سے نہ ملے تو میں دیکھتا ہوں کہ صحابہ نے اس بارے میں کیا ارشاد فرمایا ہے، اگر اس میں صحابہ کا اجماع ہو گیا ہو تو اس میں اسے قبول کر لیتا ہوں اور اگر اختلاف ہو تو جس طرف خلفائے راشدین ہوں اس مسئلہ پر عمل کرتا ہوں۔ اب آپ ہی فرمائیں کہ اگر مسئلہ کتاب و سنت سے نہ ملے تو صحابہ کرام وخلفائے راشدینؓ کے طریق کو اختیار کرنا کتنا بڑا گناہ ہے؟ وہ کہنے لگا کہ یہ گناہ کیسے؟ یہ تو ضروری ہے۔ میں نے کہا کہ الحمدللہ آپ تین چوتھائی مقلد ہو گئے ہیں۔ پھر میں نے کہا کہ ہمارے امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اگر مسئلہ کتاب اللہ، سنت رسولؐ ﷺ اور صحابہ سے نہ ملے تو میں اجتہاد کے ذریعہ سے کتاب وسنت کے پوشیدہ حکم کو تلاش کر کے ظاہر کرتا ہوں اور ہم لوگ امام صاحبؒ کی راہنمائی میں کتاب وسنت کے اس حکم پر عمل کرتے ہیں، اس میں کیا گناہ ہے؟ وہ کہنے لگا کہ یہ تو ضروری ہے۔ میں نے کہا الحمدللہ آپ تو پورے مقلد ہو گئے ہیں۔ (میزان شعرانی بتغیر)

(۱۰۳)...... ایک دن ایک غیر مقلد کہنے لگا کہ تقلید کی ضرورت کیا ہے؟ میں نے کہا کہ فروعی مسائل دو قسم کے ہیں ایک منصوص اور دوسرے غیر منصوص پھر منصوص دو قسم

کے ہیں، متعارض اور غیر متعارض۔ پھر غیر متعارض دو قسم کے ہیں، محکم اور محتمل۔

(۱) جو مسئلہ منصوص بھی ہو، غیر متعارض بھی ہو، محکم بھی ہو اس میں نہ اجتہاد کی گنجائش ہے اور نہ تقلید کی۔ مثلاً پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرنا، سحری، افطاری وغیرہ۔

(۲) جو مسائل غیر منصوص ہوں ان کے بارے میں ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ اگرچہ صاف الفاظ میں کتاب وسنت میں مذکور نہیں مگر اس کی تہہ میں مستور ہیں، کسی علت میں لپٹے ہوئے ہیں۔ ایسے مسائل میں مجتہد ان مستور احکام کو ظاہر کرتا ہے اور مقلد اس کی راہنمائی میں کتاب یا سنت کے اس پوشیدہ حکم پر عمل کرتا ہے۔ کیا آپ کوئی آیت حدیث پیش کر سکتے ہیں کہ غیر منصوص مسائل کے احکام کو تلاش کرنا ماہر کے لئے حرام ہے یا ان پر عمل کرنا مقلد کے لئے حرام ہے۔

(۳) جو مسائل منصوص تو ہیں مگر متعارض ہیں مجتہد قواعد شرعیہ کے موافق رفعِ تعارض کر کے راجح نص پر عمل کرتا ہے اور مقلد بھی اس کی راہنمائی میں راجح نص پر ہی عمل کرتا ہے۔ اب کوئی آیت یا حدیث ایسی پیش فرمائیں کہ متعارضات میں رفعِ تعارض حرام یا کفر ہے یا راجح نص پر عمل کرنا حرام یا کفر یا بدعت ہے۔

(۴) اگر کوئی مسئلہ منصوص بھی ہے، غیر متعارض بھی ہے لیکن اس کے معنی میں چند احتمال ہیں یا درجہ میں چند احتمال ہیں کہ یہ فعل فرض ہے یا واجب ہے یا سنت یا مستحب یا مباح یا مکروہ یا حرام یا مخصوص یا منسوخ وغیرہ تو مجتہد رفع احتمال کر کے نص کے راجح پہلو پر عمل کرتا ہے اور مقلد بھی مجتہد کی راہنمائی میں نص کے اس راجح پہلو پر ہی عمل کرتا ہے۔ کیا کسی آیت یا حدیث میں ہے کہ محتملات میں رفع احتمال یا نص کے راجح پہلو پر عمل کرنا کفر یا شرک یا حرام یا بدعت ہے۔

الغرض اجتہاد و تقلید کا مقصد وحید صرف اور صرف کتاب وسنت پر عمل ہے۔

غیر مقلدین کا کارنامہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین
وعلیٰ آلہ المقربین واصحابہ المکرمین. امابعد:

اللہ تعالیٰ کا شکر کس زبان سے ادا کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اشرف المخلوقات انسانوں میں پیدا فرمایا، پھر اپنی رحمت خاصہ سے ہم کو دین اسلام کی راہنمائی فرمائی اور اپنے فضل وکرم سے فرقہ ناجیہ اہل السنۃ والجماعۃ کا پابند بنایا۔ ہمیں سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنایا جن کا دین کامل اور نبوت عالمگیر ہے اور ہمیں امام اعظم ابوحنیفہؒ کی تقلید کی رہنمائی فرمادی جنہوں نے اس کامل دین کی مکمل تعبیر وتشریح فرمائی اور جن کے مقلدین کے وسیلہ سے دین چار دانگ عالم میں پھیلا۔ مکرم ناظرین! یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ آنحضرت ﷺ کا قرآن اور آپ کی سنت خصوصاً نماز کا طریقہ تواتر کے ساتھ سورج کی روشنی کی طرح امت میں پھیلا۔ ہمارے ملک پاک و ہند کو اہل السنۃ والجماعۃ احناف نے ہی فتح کر کے اسلامی حکومت میں شامل کیا اور صدیوں تک اس ملک میں اسلامی قانون بشکل فقہ حنفی نافذ رہا۔ اس ملک میں کتاب وسنت کی اشاعت کا سہرا احناف ہی کے سر رہا۔ اسلامی نماز سے اس

ملک کو احناف نے ہی روشناس کرایا۔

لیکن جب انگریز کے منحوس قدم یہاں آئے تو وہ یورپ سے ذہنی آوارگی، مادر پدر آزادی اور دینی بے راہ روی کی سوغات ساتھ لائے۔ مذہبی آزادی اور مذہبی تحقیق کے خوش نما اور دلفریب عنوانوں سے مسلمانوں میں افتراق کی مہم شروع کی گئی، تحقیق اور ریسرچ کے نام سے متواتر قرآن پاک کے بارے میں شبہات ڈالے گئے۔ متروک اور شاذ قرآتوں کو متواتر قرآن سے ٹکرا دیا گیا۔ انگریز کے زیر سایہ پادریوں نے اس مہم کا آغاز کیا اور روافض نے اس کو کمال تک پہنچا دیا۔ رسول اقدس ﷺ کی متواتر سنت کے خلاف پادری فانڈر نے میزان الحق میں اور پھر پادری عمادالدین نے جو آواز تحقیق الایمان میں اٹھائی اس کو سرسید احمد خان غیر مقلد لے اڑے، پھر اسلم جیراجپوری سابق غیر مقلد اور غلام احمد پرویز سابق غیر مقلد نے اس تحریک کو پروان چڑھایا۔ قرآن وسنت پر حملوں کے بعد اب فقہ اسلامی کی باری تھی، جس کے ذریعہ احکام نبوی ﷺ عموماً اور نماز نبوی ﷺ خصوصاً تواتر عملی کے ساتھ امت میں پھیلی ہوئی تھی۔ یہ نماز جس طرح ایک بہت بڑی روحانی عبادت ہے اسی طرح مسلمانوں میں اتحاد و یک جہتی کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ مسلمان نماز کیلئے پانچ وقت مسجد میں جمع ہوتے ہیں۔ افتراق پسند حکومت برطانیہ کو جس کی پالیسی ہی یہ تھی کہ لڑاؤ اور حکومت کرو، مسلمانوں کا یہ اتحاد کیسے پسند آتا۔ آخر ایک فرقہ ایسا پیدا کیا گیا جو اس متواتر نماز کو غلط کہے، نمازیوں کے دلوں میں شبہات پیدا کرے، متروک، شاذ اور مرجوح روایات کو متواتر نماز سے ٹکرا دے اور جو حشر پادری فانڈر نے قرآن کا کیا تھا وہی حشر نماز کا ہو جائے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں حکومت برطانیہ نے وکیل اہلحدیث ہند کو جاگیر دی۔

آپ نے ایک رسالہ جہاد کے خلاف لکھا جس کا نام الاقتصاد فی مسائل الجہاد ہے اور رسائل اہلحدیث جلد اول میں چھپ چکا ہے۔ اس میں سارا زور اس بات پر لگایا گیا کہ انگریز کے خلاف جہاد حرام ہے اور ایک اشتہار اہل سنت کی متواتر نماز کے خلاف شائع کیا اور اس متواتر نماز کو غلط قرار دیا اور شہر شہر گاؤں گاؤں تقسیم کر کے ہر مسجد کو میدان جنگ بنا دیا۔ اس فرقہ کی کارکردگی کا خلاصہ دو ہی کام تھے۔ انگریز کے خلاف جہاد حرام اور مسلمانوں کی مساجد میں فساد فرض۔



غیر مقلدین کی سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے واضح دشمنی



نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم. اَمَّابَعْد :

مکرمی! السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مزاج گرامی! آپ کا خط اور انجمن اہلحدیث پاکستان کا جاری کردہ ہینڈ بل 15/10/1990 کو پڑھا۔ آپ نے تحریر فرمایا کہ یہ ہینڈ بل پڑھ کر ذہن پریشان ہے، پریشان کیوں نہ ہو، اس ملک میں مسلمانوں کی 98 فیصد آبادی اہل سنت والجماعت حنفی ہے۔ ہینڈ بل میں جو مسائل درج ہیں آپ نے عمر بھر بھی کسی حنفی کو ان پر عمل کرتے نہیں دیکھا، نہ کسی حنفی عالم نے احناف کو ان پر عمل کرنے کی دعوت دی، یہ دعوت نام نہاد اہلحدیث کی طرف سے ہے۔ ہم اہل السنۃ والجماعۃ جس فقہ کو مانتے ہیں اس کی بنیاد بالترتیب کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ، اجماع امت، قیاس مجتہد ہے۔ فقہ کو ماننے کا حکم قرآن پاک (التوبہ آیت: ۱۲۲) اور احادیث متواترہ میں ہے، غیر مقلدین اگر ایک آیت یا ایک صحیح حدیث پیش کر دیں کہ فقہ کو نہ مانو تو ہم فقہ کو ماننا بھی چھوڑ دیں گے۔ اور ان کو فی آیت اور فی حدیث ایک روپیہ انعام بھی دیں گے۔ فقہ

کے مخالف کا شیطان اور منافق ہونا تو حدیث میں ہے۔ (ترمذی) لیکن منکر فقہ کو حضور ﷺ نے کبھی اہلحدیث نہ فرمایا۔ اگر ایک حدیث پیش کر دیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہو کہ منکر فقہ کو اہلحدیث کہنا تو ہم تم کو اہلحدیث بھی کہیں گے اور ہزار روپیہ انعام بھی دیں گے۔ اسی طرح غیر مقلدین اجماع کے منکر ہیں جبکہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث سے اجماع کے مخالف کا جہنمی ہونا ثابت ہے۔ (مشکوٰۃ) آپ ایک حدیث پیش کر دیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہو کہ منکر اجماع کو اہلحدیث کہا، ہم آپ کو اہلحدیث بھی کہیں گے اور ایک ہزار روپیہ انعام بھی دیں گے۔ اسی طرح ایک حدیث ایسی پیش کریں کہ آپ ﷺ نے منکر اجتہاد کو اہلحدیث کہا ہو بلکہ ہمارا چیلنج ہے کہ انگریز کے دور سے پہلے کسی جاہل منکر فقہ، منکر اجماع امت، منکر اجتہاد وتقلید کو اہلحدیث کہا گیا ہوتو ہم فی حوالہ ایک ہزار روپیہ انعام دیں گے۔ دیدہ باید

یہ عوام کے سامنے قرآن حدیث کا نام لیتے ہیں مگر قرآن پاک سے ان کے حصہ میں متشابہات آئی ہیں اور حدیث سے متعارضات۔ قرآن پاک میں جتنی آیات کفار کے بارہ میں ہیں وہ ائمہ دین اور مقلدین پر چسپاں کرتے ہیں جیسا کہ اس ہینڈ بل میں بھی کیا گیا ہے۔ اب ان مسائل کی طرف آیئے جو اس ہینڈ بل میں درج ہیں۔

سنت نبوی کا طریقہ:

(۱)...... وضو: بہشتی زیور میں وضو کا مکمل با ترتیب طریقہ درج ہے، جس میں فرائض، سنن، مستحبات سب ہیں۔ یہ وضو کا کامل طریقہ ہے، تمام دنیا میں حنفی اسی کامل طریقہ سے وضو کرتے ہیں۔ یہ طریقہ کتب فقہ وحدیث میں بھی تواتر کے ساتھ ثابت ہے اور عملاً بھی ہر جگہ اسی طرح وضو کرتے ہیں۔ اس کے بعد بے ترتیب وضو کے بارے میں

فرمایا کہ بے ترتیب وضو سنت کے موافق وضو نہیں ہوتا اور اس میں گناہ کا خوف ہے۔ (ج ۱/ص ۴۶) اور یہ بھی لکھا ہے کہ سنت کو بلا عذر چھوڑنے والا اور اس کی عادت کرنے والا فاسق اور گنہگار ہے اور نبی ﷺ کی شفاعت سے محروم رہے گا۔ (بہشتی گوہر ص ۲) اسی لئے حنفی سنت کے مطابق ہمیشہ وضو کرتے ہیں لیکن یہ غیر مقلد سنت نبوی کا دشمن خلاف سنت وضو کرنے کی دعوت دے رہا ہے۔ رہا یہ کہ اس ناقص خلاف سنت وضو کے ساتھ جائز کا لفظ کیونکہ لکھا تو بے ترتیب وضو کی حدیث، حدیث کی کتاب مصنف ابن ابی شیبہ (۲۳۵ھ)، ابوداؤد (۲۷۵ھ) دار قطنی (۳۸۵ھ) نے نقل کی ہے۔ اب اس ہینڈ بل والے کو پہلے اعتراض حضور ﷺ پر کرنا چاہئے تھا پھر ان حدیث کی کتابوں پر تا کہ کام بھی بڑا ہوتا اور نام بھی بڑا ہوتا۔ احناف نے سب حدیثوں کو مانا جس طریقہ پر مواظبت ثابت ہوئی اسے سنت کہا اور جو خلاف عادت ایک آدھ مرتبہ ہوا اسے جائز کہا مگر عادت بنانے کو خلاف سنت کہا اور عمل حضور پاک ﷺ کی عادت کی طرح ہمیشہ مطابق سنت کرتے ہیں اور یہ سنت کا دشمن سنت نبی کو مٹانے کی دعوت دیتا ہے۔ افسوس کہ نام اہلحدیث اور کام سنتوں کو مٹانا، ہاتھی کے دانت کھانے اور دکھانے کے اور۔

ایک ہزار روپیہ انعام:

(۲)...... **دوسرا مسئلہ:** آنحضرت ﷺ کے فرمان کا خلاصہ یہ ہے کہ دیوانہ جب تک ہوش میں نہ آئے، سویا ہوا جب تک بیدار نہ ہو، بچہ جب تک بالغ نہ ہو اس پر کچھ لازم نہیں ہوتا۔ (ابوداؤد) اس لئے فقہاء نے یہ مسئلہ لکھا چھوٹی لڑکی سے اگر کسی مرد نے صحبت کی جو ابھی جوان نہیں ہوئی تو اس پر غسل واجب نہیں لیکن عادت ڈالنے کے لئے اسے غسل کرانا چاہئے۔ (ج ۱/ص ۷۵) بعینہ یہی مسئلہ غیر مقلدین کی کتاب نزل الابرار

ج ا/ص ۲۳ پر بھی ہے بلکہ اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ بعض صحابہ اور ہمارے بعض اصحاب اہلحدیث اور امام بخاریؒ تو یہ فرماتے ہیں کہ اس جوان مرد پر بھی بغیر انزال کے غسل لازم نہیں، یہ پاکستان کے اہلحدیث کے لئے سردیوں کا انمول تحفہ ہے۔ اہلحدیث کا فرض ہے کہ فقہ کے مسئلہ کو غلط ثابت کرنے کے لئے ایک صحیح صریح غیر معارض حدیث لائیں کہ نابالغ پر بھی غسل فرض ہے، ہم اپنے مسئلہ کو غلط بھی مان لیں گے اور ان کو ایک ہزار روپیہ انعام بھی دیں گے۔

(۳)...... **تیسرا مسئلہ:** ناپاک چیز دو طرح کی ہوتی ہے۔ نجس العین جو خود ناپاک ہی ہو جیسے پیشاب، پاخانہ ان کو خواہ کتنا دھولو یہ پاک نہیں ہو سکتے، دوسرے ناپاک کپڑا اس کو دھونے سے پاک ہو جاتا ہے۔ اسی طرح خنزیر کی کھال کے علاوہ جانوروں کی کھال بنانے (دباغت) سے پاک ہو جاتی ہے۔ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے: **ایما اھاب دبغ فقد طھر** معلوم ہوا کہ کھال ناپاک کپڑے کی طرح پاکی کو قبول کر کے پاک ہو جاتی ہے۔ ادھر قرآن پاک میں **اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ** میں ذبح کو ذکات اور پاکی کا ذریعہ قرار دیا ہے، اس لئے احناف کہتے ہیں کہ ذبح سے بھی کھال پاک ہو جاتی ہے۔ اسی لئے بہشتی زیور میں یہ مسئلہ ہے کہ کتا، بندر، بلی، شیر وغیرہ جن کی کھال بنانے سے پاک ہو جاتی ہے، بسم اللہ کہہ کر ذبح کرنے سے بھی پاک ہو جاتی ہے، چاہے بنائی ہوئی ہو چاہے بے بنائی البتہ ذبح کرنے سے ان کا گوشت پاک نہیں ہوتا اور اس کا کھانا درست نہیں۔ (ج ا/ص ٦١) اور خود ان کی کتاب میں بھی کھال کے بارے میں بعینہٖ یہی مسئلہ لکھا ہے: **و مایطھر بالدباغۃ یطھر بالذکوۃ**۔ (نزل الابرار ج ا/ص ۳۰) یعنی جو کھال دباغت سے پاک ہوتی ہے وہ ذبح سے بھی پاک ہو جاتی ہے بلکہ یہ بھی لکھا ہے

کہ خنزیر کے علاوہ (کتا، بندر، بلی، چیتا، ریچھ، شیر) کا گوشت بھی ذبح سے پاک ہو جاتا ہے۔ (نزل الابرار ج۱/ص۳۰) لیجئے ان کے گوشت کی دکانیں کھول کر جماعت کی دعوت کیجئے۔

فقہاء احناف کو گالیاں:

(۴)...... چوتھا مسئلہ: یہ نجاست کے ساتھ نماز پڑھنے کے بارے میں ہے۔ انجمن اہلحدیث پاکستان کا دعویٰ ہے کہ ہم لوگوں کو شخصی فقہوں سے ہٹا کر خالص خدا و رسول کی طرف آنے کی دعوت دیتے ہیں، واقعی کسی کو غلطی سے ہٹا کر سیدھی راہ پر لگانا بہت بڑی نیکی ہے لیکن اس نیکی کو چھپانا تو بہت بڑا گناہ ہے، انہوں نے فقہ حنفی کی کیا غلطیاں نکالیں۔

فقہ حنفی میں (۱) خنزیر، (۲) خمر، (۳) منی، (۴) خون، (۵) مردار، (۶) حلال و حرام جانوروں کا گوبر، (۷) حرام جانوروں کا پیشاب، (۸) کتے، خنزیر وغیرہ درندوں کا جھوٹا، (۹) دودھ پیتے بچے کا پیشاب، پاخانہ، (۱۰) منہ بھر قے یہ سب نجاست غلیظہ تھیں غیر مقلدین نے ان سب کو پاک قرار دے دیا۔ (نزل الابرار صفحہ ۴۵، ۵۰، کنز الحقائق ص ۱۶، ۱۷، بدور الاہلہ ص ۱۵، ۱۶) گویا غیر مقلد اگر خنزیر کے جھوٹے سے وضو کر لے، کتے کے جھوٹے سے کپڑے دھولے، شراب، منی، خون، بچوں کے پیشاب، پاخانہ سے بدن اور کپڑوں کو لت پت کر کے خنزیر پر سوار ہو جائے اور **واللہ یحب المتطھرین** کا ورد کرے تو عین فقہ نبوی کا عامل ہے، فقہ حنفی کی مخالفت کا اجر و ثواب بھی ضائع نہ ہوا۔ حنفی کہتے رہیں کہ تم نے نبی اقدس ﷺ پر جھوٹ بولے ہیں، ان کی طرف ایسی گندی باتیں منسوب کی ہیں کہ کسی سکھ نے بھی اپنے گرو کی طرف منسوب نہ کی ہوں گی۔ تو

صرف مسلک اہلحدیث زندہ باد کے نعروں سے اس آواز کو دبانے کی کوشش کی جاتی ہے، حنفی جب کہتے ہیں کہ ان دس چیزوں کے پاک ہونے کی ایک ایک صحیح صریح، غیر معارض حدیث سنا دو تو اس کے جواب میں فقہاء احناف کو گالیاں دینا شروع کر دیتے ہیں۔ نماز کی جگہ پاخانے سے لیپی ہو، تمام بدن پر حیض کا خون اور پیشاب ملا ہو تو نماز حدیث کے عین مطابق۔

اس طرح فقہ حنفی میں نمازی کے بدن کا پاک ہونا شرط تھا، انہوں نے کہا، پس مصلی بانجاست بدن آثم ست نمازش باطل نیست۔ (ص ۳۸) کہ نجس بدن کے ساتھ نماز پڑھنے والا گنہگار ہے مگر اس کی نماز باطل نہیں۔ فقہ حنفی میں نمازی کے کپڑوں کا پاک ہونا شرط ہے۔ ان لوگوں نے فقہ نبوی کے نام سے یوں لکھا ہر کہ در جامہ ناپاک نماز گذارد نمازش صحیح باشد۔ (عرف الجادی صفحہ ۲۲) یعنی گندے کپڑوں میں نماز صحیح ہے۔ فقہ حنفی میں نماز پڑھنے کی جگہ کا پاک ہونا شرط تھا، انہوں نے فقہ الحدیث کے نام سے یہ لکھا کہ طہارت مکان واجب ست نہ شرط صحت نماز کہ نماز کے لئے جگہ کا پاک ہونا شرط نہیں۔ (بدور الاہلہ صفحہ ۲۱) فقہ حنفی میں نمازی کو ستر کا چھپانا شرط تھا مگر فقہ الحدیث ہے ''ہر کہ در نماز عورتش نمایاں شد نمازش صحیح باشد۔ (عرف الجادی صفحہ ۲۲) کہ نماز میں شرم گاہ ننگی رہے تو نماز صحیح ہے۔ نیز نواب صدیق حسن صاحب نے لکھا ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ عورت اگر اکیلی ہو اور ننگی ہو کر پڑھے یا چند عورتیں اکٹھی ننگی ہو کر نماز پڑھیں یا میاں بیوں اکٹھے ننگے نماز پڑھیں یا بہن بھائی اور باپ بیٹی اکٹھے ننگے نماز پڑھیں تو ان کی نماز صحیح نہیں ہوتی ہم ان مسائل کو ہرگز تسلیم نہیں کرتے۔

(بدور الاہلہ ص ۳۹)

فقہ حنفی میں یہ تھا کہ نماز وقت سے پہلے ادا نہیں ہوسکتی مگر فقہ الحدیث میں ہے کہ اگر عصر کے وقت فٹ بال کھیلنا ہو تو نماز عصر وقت سے پہلے ظہر کے ساتھ پڑھ لے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج۱/۶۳۱) اب دیکھئے قرآن و حدیث کے نام پر کیا کچھ ہو رہا ہے، ان کے لئے نجاست صرف جوان مرد عورت کا پیشاب، پاخانہ ہے یا حیض کا خون کیونکہ استحاضہ کا خون تو ان کے ہاں بالکل پاک ہے، اس لئے اگر غیر مقلد باپ بیٹی ننگے نماز پڑھیں، نماز کی جگہ پاخانے سے لپی ہو، تمام بدن پر حیض کا خون ملا ہو اور پیشاب بھی ملا ہو تو یہ نماز فقہ الحدیث کے عین مطابق ہے۔ مسلک اہلحدیث زندہ باد کے نعروں میں ان کو مبارک باد کہا جائے گا۔ اور فقہ حنفی دفن ہوگئی کے نعروں سے اچھلیں گے اور نہ حنفیہ نہ جعفریہ، محمدیہ محمدیہ کے فلک بوس نعروں سے ان کو خراج تحسین پیش کریں گے لیکن ذرا اتنی احتیاط رکھیں گے کہ کسی حنفی نے یہ نماز دیکھ لی تو نعرے بھول جائیں گے اور فقہاء کو گالیاں شروع ہو جائیں گی جن غیر مقلدین نے نبی پاک ﷺ کی طرف یہ گندے مسائل منسوب کئے، ان پر جھوٹ اور افتراء باندھے، ان کو کبھی گالیاں نہیں دیں گے، نہ آج تک ان کے رد میں کتابیں لکھیں نہ تقریریں کیں، ہاں کتابوں اور تقریروں میں صرف فقہاء اہل سنت کو گالیاں دی جاتی ہیں اور بس۔

ان کے ہاں تو پورا پانچ فٹ کا جانماز اور پورا چھ فٹ کا جسم پیشاب، پاخانے اور حیض کے خون سے لت پت ہو تو بھی نماز صحیح ہے مگر احناف پر درہم کے مسئلہ میں اعتراض کر دیا اور بددیانتی سے مسئلہ بھی پورا نہ لکھا۔ بہشتی زیور میں ہی لکھا تھا کہ درہم بھر نجاست کو نہ دھونا اور اسی طرح نماز پڑھتے رہنا مکروہ اور برا ہے۔ (ج۱/ص۳) اور تعلیم الاسلام میں لکھا ہے۔ معاف ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر اتنی نجاست بدن کپڑے پر

لگی ہو اور نماز پڑھ لے تو نماز ہو جائے گی مگر مکروہ ہوگی اور قصداً اتنی نجاست بھی لگی رکھنا جائز نہیں، صفحہ ۵۴۔ اور درمختار میں اس طرح نماز پڑھنے کو مکروہ تحریمی لکھتا ہے اور مولانا تھانویؒ فرماتے ہیں مکروہ تحریمی وہ ہے جو دلیل ظنی سے ثابت ہو، اس کا انکار کرنے والا فاسق ہے اور اس کا بغیر عذر کرنے والا گناہ گار اور عذاب کا مستحق ہے۔ (بہشتی گوہر صفحہ ۲) اسی لئے احناف ہمیشہ پاک صاف ہو کر نماز پڑھتے ہیں، مگر اس گندگی پسند کو احناف کی یہ پاک نماز پسند نہیں۔ وہ حنفیوں کو دعوت دیتا ہے کہ گندے ہو کر نماز پڑھو اگر چہ فقہ حنفی کے مطابق تم گنہگار اور عذاب کے مستحق ہی کیوں نہ ہو۔ یہ گندگی، گناہ اور عذاب کی دعوت دینا کسی گندی روح کا ہی کام ہے۔ یہ لوگ بہشتی زیور سے پہلے ترمذی کو دیکھ لیتے امام ترمذی کی وفات ۲۷۹ھ میں ہے، اس میں خون کے حیض کے بارے میں لکھا ہے کہ بعض علماء نے کہا کہ اگر قدر درہم سے زائد ہو تو تب بھی نماز لوٹانا ضروری نہیں۔

(ج ۱/۱۲۱)

نجاست خفیفہ کے مسئلہ سے پہلے یہ سمجھ لیں کہ احناف حلال جانوروں کے پیشاب کو نجاست خفیفہ کہتے ہیں جبکہ غیر مقلدین کی فقہ الحدیث میں حلال جانوروں کا پیشاب، پاخانہ نہ صرف پاک ہے بلکہ بوقت ضرورت اس کا کھانا پینا بھی جائز ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ، فتاویٰ ستاریہ)

اب اس مسئلے پر اعتراض کرنے والے کا فرض تھا کہ وہ پہلے گھوڑے، ہاتھی اور بھینسے کا ایک ایک گلاس پیشاب پی کر، بھینس کا گوبر کھا کر اور ان کے پیشاب سے پورے کپڑے لت پت کر کے آتا اور پھر ہم سے پوچھتا کہ اگر کسی حنفی کی آستین پر چوتھائی سے کم بکری کے پیشاب کے چھینٹے پڑے ہوں تو نماز کا کیا حکم ہے، ہم بتاتے

کہ مکروہ ہے۔ (تعلیم الاسلام ص ۱۰۹) دیکھئے یہاں بھی حنفی اپنی نماز کو مکروہ کرنا نہیں چاہتے، گناہ گار اور عذاب کے مستحق نہیں بننا چاہتے، لیکن یہ نام نہاد اہلحدیث ایسی نماز کی دعوت دیتے ہیں جو مکروہ اور گناہ اور قابل عذاب ہے۔ نیکی سے ہٹا کر گناہ پر لگانا یہ ہے اہلحدیث کی دعوت، اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرمائیں۔

ایک پاؤ نجاست چاٹنے کے لئے؟

(۵)...... پانچواں مسئلہ: آپ پڑھ آئے ہیں کہ شراب، خون اور قے احناف کے ہاں نجاست غلیظہ ہیں، لیکن غیر مقلدین کے ہاں یہ تینوں چیزیں پاک ہیں۔ اب بھی گنا چوستے دانتوں سے خون نکل آتا ہے یا بس کے سفر میں منہ بھر قے آجاتی ہے یا کوئی شراب پئے تو اس کے منہ کو جو شراب لگی ہے اس کی وجہ سے ہمارے نزدیک منہ ناپاک ہے، غیر مقلدین کے ہاں خون، شراب اور قے سے بھرا ہوا منہ پاک ہے۔ اب انسان کے منہ میں لعاب کا چشمہ جاری ہے، اب وہ مسافر جس کے پاس پانی نہیں کہ کلی کر کے منہ پاک کر سکے، وہ تھوکتا رہتا ہے حتی کہ خون یا شراب یا قے کا اثر بالکل ختم ہو جاتا ہے تو اب اس کا منہ پاک ہو جائے گا یا نہیں، یہ لعاب دہن بھی پانی کی طرح پاک کنندہ ہے یا نہیں۔ تو بخاری شریف کی حدیث میں ہے: ام المؤمنین فرماتی ہیں کہ کپڑے پر حیض کا دھبہ ہوتا تو ہم تھوک سے اس کو صاف کر لیتیں، اس حدیث سے ثابت ہوا کہ تھوک بھی پانی کی طرح پاک کرنے والا ہے۔ اسی مسئلہ کی ایک صورت بہشتی زیور میں ہے جس کو انجمن اہلحدیث پاکستان نے نہایت نامکمل نقل کیا ہے۔ ''ہاتھ پر کوئی نجس چیز (مثلاً شراب) لگ گئی اس کو کسی نے تین بار چاٹ لیا تو بھی پاک ہو جائے گا مگر چاٹنا منع ہے یا چھاتی پر بچہ کی قے کا دودھ لگ گیا پھر بچہ نے تین دفعہ چوس

کر پی لیا تو پاک ہو گیا۔'' (ج ۲/ص ۵)

اب دیکھئے بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ نجاست چاٹنا منع ہے آپ کوئی حدیث پیش کریں کہ نجاست چاٹنا جائز ہے، ہم فقہ کے اس مسئلہ کو غلط بھی مان لیں گے اور آپ کو ایک پاؤ نجاست بھی چاٹنے کے لئے دیں گے۔ آپ چاٹنے کے ساتھ ساتھ مسلک اہلحدیث زندہ باد کے نعرے بھی لگانا اور ایک ایسی حدیث بھی پیش کریں کہ نجاست کا اثر ختم ہو جائے تو بھی جگہ ناپاک ہی رہتی ہے، ہاں صرف گالیوں سے کام نہ نکالنا۔ فقہ حنفی کو گندگی سے کتنی نفرت ہے، فقہ میں لکھا ہے'' ایسے ناپاک پانی کا استعمال جس کے تینوں وصف یعنی مزہ اور بو اور رنگ نجاست کی وجہ سے بدل گئے ہوں کسی طرح درست نہیں نہ جانوروں کو پلانا درست ہے نہ مٹی وغیرہ میں ڈال کر گارا بنانا جائز ہے۔'' (بہشتی گوہر ص ۶، عالمگیری ج ۱/ص ۱۶۲) جو حنفی ایسا گندہ پانی جانوروں کو پلانا بھی ناجائز کہتے ہیں ان کو نجاست چاٹنے کی دعوت اہلحدیث دیتے ہیں اور گندگی چاٹنے کی دعوت کو قرآن و حدیث کی دعوت کہتے ہیں۔

ناطقہ سربگریباں کہ اسے کیا کہئے

کتے کا لعاب، پیشاب، پاخانہ اور خون چاروں کا ایک ایک پیالہ آپ کی نظر:

(۶)....... چھٹا مسئلہ: ہماری فقہ کے مطابق خنزیر نجس العین ہے۔ اس لئے اس کا مارا ہوا شکار بھی حرام ہے۔ کتے کا مارا ہوا شکار حلال ہے اس لئے کہ وہ نجس العین نہیں۔ البتہ کتے کا پیشاب، پاخانہ، لعاب، خون ہمارے ہاں نجاست غلیظہ ہیں لیکن ان کی فقہ الحدیث کے مطابق یہ سب پاک ہیں۔ (بدور الاہلہ ص ۱۶، نزل الابرار ج ۱/ص ۳۰) اس لئے فقہ حنفی کے اس مسئلہ پر اعتراض کرنے سے پہلے ضروری تھا کہ آپ ایک کتے کو

کندھے پر بٹھاتے، اس کا پیشاب، پاخانہ، لعاب اور خون آپ کے جسم پر بہہ رہا ہوتا، آپ یہ نعرہ لگاتے ہوئے آتے نہ حنفیہ نہ جعفریہ، محمدیہ محمدیہ تاکہ سنجیدہ لوگ دیکھتے آپ لوگ نبی پاک علیہ السلام کی طرف کیسے کیسے گندے مسئلے منسوب کرتے ہیں۔ آپ اس کی صریح حدیث پیش کریں کہ کتے کا لعاب، پیشاب، پاخانہ اور خون پاک ہے، ہم چاروں کا ایک ایک پیالہ آپ کی نذر کریں گے اور اپنی فقہ کے مسئلے کو غلط تسلیم کریں گے۔

ابتلاء نفاس سے قبل ہی نماز معاف؟

(۷)...... **ساتواں مسئلہ:** عورت کو حالت حیض و نفاس میں نماز معاف ہے اور بیمار کو نماز معاف نہیں، ہاں وہ اشارے سے پڑھ سکتا ہے تو اشارے سے پڑھ لے، بچے کی ولادت کی تکلیف میں خون نفاس آنے سے پہلے عورت بیمار کے حکم میں ہوتی ہے یہ مسئلہ ہر گھر میں پیش آتا ہے، اس لئے ضرورت کے تحت مسئلہ ذکر کیا گیا۔

مسئلہ: آدھے سے زیادہ بچہ نکل آیا لیکن ابھی پورا نہیں نکلا اس وقت جو خون آوے وہ بھی نفاس ہے اور آدھے سے کم نکلا تھا اس وقت خون آیا تو وہ استحاضہ ہے، اگر ہوش وحواس باقی ہوں تو اس وقت بھی نماز پڑھے، نہیں تو گناہ گار ہوگی نہ ہو تو اشارہ سے ہی پڑھے قضا نہ کرے لیکن اگر نماز پڑھنے سے بچہ ضائع ہونے کا ڈر ہو تو نماز نہ پڑھے۔ (ج ۲/ص ٦۲) بتایئے یہ مسئلہ کس حدیث کے خلاف ہے، آپ ایک ہی صحیح، صریح حدیث پیش فرمادیں کہ نفاس کا خون آنے سے پہلے عورت کے ہوش وحواس بھی باقی ہوں، بچے کو بھی کوئی خطرہ نہ ہو، وہ اشارے سے نماز پڑھ سکتی ہو تو بھی اس کو نماز پڑھنا منع اور حرام ہے تو ہم فقہ کے اس مسئلہ کو غلط تسلیم کرلیں گے، آپ نفاس سے پہلے

کس حدیث سے نماز ساقط کرتے ہیں۔ فقہ کے انکار کے بعد سنتوں کے چھوڑنے کی دعوت تھی پھر واجب کو چھوڑنے کی دعوت دی کیونکہ درہم نجاست کا دھونا واجب ہے۔ اب فرض نماز ہی کے چھوڑنے کی دعوت ہے، نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ احناف کی ضد میں خدا اور رسول ﷺ سے بھی دشمنی مول لے لی۔ اللہ توبہ کی توفیق عطا فرمائیں۔

غیر مقلدین کی سنت نبویؐ سے واضح دشمنی:

(۸)...... آٹھواں مسئلہ: فقہ حنفی میں نماز میں ثنا، رکوع، سجدہ کی تسبیحات، تسمیع، تحمید، درود، دعا سنت ہیں۔ واجب کے بھولنے سے سجدہ سہو لازم آتا ہے نہ کہ سنت کے بھولنے سے۔ امام نسائی ۳۰۳ھ نے سنن نسائی شریف میں ایک مستقل باب باندھا ہے: اقل ماتجزی به الصلوٰة (ج۱/ص۱۹۳) اس میں حدیث مسیٔ الصلوٰۃ لائے ہیں جس میں نہ ثنا ہے نہ رکوع کی تسبیح نہ قومہ کی نہ سجدہ کی نہ درود نہ دعا اور اس کو جائز قرار دیا ہے۔ حضور ﷺ نے اس شخص کو نماز سکھا کر یہ نہیں فرمایا کہ اس نماز کے بعد سجدہ سہو بھی کرنا۔ اگر غیر مقلدین حدیث مسیٔ الصلوٰۃ کے بعد حضور ﷺ سے سجدہ سہو ثابت کر دیں تو ہم فقہ کے اس مسئلہ کو غلط بھی مان لیں گے اور ایک ہزار روپیہ انعام بھی دیں گے۔ رہا احناف کا عمل تو ان کا اذکار پر مواظبت ثابت ہے، اس لئے ہم ان کو سنت کہتے ہیں اور موافق سنت نماز پڑھتے ہیں۔ انجمن اہلحدیث پاکستان حنفیوں کو ایک نماز میں سات سنتوں کے چھوڑنے کی دعوت دے رہی ہے۔ سنت نبوی ﷺ سے ایسی دشمنی کی مثال پہلے کہیں نظر نہیں آئی۔ خود بہشتی زیور ج۲/ص۱۹ پر ایسی نماز کو خلاف سنت لکھا ہے مگر انجمن اہلحدیث پاکستان کا کوئی حوالہ بھی فریب، خیانت اور دھوکے سے پاک نہیں، فرمان نبویؐ کے مطابق خیانت کرنا منافق کی علامت ہے، ہمیں آج تک ایسی حدیث

نہیں ملی جس میں آپ ﷺ نے فرمایا ہو کہ خیانت پیشہ کو اہلحدیث کہنا۔

انجمن اہلحدیث پاکستان سنتوں کو مٹانے کے لئے بنائی گئی:

(۹)....... **نواں مسئلہ:** ہماری فقہ کے موافق فرض کی تیسری چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھنا واجب نہیں کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت علیؓ، امام اسودؒ، ابراہیم نخعیؒ نے ان رکعتوں میں الحمد شریف نہیں پڑھی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج۱/ص۳۷۲) اور صحابہ کا ایسا قول، فعل جس میں قیاس کو دخل نہ ہو حکماً مرفوع ہوتا ہے، ہاں دوسری احادیث سے اس پر مواظبت بھی ثابت ہے۔ اس لئے ہم فاتحہ کو فرض کی تیسری، چوتھی رکعت میں سنت کہتے ہیں اور سنت کے مطابق نماز ادا کرتے ہیں۔ لیکن انجمن اہلحدیث پاکستان چونکہ سنتوں کو مٹانے کے لئے بنائی گئی ہے اس لئے یہ سنت کی مخالفت کی دعوت دیتی ہے۔

نماز عید و قربانی میں احناف پر ستم ظریفی:

(۱۰)....... **دسواں مسئلہ:** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلافت راشدہ کے دور میں کسی ایک گاؤں میں بھی عید کی نماز پڑھنا ثابت نہیں، اس لئے گاؤں والوں پر نماز عید واجب نہیں، شہر والوں پر واجب ہے۔ اب قربانی کے تین دن ہیں اور دن طلوع فجر سے شروع ہوتا ہے اس لئے طلوع فجر کے بعد قربانی جائز ہے، لیکن شہر میں چونکہ عید کی نماز واجب ہے اور قربانی عید کی نماز کے بعد کرنے کا حکم ہے تو جہاں عید واجب ہوگی قربانی بعد نماز عید کے کی جائے گی اور جہاں نماز عید واجب نہیں وہاں بعد طلوع فجر جائز ہوگی۔ چنانچہ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں "اہل علم کی ایک جماعت نے گاؤں والوں کے لئے صبح ہونے کے بعد قربانی کی اجازت دی ہے اور یہی ابن المبارکؒ کا قول ہے۔"

اب ان اہل علم ، امام ترمذی اور عبداللہ بن المبارک پر بھی تبرا بازی کی مشق جاری ہوگی یا صرف ستم بہشتی زیور پر ہی روا رکھا جائے گا۔

انجمن اہلحدیث پاکستان علم حدیث سے کوری ہے:

(۱۱)...... گیارہواں مسئلہ: ثبوت نسب کا مسئلہ بہت اہم ہے۔ کسی بچے کے نسب کو قطع کرنا اس کو حکماً قتل کرنے کے برابر ہے کیونکہ اب اس بچے کا کوئی تربیت کنندہ باقی نہیں رہا۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے واشگاف الفاظ میں فرمایا الولد للفراش. کہ بیٹا اسی کا کہلائے گا جس کے نکاح میں عورت ہے، اب اگر عورت کہتی ہے کہ بیٹا میرے خاوند کا ہے، خاوند بھی کہتا ہے کہ بیٹا میرا ہے۔ اب اس بچے کو حرامی کہنا اس کے باپ کو جھٹلانا ہے اور اس کی ماں پر زنا کی تہمت لگانا ہے اور اس بچے کو حکماً قتل کرنا ہے، ان تینوں کے لئے کوئی دلیل شرعی نہیں، ہاں اگر خاوند ہی انکار کر دے کیونکہ صحبت کا یقینی علم صرف اسی کو ہے تو وہ اس انکار میں عورت پر زنا کی تہمت لگاتا ہے اس لئے وہ عدالت میں لعان کرے تو لعان کے بعد بچہ کا نسب منقطع ہو جائے گا۔ چنانچہ ضمیمہ بہشتی زیور سے نقل ہے۔

مسئلہ اول...... نکاح ہو گیا لیکن ابھی رواج کے موافق رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ لڑکا پیدا ہو گیا اور شوہر انکار نہیں کرتا کہ بچہ میرا نہیں، تو وہ لڑکا شوہر ہی سے ہے حرامی نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ کسی طریق سے خفیہ طور پر خاوند بیوی کے پاس پہنچ گیا ہو اور گھر والوں کو یا غیروں کو اس کی خبر نہ ہوئی ہو اور اس کا حرامی کہنا درست نہیں کیونکہ یہ بلا حجت شرعیہ مرد کو جھٹلانا اور عورت پر زنا کی تہمت لگانا (اور اس بچے کو حکماً قتل کرنا ہے اور تینوں گناہ اکبر الکبائر ہیں) ہاں اگر وہ شوہر کا نہ ہو اور وہ جانتا ہو کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے اور میں اس

عورت کے پاس نہیں گیا تو انکار کرے، انکار کرنے پر چونکہ وہ عورت پر زنا کی تہمت لگاتا ہے اگر عورت اس الزام کو تسلیم نہ کرے اور لعان کی شرائط پائی جاویں تو لعان کا حکم ہوگا اور بعد لعان بچہ کا نسب شوہر سے منقطع کر دیا جائے گا۔

دوسرا مسئلہ ...... میاں پردیس میں ہے اور مدت ہوگئی، برسیں گزر گئیں کہ گھر نہیں آیا اور یہاں لڑکا پیدا ہوگیا، تب بھی وہ حرامی نہیں بلکہ اسی شوہر کا ہے۔ ''الولد للفراش'' (الحدیث) کیونکہ ممکن ہے کہ وہ کسی وقت چھپ کر اپنی بیوی کے پاس پہنچ گیا ہو اور اس کے آنے کی خبر کسی کو نہ ہوئی ہو جیسے اشتہاری لوگ چھپ کر اپنے گھر آجاتے ہیں اور لوگوں کو ان کے آنے کی خبر نہیں ہوتی یا بذریعہ کسی عمل مثلاً تسخیر جن وغیرہ کے یا بذریعہ کرامت کسی بزرگ کے وہ اپنی بیوی کے پاس پہنچ گیا ہو یا اپنی بیوی کو اپنے پاس بلا لیا ہو اور کسی کو اس کی خبر نہ ہوئی ہو۔ پس جبکہ خاوند اس بچہ کے اپنا بیٹا ہونے سے انکار نہیں کرتا تو گویا وہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے اپنی بیوی سے صحبت کی ہے اور یہ شبہ کہ وہ پردیس میں تھا کیسے صحبت کر سکتا ہے اس لئے صحیح نہیں کہ بذریعہ کرامت یا بذریعہ جن وغیرہ کے ایسا ہونا ممکن ہے تو شوہر کو جھوٹا نہ کہا جائے گا اور بچہ کو حرامی نہ کہا جائے گا۔ البتہ چونکہ شوہر کو علم ہے کہ میں نے صحبت کی ہے یا نہیں کی اس لئے اس کو انکار کا حق حاصل ہے اس لئے اگر وہ خبر پا کر انکار کرے گا تو چونکہ اس انکار میں عورت پر زنا کا الزام ہے اس لئے اگر زوجہ زنا سے انکار کرے اور دیگر شرائط لعان کی پائی جائیں تو لعان کا حکم ہوگا اور بعد لعان بچہ نسب شوہر سے منقطع کر دیا جائے گا۔ (بہشتی زیور ج۴/۳۷، ۲۷ ضمیمہ) اب بتائیے کہ یہ دونوں مسائل کس حدیث صحیح کے خلاف ہیں، انجمن اہلحدیث پاکستان جیسے فقہ سے جاہل ہے، علم حدیث سے بھی کوری ہے۔ اس کی

پیدائش کا مقصد اسلاف کے خلاف بدگمانی پھیلانا ہے اور جب کوئی حدیث سے دلیل مانگے تو بدزبانی پر اتر آتا ہے۔

گدھا اور خنزیر نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائیں تو پاک وحلال ہیں:

(۱۲)...... بارہواں مسئلہ: ناپاک تیل یا چربی کا صابن بنالیا جائے تو پاک ہو جائے گا۔ یہ مسئلہ تو اجماعی ہے کہ استحالہ سے چیز پاک ہو جاتی ہے۔ گندی کھاد جب مستحیل ہو کر سبزی بن جاتی ہے تو پاک ہو جاتی ہے، آپ اپنا مسئلہ بھی پڑھ لیں اگر گدھا اور خنزیر نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے تو پاک اور حلال ہے۔ (نزل الابرار ج ۱/ص ۵۰) ہاں آپ کے پاس فقہ کے اس مسئلہ کے خلاف جو بہشتی زیور سے آپ نے لکھا کوئی صحیح صریح حدیث ہو تو پیش فرمائیں ماننے میں تامل نہیں ہوگا۔

مسئلہ کا حل و جواب تلاش کریں:

(۱۳)...... تیرہواں مسئلہ: وضو کے بعد اگر کسی عضو کی نسبت نہ دھونے کا شبہ ہو لیکن وہ عضو متعین نہ ہو تو ایسی صورت میں شک دفع کرنے کے لئے بائیں پیر کو دھوئے اسی طرح وضو کے درمیاں کسی عضو کی نسبت یہ شبہ ہو تو ایسی حالت میں آخیر عضو کو دھوئے مثلاً کہنیوں تک ہاتھ دھونے کے بعد یہ شبہ ہو تو منہ دھوڈالے اور اگر پیر دھونے کے وقت یہ شبہ ہو تو کہنیوں تک ہاتھ دھوڈالے یہ اس وقت ہے کہ کبھی کبھی شبہ ہوتا ہو اور اگر کسی کو اکثر اس قسم کا شبہ ہوتا ہے تو اس کو چاہئے کہ شبہ کی طرف خیال نہ کرے اور اپنے وضو کو کامل سمجھے۔ (بہشتی گوہر/ص ۱۵، نمبر ۶) بتائیے یہ مسئلہ کس حدیث کے خلاف ہے۔ اجماعی قاعدہ ہے کہ یقین شک سے ختم نہیں ہوتا، اب جہاں اگر شک ہوا اس آخیر عضو

میں ہی شک مانا جائے گا، اس سے پہلے شک ہوا ہی نہیں، آپ کسی صریح حدیث سے اس مسئلہ کا حل بیان فرمادیں ہم ضرور تسلیم کریں گے۔

بلا حائل دخول سے پہلے غسل فرض نہیں ہوتا:

(۱۴)...... **چودھواں مسئلہ:** اگر کوئی مرد اپنے خاص حصے پر کپڑا لپیٹ کر جماع کرے تو غسل فرض نہ ہوگا بشرطیکہ کپڑا اس قدر موٹا ہو کہ جسم کی حرارت اور جماع کی لذت اس کی وجہ سے محسوس نہ ہو مگر احوط یہ ہے کہ غَیبت حشفہ سے غسل واجب ہو جائے گا۔ (بہشتی گوہر/ص ۱۷، نمبر ۳) بتایئے یہ مسئلہ کس حدیث کے خلاف ہے، خود آپ کی نزل الابرار ج ۱/ص ۵۰ پر بعینہٖ یہی مسئلہ لکھا ہے اور امام بخاریؒ تو کپڑے کی شرط رکھتے ہیں نہ لذت و حرارت کی، وہ فرماتے ہیں: بلا حائل دخول سے بھی غسل فرض نہیں ہوتا، ذرا وہاں فتوی لگایئے۔ آپ نے بہشتی زیور کا مسئلہ بھی نامکمل لکھا، حدیث اگلے مسئلہ میں آرہی ہے۔

(۱۵)...... **پندرھواں مسئلہ:** اگر کوئی مرد اپنا خاص حصہ کسی عورت یا مرد کی ناف میں داخل کرے اور منی نہ نکلے تو اس پر غسل فرض نہ ہوگا۔ (بہشتی گوہر ص ۱۸، نمبر ۱۰) آپ نے مسئلہ بھی نامکمل نقل کیا اور اس کے خلاف کوئی حدیث بھی نہ لکھی بلکہ یہ شخص معترض علم حدیث سے بالکل جاہل ہے۔ آنحضرت ﷺ کا فرمان واضح ہے۔ **اذا مس الختان الختان وجب الغسل.** (مسلم) اور **اذا التقی الختانان و غابت الحشفة وجب الغسل انزل اولم ینزل.** (مسلم) اب مسئلہ مذکورہ میں نہ مس پایا گیا نہ التقائے ختانین پایا گیا تاہم دخول کی وجہ سے احتیاطاً غسل کا حکم دیا گیا۔

نماز پڑھتے ہوئے ایسے کتے کو اٹھالیا جس کے منہ سے لعاب بہہ رہا تھا تب بھی نماز جائز ہے:

(۱۶)...... سولہواں مسئلہ: یہ مسئلہ نہایت نامکمل لکھا ہے اور جتنا لکھ دیا ہے اس کے خلاف بھی کوئی حدیث نہیں لکھی پھر غلط کیسے ہوا۔ صحیحین میں حدیث شریف ہے کہ رسول اقدس ﷺ نے اپنی نواسی امامہ بنت العاص کو اٹھا کر نماز ادا فرمائی اس حدیث پر امام نوویؒ فرماتے ہیں: **فيه دليل لصحة صلوٰة من حمل آدميا او حيوانا طاهرًا من طير وشاة وغيرهما** (ج۱/ص۲۰۵) یعنی کوئی نمازی نماز میں کسی پاک آدمی یا پاک حیوان کو اُٹھا کر نماز پڑھے خواہ وہ پرندہ یا بکری اور ان کے سوا کوئی جانور ہو تو اس کی نماز صحیح ہے اور یہ حدیث اس کی دلیل ہے۔ اب ذرا اپنی فقہ نبوی کا مسئلہ بھی یاد کرلیں ''نمازی نے کتے کو نماز میں اُٹھایا، اگرچہ اس کے منہ سے لعاب بھی بہہ رہا ہو جب بھی نماز جائز ہے (نزل الابرار ج۱/ص۳۰) انجمن اہل حدیث پاکستان غور کرے کہ شیشے کے مکان میں بیٹھ کر دوسروں پر پتھر نہیں پھینکنے چاہئیں۔

(۱۷)...... سترھواں مسئلہ: اگر نماز پڑھنے کی حالت میں نماز پڑھنے والے کا کپڑا کسی سوکھے نجس مقام پر پڑتا ہو تو کوئی حرج نہیں، اس مسئلہ کے نقل کرنے میں بھی خیانت کی، سوکھے کا لفظ چھوڑ دیا اور اس کے خلاف کوئی حدیث بھی تحریر نہیں کی۔ یہاں نجاست نہ تو نمازی کے کھڑے ہونے کی جگہ پر ہے نہ کپڑے کو لگی نہ بدن کو تو نماز کیسے باطل ہوگی، جبکہ آپ کے ہاں کپڑے، مکان اور بدن سب کو نجاست لگی ہو تو بھی نماز جائز ہے (بدور الاہلہ)

(۱۸)...... اٹھارھواں مسئلہ: یہاں بھی آپ نے کوئی حدیث پیش نہیں کی کہ آیت قرآنی کا تعویذ بنا کر پیٹ پر باندھنا ناجائز ہے، اگر آپ کوئی صحیح صریح حدیث

ایسی پیش فرمادیں تو ہمیں تسلیم سے انکار نہیں ہوگا۔

حقیقت پروپیگنڈہ:

غیر مقلدین رات دن یہ راگ الاپتے ہیں کہ فقہ حدیث کے خلاف ہے، اس پمفلٹ سے یہ راز فاش ہوگیا کہ بہشتی زیور جیسی عظیم کتاب جو ہزاروں مسائل پر مشتمل ہے اس میں صرف سترہ مسئلے ان کو ملے، ان میں سے ایک مسئلہ کو بھی یہ صحیح صریح غیر معارض حدیث کے خلاف ثابت نہ کرسکے۔

واقعہ .... ایک غیر مقلد عالم نے کہا کہ فقہ حنفی تو ساری قرآن وحدیث کے خلاف ہے، میں نے کہا کہ یہ لوگ عربی نہیں جانتے اُردو جانتے ہیں۔ آپ اُردو کی کسی کتاب کا نام لیں جو قرآن وحدیث کے خلاف ہو، اس نے چھوٹتے ہی بہشتی زیور کا نام لے دیا۔ میں نے کہا کہ صحاح ستہ کا بھی اُردو ترجمہ ہو چکا ہے۔ میں بہشتی زیور ہاتھ میں لیتا ہوں اور بالترتیب ایک ایک مسئلہ پڑھوں گا۔ آپ ہر مسئلہ کے خلاف ایک مترجم قرآن سے یا ایک صحیح صریح غیر معارض حدیث مترجم صحاحِ ستہ سے ان اُردو دانوں کو دِکھاتے جائیں اور ان غلط مسائل کے مقابلہ میں ہر مسئلہ کا صحیح حکم بھی حدیث صحیح، صریح، غیر معارض سے دکھاتے جائیں۔ اب وہ دم بخود تھا۔ زمیں جنبد نہ جنبد گل محمد۔ دوسرے دن آیا اور کہنے لگا کہ سب مسائل تو غلط نہیں ہیں، کچھ مسائل غلط ہیں، کچھ صحیح ہیں، میں نے کہا: ٹھیک ہے، تشریف رکھئے، میں بہشتی زیور کے مسائل بالترتیب پڑھوں گا جو مسئلہ صحیح ہوگا اس کے موافق آپ صحیح، صریح، غیر معارض حدیث لکھا کر اس کو صحیح ثابت کرتے جائیں اور جو مسائل غلط ہوں ان کے خلاف آپ ایک ایک حدیث صحیح، صریح، غیر معارض لکھائیں گے تاکہ سارا بہشتی زیور بھی چیک ہوجائے، آپ کے علم میں بھی

برکت ہوگی، لوگ گمراہی سے بھی بچ جائیں گے۔ انجمن اہل حدیث پاکستان میں ایک ذرہ بھر اگر غیرت ہے تو وہ اپنا ایک عالم تیار کریں، پانچ علماء کا بنچ ہوگا، میں بالترتیب بہشتی زیور کا مسئلہ پڑھوں گا اور آپ کا عالم اس بنچ کے سامنے ہر مسئلہ پر ایک ایک حدیث پیش کرے گا۔ اگر یہ چیلنج منظور نہ کیا تو سب پر واضح ہوجائے گا کہ اہل حدیث کہلانے کا مطلب یہ نہیں کہ ان کو حدیث کا علم ہے۔ بلکہ ان کے اہل حدیث کہلانے کا مطلب صرف فقہاء کے خلاف بدزبانی کرنا ہے اور بس۔



ایک غیر مقلد اور حنفی کے درمیان دلچسپ ملاقات

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. اَمَّابَعْد :

(غ) غیر مقلد ..... السلام علیکم!

(ح) اہل السنۃ والجماعۃ (حنفی) ..... وعلیکم السلام! آیئے تشریف رکھیے!

جناب کا تعارف؟

(غ) ..... جی میں اہل حدیث ہوں۔

(ح) ..... ماشاء اللہ! آپ تو محدث ہیں، کیونکہ اہل حدیث کسی فرقہ کا نام نہیں، ایک علمی طبقہ جو حدیث کی اسانید کے بارے میں مہارت تامہ رکھتا ہو اُسے اصطلاح میں محدث یا اہل حدیث کہتے ہیں۔

(غ) ..... جی نہیں، میں تو بالکل اَن پڑھ ہوں۔

(ح) ..... عجیب بات ہے! پہلے صرف اس شخص کو حافظ کہتے تھے جو قرآن پاک پورا زبانی یاد کر لیتا تھا۔ آج کل ہر اَن پڑھ اندھا حافظ جی کہلاتا ہے، اسی طرح اَن پڑھ بھی اہل حدیث کہلانے لگے۔ ہمارا چیلنج ہے کہ پوری اسلامی تاریخ میں ایک حوالہ بھی نہیں ملتا

کہ کبھی کسی اَن پڑھ نے اہل حدیث کہلایا ہو، بے چارہ پیر بدیع الدین شاہ، پیر جھنڈا اور حافظ عبدالقادر روپڑی مناظروں میں ایسا ایک حوالہ بھی پیش نہ کر سکے۔

(غ)..... جی ہم اہل حدیث ہیں کہ ہم قرآن و حدیث کو مانتے ہیں۔

(ح)..... کیا اہل السنۃ والجماعۃ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی قرآن و حدیث کو نہیں مانتے۔

(غ)..... جی یہ لوگ اہل حدیث اس لئے نہیں کہ ہم صرف قرآن و حدیث کو مانتے ہیں اور یہ قرآن و حدیث کے ساتھ فقہ، اجماعِ اُمت اور قیاس کو بھی مانتے ہیں جبکہ ہم نہ فقہ کو مانتے ہیں نہ اجماعِ اُمت کو نہ قیاس کو۔

(ح)..... اس کا مطلب یہ ہوا کہ جیسے منکرین حدیث نے اپنا نام اہل قرآن رکھ لیا، جبکہ اس فرقہ سے پہلے اہلِ قرآن بمعنی منکر حدیث نہ قرآن میں استعمال ہوا نہ حدیث میں، نہ تاریخ اسلام میں، اسی طرح اہل حدیث بمعنی منکر فقہ، منکر اجماع و منکر قیاسِ شرعی نہ کبھی قرآن پاک میں استعمال ہوا نہ حدیث میں نہ تاریخ اسلام میں۔

(غ)..... اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے ہمیں اہلِ قرآن بمعنی منکرین حدیث سے ملا دیا۔

(ح)..... جی یہ دونوں فرقے انگریز کے دور میں پیدا ہوئے، کسی اسلامی حکومت میں بحیثیت فرقہ ان کا وجود نہ تھا، بلکہ یہ منکرین حدیث تو آپ سے ہی پیدا ہوئے۔ اس فرقہ کا بانی عبداللہ چکڑالوی پہلے غیر مقلد ہی تھا اور اس فرقہ کا سب سے بڑا رائٹر اسلم جیراجپوری، مولوی سلامت اللہ غیر مقلد کا ہی لڑکا تھا جو مولوی صدیق حسن کے دست راست تھے اور غلام احمد پرویز بھی غیر مقلد خاندان کا ہی چشم و چراغ تھا۔

(غ)..... آپ نے ہمیں نیا فرقہ کیسے کہہ دیا۔ ہم اہل حدیث ہیں، جب سے نبی پاک

کی حدیث ہے اسی وقت سے ہم ہیں۔ کیا نبی پاک کی حدیث دورِ انگریز کی پیداوار ہے۔ جب نبی کی حدیث سچی ہے تو ہم بھی سچے ہیں۔ جب تک کوئی شخص نبی پاک کی حدیث کو جھوٹا ثابت نہ کرے ہمیں جھوٹا ثابت نہیں کرسکتا۔

(ح).....اُف یہ بڑی جسارت ہے۔ آپ کے بھائی اہلِ قرآن بھی یہی کہتے ہیں کہ ہم دورِ انگریز کی پیداوار نہیں، جب سے خدا کا قرآن ہے اسی دن سے ہم اہلِ قرآن ہیں۔ جب قرآن سچا ہے تو اہلِ قرآن بھی سچے ہیں۔ جب تک تم قرآن کو جھوٹا ثابت نہ کروگے تم اہلِ قرآن کو کبھی جھوٹا ثابت نہیں کرسکو گے۔

(غ).....اجی آپ نے تو عجیب بات کی، اہلِ قرآن تو منکرین حدیث ہیں، وہ تو ایک نیا فرقہ ہے، انگریز کے دور سے قبل نہ ان کا ترجمہ قرآن نہ تفسیر نہ مسجد نہ مدرسہ نہ مقبرہ۔ آپ خود جانتے ہیں کہ لاہور میں پہلا منکر حدیث عبداللہ چکڑالوی تھا، دہلی میں اسلم جیراجپوری۔ اس سے پہلے ان کا نام ونشان نہ تھا۔ آج کسی منکر حدیث سے پوچھیں کہ اس کے شہر اور اس کے خاندان میں یہ فتنہ انکارِ حدیث کب سے آیا تو وہ انگریز کے دور سے پہلے نہ کسی شہر میں کسی منکر حدیث فرقہ کا پتہ دے سکے گا نہ کسی خاندان میں۔

(ح)..... ماشاء اللہ یہی حال آپ کے فرقہ کا ہے، آپ ہی اپنے فرقہ کا ترجمہ قرآن، تفسیر، ترجمہ حدیث، کوئی حاشیہ یا نماز کی کتاب انگریز کے دور سے پہلے دکھادیں، کسی مسجد، مدرسہ، مقبرہ کا پتہ دیں جو انگریز کے دور سے پہلے کا ہو اور غیر مقلد کا ہو۔ ایک خاندان ایسا بتائیں جو انگریز کے دور سے قبل اسلامی حکومت میں غیر مقلد تھا۔ ایک شہر کا نام لیں جس میں ملکہ وکٹوریہ کے زمانہ سے قبل کسی غیر مقلد کا پتہ چل سکے۔ ہاں غیر مقلد کا مطلب بھی یاد رہے، اجتہادی مسائل میں مجتہد اجتہاد کرتا ہے، عامی اس کی تقلید

کرتا ہے، جو نہ اجتہاد کی اہلیت رکھتا ہو نہ تقلید کرے، فقہ، اجماع، اور قیاس کا منکر ہو اُسے غیر مقلد کہتے ہیں۔

(غ)..... آپ بتائیں کیا صحابہ میں کوئی حنفی یا شافعی یا مالکی یا حنبلی تھا؟ ہرگز نہیں، تمام صحابہ اور تابعین اہل حدیث تھے۔

(ح)..... یہی کچھ آپ کے بھائی کہتے ہیں کہ صحابہ میں نہ کوئی بخاری پڑھتا تھا نہ ترمذی، وہ صرف قرآن پڑھتے پڑھاتے تھے، اس لئے تمام صحابہ اہلِ قرآن بمعنی منکر حدیث تھے۔

(غ)..... دورِ صحابہ میں تو کوئی منکر حدیث نہ تھا، وہ احادیث کو روایت کرتے، ان پر عمل کرتے تھے، جبکہ ایک صحابی بھی حدیث کا منکر نہیں تھا تو ان کو اہلِ قرآن بمعنی منکر حدیث کہنا بالکل جھوٹ ہے۔

(ح)..... اس طرح صحابہ اور تابعین میں سے ایک بھی فقہ کا منکر نہ تھا، نہ اجماع کا انکار کرتے تھے، نہ قیاس شرعی کا۔ حدیث کی کتابوں کتاب الآثار، تہذیب الآثار، مصنف عبدالرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ میں صحابہ اور تابعین کے ہزاروں فتاویٰ ہیں جن میں نہ فتویٰ دینے والوں نے فتویٰ کے ساتھ آیت یا حدیث کو بطور دلیل بیان کیا نہ عمل کرنے والوں نے ان اجتہادی فتاویٰ کی دلیل کا مطالبہ کیا، بلا مطالبہ عمل کیا، گویا اجتہاد و تقلید کا عمل اس دور میں تواتر کے ساتھ جاری تھا۔ ایک شخص بھی فقہ، اجماع اور اجتہاد و تقلید کا منکر نہ تھا۔ پیر جھنڈا، روپڑی، پروفیسر عبداللہ بہاولپوری مناظروں میں ایک صحابی اور تابعی کا نام پیش نہ کر سکے جس نے فقہ اور اجماع کا انکار کیا ہو، اجتہاد کو کارِ ابلیس اور تقلید کو شرک قرار دیا ہو۔ اس لئے ان کو اہلِ حدیث بمعنی منکر فقہ، منکر اجماع اُمت اور منکر

اجتہاد تقلید کہنا نہایت گندا جھوٹ ہے۔

(غ) .....آپ نے ہمیں غیر مقلد کیوں کہا، ہم تو اہل حدیث ہیں، ہم صرف قرآن و حدیث کو مانتے ہیں اور بس۔

(ح) .....آپ اگر صرف قرآن و حدیث کو ہی مانتے ہیں تو قرآن و حدیث سے اپنا نام ہی ثابت کر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ اور رسولِ اقدس ﷺ نے فرمایا ہو کہ برطانیہ کی غیر اسلامی حکومت میں ایک فرقہ پیدا ہوگا جو فقہ اور اجماع اور اجتہاد و تقلید کا منکر ہوگا، اس کا نام اہل حدیث ہوگا، وہ نجات پانے والا ہوگا، ایسا کوئی ثبوت نہیں۔

(غ) .....سنئے! میں پہلے آپ کی طرح حنفی تھا، میں نے علامہ احسان الٰہی ظہیر کی ایک کیسٹ سنی جس میں اُنہوں نے دنیا بھر کے حنفیوں کو للکارا تھا کہ میں بخاری لے کر آتا ہوں، تم ہدایہ لے کر آؤ، میں حدیث لے کر آتا ہوں تم فقہ لے کر آؤ، مگر کوئی حنفی جواب نہ دے سکا۔ میں کیسٹ سن کر فوراً بازار گیا اور وہاں سے علامہ وحید الزمان صاحب کے ترجمے اور حاشیے والی بخاری شریف خرید کر لے آیا۔ آج علامہ احسان الٰہی صاحب کی طرح میرا بھی چیلنج ہے کہ کوئی مقابلہ میں آئے۔ میں چونکہ اُردو دان ہوں اس لئے اُردو بخاری کے مقابلہ میں تعلیم الاسلام لے آؤ۔

(ح) .....صحیح بخاری اہل السنۃ کی حدیث کی کتاب ہے اور تعلیم الاسلام اہل السنۃ کی فقہ کی کتاب، آپ ہماری صحیح بخاری کے مقابلہ میں کسی غیر مقلد کی حدیث کی کتاب لائیں اور تعلیم الاسلام کے مقابلہ میں کسی غیر مقلد کی فقہ کی کتاب لائیں۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر کے دفتر کے ساتھ منکرین حدیث کی کوٹھی تھی۔ اُنہوں نے بارہا ظہیر کو چیلنج دیا کہ ہم قرآن لے کر آتے ہیں، تم غیر مقلد کی لکھی ہوئی حدیث کی کتاب لے کر آؤ، مگر احسان

الٰہی یہ قرض سر پر لے کر مر گیا۔

(غ) ..... یہ تو جہالت کی بات ہے۔ قرآن اور حدیث مقابلے کی کتابیں تھوڑا ہیں، ان میں تو اجمال وتفصیل کا فرق ہے۔

(ح) ..... ایسی ہی جہالت آپ کی ہے، فقہ اور حدیث مدمقابل تھوڑے ہیں، یہ تو تعبیر وتشریح ہے۔ حدیث الفاظِ رسول کو کہتے ہیں اور فقہ مرادِ رسول کو۔ مجتہد کا اعلان ہے کہ ہم قیاس سے مسئلہ گھڑتے نہیں، بلکہ پوشیدہ مرادِ رسول کو ظاہر کرتے ہیں۔

(غ) ..... لیکن قرآن پاک کے بعد تو بخاری کی ضرورت ہے، کیونکہ بہت سی تفاصیل قرآن پاک میں نہیں ہیں، مگر بخاری میں تو تمام تفاصیل موجود ہیں، اس کے بعد فقہ ایک بے ضرورت چیز ہے۔

(ح) ..... بہت سی تفاصیل بخاری میں نہیں ہیں، جس کے لئے ہمیں فقہ کی ضرورت ہے۔

(غ) ..... یہ بات بالکل غلط ہے۔ امام بخاری نے صرف قرآن و حدیث سے دین اسلام کے تمام مسائل مرتب فرما دیئے، ہم نماز روزہ، حج، زکوٰۃ کے مکمل مسائل بخاری میں دکھاتے ہیں، تم قیاس اور اجماع اور فقہ کے اندھیروں میں گھرے ہو۔

(ح) ..... معلوم ہوتا ہے کہ تم نے بخاری پڑھی نہیں۔

(۱) امام بخاری تمہاری طرح فقہ کے منکر نہیں، وہ حضور ﷺ کی احادیث سے فقہ کا خیر ہونا (ج۱/ص۱٦) اور فقہاء کا خیار ہونا (ج۱/ص۴۷۹) ثابت کرتے ہیں۔ آپ بخاری شریف سے ایک حدیث بھی فقہ کی برائی میں نہیں دکھا سکتے۔

(۲) امام بخاری نے صحابہ اور تابعین کے فقہی فتاویٰ بلا ذکر دلیل بخاری میں ذکر

فرمائے ہیں، خود بھی تراجمِ ابواب میں فقہ سے کام لیا ہے، منکرین فقہ کو امام بخاری سے کیا نسبت: چہ نسبت خاک را با عالم پاک

آپ کے نزدیک تو کسی اُمتی کے قول کو لینا شرک ہے، اس لئے امام بخاریؒ معاذ اللہ نہ صرف مشرک بلکہ مشرک گر نکلے۔

(۳) آپ اجماعِ اُمت کو حجت نہیں مانتے (عرف الجادی ص۳) امام بخاریؒ اجماع کی احادیث لائے ہیں (ج ۱/ص ۵۰۹، ج ۲/ص ۱۰۴۵)

(۴) آپ قیاس کو کارِ ابلیس کہتے ہیں، امام بخاریؒ احادیث لائے ہیں کہ خود آنحضرت ﷺ قیاس کرتے تھے (ج ۲/ص ۱۰۸۸)

(۵) آپ رات دن مجتہدین پر طعن کرتے ہیں جبکہ بخاری کی حدیث کے مطابق مجتہد کو ہر حال میں اجر ملتا ہے۔ اگر صواب کو پہنچے تو دو اجر اور خطا ہو جائے تو بھی ایک اجر (ج ۲/ص ۱۰۹۲)

(۶) امام بخاریؒ نے اپنی کتاب میں خوارج اور جہمیہ گمراہ فرقوں کے رَد میں باب باندھے ہیں، ائمہ اربعہ کی فقہ اور ان کی تقلید کے رَد میں کوئی باب نہیں باندھا۔

(غ).....آپ نے اتنی باتیں بیان فرمادیں، یہ بتائیے کہ اجتہاد یا تقلید کے بارے میں قبر یا حشر میں سوال ہوگا۔

(ح).....قبر میں سوال کا وقت تو مختصر ہے، قبر میں منافقین کی قیامت تک فرشتے پٹائی کریں گے تو ہر بار یہ کہیں گے لا تلیتَ ولا دریتَ. نہ تو صاحبِ درایت یعنی مجتہد تھا اور نہ ہی صاحبِ تقلید۔ غیر مقلد رہا، اب قیامت تک پٹتا رہ (ج ۱/ص ۱۷۸) اور قیامت کو یہ کہتے ہوئے دوزخ میں جانا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحَابِ

السَّعِیْرِ ''اگر ہم اہلِ عقل واجتہاد کی سنتے یا خود صاحبِ عقل واجتہاد ہوتے تو آج دوزخ میں نہ جلتے۔''

(غ) ..... ائمہ مجتہدین میں تو حلال وحرام اور جائز وناجائز کا اختلاف ہے۔ دونوں کو درست کہنا پرلے درجہ کی حماقت ہے۔

(ح) ..... یہ فروعی اختلاف تو احادیث میں بھی ہے، صحابہ میں بھی ہے، قرآن پاک کی قرائتوں میں بھی ہے، خود غیر مقلدین میں بھی ہے، محدثین میں بہت سی احادیث کے صحیح وضعیف ہونے میں اختلاف ہے۔ قرآن پاک کی بہت سی آیات کی تفسیر میں اختلاف ہے تو کیا قرآن پاک، احادیث، صحابہ اور محدثین کو چھوڑ دیا جائے گا اور اس ملک میں تو صرف احناف ہیں، بارہ سو سال تک کوئی اختلاف نہ تھا، یہ اختلاف آپ نے پیدا کیا تو گنہگار آپ ہوئے نہ کہ حنفی۔ سنیئے! آنحضرت ﷺ نے ایک لشکر روانہ فرمایا: لا یصلین احدکم العصر الا فی بنی قریظة (متفق علیہ) کہ ہرگز ہرگز عصر کی نماز نہ پڑھنا مگر بنی قریظہ میں۔ اب جب عصر کا آخر وقت ہوگیا تو یہ لشکر ابھی راستہ میں ہی تھا تو اختلاف ہوگیا کہ عصر کی نماز راستے میں وقت پر پڑھی جائے یا قضا کر کے بنو قریظہ میں پڑھی جائے، ایک فریق نے راستہ میں پڑھ لی (کیونکہ قرآن پاک میں کلیہ قاعدہ ہے: اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا. بے شک مسلمانوں پر نماز اپنے وقت پر فرض ہے) دوسرے فریق نے قضا کر کے بنو قریظہ میں جا کر پڑھی (ان کے خیال میں آج کی نماز اس کلیہ سے مستثنیٰ تھی) جب حضرت اقدس ﷺ کو پتہ چلا تو کسی پر بھی ناراضگی نہ فرمائی۔ اگر اس زمانہ میں غیر مقلدین ہوتے تو کسی کو منکر قرآن کہتے، کسی کو منکر حدیث بتاتے اور کہتے کہ اتنا بڑا اختلاف: وقت کے اندر نماز پڑھنا اور

جان بوجھ کر بے وقت نماز پڑھنا دونوں کیسے (صحیح) ہو سکتے ہیں، مگر یہ لوگ ایسی باتوں میں نبی پاک ﷺ کی احادیث سے انکار کر جاتے ہیں۔

(غ) ..... آپ باتیں بڑھاتے جا رہے ہیں، یہ بتائیے کہ بخاری شریف کے ہوتے ہوئے تعلیم الاسلام کی کیا ضرورت ہے؟

(ح) ..... (١-٤) ..... جناب من! تعلیم الاسلام صفحہ ١٥٠ پر ایمان کی تعریف درج ہے، صفحہ ١٥٣ پر کفر، شرک کی اور صفحہ ١٥٦ پر بدعت کی تعریف درج ہے۔ آپ بخاری شریف سے ایمان، کفر، شرک اور بدعت کی جامع و مانع تعریف نکال دیں۔ ابھی کوئی کافر مسلمان ہونے کے لئے ہمارے پاس آ جائے تو ہم تعلیم الاسلام صفحہ ٨، ٩ سے کلمہ طیبہ، اس کا ترجمہ، ایمانِ مفصل، ایمانِ مجمل اور ان کا ترجمہ کہلوا کر مسلمان کر لیں گے۔ آپ بخاری شریف سے یہ نکال کر دکھا دیں۔

(غ) ..... اُردو بخاری میں کتاب الایمان صفحہ ١١٤ تک ہے مجھے ایک گھنٹے کی مہلت دیں۔

اب تلاش شروع ہوئی، بے چارے نے بہت ہاتھ پیر مارے مگر نہ کلمہ طیبہ ملا نہ ایمانِ مجمل نہ ایمانِ مفصل، نہ ایمان، کفر، شرک، بدعت کی تعریف۔

(ح) .....

(٥-٦) ..... دیکھا کافر کو مسلمان ہم ہی کرتے ہیں، اب مسلمان ہونے کے بعد سب سے اہم فرض نماز ہے جس کے لئے اذان کہی جاتی ہے۔ تعلیم الاسلام صفحہ ١٥ پر مکمل اذان با ترجمہ موجود ہے، آپ بخاری شریف میں مکمل اذان کے کلمات دکھا دیں۔

(غ) ..... مترجم بخاری میں کتاب الاذان صفحہ ٤٠٠ سے شروع ہو کر صفحہ ٥٤١ تک گئی

ہے۔ ان ۱۴ صفحات میں اور تو بہت کچھ ہے مگر نہ اذان کے مکمل کلمات ہیں نہ اقامت کے، جبکہ تعلیم الاسلام صفحہ ۱۶ پر اقامت کا مکمل طریقہ ہے۔ مگر پھر بھی ہم لوگ نبی پاک ﷺ کے طریقہ پر ہیں، کوئی ایسی بات بتائیں جو ہم میں ایسی ہو کہ نبی پاک سے ثابت نہ ہو۔

(ح).....

(۱۷-۷)..... یہ سب جھوٹے دعوے ہیں، ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور، آپ پانچ وقت مسجد میں اذان کہتے ہیں۔ یہ حضور ﷺ کے زمانہ میں ثابت نہیں، مسجد نبوی کچی تھی نہ کہ پکی۔ اس میں چٹائیاں نہیں تھیں، اس میں نہ آج کل جیسا محراب تھا نہ ایسے مینار، اس کے ساتھ نہ لیٹرین تھی، نہ استنجاء خانہ، نہ غسل خانہ، نہ وضو کی ٹوٹیاں، نہ پنکھے تھے، نہ گھڑی۔ آپ کی مساجد میں یہ سب کچھ ہے تو کیوں؟

(غ)..... آپ نے یہ گیارہ باتیں جو فرمائیں واقعی آج تک میں نے حدیث میں ان کا ثبوت نہیں دیکھا۔

(ح)..... (۱۸-۲۴)..... اب اس نو مسلم نے نماز کی تیاری کرنی ہے، سب سے پہلے شرائط نماز کی ضرورت ہے۔ تعلیم الاسلام صفحہ ۴۴ پر نماز کی سات شرطیں لکھی ہیں جو زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ میں وہ یاد کرلے گا جبکہ بخاری شریف میں اس آسان اور عام فہم ترتیب سے شرائط مذکور نہیں۔

(غ)..... ہم بخاری کا اُردو ترجمہ اسے دے دیں گے، وہ خود شرائط تلاش کرلے گا، اگرچہ ہمیں تو نہیں ملیں۔

(ح)..... وہ مترجمہ بخاری پڑھ کر اور ساتھ تعلیم الاسلام کو دیکھ کر پریشان ہو جائے گا،

کیونکہ تقابل یوں ہوگا:

(۱)----تعلیم الاسلام: ''بدن کا پاک ہونا شرط ہے'' (صفحہ ۴۴) بخاری: ''نماز میں آپ ﷺ کے جسم پر نجاست لگ گئی، آپ نے نماز نہ توڑی (ج ۱/ص ۲۱۲)

(۲)---- کپڑوں کا پاک ہونا شرط ہے (ص ۴۴) نمازی کی پشت پر گندگی اور مردار ڈال دیا جائے تو نماز نہیں ٹوٹتی (ج ۱/ص ۲۱۱)

(۳)---- جگہ کا پاک ہونا شرط ہے (ص ۴۴) جانوروں کے پیشاب اور گوبر کی جگہ پر نماز جائز ہے، ابو موسیٰ نے پڑھی (ج ۱/ص ۲۱۰)

(۴)---- ستر (ناف سے گھٹنوں تک) چھپانا فرض ہے (ص ۴۴) ستر صرف قبل اور دبر ہے یعنی صرف آلہ تناسل، خصیے اور مقعد (تیسیر الباری ج ۱/ص ۲۸۳) اس ستر کا ڈھانکنا فرض نہیں ہے (تیسیر الباری ج ۱/ص ۲۷۹)

(۵)---- وقت بھی شرط ہے (ص ۴۴) بخاری شریف میں کہیں وقت کو شرط قرار نہیں دیا۔

(۶)----قبلہ کی طرف منہ کرنا شرط ہے (ص ۴۴) اگر کوئی نماز پڑھ لے اور اس کے کپڑے میں خون لگا ہو یا منی لگی ہو یا قبلے کے سوا کسی اور طرف نماز پڑھی تب بھی نماز نہ لوٹائے (تیسیر الباری ج ۱/ص ۲۱۱)

(۷)----نیت شرط ہے (ص ۴۴) بخاری شریف مترجم اردو میں نماز کے ابواب صفحہ ۲۷۰ سے صفحہ ۵۴۱ تک ہیں، لیکن نیت کا شرط ہونا نہیں ہے۔

کیا آپ نے ایک دن بھی ایسی نماز پڑھی کہ نہ جسم پاک ہو نہ کپڑے نہ جگہ نہ وقت کی پابندی نہ قبلہ کی نہ نیت کی ضرورت نہ ستر ڈھکنے کی۔

(غ) ..... آج تک تو موقع نہیں ملا، ہمارے مولوی صاحبان ویسے ہی بتاتے رہے کہ تمہاری نماز بخاری والی ہے۔

(ح) ..... (۲۵-۲۶) ..... تعلیم الاسلام میں ہے کہ اگر مرد عورت سے صحبت کرے تو غسل فرض ہو جاتا ہے خواہ انزال ہو یا نہ ہو۔ جبکہ بخاری شریف میں ہے کہ جماع سے غسل فرض نہیں ہوتا جب تک انزال نہ ہو (تیسیر الباری ج ۱/ص ۲۳۷) اب سوال یہ بھی ہے کہ غسل تو فرض نہیں ہوتا۔ اگر زانی زنا کرے اور انزال نہ ہو تو حد واجب ہوگی یا نہیں؟ بخاری سے حد کا وجوب دکھائیں۔

(غ) ...... یہ بتائیے کہ اس نومسلم کو پاکی، ناپاکی کے مسائل آپ کیسے بتائیں گے؟

(ح) ..... (۲۷-۳۵) ...... تعلیم الاسلام میں ایک ہی جگہ تحریر ہے: آدمی کا پیشاب پاخانہ، جانوروں کا پیشاب پاخانہ اور حرام جانوروں کا پیشاب اور آدمی اور جانوروں کا بہتا ہوا خون اور شراب اور مرغی اور بطخ کی بیٹ نجاست غلیظہ ہیں، حلال جانوروں کا پیشاب اور حرام پرندوں کی بیٹ نجاست خفیفہ ہیں (تعلیم الاسلام ص ۵۴)

مگر تیسیر الباری صفحہ ۱۸۰ پر ہے: کتا پاک ہے، کتے اور سؤر کا جھوٹا پاک ہے۔ صفحہ ۱۷۹ پر ہے آنحضرت ﷺ کے تمام فضلات (پیشاب، پاخانہ وغیرہ) طاہر ہیں، آپ پر دوسرے آدمیوں کا قیاس ہوسکتا ہے (یعنی سب کا پیشاب پاخانہ پاک ہے)۔ صفحہ ۱۷۹ پر ہے خون پاک ہے۔ صفحہ ۲۰۶ پر ہے منی پاک ہے۔ صفحہ ۲۰۷ پر ہے عورت کی فرج کی رطوبت پاک ہے۔ صفحہ ۲۰۷ پر ہے حلال جانوروں کی لید اور پیشاب دونوں پاک ہیں۔ صفحہ ۲۰۸ پر ہے علاوہ ازیں خنزیر، شراب اور مرغی و بطخ کی بیٹ کو بھی کہیں ناپاک نہیں کہا۔

(٣٦) پانی کے بارے میں تعلیم الاسلام میں ہے کہ تھوڑا پانی نجاست کے گرنے سے ناپاک ہوجاتا ہے، خواہ اس کا رنگ یا بو یا مزہ نہ بدلے (ص ٥٨) لیکن بخاری میں ہے کہ جب تک نجاست سے پانی کا رنگ یا بو یا مزہ نہ بدلے وہ پانی پاک ہے (ص ٣٧) یعنی ایک بالٹی پانی میں ایک پیالہ پیشاب ڈال دیں، تھوڑی دیر کے بعد ایک آدمی کو بلاکر پوچھیں کہ دیکھ کر بتاؤ اس پانی کا رنگ یا مزہ یا بو کسی نجاست سے بدلا ہے، وہ کہے نہیں تو آپ کے نزدیک وہ پانی پاک ہے، اس سے وضو، غسل، کھانا پینا سب جائز ہے، لیکن غیر مقلدین نام بخاری بخاری پکارتے ہیں اور عمل تعلیم الاسلام کے مسائل پر کرتے ہیں۔ تعلیم الاسلام میں ہے کہ کتے کے جھوٹے پانی سے وضو جائز نہیں مگر بخاری میں کتے کے جھوٹے سے وضو جائز لکھا ہے۔

(٣٧-٤٠) تعلیم الاسلام میں خنزیر، شکاری چوپائے کے جھوٹے کو ناپاک لکھا ہے، اسی طرح بلی چوہا کھا کر اپنا خون آلود منہ پانی میں ڈال دے تو اس کا جھوٹا بھی ناپاک ہے۔ جس آدمی نے شراب پی ہو اور فوراً پانی پی لیا ہو اس کا جھوٹا بھی ناپاک ہے (٥٧) مگر افسوس کہ بخاری میں یہ روزانہ پیش آنے والے مسائل بھی موجود نہیں ہیں۔

(٤١-٤٣) تعلیم الاسلام صفحہ ٥٦ پر یہ تفصیل ہے کہ استنجاء کب فرض ہے، کب سنت ہے اور کب مستحب؟ مگر بخاری میں کوئی تفصیل نہیں۔

(٤٤-٤٨) تعلیم الاسلام صفحہ ٤٧، ٤٨ پر وضو کے فرائض، سنن، مستحبات، مکروہات اور نواقض کی تفصیل ہے، بخاری میں کچھ بھی نہیں۔

(٤٩) تعلیم الاسلام صفحہ ٥١ پر مسح موزہ کا طریقہ درج ہے، جبکہ صحیح بخاری میں مسح موزہ کا طریقہ ہرگز درج نہیں۔

(۵۰) تعلیم الاسلام صفحہ ۵۱ پر مسح موزہ کی مدت کی تفصیل درج ہے، جبکہ بخاری شریف میں مدت کی کوئی تفصیل نہیں۔

(۵۱) بخاری صفحہ ۳۷ پر ہے کہ آنحضرت ﷺ ایک مد پانی سے وضو فرماتے اور ایک صاع پانی سے غسل فرماتے اور یہ بھی ہے کہ اسراف سے منع فرماتے لیکن آج کل غیر مقلدین ٹونٹیوں پر وضو و غسل میں بہت اسراف کرتے ہیں۔

(۵۲) وضو میں چہرہ کا دھونا فرض ہے، اب یہ بتانا ضروری تھا کہ چہرہ کی حد کیا ہے؟ یہ تعلیم الاسلام صفحہ ۸۶ پر ہے، بخاری میں نہیں ہے۔

(۵۳) وضو میں بعض اعضاء کے دھونے اور بعض کے مسح کا ذکر ہے۔ مگر ان دونوں میں کیا فرق ہے؟ تعلیم الاسلام صفحہ ۸۶ پر ہے، بخاری میں نہیں ہے۔

(۵۴) کانوں کا مسح بالاتفاق سنت ہے۔ تعلیم الاسلام صفحہ ۹۰ پر کانوں کے مسح کا طریقہ درج ہے، مگر بخاری میں یہ روزانہ پیش آنے والا مسئلہ نہیں ہے۔

(۵۵) تعلیم الاسلام صفحہ ۹۱ پر وضو کے تمام آداب مذکور ہیں، بخاری میں وضو کے بعد کلمہ شہادت اور دعا بھی مذکور نہیں ہے۔ یہ وضو جو عموماً پانچ مرتبہ روزانہ کیا جاتا ہے اس کی تفصیلات بخاری میں نہیں ہیں۔ اب فرمایئے امام بخاریؒ وضو کیسے کرتے تھے؟ کیونکہ تفصیلی مسائل بخاری میں نہیں ہیں، اس کا ایک ہی جواب ہے کہ وہ فقہ شافعی کے موافق عمل کرتے تھے۔

(غ)...... آپ اس پر بڑا فخر کر رہے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ نے سنت کی تدوین کی مگر وہ تو بدعتی تھی۔ ساری رات عبادت کرتے تھے۔ کیا اس کا ثبوت آپ پیش کر سکتے ہیں؟ کیا اس کا ثبوت ہے کہ حضور ﷺ نوافل میں اتنی شدت فرماتے تھے؟

(ح)...... اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں نیک بندوں کی صفات میں فرماتے ہیں: يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا (سورۃ الفرقان) کہ وہ رات نماز میں گزار دیتے ہیں۔ حضور ﷺ آخری عشرہ میں رمضان میں بستر پر نہ آتے تھے (بخاری ج۱/ص۲۷۱) آپ نے ساری رات عبادت فرمائی (نسائی ج۱/ص۷۰) آپ ﷺ نے ساری رات ایک آیت دُہراتے گزار دی (ابن ماجہ ص۹۷) آپ ﷺ کے پاؤں مبارک سوج جاتے تھے (بخاری) کیا غیر مقلدین ان آیات واحادیث پر عمل کرتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ ہاں عمل کرنے والوں پر طعن کرتے ہیں۔

(۵۶) اچھا ذرا یہ فرمائیے کہ امام بخاریؒ ہر حدیث نقل کرنے سے پہلے غسل فرماتے اور دو نفل پڑھتے، یہ سنت سے ثابت ہے یا بدعت ہے۔

(غ)...... ہم تو یہ جانتے ہیں کہ جو شخص بخاری شریف کی حدیث پر عمل نہ کرے وہ کافر ہے، دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

(ح)...... آپ فتوے لگانے میں بہت تیز ہیں، صحیح بخاری میں ایسی احادیث بھی ہیں جن پر خود امام بخاریؒ نے عمل نہیں کیا۔

(غ)...... ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا، آپ ایک مثال پیش کریں، کیا ہمارے علماء بخاری شریف کا مطالعہ نہیں کرتے؟

(ح)...... بے عشق محمدؐ جو پڑھاتے ہیں بخاری
آتا ہے بخار ان کو بخاری نہیں آتی

(۵۷) سنئے! حضور ﷺ نے فرمایا: جس نے ہمیشہ روزہ رکھا، اس کا روزہ نہیں ہوا (ج۱/ص۲۹۵) مگر امام بخاری صائم الدہر تھے (المیزان الکبریٰ)

(۵۸) حضور ﷺ فرماتے ہیں: جس نے تین دن سے کم میں قرآن ختم کیا وہ بے سمجھ ہے (ج ۲/ص ۷۵٦) امام بخاری روزانہ قرآن ختم کرتے تھے۔

(بغدادی ج ۲/ص ۱۲)

(۵۹) حضور ﷺ نے فرمایا: دنیا کی مصیبتوں سے تنگ آکر موت کی تمنا نہ کرو (ج ۲/ص ۸۴۷)، امام بخاریؒ نے دعائیں مانگ کر موت لی (بغدادی ج ۲/ص ۳۴)

(٦۰) حضور ﷺ نے فرمایا: کتے کے جھوٹے برتن کو سات مرتبہ دھو دو، مگر امام بخاری کتے کے جھوٹے سے وضو جائز کہتے ہیں۔

(٦۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وہ پانی ناپاک ہوجاتا ہے جس میں کتا منہ ڈالے، مگر امام بخاری فرماتے ہیں کہ جب تک اس کا رنگ یا بو یا مزہ نجاست سے نہ بدلے تو پانی ناپاک نہیں ہوتا۔

(٦۲) بخاری میں ہے کہ حضور ﷺ نے نماز الحمد سے شروع کی۔ امام شافعیؒ بغیر بسم اللہ نماز کو صحیح نہیں مانتے۔

(٦۳) بخاری میں جو تیمم کا طریقہ حدیث میں آتا ہے امام شافعیؒ کے نزدیک اس طرح تیمم نہیں ہوتا۔

(٦۴) بخاری میں ہے کہ جب امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی بیٹھ کر نماز پڑھیں۔ امام شافعیؒ کا یہ مسلک نہیں ہے۔

(٦۵) بخاری میں خیار مجلس کی حدیث ہے اور امام مالکؒ خیار مجلس کے قائل نہیں ہیں۔

(٦٦) بخاری میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے چوتھائی سر پر مسح فرمایا، امام مالک

فرماتے ہیں کہ سارے سر کا مسح فرض ہے۔

(۶۷) بخاری میں حدیث ہے کہ جس نے یوم شک کا روزہ رکھا، اس نے نبی ﷺ کے طریقہ کی مخالفت کی، مگر امام احمد بن حنبلؒ اور حنبلی یوم شک کا روزہ رکھتے ہیں، کیا یہ سب معاذ اللہ کافر ہیں؟ خود غیر مقلدین بخاری میں درج شدہ احادیث فقہ، اجماع، اجتہاد وغیرہ کو نہیں مانتے۔

(۶۸) بخاری ج۲/ص۸۷۵ خصالِ فطرت میں نتف الابط کے الفاظ ہیں کہ بغلوں کے بال اُکھاڑو۔ آپ منڈواتے ہیں۔

(۶۹) بخاری ج۲/ص۹۲۶ پر باب باندھ کر دو ہاتھ سے مصافحہ کی حدیث لائے ہیں۔ آپ اس کو بدعت کہتے ہیں۔

(۷۰) بخاری ج۱/ص۱۷۸ پر ہے کہ مردہ جوتیوں کی آواز سنتا ہے، آپ اس عقیدے کو شرک کہتے ہیں۔

(۷۱) بخاری ج۱/ص۴۳۳ پر علوی اور عثمانی نسبتوں کا ذکر ہے، جبکہ آپ اُمتی کی طرف نسبت کرنے کو شرک کہتے ہیں۔

(غ)...... (اپنے مولوی صاحب سے) آپ صم بکم کی تصویر بنے بیٹھے ہیں۔ اپنی مسجد میں تو بہت شور مچاتے ہو اور بخاری بخاری پکارتے رہتے ہو۔ آج منہ میں گھنگیاں ڈال کر کیوں بیٹھے ہو۔

(ح)....(۷۲)....اور سنئے! امام بخاری باب باندھتے ہیں، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک کلمہ سے تین طلاقیں دی جائیں تو نافذ ہوجاتی ہیں۔ اس پر چار احادیث بھی لائے ہیں، لیکن آپ اس کے منکر ہیں۔

(۷۳) آپ لوگ جو فجر کی اذان میں الصلوۃ خیر من النوم کہتے ہو، یہ بخاری میں کہیں نہیں ہے۔

(۷۵،۷۴) تعلیم الاسلام صفحہ ۱۱۴، ۱۱۵ پر اوقات نماز پوری تفصیل سے درج ہیں، لیکن آپ بخاری سے ہرگز نہیں دکھا سکتے کہ ظہر کی نماز کا وقت کب ختم ہوتا ہے نہ یہ دکھا سکتے ہیں کہ عصر کا وقت کب شروع ہوتا ہے۔

(۷۷،۷۶) نہ ہی صحیح بخاری میں کوئی یہ دکھا سکتا ہے کہ مغرب کا وقت کب ختم ہوتا ہے اور عشاء کا کب شروع ہوتا ہے۔

(۷۸) بخاری ج۱/ص ۲۲۸ کی حدیث سے ظاہر ہے کہ آپ ﷺ کی عادت فجر کی نماز روشنی میں پڑھنے کی تھی، مگر غیر مقلدین دن کی ابتداء ہی بخاری کی حدیث کی مخالفت سے کرتے ہیں اور نماز اندھیرے میں پڑھتے ہیں۔

(۷۹) بخاری صفحہ ۸۷، ۸۸ سے ظاہر ہے کہ آپ ﷺ نے ظہر کی نماز ٹیلوں کا سایہ برابر ہونے پر ادا فرمائی۔ غیر مقلدین مثل دوم کو وقتِ ظہر نہیں نہیں مانتے۔

(۸۰) تعلیم الاسلام صفحہ ۱۲۲ میں نماز کے ارکان کی مکمل تفصیل ہے، جبکہ بخاری شریف میں ارکان کی مکمل تفصیل ہرگز نہیں ہے۔

(۸۱) تعلیم الاسلام صفحہ ۱۲۸ پر واجباتِ نماز کی مکمل تفصیل ہے، جبکہ بخاری شریف میں نماز کے واجبات کی تفصیل نہیں۔

(۸۲) تعلیم الاسلام صفحہ ۱۲۹ پر سنن نماز کی مکمل تفصیل درج ہے، جبکہ بخاری شریف میں سنتوں کی مکمل تفصیل درج نہیں۔

(۸۳) تعلیم الاسلام صفحہ ۱۳۱ پر نماز کے مستحبات کی مکمل تفصیل ہے، جبکہ بخاری

شریف میں مکمل تفصیل نہیں ہے۔

(۸۴) تعلیم الاسلام صفحہ ۱۶۷ پر مفسداتِ نماز کی مکمل تفصیل درج ہے، جبکہ بخاری شریف میں مکمل مفسدات مذکور نہیں۔

(۸۵) تعلیم الاسلام صفحہ ۱۶۸ پر مکروہات نماز کی تفصیل درج ہے۔ جبکہ بخاری شریف میں یہ تفصیل موجود نہیں ہے۔

(۸۶-۹۲) تعلیم الاسلام میں فرض، واجب، سنت، مستحب، مباح، مکروہ، حرام کی تعریفات، ان کے ثبوت کا طریق، ان کے منکر اور بلا عذر چھوڑنے والے کے احکام درج ہیں۔ بخاری میں ان میں سے کچھ بھی درج نہیں ہے۔

(غ) .... (اپنے مولوی صاحب سے) سسرے! اتنی بے عزتی کروائی، سارے دعوے غلط ہو گئے۔ اب عوام کو کیسے دھوکہ دیں گے کہ ہماری مکمل نماز صحیح بخاری شریف میں موجود ہے۔

(ح) ..... (۹۳) ..... پھر ایسا جھوٹا دعویٰ کبھی نہ کرنا! آپ کا منفرد اور مقتدی تکبیر تحریمہ آہستہ کہتے ہیں، اس کا ثبوت بخاری میں کہیں نہیں۔

(۹۴) ثناء سبحنک اللّٰھم جس کا حضور علیہ ﷺ نے حکم دیا، جس پر خلفاء راشدین کا عمل رہا، تعلیم الاسلام میں ہے، بخاری میں نہیں ہے۔

(۹۵) ثنا آہستہ پڑھی جائے یا بلند آواز سے، بخاری میں امام کا آہستہ پڑھنے کا ذکر ہے اور مسلم میں بلند آواز سے پڑھنے کا۔

(۹۶) مقتدی کے ثنا آہستہ پڑھنے کی حدیث نہ بخاری میں نہ کسی اور کتاب میں، البتہ نسائی میں بلند آواز سے پڑھنے کی حدیث ہے۔

(۹۷) اکیلا نمازی ثنا آہستہ پڑھتا ہے مگر بخاری میں اس کا ثبوت بھی نہ مل سکا بلکہ کسی حدیث کی کتاب میں نہ مل سکا۔

(۹۸) بخاری میں نماز میں ہاتھ باندھنے کی حدیث ہے، مگر کہاں باندھے، سر پر یا کہاں، خصوصاً سینہ کی صراحت نہ مل سکی۔

(۹۹) تعلیم الاسلام میں ثنا کے بعد تعوذ مذکور ہے اور سب پڑھتے ہیں مگر بخاری شریف میں طریقہ نماز میں تعوذ کا ذکر نہیں۔

(۱۰۰) آپ کے منفرد، مقتدی اور امام بھی نماز میں تعوذ آہستہ پڑھتے ہیں مگر اس کا ثبوت بخاری شریف میں ہرگز نہیں۔

(۱۰۱) نماز میں فاتحہ سے پہلے سب بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے ہیں، بخاری شریف میں طریقہ نماز میں بسم اللّٰہ مذکور ہی نہیں۔

(۱۰۲) غیر مقلدین ائمہ نماز میں بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم بلند آواز سے پڑھتے ہیں، اس کا ثبوت بخاری میں کہیں نہیں۔

(۱۰۳) غیر مقلد اکیلا نمازی اور مقتدی ہمیشہ بسم اللہ شریف نماز میں آہستہ پڑھتا ہے، لیکن اس کا ثبوت بخاری میں نہیں۔

(غ)....(۱۰۴)....(اپنے مولوی سے) ارے علامہ احسان الٰہی ظہیر جیسے لوگ ہمیں غلط باتوں پر لگا گئے۔ ہماری بسم اللہ ہی بخاری میں نہیں ہے۔ اب تو فاتحہ کا ذکر آ گیا ہے، جلدی سے وہ حدیث دِکھا دو جس میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو مقتدی سری یا جہری نماز میں خود امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز باطل اور بے کار ہے۔

مولوی صاحب نے کہا کہ یہ بخاری میں نہیں ہے۔

(غ)....(۱۰۵).....(بہت غصے سے) ستیا ناس ہوگیا ہمارے مذہب کا۔ اچھا وہی حدیث بخاری دکھادو جس میں حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ سورۃ فاتحہ کے علاوہ باقی ۱۱۳ سورتیں امام کے پیچھے پڑھنا حرام ہے اور پڑھنے والے کی نماز باطل ہے۔ یہ لو بخاری شریف۔

اس مولوی نے کہا: رہنے دو، اس کا ثبوت بھی بخاری شریف میں نہیں ہے۔

(ح)....(۱۰۶).....اچھا مولانا! جس مقتدی کی ایک یا دو رکعت رہ گئی ہوں وہ امام کے بعد کھڑا ہوکر پہلی رکعت میں ثناء، تعوذ، تسمیہ، فاتحہ اور سورۃ پڑھتا ہے، دوسری رکعت میں فاتحہ وسورت آہستہ پڑھتا ہے اس کا ثبوت بخاری سے دکھادیں۔

مولوی صاحب بار بار پریشانی سے پسینہ صاف کررہے تھے مگر ثبوت پیش نہ کرسکتے تھے۔

(غ)....(۱۰۷-۱۰۹)....(اپنے مولوی صاحب سے) جب ہم اکیلے نماز پڑھتے ہیں آمین ہمیشہ آہستہ کہتے ہیں اور جب مقتدی ہوتے ہیں تو گیارہ رکعتوں میں آمین آہستہ کہتے ہیں اور آپ بھی امام بن کر گیارہ رکعتوں میں آمین آہستہ کہتے ہیں۔ اس کی تین احادیث ہی دکھادیں۔ ڈوب مرنے کو بھی جگہ نہیں ملتی؟

مولوی صاحب نے کہا کہ ایسی کوئی حدیث نہیں ہے۔

(۱۱۰-۱۱۱) اچھا ہمارے مقتدی روزانہ صرف چھ رکعتوں میں اور امام بھی صرف چھ رکعتوں میں آمین بلند آواز سے کہتا ہے، یہی بخاری شریف میں دِکھادو۔

مولوی صاحب: (جھنجھلاکر) یہ کیا رَٹ ہے حدیث دکھادو، بخاری میں دِکھادو، میں نہیں دکھا سکتا۔

(۱۱۲-۱۱۳) یہ تو آپ کل ہی فرما رہے تھے کہ بخاری میں فاتحہ کو فرض اور سورت کو سنت لکھا ہے، یہی دکھا دو۔

بھئی کہاں سے دکھادوں؟ اب رکوع کے ساتھ رفع یدین کا مسئلہ آ رہا ہے جو ہمارا معرکۃ الآراء مسئلہ ہے، اس پر نہ بے عزتی کروانا۔

(ح)....(۱۱۴)....آپ لوگ دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین نہیں کرتے۔ اس کے منع اور حرام ہونے کی حدیث لائیں تاکہ ہم جان لیں کہ آپ کا یہ مسئلہ حدیث بخاری سے ثابت ہے۔

(غ)....... یہ ثبوت تو ہم نہ بخاری سے پیش کر سکتے ہیں نہ ہی دنیا کی کسی اور حدیث کی کتاب میں ہے۔

(ر)....(۱۱۵)....آپ جو کہتے ہیں کہ جو تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین نہ کرے اس کی نماز نہیں ہوتی، یہ حدیث بخاری میں دکھا دیں۔

(رغ)....... یہ بات کہ جو رفع یدین نہ کرے اس کی نماز نہیں ہوتی، یہ بات کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ ہمارے مولوی صاحب بالکل غیر ذمہ داری سے کہہ دیتے ہیں، البتہ اس کے کرنے کا ثبوت بخاری صفحہ ۱۰۲ پر حدیث نافع عن ابن عمر میں ہے۔

(ح).....(۱۱۶)....امام بخاری کے دادا اُستاد امام مالک نے مؤطا میں اس کو موقوفاً روایت کیا ہے۔ دوسرے دادا اُستاد امام محمدؒ نے بھی مؤطا میں اس کو موقوفاً بیان کیا ہے۔ امام ابوداؤد نے پوری ذمہ داری سے لکھا ہے کہ لیس بمرفوع ''یہ نبی پاک کی حدیث ہرگز نہیں ہے۔'' امام بخاری نے خود بھی دبی زبان میں آخری فیصلہ یہی لکھا کہ رواہ مختصراً یعنی اس کو نبی پاک کی حدیث قرار نہیں دیا۔

(۱۱۷) آپ جو سجدہ میں جانے والی تکبیر کے ساتھ اور سجدہ سے اُٹھنے والی تکبیر کے ساتھ کبھی رفع یدین نہیں کرتے اس کے منع اور حرام ہونے کی حدیث بخاری سے دکھادیں۔

(غ)...... یہ تو صاف الفاظ ہیں: ولا یرفع بین السجدتین۔

(ح)...... بھئی اس کا تو ترجمہ یہ ہے کہ دو سجدوں کے درمیان جہاں آپ دعا رب اغفرلی الخ پڑھتے ہیں اس دُعا میں ہاتھ نہیں اُٹھاتے تھے، آپ نے سجدہ میں جانے اور اُٹھنے والی تکبیرات پر اس کو کیسے چسپاں کر لیا۔

(غ).... (۱۱۸).... لیجئے! رکوع میں جانے والی تکبیر کے ساتھ اور اُٹھتے وقت آپ ﷺ ہمیشہ رفع یدین کیا کرتے تھے۔ اس حدیث میں رکوع کے جاتے وقت تکبیر اور رفع یدین دونوں چیزوں کا ذکر ہے۔ حنفی تکبیر تو ہمیشہ کہتے ہیں لیکن رفع یدین نہیں کرتے، آدھی حدیث پر عمل کرتے ہیں۔ آپ تکبیر کے ساتھ ہمیشہ کا لفظ دکھائیں ہم رفع یدین کے ساتھ دکھائیں گے۔

(ح)...... مولانا! غصہ تھوک دیجئے۔ تکبیر کے ساتھ حتی فارق الدنیا کا لفظ صحیح بخاری ج ۱/ص ۱۱۰ پر ہے۔ چنانچہ دکھا دیا گیا۔

اب خود غیر مقلدوں نے کہا: مولانا جلدی کریں۔ آپ بھی اس رفع یدین کے ساتھ حتی فارق الدنیا کا لفظ دکھائیں ورنہ ہمارا تو بیڑہ غرق ہو گیا۔

(غ)...... یہ رفع یدین آپ نے ہمیشہ کی جو رکوع کی رفع یدین نہ کرے اس کی نماز ہرگز نہیں ہوتی بالکل باطل اور بے کار ہے۔

(ح).... (۱۱۹).... یہ ہمیشہ باطل اور بے کار اور نہ ہونے کا لفظ بخاری شریف میں

دکھائیں۔ آپ حضور ﷺ پر جھوٹ بول کر ٹھکانہ جہنم میں بنا رہے ہیں۔

(غ) .... یہ الفاظ حدیث میں تو نہیں ہیں ویسے غصہ میں منہ سے نکل گئے ہیں، یہ کوئی اہل حدیث بخاری سے نہیں دکھا سکتا۔

(ح) .... آپ اہل حدیث یا اہل غصہ؟ آپ کا غصہ بھی عجیب ہے۔ جب غصہ آتا ہے تو نبی پاک پر جھوٹ بولنے لگتے ہیں۔

(غ) .... میں نے رفع یدین کی حدیث دکھائی۔ آپ اس کے ترک کی حدیث دکھائیں یا اس رفع یدین کو سنت مؤکدہ مانیں۔

(ح) .... (۱۲۰) .... یہ اصول آپ کا بناوٹی ہے۔ بخاری صفحہ ۳۵ پر کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی حدیث ہے۔ اس سے منع کی حدیث لاؤ یا سنت مؤکدہ مانو۔

(۱۲۱) حائضہ بیوی کی گود میں سر رکھ کر قرآن پڑھنا ماضی استمراری کے صیغہ سے ثابت ہے (ج ۱/ص ۴۴) اس کے منع کی حدیث لاؤ یا سنت مؤکدہ مانو۔

(۱۲۲-۱۲۵) حائضہ سے مباشرت فرمانا (ج ۱/ص ۴۴) نواسی کو اٹھا کر نماز پڑھنا (ج ۱/ص ۷۴)، روزہ میں بیوی سے بوس و کنار کرنا (ج ۱/ص ۲۵۸)، حالت جنابت میں سونا (ج ۱/ص ۴۴)، یہ افعال ماضی استمراری کے صیغہ سے ثابت ہیں، ان کی منع کی حدیث لاؤ، ورنہ ان کو سنت مؤکدہ مانو۔

(۱۲۷-۱۲۸) وضو کے بعد بیوی سے بوس و کنار کرنا، نماز میں کن انکھیوں سے دائیں بائیں دیکھنا (نسائی) میں ماضی استمراری سے ثابت ہیں اور ان سے منع ہرگز ثابت نہیں یا منع ثابت کرو یا ان کو سنت مؤکدہ مان لو۔ گویا رفع یدین کا ثبوت بخاری میں ان افعال سے زیادہ نہیں ہے۔

(غ)......(اپنے آپے سے بالکل باہر ہوکر) یہ حدیث متواتر ہے اور جو متواتر پر عمل نہ کرے وہ کافر ہے۔

(ح)....(۱۲۹)....مولانا! اتنا غصہ اچھا نہیں۔ خود اس حدیث کے راوی عبداللہ بن عمر رفع یدین نہیں کرتے تھے (طحاوی، ابن ابی شیبہ، مؤطا محمد)

(۱۳۰-۱۳۱) تمام اہلِ مدینہ رفع یدین نہ کرتے تھے (المدونۃ الکبریٰ) خلفائے راشدین سے کسی صحیح سند سے یہ رفع یدین ثابت نہیں۔

(۱۳۳) تمام اہلِ کوفہ دورِ صحابہ سے لے کر پورے خیر القرون میں یہ رفع یدین نہیں کرتے تھے (التعلیق الممجد)

(۱۳۴) اہلِ مکہ کی اکثریت خیر القرون میں رفع یدین کو جانتی بھی نہ تھی (ابوداؤد، نسائی) کیا یہ سب لوگ کافر تھے؟

(غ)......زہری عن سالم عن ابن عمر سنہری سند ہے۔ آپ رفع یدین کا ترک سنہری سند سے ثابت کریں۔

(ح).....(۱۳۵)....مسند حمیدی ج ۲/ص ۲۷۰، ابوعوانہ ج ۲/ص ۹۰ پر اسی سنہری سند سے رفع یدین کا ترک ثابت ہے۔

(۱۳۶) ابن عبدالبر نے ''الاستذکار'' میں مالک عن نعیم المجمر وابی جعفر القاری عن ابی ہریرۃ کی ڈبل عالی اور سنہری سند سے ترک ثابت کیا ہے۔

(۱۳۷) مسند امام اعظم میں امام صاحب، حماد، ابراہیم نخعی، علقمہ والاسود، ابن مسعود کی نہایت سنہری سند سے ترک کی حدیث ہے۔ الغرض ترک رفع یدین سنہری اسانید اور تواتر تعامل سے ثابت ہے۔

(۱۳۸) حضرت مالک بن الحویرث کی حدیث ابوقلابہ ناصبی کی مرسل ہے (البانی، تقریب) اس لئے وہ بھی حجت نہیں۔

(۱۳۹) بخاری (ص ۱۰۸) حضرت ابوبکرؓ رکوع میں ملے (لیکن حضور علیہ ﷺ نے انہیں نماز دُہرانے کا حکم نہیں دیا) آپ دُہرانے کا حکم دیتے ہیں، آخر کیوں؟

(۱۴۰) تعلیم الاسلام میں رکوع کی تسبیح سبحان ربی العظیم ہے، جس کا امر اور اس پر مواظبت ثابت ہے (ابوداؤد) لیکن بخاری ج ۱/ص ۱۰۹ پر جو دُعا ہے نہ اس کا امر ثابت نہ مواظبت، نہ ہی خلفائے راشدین سے اس کا پڑھنا ثابت ہوا۔

(۱۴۱-۱۴۲) آپ رکوع کی تسبیح آہستہ پڑھتے ہیں جس کی نہ بخاری میں حدیث ہے نہ کسی اور حدیث میں، البتہ نسائی میں بلند آواز سے پڑھنے کی حدیث ہے، نسائی میں یہ بھی ہے کہ رکوع میں تسبیح پڑھے بغیر بھی نماز جائز ہے۔

(۱۴۳) تسمیع اور تحمید کے آہستہ یا بلند آواز سے پڑھنے کی کوئی حدیث بخاری میں نہیں ملی۔

(۱۴۴) سجدہ اور رکوع کی تکبیرات امام بلند آواز سے کہے اور مقتدی اور منفرد آہستہ آواز سے، اس کا ثبوت بخاری میں نہیں۔

(۱۴۵) سجدہ کی بھی مشہور تسبیح **سبحان ربی الاعلیٰ** بخاری میں نہیں ہے۔ جو بخاری میں ہے اس پر مواظبت ثابت نہیں کہ سنت ہو۔

(۱۴۶) سجدہ کی تسبیح آہستہ پڑھنے کی حدیث نہ بخاری میں نہ کسی اور حدیث میں، البتہ نسائی میں بلند آواز سے پڑھنے کی حدیث ہے۔

(۱۴۷) دونوں سجدوں کے درمیان نمازی کس طرح بیٹھے، یہ بخاری شریف میں

نہیں ہے۔

(۱۴۸) دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھ کر کوئی ذکر پڑھے یا نہ، پڑھے تو بلند آواز سے یا آہستہ، اس کی کوئی تفصیل بخاری میں نہیں۔

(۱۴۹) بخاری ج ا/ص ۱۱۵ پر التحیات تو ملا مگر آہستہ پڑھنے کا ثبوت نہ ملا، البتہ نسائی میں بلند آواز سے پڑھنے کی حدیث ہے۔

(۱۵۰) تعلیم الاسلام میں درود ابراہیمی ملا، مگر بخاری میں نماز کے طریقہ میں سرے سے درود کا ذکر ہی نہ ملا۔

(۱۵۱) جب بخاری میں نماز کے باب میں درود ہی نہیں تو اس کے آہستہ پڑھنے کی حدیث کہاں ہوتی، البتہ نسائی میں بلند آواز سے پڑھنے کی حدیث ہے۔

(۱۵۲) التحیات کے فوراً بعد بخاری میں دُعا کا ذکر ہے، مگر اس کا ثبوت نہیں کہ آہستہ پڑھے، البتہ نسائی میں بلند آواز سے پڑھنے کی حدیث ہے۔

(۱۵۳) سلام کا ذکر تو ملا مگر یہ کہ امام بلند آواز سے کہے، مقتدی اور منفرد آہستہ آواز سے، یہ کسی حدیث میں نہیں ملا۔

(۱۵۴) بخاری ج ا/ص ۱۱۶ پر ہے کہ آنحضرت ﷺ نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرتے مگر غیر مقلد ذکر جہر کو بدعت کہتے ہیں۔

(۱۵۵) بخاری میں تشہد میں انگلی سے اشارہ کرنے کی کوئی حدیث موجود نہیں۔

(۱۵۶) نمازوں کی قضا کے تفصیلی مسائل تعلیم الاسلام صفحہ ۱۷۵ پر ہیں، جبکہ صحیح بخاری شریف میں اس کے مسائل نہیں ہیں۔

(۱۵۷) نماز تراویح کے مکمل مسائل تعلیم الاسلام صفحہ ۱۷۳ پر ہیں جبکہ صحیح بخاری شریف

تراویح کے مسائل سے خالی ہے۔

(۱۵۸) یاد رہے امام بخاریؒ تراویح اور تہجد الگ الگ پڑھا کرتے تھے (حالات امام بخاری در تیسیر الباری ص ۴۹)

(۱۵۹) امام بخاریؒ تراویح کی ہر رکعت میں بیس آیات پڑھتے تھے اور پورا قرآن ختم کرتے تھے (ص ۴۹) معلوم ہوا کہ آپ آٹھ تراویح نہیں پڑھتے تھے، ورنہ بیس آیات پڑھ کر صرف ۴۸۰۰ آیات ختم ہوں گی نہ کہ مکمل قرآن۔

(۱۶۰) تعلیم الاسلام صفحہ ۱۸۴ پر قرآن کے چودہ سجدے مذکور ہیں، لیکن بخاری میں صفحہ ۱۴۶ پر صرف چار سجدوں کا ذکر ہے۔

(۱۶۱) تعلیم الاسلام صفحہ ۱۸۴ پر سجدۂ تلاوت کا پورا طریقہ درج ہے، جبکہ بخاری شریف میں اس کا طریقہ نہیں بتایا گیا۔

(۱۶۲) تعلیم الاسلام صفحہ ۱۸۵، ۱۸۶ پر بیمار کی نماز کے مسائل تفصیل سے درج ہیں۔ بخاری میں اس کا عشر عشیر بھی نہیں۔

(۱۶۳) تعلیم الاسلام صفحہ ۱۹۳، ۱۹۴ پر نماز عیدین کا مکمل طریقہ موجود ہے، لیکن بخاری شریف میں نماز عیدین کا مکمل طریقہ مذکور نہیں۔

(۱۶۴) تعلیم الاسلام صفحہ ۱۹۷ پر نماز جنازہ کا مکمل طریقہ مذکور ہے مگر صحیح بخاری میں نماز جنازہ کا مکمل طریقہ نہیں ہے۔

لطیفہ ...... ایک غیر مقلد کہنے لگا کہ بخاری شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے نجاشی کے جنازہ پر چار تکبیریں کہیں، میں نے کہا اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر اور پوچھا کہ آپ کا جنازہ پڑھا جا چکا ہے؟ کہنے لگا: نہیں۔

(غ)....(۱۶۵).... بخاری میں جنازہ میں حضرت ابنِ عباسؓ کا فاتحہ پڑھنا بھی ذکر ہے۔

(ح)....... آپ کے نزدیک تو صحابی کا قول و فعل حجت نہیں، تاہم چار بار تکبیر کہہ کر بعد میں فاتحہ پڑھ لیں تو جنازہ ہو جائے گا؟

(غ)....... ہرگز نہیں۔

(ح)....(۱۶۶).... آج سے تقریباً چھ سال قبل مولانا محمد احمد صاحب، مہتمم جامعہ مدنیہ مظفرگڑھ نے اشتہار دیا کہ غیر مقلدین جو نماز جنازہ پڑھتے ہیں وہ اس مکمل ترتیب سے کسی حدیث میں ثابت نہیں ہے۔ اگر کوئی غیر مقلد ثابت کر دے تو اس کو دس ہزار روپے انعام دیا جائے گا۔ چنانچہ جلال پور پیر والا، مظفرگڑھ اور فیصل آباد کے غیر مقلد علماء وانڈر میں جمع ہوئے، مولانا محمد احمد صاحب نے فرمایا کہ آپ لوگ پہلی تکبیر کے بعد ثناء سبحانک اللّٰھم، تعوذ، تسمیہ، فاتحہ، آمین اور سورت پڑھتے ہیں۔ آپ ایک صحیح، صریح، غیر معارض حدیث دکھائیں کہ حضور ﷺ نے پہلی تکبیر کے بعد بالترتیب یہ چھ چیزیں پڑھی ہوں جن میں سے ثنا، تعوذ اور تسمیہ امام اور مقتدیوں نے آہستہ پڑھی ہو۔ فاتحہ اور سورت امام نے بلند آواز سے اور مقتدیوں نے آہستہ پڑھی ہوں اور آمین امام اور مقتدیوں نے بلند آواز سے کہی ہو اور سب نے سینہ پر ہاتھ باندھے ہوں۔ تین گھنٹے تک غیر مقلدین کے نام نہاد علماء شور تو مچاتے رہے لیکن حدیث نہ دکھا سکے نہ قیامت تک دکھا سکیں گے۔

(۱۶۷) پھر مولانا محمد احمد صاحب نے فرمایا: ایک صحیح صریح حدیث ایسی دکھاؤ جس میں یہ ہو کہ آنحضرت ﷺ نے نماز جنازہ میں دوسری تکبیر کے بعد خاص درود ابراہیمی

بلند آواز سے پڑھا ہو اور آپ کے مقتدیوں نے خاص درود ابراہیمی آہستہ پڑھا مگر غیر مقلدین یہ صراحت بھی حدیث میں نہ دکھا سکے۔

(۱۶۸) پھر مولانا محمد احمد صاحب نے کہا کہ تم تیسری تکبیر کے بعد چھ سات دعائیں بلند آواز سے پڑھتے ہو اور تمہارے مقتدی آمین آمین پکارتے رہتے ہیں۔ اس کی صریح حدیث پیش کرو، لیکن وہ پیش نہ کر سکے۔

(۱۶۹) پھر مولانا محمد احمد نے پوچھا کہ ایک صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کریں کہ امام کے لئے چاروں تکبیروں اور سلام کے بلند آواز سے کہنے کا حکم ہے اور مقتدیوں کو حکم ہے کہ تکبیریں اور سلام آہستہ آواز سے کہیں، مگر غیر مقلدین اس کی صریح حدیث بھی پیش نہ کر سکے۔ سب نے مولانا محمد احمد صاحب کو کامیاب قرار دیا اور تمام سامعین نے یقین کرلیا کہ غیر مقلدین دعویٰ عمل بالحدیث میں بالکل جھوٹے ہیں۔

(ح) ..... (۱۷۰) .... غیر مقلد مولوی صاحب! آپ جب فرض، سنت، نفل نمازیں پڑھتے ہیں تو ہر دو رکعت بعد بیٹھنا واجب کہتے ہیں، لیکن وتر کی دو رکعت کے بعد قعدہ کو ناجائز کہتے ہیں۔ اس کی صحیح صریح حدیث بخاری سے دکھائیں مگر وہ نہ دکھا سکا۔

(ح) .... (۱۷۱) .... غیر مقلدین وتر میں رکوع کے بعد دُعا کی طرح ہاتھ اُٹھا کر دعائے قنوت پڑھتے ہیں، پھر منہ پر ہاتھ پھیر کر سجدہ میں جاتے ہیں، اس کا ثبوت نہ بخاری میں ہے اور نہ ہی کسی اور حدیث میں۔

(۱۷۲) آپ لوگ ثنا کی جگہ دُعا اللھم باعد بینی، رکوع میں اللّٰھم لک رکعت، سجدوں میں اللّٰھم لک سجدت، دونوں سجدوں کے درمیان اللّٰھم اھدنی، درود کے بعد اللّٰھم انی ظلمت وغیرہ دعائیں پڑھتے ہیں، ان دُعاؤں میں

آپ دُعا کی طرح ہاتھ نہیں اُٹھاتے، نہ پھر منہ پر پھیرتے ہیں مگر دُعائے قنوت میں ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگتے اور پھر منہ پر پھیرتے ہیں۔ یہ فرق کی صحیح صریح غیر معارض حدیث سے دکھائیں۔

(۱۷۳) بخاری شریف ج۱/ص۱۳۶ پر ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے رکوع کے بعد صرف ایک ماہ قنوت پڑھی تھی لیکن آپ ہمیشہ رکوع کے بعد قنوت پڑھتے ہیں جو بخاری کی حدیث کے خلاف ہے۔

(۱۷۴) تعلیم الاسلام میں صفحہ ۱۷۰ پر نماز وتر کا مکمل طریقہ موجود ہے، جبکہ بخاری میں نماز وتر کا مکمل طریقہ موجود نہیں۔

(غ)....(۱۷۵)....جب بخاری شریف میں نہ نماز کا مکمل طریقہ نہ وتر کا نہ جنازے کا نہ عیدین کا تو امام بخاریؒ خود نماز وتر، عیدین اور جنازہ کیسے پڑھتے تھے۔

(ح)....(۱۷۶)....طبقات الشافعیہ الکبریٰ جلد دوم سے ثابت ہے کہ امام بخاری شافعی المذہب تھے۔اس لئے وہ یہ سب کام فقہ شافعی کے مطابق کرتے تھے۔

(غ)....(۱۷۷)....ہم قرآن وحدیث کے سوا کچھ نہیں مانتے۔آپ قرآن وحدیث سے ان کا مقلد ہونا دکھائیں تو ہم مانیں گے۔

(ح).......آپ نے امام بخاریؒ کو مسلمان اور محدث کیسے مانا؟ قرآن کی کس آیت یا کس حدیث میں یہ ہے۔

(غ)....... یہ تو محدثین نے کتب طبقات میں لکھا ہے۔

(ح).......جن کتابوں میں ان کا مسلمان اور محدث ہونا مذکور ہے، ان میں ہی ان کا مقلد ہونا مذکور ہے۔اب انکار کرنا ہے تو تینوں باتوں کا کرو اور اقرار کرنا ہے تو تینوں

کا کرو۔

(۱۷۸) صحیح بخاری شریف اُردو میں کتاب الزکوۃ صفحہ ۳۴۱ سے لے کر صفحہ ۴۲۱ تک ۸۰ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ مگر تعلیم الاسلام میں بخاری سے نصف سے بھی کم سائز کے صرف ۱۲ صفحات پر زکوۃ کے مسائل ہیں۔

تعلیم الاسلام صفحہ ۲۱۹ پر زکوۃ کے فرض ہونے کی شرطیں درج ہیں، مگر صحیح بخاری شریف شرائط کی تفصیل سے خالی ہے۔

(۱۷۹) تعلیم الاسلام صفحہ ۲۲۰ پر ان اَموال کی تفصیل ہے جن میں زکوۃ فرض ہے، جبکہ بخاری میں یہ مکمل تفصیل نہیں ملتی۔

(۱۸۰) تعلیم الاسلام صفحہ ۲۲۲ پر زکوۃ کا، سونے کا نصاب اور نقدی کا نصاب درج ہے، مگر بخاری شریف میں یہ نہیں ملا۔

(۱۸۱) تعلیم الاسلام صفحہ ۲۲۲ پر ہے کہ مالی نصاب سال بھر ملکیت میں رہے تو زکوۃ فرض ہے جبکہ یہ اہم مسئلہ بخاری میں نہیں۔

(۱۸۲) تعلیم الاسلام صفحہ ۲۲۳ پر زکوۃ کے وقت نیت کا مسئلہ وضاحت سے لکھا ہے، جبکہ بخاری شریف میں نیت کی تفصیل نہیں ہے۔

(۱۸۳) تعلیم الاسلام صفحہ ۲۲۵ میں مصارف زکوۃ کی تفصیل کی ہے، جبکہ بخاری میں یہ تفصیل ڈھونڈے سے نہیں ملتی۔

(۱۸۴) تعلیم الاسلام صفحہ ۲۲۵ میں مدارس اسلامیہ کو زکوۃ دینا جائز لکھا ہے، جبکہ بخاری میں یہ مسئلہ نہیں ملا۔

(۱۸۵) تعلیم الاسلام صفحہ ۲۲۵ پر ان لوگوں کی تفصیل ہے جن کو زکوۃ دینا جائز نہیں مگر

یہ تفصیل بخاری شریف میں نہیں ملتی۔

(۱۸۶) تعلیم الاسلام صفحہ ۲۲۶ پر ان کاموں کی تفصیل ہے جن پر زکوٰۃ لگائی جائے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔ یہ تفصیل بخاری میں نہیں ہے۔

(۱۸۷) تعلیم الاسلام صفحہ ۲۲۸ پر نصاب زکوٰۃ اور نصاب صدقہ فطر کا فرق واضح طور پر بتایا گیا ہے جبکہ بخاری میں یہ فرق درج نہیں۔

(۱۸۸) کتاب الصوم صحیح بخاری مترجم پر تقریباً سو صفحات پر پھیلی ہوئی ہے اور تعلیم الاسلام میں صرف ۱۹ صفحات ہیں۔ تعلیم الاسلام صفحہ ۱۹۸ پر روزہ کی تعریف ہے کہ روزہ کسے کہتے ہیں۔ بخاری میں اس طرح صاف الفاظ میں یہ تعریف نہیں ہے۔

(۱۸۹) تعلیم الاسلام صفحہ ۱۹۹، ۲۰۰ پر روزہ کی تقسیم ہے۔ آٹھ قسموں کی تفصیل موجود ہے جبکہ بخاری شریف میں یہ تفصیل نہیں ہے۔

(۱۹۰) تعلیم الاسلام صفحہ ۲۰۱ پر روزہ کے فرض ہونے کی شرائط، روزہ کے تارک اور منکر کا حکم ہے جو بخاری میں نہیں ہے۔

(۱۹۱) تعلیم الاسلام صفحہ ۲۰۲ پر سات عذر مذکور ہیں جن کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے، بخاری میں یہ مکمل تفصیل نہیں ہے۔

(۱۹۲) تعلیم الاسلام صفحہ ۲۰۲، ۲۰۳ پر رمضان کے چاند کے بارے میں گواہی کی تفصیل درج ہے، جبکہ بخاری میں یہ تفصیل نہیں ملتی۔ نیت کے تفصیلی مسائل جس قدر تعلیم الاسلام صفحہ ۲۰۴، ۲۰۵ پر ہیں صحیح بخاری میں ان کی تلاش بے سود ہے۔

(۱۹۳) تعلیم الاسلام صفحہ ۲۰۶، ۲۰۷ پر روزے کے مستحبات، مکروہات، مفسدات جس تفصیل سے درج ہیں بخاری میں ہرگز نہیں۔

(۱۹۴) تعلیم الاسلام صفحہ ۲۰۸، ۲۰۹ پر جو تفصیل ہے کہ کفارہ اور قضا دونوں کب لازم ہیں اور صرف قضا کب۔ یہ تفصیل بخاری میں نہیں ہے۔ نماز اور روزہ کا فدیہ دینا پڑے تو اس کی مقدار کیا ہے؟ یہ تعلیم الاسلام میں تو ہے مگر بخاری میں نہیں ہے۔

(۱۹۵) اعتکاف کی تعریف اور تقسیم جس وضاحت سے تعلیم الاسلام میں ہے، بخاری شریف میں ہرگز نہیں۔

(۱۹۶) اعتکاف کے مباحات، مکروہات اور مفسدات کی جو تفصیل تعلیم الاسلام میں ہے، بخاری میں اس کا دسواں حصہ بھی نہیں۔

(غ)....(۱۹۷)....تمام اُمت کا عقیدہ ہے کہ صحیح بخاری اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔

(ح)...... یہ بات نہ قرآن کی آیت ہے نہ نبی پاک کی حدیث نہ کسی مجتہد کا ارشاد نہ خود امام بخاریؒ نے کبھی یہ دعویٰ فرمایا۔ یہ ایک شافعی المذہب مقلد شیخ ابن الصلاح کا قول ہے۔ احناف کی کسی اصول کی کتاب میں اس کا ذکر نہیں، البتہ شیخ ابن ہمامؒ نے تحریر الاصول جو اصولِ فقہ کی مشہور کتاب ہے اس میں اس بات کو ناانصافی کی بات قرار دیا ہے اور فتح القدیر ج۱/ص۳۱۷، حلبی کبیر صفحہ ۳۸۶، حاشیہ بخاری ج۱/ص۱۵۸، التعلیقات علی الدراسات صفحہ ۳۷۴، ذب ذبابات الدراسات ج۲/ص۲۱۳، ماتمس الیہ الحاجۃ ص۲۲ اور تحریر الاصول مع التقریر ج۳/ص۳۰ پر بھی اس بات کا رَد ہے۔

(غ)...... شیخ ابن الصلاح نے یہ بات بغیر دلیل کے نہیں فرمائی، بلکہ فرمایا ہے کہ صحیح بخاری کو تلقی بالقبول کا شرف حاصل ہوا ہے اور اس کا انکار ممکن نہیں۔

(ح).... (۱۹۸) .. اس میں شک نہیں کہ صحیح بخاری شریف کو صرف محدثین میں

پانچویں صدی کے بعد تلقی بالقبول کا شرف نصیب ہوا، جبکہ مذاہب اربعہ کو دوسری صدی سے آج تک نہ صرف محدثین میں بلکہ فقہاء، سلاطین اسلام، قضاۃ، مجاہدین اور عوام تک میں ایسی تلقی بالقبول نصیب ہوئی جس کی مثال نہیں ملتی اور ان چاروں مذاہب میں سے مذہب حنفی کو قبولیتِ عامہ کا جو شرف نصیب ہوا وہ باقی مذاہب سے بہت بڑھ چڑھ کر ہے اور خود شیخ ابن صلاح نے جس طرح تلقی بالقبول کی بنیاد پر بخاری کو اصح الکتب کہا ہے اسی تلقی بالقبول کی بنا پر یہ بھی کہا ہے کہ مذاہب اربعہ میں سے کسی ایک مذہب کی تقلید لازم ہے۔ اب ظاہر ہے کہ صحیح بخاری شریف کو تلقی بالقبول صرف طبقہ محدثین میں ہے۔ اگر کوئی شخص ساری عمر بخاری شریف نہ پڑھے جیسا کہ اکثر عوام غیر مقلدین کا حال ہے تو اس کے اسلامی اعمال میں کوئی کمی نہیں لیکن اگر عامی آدمی فقہ پر عمل نہ کرے تو اس کی اسلامی زندگی کا نقشہ ہی بگڑ جائے گا، کیونکہ فقہ کو تلقی بالقبول تمام طبقاتِ اہل اسلام میں ہے۔ اب ایک جزوی تلقی کو آپ ایمان سمجھیں اور کلی تلقی کو کفر۔ یہ کون سا انصاف ہے؟

(غ) ....(۱۹۹) .... جب تلقی بالقبول اس کتاب کو سب سے زیادہ نصیب ہوئی تو اب بخاری کی حدیث کے خلاف کسی کتاب کی حدیث نہیں مانی جائے گی خواہ اس کی سند کے راوی کتنے ہی اعلیٰ ہوں۔

(ح) .... اس بات کو شیخ ابن ہمامؒ نے رد فرما دیا ہے کہ یہ محض ضد کی بات ہے، اس کو ماننا جائز نہیں۔ ہاں آپ یہ فرمائیں کہ جس طرح کتب حدیث میں قبولیت عامہ کا زیادہ شرف بخاری شریف کو ملا، آپ نے اس سے یہ نتیجہ نکالا کہ اس کی حدیث کے خلاف کوئی حدیث نہیں مانی جائے گی تو کیا آپ سے اس انصاف کی توقع ہے کہ ائمہ اربعہ کے مذاہب میں چونکہ سب سے زیادہ قبولیت عامہ کا شرف مذہب حنفی کو نصیب ہوا ہے

اس لئے مذہب حنفی کے مقابلہ میں باقی تمام کو مرجوح مانا جائے ار جب باقی مذاہب مرجوح ہوں گے تو آپ کی لامذہبیت کا تو جنازہ نکل جائے گا اور یہ بھی فرمایئے جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بالاتفاق تمام صحابہ سے افضل ہیں۔ اس سے آپ نے کبھی یہ نتیجہ نکالا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مقابلہ میں حضرت عمر بلکہ کسی صحابی کی بھی حدیث قبول نہیں کی جائے گی۔

(غ)....(۲۰۰)....آپ لوگ صحیحین کی احادیث کے متعلق کیا طریقہ روا رکھتے ہیں؟

(ح)....... چونکہ صحیحین کو صحیحین تلقی بالقبول کی وجہ سے مانا جاتا ہے اس لئے عملی احادیث میں جن احادیث پر مذاہب اربعہ کا اتفاقی عمل ہے ان پر عمل اجماعاً لازم ہے، کیونکہ عملی طور پر ان کو مکمل تلقی بالقبول نصیب ہوگیا اور جن پر تمام مذاہب کا متفقہ عمل نہیں تو ہم ایسے موقع پر ایسی احادیث کو راجح قرار دیتے ہیں جن کو اکثریت میں عملی تلقی کا شرف حاصل ہے اور ظاہر ہے کہ مذاہب اربعہ میں اکثریت ہمیشہ احناف کو نصیب رہی ہے۔

(غ)....(۲۰۱)....قرآن پاک کے بعد صحیح بخاری شریف ہی ایک ایسی کتاب ہے جو اوہام اور اغلاط سے بالکل پاک ہے۔ فقہ کی کتابوں میں بعض ایسے مسائل ہیں کہ حنفی ان پر عمل کرنے کے لئے کبھی تیار نہ ہوں تو کیوں نہ فقہ کے مقابلہ میں ایسی کتاب پر عمل کیا جائے جس میں وہم وخطا کا گزر ہی نہیں۔

(ح)....... سب مسلمان قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں کہ یہ قرآن پاک متواتر ہے، لیکن اس متواتر قرآن کے خلاف بڑی بڑی کتب تفسیر میں سینکڑوں نہیں ہزاروں شاذ وضعیف قرأتیں درج ہیں جن کی تلاوت کوئی مسلمان بھی نہیں کرتا۔ اب اگر کوئی

احمق اور بے وقوف متواتر قرآن پاک کے مقابلہ میں ان شاذ و متروک قرأتوں کی تلاوت کی دعوت دے تو کوئی مسلمان اس کو قبول نہیں کرے گا بلکہ اس دعوت دینے والے کو قرآن دشمن کہا جائے گا۔

ایسے ہی کتب حدیث میں ہزاروں احادیث ضعیف اور شاذ ہیں۔ اہل سنت، سنت متواترہ کے مقابلہ میں کبھی ان پر عمل نہیں کرتے۔ اب کوئی شخص مسلمانوں کو سنت متواترہ کے مقابلہ میں ان شاذ وضعیف احادیث پر عمل کی دعوت دے تو اہل سنت اس کی دعوت کو اس کے منہ پر دے ماریں گے اور سنت متواترہ کو ہرگز نہیں چھوڑیں گے۔ اسی طرح کتب فقہ میں ایک وہ مسائل ہیں جو مفتیٰ بہا ہیں اور شروع سے آج تک ہر جگہ احناف کا ان پر متواتر عمل ہے۔ اس کے مقابلہ میں کوئی شاذ اور متروک اعمال پر عمل کی دعوت دے تو اس کی جہالت ہوگی۔ ہاں جس طرح شاذ قرأتوں سے متواتر قرآن کی صحت میں ذرہ بھر شک نہیں آتا، شاذ و متروک احادیث کی وجہ سے سنت صحیحہ مشتبہ نہیں ہوتی، ایسے ہی ایسے غیر مفتیٰ بہا، متروک اور شاذ اقوال سے مذہب حنفی پر کوئی حرف نہیں آتا۔ مذہب حنفی مفتیٰ بہا اور متواتر معمول بہا مسائل کا نام ہے۔

رہا آپ کا یہ کہنا کہ صحیح بخاری شریف بھی قرآن پاک کی طرح ہے، ہر قسم کے شک و وہم سے بالا ہے یہ غلو ہے۔

(۲۰۲) (۱)....امام بخاریؒ عطاء الخراسانی کو خود ضعیف فرماتے ہیں: ضعفاء صغیر صفحہ ۲۷۳، مگر بخاری ج ۲/ص ۷۳۲ پر اسی کی حدیث لی ہے۔

(۲۰۳) (۲)....امام بخاری مقسم کو ضعیف فرماتے ہیں: اور پھر مقسم عن ابن عباس کی سند سے حدیث بھی صحیح بخاری میں لی ہے (میزان الاعتدال ج ۴/ص ۱۷۶)

(۲۰۴) (۳)....ایوب بن عائذ کو ارجاء کی وجہ سے ضعیف بھی فرمایا ہے اور صحیح بخاری میں اس سے حدیث لی گئی ہے (میزان الاعتدال ج ۱/ص ۲۸۹)

(۲۰۵) (۴)....امام بخاریؒ امام حکم بن عتیبہ اور حکم بن عتیبہ بن نہاس مجہول راوی میں فرق نہیں کر سکے اور وہم کا شکار ہوئے (میزان الاعتدال ج ۱/ص ۵۷۷)

(۲۰۶) (۵)....امام بخاریؒ ابی العباس الانصاری کو ضعیف بھی فرماتے ہیں (تہذیب ج ۱/ص ۱۸۶) اور صحیح بخاری ج ۱/ص ۴۰۰ پر اس سے حدیث بھی لیتے ہیں۔

(۲۰۷) (۶)....امام بخاریؒ نے ج ۱/ص ۲۹۳ پر حضرت انسؓ کے قول کو حدیثِ رسول بنا کر پیش کر دیا ہے (مقدمہ فتح الباری ج ۲/ص ۱۱۹)

(۲۰۸) (۷)....امام بخاریؒ کے اُستاد امام ابو حاتم نے مستقل کتاب خطاء البخاری لکھی ہے جس میں بتایا کہ ۷۷۰ راویوں کے بارے میں امام بخاریؒ نے غلطی کھائی ہے۔

(۲۰۹) (۸)....امام دارقطنیؒ نے مستقل کتاب الالزاء والتتبع میں بخاری شریف کی ۲۱۸ اَحادیث پر اعتراض کئے ہیں۔

(۲۱۰) (۹)....امام بخاریؒ نے غلطی سے حضرت زینب کا ایک مشہور واقعہ حضرت حفصہ کی طرف منسوب کر دیا (ج ۲/ص ۷۹۳، ج ۲/ص ۱۰۳۱)

(۲۱۱) (۱۰)....امام بخاریؒ نے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کی روایت حضرت عبد اللہ بن عمر کے نام سے روایت کر دی (ص ۴۸۹، ص ۷)

(۲۱۲) (۱۱)....امام بخاریؒ نے غلطی سے حضرت حمزہ کے قاتل کا نام تبدیل کر دیا (بخاری ج ۲/ص ۵۶۳، صفحہ ۱۰)

(۲۱۳) (۱۲)....امام بخاریؒ نے مدینہ منورہ کے ایک مشہور واقعہ کو مکہ کا واقعہ قرار دے دیا (بخاری ص ۱۳۹، ص ۵)

(۲۱۴) (۱۳)....امام بخاریؒ نے ایک حدیث میں غلطی سے ثم انصرف حتی اتی چھوڑ دیا جس سے بی بی فاطمہ کے گھر کی جگہ غلط ہوگئی (ج ۱/ص ۲۸۵، صفحہ ۴)

(۲۱۵) (۱۴)....امام بخاریؒ نے ایک پیش گوئی کو ایسے مبہم الفاظ میں نقل کیا جس سے اس کے غلط ہونے کا احتمال ہوگیا (ص ۱۹۱، ص ۴)

(۲۱۶) (۱۵)....امام بخاری نے حضرت ام رومان کو مسروق کا اُستاذ بنا دیا جبکہ وہ مسروق کے آنے سے کئی سال پہلے فوت ہوچکی تھیں (ج ۱/ص ۴۷۹، ص ۸)

(۲۱۷) (۱۶)....امام بخاریؒ کے اساتذہ حدیث ابوحاتم، ابوزرعہ اور محمد بن یحییٰ نے ان سے روایت چھوڑ دی تھی (کتاب الجرح والتعدیل ج ۷/ص ۱۹۱)

(۲۱۸) (۱۷)...امام مسلمؒ کو امام بخاری کے محدّث ہونے میں تردّد تھا، امام بخاری سے اُنہوں نے صحیح مسلم میں کوئی حدیث نہ لی۔

(۲۱۹) (۱۸)...امام بخاریؒ سے امام ابوداوٗد اور امام ابنِ ماجہ نے اپنی کتاب میں کوئی حدیث روایت نہیں کی۔

(۲۲۰) (۱۹)...امام بخاریؒ کی صحیح صفحہ ۹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بے عمل کو کافر کہتے ہیں مگر ج ۲/ص ۱۰۰۲ میں اس کو کافر نہیں کہتے۔

(۲۲۱) (۲۰)...امام بخاریؒ نے صحیح میں عوف اعرابی سے حدیث لی جو قدری، رافضی شیطان تھا (تہذیب ج ۸/ص ۱۶۷) مگر امام ابوحنیفہ سے حدیث نہ لی۔

(۲۲۲) (۲۱)...امام بخاری نے حریز بن عثمان سے حدیث لی جو صبح و شام حضرت علیؓ

پر ستر بار لعنت کرتا تھا (تہذیب ج ۲/ص ۲۴۰) مگر امام جعفر صادق سے حدیث نہ لی۔

(۲۲۳) (۲۲)... جریر بن عبدالحمید جو حضرت معاویہؓ کو اعلانیہ گالیاں بکتا تھا اس کی حدیث لی (تہذیب ج ۲/ص ۷۷) اور قاضی ابو یوسف سے حدیث نہ لی۔

(۲۲۴) (۲۳)... عباد بن یعقوب جو حضرت عثمانؓ کو گالیاں بکتا تھا سے حدیث لی (تہذیب ج ۵/ص ۱۰۹) مگر امام محمد سے حدیث نہ لی۔

(۲۲۵) (۲۴)... عبدالملک بن اعین اخبث رافضی سے حدیث لی (تہذیب ج ۶/ص ۳۸۶) مگر امام زفر سے حدیث نہ لی۔

(۲۲۶) (۲۵)... محمد بن خازم خبیث مرجیہ سے حدیث لی (تہذیب ج ۹/ص ۱۳۹) مگر امام حسن بن زیاد سے حدیث نہ لی۔

(۲۲۷) (۲۶)... امام بخاریؒ نے محمد بن ثابت الکوفی، زہیر بن محمد التمیمی، زیاد بن ربیع، سعید بن عبیداللہ الثقفی، عباد بن راشد، محمد بن یزید کو خود ہی ضعیف فرمایا ہے خود ہی صحیح بخاری میں ان سے حدیث لی ہے، (ما تمس الیہ الحاجۃ) اگر چہ اس قسم کی باتوں سے متأثر ہو کر آپ کے غیر مقلد عالم جناب فیض عالم صدیقی نے یہاں تک لکھ دیا "ہمارے امام بخاری نے اپنی صحیح میں جو کچھ درج فرما دیا ہے وہ صحیح اور لا ریب ہے خواہ اس میں اللہ کی الوہیت، انبیاء کرام کی عصمت اور ازواج مطہرات کی طہارت کی فضائے بسیط میں دھجیاں بکھرتی چلی جائیں۔ کیا یہ امام بخاری کی اسی طرح تقلید جامد نہیں جس طرح مقلدین ائمہ اربعہ کی کرتے ہیں۔" (صدیقہ کائنات ص ۱۰۶)

مگر ہم کہتے ہیں کہ بھول اور خطاء سے پاک ایک ہی کتاب قرآن پاک ہے۔ غلطی دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک وہ جو عام اُمت میں چل جائے، یہ نقصان دہ ہے۔

ایک یہ کہ غلطی یا بھول ہوئی فوراً دوسرے نے لقمہ دے کر اصلاح کر دی اور وہ غلطی وہیں ختم ہوگئی، آگے چلی نہیں۔ اس میں خطاوار معذور ہے اور اصلاح کرنے والا ماجور ہے۔

ایسی باتوں سے پوری کتاب کے غلط ہونے کا فیصلہ کر ڈالنا نہایت سنگین غلطی ہے۔

(غ) .... (۲۲۸) .... ہم تو دین کو صحیح بخاری میں بند رکھتے ہیں۔ جو اس میں ثابت ہوگیا اس پر دل و جان سے عمل کرتے ہیں، جو اس میں نہیں آیا اس کے قریب بھی نہیں جاتے۔

(ج) .... (۱)... بخاری ترجمہ وحید الزمان پڑھئے، جس میں عورت کے غیر فطری استعمال کو قرآنی حکم قرار دیا ہے (ج ۲/ص ۶۴۹)

(۲۲۹) (۲)... صحیح بخاری ج ۱/ص ۳۶ پر اونٹوں کا پیشاب پینے کا حکم ہے مگر چائے اور قہوہ پینے کا ذکر بخاری میں بالکل نہیں۔

(۲۳۰) (۳)... صحیح بخاری ج ۲/ص ۸۲۶ پر مینڈک اور کچھوے کا حلال ہونا مذکور ہے مگر بھینس کے گوشت، دودھ، گھی، مکھن کا حلال ہونا مذکور نہیں۔

(۲۳۱) (۴)... بخاری ج ۲/ص ۸۲۶ پر ہے شراب میں مچھلی ڈال کر دھوپ میں رکھو، پھر کھانا حلال ہے مگر شربت روح افزا وغیرہ کا نام تک نہیں۔

(۲۳۲) (۵)... بخاری ج ۲/ص ۳۷ پر امام مالک اور دراوردی سے شہد کی شراب پینے کی اجازت ہے جب تک نشہ نہ آئے۔

(۲۳۳) (۶)... بخاری ج ۲/ص ۸۳۸ پر بعض صحابہ کا النصف، الطلاء جو شرابیں ہیں ان کا پینا ثابت کیا ہے۔

(۲۳۴) (۷)... بخاری میں شراب سے نشہ بھی آجائے تو بھی کوئی معیّن حد درج

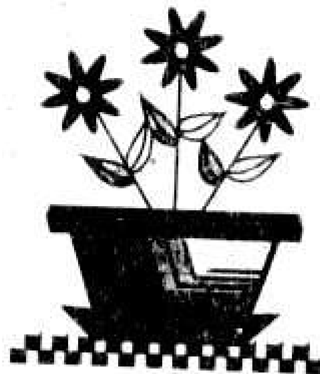
نہیں ہے۔

(۲۳۵) (۸)... بخاری میں قربانی کے جانور کی عمر کیا ہونی چاہئے، اس کی تفصیل درج نہیں ہے۔

(۲۳۶) (۹)... بخاری ج ۲/ ص ۸۳۳ پر ہے کہ حضور ﷺ قربانی عیدگاہ میں کیا کرتے تھے مگر غیر مقلدین اس حدیث کے خلاف گھر میں قربانی کرتے ہیں۔

(۲۳۷) (۱۰)... قربانی کا جانور کن عیبوں سے پاک ہو، اس کی تفصیل بخاری میں نہیں ہے۔

اس قسم کی باتوں میں لاجواب ہو کر تو مولوی بشیر الرحمن غیر مقلد گوجرانوالہ نے یہاں تک کہہ دیا تھا کہ اگر اختلافات ختم کرتے ہیں تو بخاری کو آگ لگانی پڑے گی (آتش کدۂ ایران) میرے خیال میں اتنا کھل کر منکرین حدیث نے بھی صحیح بخاری کے خلاف ریمارکس نہیں دیا ہوگا۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی مسئلہ بخاری شریف میں شاذ مل جائے تو اس پر عمل نہ کرنا چاہیے۔ ہاں جن کا تعلق اجتہاد سے ہوگا وہاں صاحب کتاب کو نہ صرف معذور بلکہ ماجور مانا جائے گا۔



نام اہل حدیث پر ایک دلچسپ مکالمہ



نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْم. اَمَّابَعْد :

کراچی میں ایک صاحب مسعود احمد صاحب بی ایس سی (B.Sc.) ہیں جو پہلے اہل حدیث تھے، ۱۳۸۵ھ میں اُنہوں نے ایک نیا فرقہ بنالیا جس کا نام انہوں نے جماعت المسلمین رکھا اور خود امام المسلمین بن بیٹھے اور باقی سب اہل حدیثوں کو جماعت الکافرین بنا دیا (ص ۱)۔ اس پر پاکستان کے غیر مقلدوں کو بڑا طیش آیا اور بہاولپور کے مشہور غیر مقلد نے جماعت المسلمین اور امام المسلمین کی تردید میں قلم اُٹھایا۔ اس مکالمہ میں ایک بات خاص طور پر قابلِ لحاظ ہے کہ جناب مسعود احمد صاحب نے اپنا نام نہیں چھپایا، جبکہ بہاولپوری غیر مقلد نے تقیہ اور کتمان کرتے ہوئے اپنا نام بالکل ظاہر نہیں کیا۔ صرف یہ لکھا ہے کہ ''ایک محقق کے قلم سے'' مگر:

تاڑنے والے بھی قیامت کی نظر رکھتے ہیں

اور قرآن پاک پر ایمان رکھنے والے خوب جانتے ہیں کہ وسوسے پھیلا کر چھپ جانے والے کو قرآن خناس کہتا ہے محقق نہیں کہتا۔

دوسری بات یہ قابلِ غور ہے کہ جناب مسعود صاحب نے اخلاق کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا جبکہ بہاولپوری محقق نے گالی گلوچ کا کوئی لفظ نہیں چھوڑا جو نوکِ قلم پر نہ

آیا ہو۔ اگر ٹائٹل پر بہاولپور کا نام نہ ہوتا تو تحریر پڑھ کر یہ یقین ہوتا ہے کہ یہاں مرزا کادیانی (سابق غیر مقلد) کی روح کام کر رہی ہے۔ اب مکالمہ پڑھئے اور لطف اندوز ہوجیئے۔

مسعود ......آپ کا نام اہل حدیث کب رکھا گیا؟

محقق بہاولپوری ...... یہ سوال نامعقول ہے۔ آپ تو اس سکھ سردار جی سے آگے بڑھ گئے جنہوں نے سوال کیا تھا کہ پنجاب کا نام کس نے رکھا اور کب رکھا۔ آپ جیسے عقل والے دنیا میں کم ہی پیدا ہوتے ہیں اور اگر پیدا ہوجائیں تو پھر وہ خلیفہ اور امام ہی بنتے ہیں (جماعت المسلمین اور اہل حدیث ص ۲۹)

مسعود ......آپ کا نام اہل حدیث کس نے رکھا؟

محقق بہاولپوری ......(کسی نے بھی رکھا ہو) ''دیکھنا یہ چاہئے کہ نام موزوں ہے یا نہیں۔ ہمارے نبی ﷺ کا نام ''محمد'' کافروں نے رکھا۔ اللہ نے کافروں کے رکھے ہوئے نام کو قبول کر کے محمد رسول اللہ کا کلمہ بنا دیا۔ اس لئے کہ محمد نام اچھا ہے، اگرچہ کافروں نے رکھا ہے۔ تو پھر مسعود صاحب! آپ یہ لایعنی سوالات کیوں کرتے ہیں کہ اہل حدیث نام کس نے رکھا اور کب رکھا، یہ نام کسی نے بھی رکھا ہو آپ یہ دیکھیں کہ نام اچھا ہے کہ نہیں۔'' (جماعت المسلمین اور اہل حدیث ص ۳۰)

مسعود ......اہل حدیث کا معنی کیا ہے؟

محقق بہاولپوری ......اہل حدیث نام صحابی کا ہم معنی ہے (ص ۲۴)، رسول اقدس ﷺ کی زندگی میں ساتھ دینے والوں کو صحابی کہتے ہیں اور زندگی کے بعد ساتھ دینے والوں کو اہل حدیث کہتے ہیں (ص ۳۶)

مسعود ......آپ یہ اپنا فرقہ وارانہ نام اہل حدیث، قرآن حدیث میں دکھائیں۔

محقق بہاولپوری...... مسعود صاحب! آپ کا یہ سوال کہ اپنا نام قرآن وحدیث میں دکھاؤ بالکل بوگس ہے اور آپ کی بے عقلی کی دلیل ہے (ص ۳۷)، مسعود صاحب! آپ کا سب سے بڑا وار اہل حدیث نام پر ہوتا ہے، شیطان آپ کو یہ القاء کرتا ہے کہ تیری جماعت المسلمین کا نام تو قرآن وحدیث میں ہے، اہل حدیث کا نام کہیں بھی نہیں، یہ جماعت ابھی ہندوستان میں بنی ہے تو اہل حدیث سے یہی سوال کیا کر کہ تم اپنا نام قرآن وحدیث میں دکھاؤ، وہ نہ دکھا سکیں گے نہ تیرے سامنے دم مار سکیں گے۔ بس پھر تیری فتح ہی فتح ہے۔ مسعود صاحب! آپ کہتے ہیں کہ تم اپنا نام قرآن وحدیث میں دکھاؤ ۔ میں کہتا ہوں کہ آپ اپنا نام قرآن وحدیث میں دکھائیں (اہل حدیث کے متعلق غلط فہمیاں ص ۳۸)

آپ ہم سے یہ مطالبہ کیوں کرتے ہیں کہ ہم اپنے لقب اہل حدیث کا ثبوت اللہ اور رسول کے حوالے سے دیں اور یہ دکھائیں کہ یہ نام بھی اُنہوں نے ہی رکھا ہے۔ پہلے آپ اپنی ڈگری بی. ایس. سی کا ثبوت اپنے والدین سے دیں، پھر ہم سے سماکم اھل حدیث کا مطالبہ کریں (جماعت المسلمین اور اہل حدیث ص ۴۶)

مسعود صاحب! آپ لکھتے ہیں کہ اہل حدیث اپنے فرقہ وارانہ نام کا ثبوت قرآن وحدیث سے نہیں دے سکتے۔ میں کہتا ہوں یہ کہاں لکھا ہے کہ نام وہی صحیح ہے جس کا ثبوت قرآن وحدیث میں ہو اور جو نام قرآن وحدیث میں نہ ہو وہ رکھنا جائز نہیں۔ مسعود صاحب! اگر آپ ایک دلیل ایسی دکھا دیں جس سے یہ ثابت ہو جائے کہ جو نام قرآن وحدیث میں نہ ہو وہ رکھنا منع ہے تو آپ ہم سے فی دلیل ایک ہزار روپیہ

انعام لیں اور اگر نہ دکھا سکیں اور آپ کبھی نہیں دکھا سکتے تو نیا دین بنانے سے ڈریں، آپ کا بہت برا حال ہوگا (اہل حدیث کے متعلق غلط فہمیاں ص ۱۱)

مسعود صاحب! آپ نے اپنی طرف سے یہ مسئلہ بنا دیا ہے کہ نام وہ ہو جو قرآن و حدیث میں ہو۔ مسعود صاحب! آپ کا بھی یہ عجیب حال ہے، یا تو قیاس کو سرے سے ناجائز بتاتے ہیں اور اہل حدیث پر اعتراض کرتے ہیں کہ وہ قیاس کرتے ہیں یا پھر خود ابلیسی قیاس کرتے ہیں (جماعت المسلمین اور اہل حدیث ص ۲۸)

محقق بہاولپوری صاحب، جناب مسعود صاحب پر بہت ناراض ہیں کہ اُنہوں نے یہ سوال کیوں کیا کہ اپنے نام اہل حدیث کا ثبوت قرآن و حدیث سے پیش کرو۔ وہ مسعود صاحب کو ضال، مضل، ابلیس، یہودی، سکھ، بے عقل، جاہل، شاطر، شیرہ چشم، جہالت کا بیمار، چلا ہوا دماغ، پنگا لینے والا، دھوکے باز، جعلی ٹھگی، کچے بچے، ہوچھا پن، بے سمجھ، ناتجربہ کار، کل کا بچہ، فتنۂ یتیم الاسلام، ذہنی یتیم، شریر، کم عقل، محرف قرآن، خائن، بددیانت، بدعتی، الٹی مت اور نفس میں شر، اتنی گالیاں دے کر بھی اپنے نام کا ثبوت قرآن وحدیث سے نہیں دے سکے۔ بلکہ فرماتے ہیں: ''مسعود صاحب! آپ کا بار بار یہ کہنا کہ اہل حدیث نام قرآن وحدیث میں دکھاؤ تو یہ آپ کی ضد اور جہالت ہے، ورنہ کسی نام کے اچھا اور جائز ہونے کے لئے قطعی ضروری نہیں کہ وہ نام قرآن وحدیث میں بھی ہو، نہ قرآن و حدیث اس کا مطالبہ کرتے ہیں نہ ائمہ اور علماء میں سے کسی نے ایسا مطالبہ کیا۔'' (جماعت المسلمین اور اہل حدیث ص ۴۵)

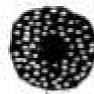
قیاس:

محقق صاحب عاجز آ کر قیاس پر اُتر آئے ہیں کہ جس طرح قرآن میں اہل

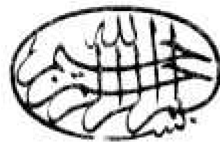
کتاب کا لفظ ہے، اہل انجیل کا لفظ ہے، اسی پر قیاس کر کے ہم اہل حدیث ہیں۔ مگر سوال یہی ہے کہ یہ قیاس سب سے پہلے کس نے کیا، کسی حدیث کی کتاب کا حوالہ دیں۔ عجیب بات ہے کہ قرآن میں اہل کتاب، اہل انجیل، اہل القریٰ، اہل مدینہ، اہل یثرب، اہل مدین، اہل بیت، اہل الذکر بلکہ اہل النار تک کا لفظ ہے مگر اہل حدیث نہیں ہے۔ حدیث میں اہلِ قرآن کا لفظ ہے مگر اہل حدیث نہیں ہے۔

حدیث:

قرآن پاک میں حدیث کا لفظ بات کے معنیٰ میں ہے: هَلْ اَتَاکَ حَدِیْثُ مُوْسٰی (۲۰:۹)، هَلْ اَتَاکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَة (۸۸:۱) حَدِیْثُ ضَیْفِ اِبْرَاهِیْم. حَدِیْثُ الْجُنُوْدِ فِرْعَوْنَ وَثَمُوْد. خوابوں کو احادیث کہا ہے: تَاْوِیْلُ الْاَحَادِیْث. افسانوں کو حدیث کہا ہے: وَجَعَلْنَا هُمْ اَحَادِیْث. کیا قرآن نے جن کو حدیث کہا ہے ان سب احادیث کو ماننے کی وجہ سے اہل حدیث ہیں۔



مسئلہ قرأت اور چیلنج بازیاں



اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى. اَمَّا بَعْد :

برادرانِ اسلام! اس ملک پاک و ہند میں جس طرح قرآن اور نبی پاک ﷺ کی سنت اہل السنۃ والجماعت احناف کے ذریعہ پہنچے، اسی طرح نبی اکرم ﷺ والی نماز بھی اس ملک میں احناف ہی لائے۔ ان کی محنت سے کروڑوں لوگ مؤمن اور نمازی بنے اور نماز کے بارے میں تقریباً بارہ سو سال تک اس ملک میں کوئی جھگڑا نہ تھا۔ اس ملک میں تقریباً ایک ہزار سال تک فقہ حنفی بطور اسلامی قانون نافذ رہی۔ جب انگریزی حکومت قائم ہوئی تو ایک فرقہ غیر مقلدین کا پیدا ہوا جس نے اہل سنت کے ایمان اور نماز کو غلط قرار دیا اور اس ملک میں پہلی مرتبہ مذہبی منافرت اور فتنہ کا بیج بویا۔ مولانا محمد حسین بٹالوی نے ملک بھر میں اشتہار شائع کیا کہ کوئی حنفی کسی ایک آیت یا ایک حدیث متفق علیہ قطعی الدلالۃ سے امام کے پیچھے سورت فاتحہ پڑھنا منع ثابت کردے تو میں فی آیت و حدیث دس روپے انعام دوں گا۔ یہ اشتہار ملک بھر میں تقسیم کیا گیا۔ آخر فتنہ کی اس آگ کو بجھانے کے لئے حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحبؒ نے ایک

مرتبہ ایک رسالہ (ادلہ کاملہ) لکھا جس میں بٹالوی صاحب سے یہ مطالبہ کیا کہ آپ اپنی شرط کے موافق ایک صریح آیت یا ایک ہی حدیث متفق علیہ قطعی الدلالۃ ایسی پیش کریں کہ امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے والے کی نماز باطل اور بے کار ہے تو فی آیت وحدیث بیس روپے انعام لیجئے۔ ورنہ کچھ تو شرمایئے کہ مسلمانوں میں فتنہ نہ ڈالئے۔ **الفتنة اشد من القتل** پر غور فرمایئے۔ اس کے بعد بٹالوی صاحب تو ساری عمر نہیں بولے، البتہ ایک اور غیر مقلد محمد احسن امروہی نے اس رسالہ کے جواب میں ایک رسالہ مصباح الادلہ لکھا جس میں ایسی آیت یا حدیث پیش کرنے کی بجائے بازاری گالیاں دیں۔ قرآن و حدیث کے مقابلہ میں گالیاں دینے کی گستاخی کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس کا ایمان بھی سلب ہوگیا اور وہ قادیانی ہوگیا:

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

بے ادب محروم ماند از فضلِ رب

حضرت شیخ الہندؒ نے جب دیکھا کہ اگرچہ یہ لوگ دعویٰ تو اتنا بڑا کرتے ہیں کہ ہم قرآن و حدیث کو ائمہ اربعہ سے زیادہ سمجھتے ہیں مگر یہ تو میری کتاب کی اُردو عبارت بھی نہیں سمجھ سکے تو آپ نے اپنے رسالے کی خود ہی شرح فرمادی جس میں مصباح الادلہ کے مغالطوں کا جواب بھی دیا۔ اس کا نام ایضاح الادلہ رکھا۔ اس کے بعد آج تک کسی غیر مقلد دوست کو ہمت نہیں ہوئی کہ ایضاح الادلہ کا جواب لکھے۔ جب اس مسئلہ میں یہ فرقہ لاجواب ہو چکا تھا تو اب کم از کم خاموش ہی ہو جاتا، لیکن پاکستان بننے کے بعد غیر ملکی سرمائے کے بل بوتے پر ان لوگوں نے ملک کی نوے فیصد آبادی کو بے نماز کہنا شروع کر دیا اور آئے دن مناظروں کے چیلنج شروع کر دیئے۔ اہل سنت

والجماعت دنیا بھر میں قادیانی فتنہ، رفض، اہل شرک و بدعت اور منکرین حدیث کے فتنوں کے تعاقب میں مصروف تھے کہ ان فتنوں سے اہلِ سنت کا ایمان محفوظ کیا جائے اور یہ فرقہ ان سب کو چھوڑ کر اہل سنت کو مناظروں کا چیلنج دیتا تھا۔ چنانچہ مجبوراً ان کے چیلنج قبول کر کے مناظرے کئے گئے۔ پنجاب میں حافظ عبدالقادر روپڑی اور پروفیسر عبداللہ بہاولپوری، سندھ میں پیر بدیع الدین شاہ پیر آف جھنڈا اور سرحد میں مولوی عبدالعزیز نورستانی کو فاش شکستوں کا منہ دیکھنا پڑا۔ مناظروں میں شکست کے بعد پھر انعامی چیلنج کے اشتہاروں سے عوام میں فتنہ پھیلانا شروع کیا۔ چنانچہ راولپنڈی سے بہادر بیگ صاحب نے بیس ہزار روپے انعام کا اشتہار شائع کیا۔ فیصل آباد سے مولوی اشرف سلیم نے پچاس ہزار روپے انعام کا اشتہار شائع کیا کہ احناف فیصل آباد کی عدالت میں ایک حدیث صحیح ثابت کردیں کہ امام کے پیچھے فاتحہ نہیں پڑھنی چاہیے تو ہم پچاس ہزار روپے انعام دیں گے اور سرحد سفید ڈھری پشاور سے ایک لاکھ روپے انعام کا چیلنج شائع ہوا۔ ان چیلنجوں سے ملک بھر میں اشتعال کے فتنے کا پانی جب سر سے اوپر گزرنے لگا تو اہل سنت والجماعت فیصل آباد عدالت میں بحث پر تیار ہو گئے۔ عدالت میں پوری بحث و تمحیص کے بعد سید عظمت شاہ جج نے فیصلہ احناف کے حق میں دیا کہ احناف نے جو حدیث پیش کی ہے وہ صحیح ہے اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ یہ ملک میں فتنہ پھیلانے والے ہیں، لیکن عدالت انعام کی رقم اس وقت دلانے کی ذمہ دار ہے جب انعام کا وعدہ سرکاری اشٹام پر ہو، صرف اشتہار پر نہیں۔ یہ ایک قانونی بات تھی لیکن بہادر بیگ، مولوی اشرف سلیم اور عبدالعزیز نورستانی کو تو ہمت کرنا چاہیے تھی کہ ہم ایک لاکھ ستر ہزار روپیہ دیتے ہیں،

کیونکہ وعدہ خلافی کرنا منافق کی علامت ہے نہ کہ اہل حدیث کی اور ان کا فرض تھا کہ وہ سوچتے کہ اگر ہم نے یہ قرض ادا نہ کیا تو ہماری نمازِ جنازہ بھی جائز نہ ہوگی، مگر افسوس کہ انہیں نہ وعدہ کا پاس، نہ جنازہ کی فکر۔ البتہ مناظروں میں پے در پے شکست اور عدالت میں اس شدید ناکامی کے بعد ان کے بعض ذمہ دار لوگ سوچنے پر مجبور ہو گئے۔ امام احمدؒ نے فرمایا تھا کہ ہم نے اہلِ اسلام میں سے کسی سے نہیں سنا جو یہ کہتا ہو کہ جب امام جہر سے قرأت کرتا ہو اور مقتدی اس کے پیچھے قرأت نہ کرے تو اس کی نماز باطل و فاسد ہے اور فرمایا کہ یہ آنحضرت ﷺ ہیں اور یہ آپ کے صحابہ و تابعین ہیں اور یہ امام مالکؒ ہیں اہلِ حجاز میں اور یہ امام ثوریؒ ہیں اہل عراق میں اور یہ امام اوزاعیؒ ہیں اہلِ شام میں اور یہ امام لیث بن سعدؒ ہیں اہلِ مصر میں، ان میں سے کسی نے یہ نہیں کہا کہ جب کوئی شخص نماز پڑھے اور اس کا امام جہری قرأت کرے اور مقتدی خود قرأت نہ کرے تو اس کی نماز باطل اور فاسد ہے (مغنی ابنِ قدامہ ج۱/ص۶۰۶، شرح مقنع ج۲/ص۱۳) اب یہ فرقہ بھی اتنی شکستوں کے بعد اس بات پر آ گیا۔ چنانچہ ان کے ذمہ دار عالم مولانا محمد محدث گوندلوی مؤلف خیر الکلام اور ان کے ذمہ دار شاگرد مولانا ارشاد الحق اثری نے توضیح الکلام میں تسلیم فرما لیا کہ امام بخاریؒ سے لے کر تمام محققین علمائے اہل حدیث میں سے کسی نے یہ نہیں کہا کہ جو فاتحہ نہ پڑھے وہ بے نماز ہے، کافر ہے (توضیح الکلام ج۱/ص۵۱۷) اثری صاحب لکھتے ہیں: امام بخاریؒ سے لے کر دور قریب کے محققین اہل حدیث تک کسی کی تصنیف میں یہ دعویٰ نہیں کیا گیا کہ فاتحہ نہ پڑھنے والے کی نماز باطل ہے اور وہ بے نماز ہے۔ آج بعض حضرات نے جو قدم اُٹھایا ہے، جماعت کے نامور اور ذمہ دار حضرات میں بھی ان کا شمار نہیں ہوتا (توضیح الکلام ج۱/ص۴۳)

پھر لکھتے ہیں: ''فاتحہ نہ پڑھنے والے پر تکفیر کا فتویٰ یا اس کے بے نماز ہونے کا فتویٰ امام شافعیؒ سے لے کر کسی محقق ذمہ دار عالم نے نہیں دیا۔''

(توضیح الکلام ج ۱/ص ۹۹)

پھر دونوں محقق اُستاد شاگرد لکھتے ہیں: ''جو یہ سمجھے کہ فاتحہ خلف الامام فرض نہیں اور نماز خواہ جہری ہو یا سری اس میں فاتحہ نہ پڑھے تو اس کی نماز باطل نہیں۔''

(خیر الکلام ص ۳۳، توضیح الکلام ج ۱/ص ۴۵)

برادرانِ اسلام! جب اس فرقہ کے ذمہ دار افراد نے فیصلہ دے دیا تو غیر محقق اور غیر ذمہ دار حضرات کو اب یہ اشتعال انگیز کام ختم کر دینا چاہئے تھا، مگر مولوی اشرف سلیم موصوف نے اب پانچ لاکھ روپے انعام کا چیلنج شائع کر دیا جس کو اس فرقہ کے غیر ذمہ دار حضرات ہر گھر اور مسجد میں پھیلا رہے ہیں اور ذمہ دار لوگ ان کی پشت پناہی خاموشی سے کر رہے ہیں۔ اس لئے ہم اس کے اس چیلنج کو منظور کرتے ہیں بشرطیکہ وہ پانچ لاکھ روپیہ اپنی تجویز کردہ عدالت عالیہ لاہور میں جمع کروا کر عدالت عالیہ میں کیس دائر کریں اور عدالت ہمیں فیصلہ کے لئے طلب کرے۔ عدالت میں پہلے مولوی اشرف سلیم اپنا دعویٰ کہ امام کے پیچھے باقی قرآن پڑھنا حرام ہے اور فاتحہ پڑھنا فرض ہے، جو نہ پڑھے اس کی نماز باطل اور بے کار ہے، اپنے اشتہار میں تحریر کردہ آیت **فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآن** سے ثابت کریں گے اور پھر اشتہار میں پیش کردہ حدیث **لا صلوٰة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب خلف الامام** (بیہقی) کی سند کی صحت اور اس کا متواتر اور آیت قرآنی **وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآن** کے بعد ہونا ثابت کریں گے اور اہلِ سنت کے جو بائیس حوالے نقل کئے ہیں وہ ثابت کریں گے کہ ان کتابوں میں مفتیٰ بہ قول

یہ درج ہے کہ امام کے پیچھے باقی قرآن پڑھنا حرام اور منع ہے اور فاتحہ پڑھنا فرض ہے، جو نہ پڑھے بے نماز ہے۔ اگر وہ یہ ثابت نہ کر سکے اور ہرگز نہ کر سکیں گے تو عدالت میں تحریری شکست لکھیں گے۔ اس کے بعد ہم اپنا مسلک ''قرأت کے بغیر نماز نہیں ہوتی لیکن نماز باجماعت میں امام کی قرأت سب کے لئے قرأت ہے اس لئے امام کی قرأت کے وقت مقتدی خاموش رہیں'' قرآن و حدیث سے ثابت کریں گے۔

جس طرح خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا، مگر خطیب کا خطبہ سب کی طرف سے ادا ہو جاتا ہے خواہ کسی نے خطیب کی آواز سنی ہو یا نہ سنی ہو، اگر چہ وہ خطبہ کے ختم ہونے کے بعد جماعت ہی میں ملا ہو اس کی طرف سے بھی خطبہ ہو گیا۔ کوئی آدمی یہ نہیں کہتا کہ میں نے چونکہ خود خطبہ نہیں پڑھا اس لئے میں نے بغیر خطبہ کے جمعہ پڑھا ہے۔ اسی طرح کوئی سنی نہیں کہتا کہ میں بلا قرأت نماز پڑھ کر آیا ہوں۔ ہم اپنا مسلک قرآن و حدیث سے ثابت کرنے کے بعد حق دار ہوں گے کہ مبلغ پانچ لاکھ روپیہ مع خرچہ وصول کریں۔ اگر آج کی تاریخ ۱۴ رمضان المبارک سے لے کر ۱۳ ذی الحجہ ۱۴۱۲ھ تک یہ روپیہ جمع کروا کر عدالت میں کیس دائر کر کے ہم سے فیصلہ نہ کیا تو یہ غیر مقلدین کی ہمیشہ کے لئے شکست ہو گی اور ہمارا پانچ لاکھ روپیہ مولوی اشرف سلیم کے ذمہ قرض ہو گا جس کو ہم کسی بھی جائز طریقہ سے مع خرچہ وصول کرنے کے حق دار ہوں گے۔ اس فرقہ کے ذمہ دار افراد کا فرض ہے کہ وہ مولوی اشرف سلیم کو اب اس فیصلہ کے لئے تیار کریں۔

محمد امین صفدر

الجامعۃ الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

۱۴ رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ

رحیم یار خان میں نام نہاد اہل حدیث نے بلا تکبیر ہی اپنے مذہب کا جھٹکا کر دیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم o

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. اَمَّا بَعْد:

برادرانِ اسلام! سب جانتے ہیں کہ مسلمان تکبیر سے جانور حلال کرتے ہیں اور سکھ بغیر تکبیر کے جھٹکا کر لیتے ہیں۔ رحیم یار خان میں ایک زمیندار جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہتا ہے، سب اہل سنت والجماعت کو مشرک اور بدعتی اور ان کی نماز کو جعلی اور گھڑی ہوئی نماز کہتا ہے، رات دن اہل سنت والجماعت کے خلاف اشتعال انگیز جملے استعمال کر کے امن کو برباد کرتا ہے۔ ایک دن حضرت مولانا عبدالغنی صاحب مدرس جامعہ قادریہ کسی کام سے وہاں تشریف لے گئے۔ چودھری صاحب بھی آ دھمکے اور لگے فقہ اور فقہاء کو صلوٰتیں سنانے۔ مولانا نے نہایت متانت سے پوچھا: چودھری صاحب! آپ کا دین کامل ہے یا صرف دو تین مسئلوں میں محدود ہے؟ اس نے کہا کہ ہمارا دین کامل اور صرف قرآن وحدیث میں بند ہے۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ. مولانا نے فرمایا: پھر تو یقیناً آپ کی نماز بھی کامل ہوگی اور اس کا ہر ہر مسئلہ صرف قرآن وحدیث سے ثابت ہوگا۔ اس نے کہا بالکل ثابت ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ ترجمے والا قرآن اور

ترجمے والی بخاری رکھ لیتے ہیں۔ آپ ہمیں تکبیر تحریمہ سے لے کر سلام تک نماز کا مکمل طریقہ دکھا دیں، ہم آپ کے ساتھ مل جائیں گے۔ یہ آپ کی روز روز کی گالیاں ہم سے نہیں سنی جاتیں۔ اس نے لکھ دیا کہ میں اپنی مکمل نماز صرف قرآن و حدیث سے ثابت کروں گا اور تین چار دن کے بعد کا وقت مقرر ہو گیا۔ اب وہ زمیندار رحیم یار خان میں ایک ایک مولوی کے پاس مارا مارا پھرا۔ وہ جب تحریر دیکھتے کہ مکمل نماز ثابت کرنی ہے تو انکار کر دیتے کہ تو نے کیوں لکھ دیا؟ تجھے کس نے بتایا کہ ہمارا دین کامل ہے۔ ہمارا دین تو تین چار مسئلوں سے آگے نہیں بڑھتا۔ وہ بے چارہ تین چار دن مارا مارا پھرتا رہا، اپنے ہر مولوی سے لڑتا پھرتا رہا۔ آخر مولوی محمد یحییٰ خطیب مرکزی جامع مسجد مبارک رحیم یار خان کو زبردستی لے کر آیا۔ حضرت مولانا عبدالغنی صاحب وقت مقررہ پر ٹھیک ایک بجے وہاں پہنچ گئے۔ یہ حضرات تین بجے وہاں پہنچے۔ عصر کی نماز سُنی امام کے پیچھے پڑھی اور بعد میں دوبارہ الگ پڑھ لی۔ اگر پہلی نماز جائز نہ تھی تو پڑھی کیوں؟ اگر پہلی ہو گئی تھی تو عصر کے بعد نماز لوٹانا کس حدیث میں ہے؟ پھر مغرب کی نماز تک یہی منت سماجت کرتا رہا کہ ہمارا دین تو دو تین مسئلوں کا ہے۔ آپ ہم سے پوری نماز کا ثبوت نہ پوچھیں۔ سب لوگ حیران تھے اور بار بار پوچھتے تھے کہ قیامت کو پوری نماز کا حساب ہوگا یا صرف دو تین مسئلوں کا۔ آخر مغرب کے بعد بڑی مشکل سے مولوی محمد یحییٰ تیار ہوا اور کہا کہ نماز تکبیر سے شروع ہوتی ہے۔ حضور علیہ ﷺ نے فرمایا: اذا کبر فکبروا۔ ''امام اللہ اکبر کہے تم بھی اللہ اکبر کہو'' مولانا نے پوچھا کہ کیا اس کا یہ بھی ترجمہ ہے کہ امام اونچی اللہ اکبر کہے اور مقتدی آہستہ۔ شام چھ بجے سے نو بج گئے۔ آخر کہا کہ ابوبکر صدیق ؓ نے حضور کے پیچھے اونچی آواز سے اللہ اکبر کہی۔ سب لوگ ہنس

پڑے کہ آپ نے مقتدی کے لئے آہستہ تکبیر کا اور امام کے لئے اونچی تکبیر کا ثبوت دینا تھا، آپ تو اُلٹے چل گئے، اب آئندہ اپنی نماز بدلیں، امام آہستہ تکبیر کہا کرے اور مقتدی بلند آواز سے۔ پھر مولوی یحیٰی صاحب زمیندار سے لڑ پڑے کہ ہمارا دین تو دو تین مسئلوں کا دین ہے، تم نے کیوں لکھ دیا کہ ہم مکمل نماز ثابت کریں گے۔ سب اہل سنت اس کی حرکتوں پر حیران تھے اور بار بار خدا کا شکر کر رہے تھے کہ یا اللہ تیرا شکر ہے کہ حضرت امام اعظمؒ کو توفیق دی کہ بغیر کسی کو گالی دیئے نماز کا مکمل طریقہ مرتب کروا گئے۔ اگر ہم ان لوگوں کے رحم و کرم پر ہوتے جو تکبیر کا مسئلہ بھی حل نہیں کر سکتے اور ساری عمر نماز کا جھٹکا کرتے ہیں تو ہمارا کیا حشر ہوتا۔ سب حاضرین نے تحریری طور پر لکھا کہ مولوی محمد یحیٰی خطیب جامع مسجد مرکزی مبارک اہل حدیث ساری نماز تو کیا تکبیر تحریمہ کا مکمل مسئلہ بھی قرآن و حدیث سے ثابت نہیں کر سکا۔ اب یہ فرقہ رحیم یار خان میں نماز کا جھٹکا کرنے والا فرقہ کے نام سے متعارف ہے۔ پہلے گھوڑے کی قربانی کرنے کی وجہ سے لوگ ان کو گھوڑا گروپ کہتے ہیں۔

دورِ برطانیہ میں اہل السنۃ والجماعۃ سے علیحدہ ہونے والے فرقے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. اَمَّابَعْد :

برادرانِ اسلام! پاک و ہند میں اسلام کی دولت اہل سنت والجماعت احناف ہی لائے۔ دورِ برطانیہ میں کچھ لوگ کٹ کر اہلِ قرآن بن گئے، کچھ اہل حدیث، کچھ محمدی، کچھ احمدی۔

اہلِ سنت والجماعت بالترتیب چار دلائل شرعیہ کو مانتے ہیں:

کتاب اللہ، سنت رسول اللہؐ، اجماع اور قیاس۔

سنت سے باغی کو حدیث میں ملعون تو کہا گیا ہے، اہلِ قرآن یا اہل حدیث نہیں کہا گیا۔ والجماعت کے مخالف کو قرآن و حدیث میں جہنمی اور لقمہ شیطان تو کہا گیا ہے مگر اہل حدیث ہرگز نہیں کہا گیا۔ فقہ کے منکر کو حدیث میں منافق اور شیطان تو کہا گیا ہے مگر اہلحدیث ہرگز نہیں کہا گیا۔ جو لوگ سنت، جماعت اور فقہ کو چھوڑ کر اہل حدیث بنے ہیں وہ آج تک قرآن و حدیث سے اپنا نام بھی ثابت نہیں کر سکے کہ اللہ یا رسول ﷺ نے سنت کے باغی، جماعت کے مخالف اور فقہ کے منکر کو اہل حدیث کہا ہو، بلکہ

ملکہ وکٹوریہ سے پہلے ان معنوں میں یہ لفظ کسی اسلامی کتاب میں استعمال نہیں ہوا۔ یہ لوگ متروک العمل احادیث کے بہانے نبی اکرم ﷺ کی سنتوں کو مٹاتے ہیں اور اجماع کے مقابلہ میں اتباع ھویٰ اور فقہ کے مقابلہ میں اپنی خود رائی (اعجاب کل ذی رأی برأیہ) اور حدیثِ نفس پر عامل ہوکر اہل حدیث کہلاتے ہیں۔

(۱) اہلِ سنت والجماعت کا اجماع ہے کہ ائمہ اربعہ **مُنعَمُ عَلَیھِم** میں شامل ہیں، ان کی راہنمائی میں چلنا ہی صراطِ مستقیم ہے۔ جو شیطان کے چیلے ان سے کٹ کر مغضوبین اور ضالین میں جا ملے ہیں وہ ساری اُمت کے خلاف یہ جھوٹ بکتے ہیں کہ ائمہ اربعہ خدا اور رسول کی راہ پر چلانے والے نہیں بلکہ اس سے ہٹانے والے ہیں۔

(۲) حضرات انبیاء علیہم السلام سب کے سب معصوم تھے اور ائمہ مجتہدین سب کے سب اپنے ہر ہر اجتہادی فیصلے میں ماجور ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی خطا پر بھی اجر عطا فرماتے ہیں اور شیاطین ان کے صواب پر بھی چیختے اور بھونکتے رہتے ہیں۔

(۳) اجتہادی مسائل میں مجتہد پر اجتہاد واجب ہے اور غیر مجتہد پر تقلید واجب ہے، جبکہ غیر مقلد پر تعزیر واجب ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود اجتہاد فرمائیں گے، وہ اور آپ کا کوئی ایک ساتھی بھی لامذہب غیر مقلد نہ ہوگا۔ ثبوت بذمہ مدعی۔

(۴) ائمہ اربعہ سے قبل بلکہ ملکہ وکٹوریہ سے قبل زمانہ میں نہ کوئی مرزائی تھا، نہ پرویزی نہ غیر مقلد۔ کسی ایک صحابی، کسی ایک تابعی، کسی ایک تبع تابعی، کسی ایک فقیہ، کسی ایک سلطان اسلام، کسی ایک مفسر، کسی ایک محدث کے بارے میں بھی ایک بھی معتبر حوالہ پیش نہیں کیا جاسکتا کہ وہ نہ اجتہاد کی اہلیت رکھتا تھا اور نہ تقلید کرتا تھا بلکہ غیر مقلد تھا۔ اسلام کی ابتدائی بارہ صدیوں میں فی صدی صرف ایک غیر مقلد یعنی بارہ سو سال

میں صرف بارہ غیر مقلدوں کا نام ثابت کردیں۔

نہ خنجر اُٹھے گا نہ تلوار ان سے

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

(۵) الحمد للہ! آج اس پورے ملک میں اسلام کی جو رونق نظر آرہی ہے، کروڑوں کافروں کو اسلام کا کلمہ اہل سنت والجماعت احناف نے ہی پڑھایا ہے اور وہ کروڑوں کافر اہل سنت والجماعت حنفی ہی بنے، کلمہ نبی کا ہے، رہنمائی امام کی۔ غیر مقلدیت کا دور آیا تو کسی کافر کو تو کیا کلمہ پڑھاتے، کلمہ پڑھنے والے ختم نبوت کا انکار کرگئے۔ کلمہ پڑھنے والے ہی منکر قرآن بن گئے۔ کلمہ پڑھنے والے ہی اہل قرآن بن گئے، کلمہ پڑھنے والے اہل سنت والجماعت سے باغی ہوکر اہلحدیث بن گئے۔ کیا آپ کافر کو یہ کلمہ پڑھائیں گے کہ ائمہ کو گمراہ کنندہ اور مقلدین کو گمراہ سمجھو، آپ کا تو کلمہ یہی ہے۔

(٦) نبی پاک ﷺ نے دین کو کامل فرمایا، اجماع اور قیاس مظہر احکام ہیں، بعض کتاب وسنت میں بعض احکام تنصیصاً تھے، بعض تعلیلاً۔ دوسری قسم کے احکام کو اجماع و قیاس نے ظاہر فرمایا۔ ائمہ نے صرف چاروں قسم کے احکام کو مرتب اور مدوّن فرمایا۔

(۷) اُجرت لینے پر اب اُمت کا اجماع ہے۔ آپ کا پیش کردہ قول غیر مفتٰی بہ ہے۔

(۸) تقلید غیر مجتہد پر واجب ہے۔ امام کا قول کفایہ میں موجود ہے۔

(۹) قریہ کبیرہ بحکم مصر ہے، صغیرہ میں جمعہ جائز نہیں۔

(۱۰) ائمہ اربعہ کی تقلید اور فقہ کا منکر جماعت ناجیہ اہل سنت والجماعت سے خارج ہے۔

جناب حافظ محمد عبداللہ روپڑی کے

قرآنی معارف

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. اَمَّابَعْد :

حافظ صاحب موصوف فرقہ غیر مقلدین کے محدثِ اعظم ہیں جیسا کہ اس فرقہ کے مناظر اعظم جناب حافظ عبدالقادر روپڑی کی شائع کردہ کتاب ''محدث روپڑی اور مسائل علمیہ میں محدثین وعلماء اُمت کی تحقیق اور محدث روپڑی کی مجتہدانہ نظر'' سے معلوم ہوتا ہے، کیونکہ حافظ عبداللہ روپڑی نے ابنِ تیمیہ، شوکانی، بخاری، ابن جریر، میاں نذیر حسین، ابوحفص عثمانی، پیر بدیع الدین شاہ پیر جھنڈا، امام ترمذی، مولانا عطاء اللہ، محمد جوناگڑھی، داؤد غزنوی، ثناء اللہ امرتسری، عبدالوہاب دہلوی، ناصرالدین البانی وغیرہ علماء کی دینی غلطیاں نکالی ہیں اور حافظ روپڑی صاحب یہ کام بقول خود دینی خدمت سمجھ کر کرتے تھے۔ چنانچہ لکھتے ہیں: ہماری کوئی ذاتی عداوت نہیں بلکہ محض خدمت دینی مقصود ہے۔ صرف اغلاط کی وجہ سے ہم ان (ثناء اللہ) کو جہمی، معتزلی، ملحد، کافر بلکہ خبیث جانتے ہیں (تنظیم مؤرخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۳۹ء بحوالہ مظالم روپڑی بر مظلوم امرتسری

ص۵، مؤلفہ مولانا ثناء اللہ امرتسری)

(۱) مولانا ثناء اللہ نے فتویٰ دیا کہ حاملہ عورت زانیہ کا نکاح زانی سے جائز ہے۔ روپڑی صاحب نے فرمایا کہ یہ فتویٰ خلافِ قرآن وحدیث ہے۔ اس کے جواب میں مولانا ثناء اللہ نے کوئی آیت یا حدیث پیش نہیں کی بلکہ صرف میاں نذیر حسین کا قول پیش کر دیا (ص۳۰، ۳۱)

(۲) مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب نے بوقت ضرورت سود دینے کی اجازت دے دی۔ روپڑی صاحب نے فرمایا: ''سود کی حرمت قرآن وحدیث میں مشاہدہ کی جائے اور اس کے متعلق جو وعید اور تشدد وارد ہے دیکھا جائے تو مؤمن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، لیکن مولوی ثناء اللہ صاحب مجتہد امرتسری محض قیاس سے لوگوں کو ضرورت کے وقت جائز ہونے کا فتویٰ دے رہے ہیں۔ مولانا ثناء اللہ صاحب نے جواب دیا کہ میں حرمت ربوا کا منکر نہیں ہوا، صرف ایک اضطرار پر دوسرے اضطرار کو قیاس کیا ہے (مظالم روپڑی ص۳۲، ۳۳)

(۳) مولانا ثناء اللہ امرتسری اور امام مسجد چینیاں لاہور مولوی عبدالواحد صاحب غزنوی نے فتویٰ دیا کہ بنک کا سود لینا جائز ہے۔ اس پر محدث روپڑی نے اعتراض کیا تو مولانا ثناء اللہ نے صرف یہ جواب دیا کہ روپڑی صاحب کو حرام سود کی تعریف نہیں آتی (مظالم روپڑی ص۳۴) لیکن مولانا ثناء اللہ نے نہ حلال سود کی تعریف کی نہ حرام سود کی۔

(۴) مولانا ثناء اللہ نے فتویٰ دیا کہ کافر کو زکوٰۃ دینے سے بھی زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے۔ جناب روپڑی نے فرمایا کہ یہ فتویٰ حدیث کے خلاف ہے۔ کیونکہ حدیث میں

ہے کہ مسلمان کو چاہئے کہ اپنا کھانا متقی کو کھلائے۔ اس کے جواب میں مولانا ثناء اللہ لکھتے ہیں: حافظ عبداللہ روپڑی صاحب کے نزدیک متقی کا دائرہ اتنا تنگ ہے کہ کوئی اور دائرہ اتنا تنگ نہ ہوگا۔ غیر مسلم تو متقی کی تعریف سے بالبداہت خارج ہیں۔ مسلم فرقوں میں سے رافضی، خارجی، معتزلی، جہمی، قادیانی، عرشی اور فرشی سب لوگ غیر متقی ہیں (مظالم روپڑی ص ۳۷) مولانا ثناء اللہ نے قادیانیوں کو بھی مسلمان مان لیا ہے۔

یہ تھی حافظ عبداللہ روپڑی صاحب اور مولانا ثناء اللہ صاحب کی بعض مسائل میں کشمکش۔ یہ دونوں اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے تھے اور دعویٰ کرتے تھے کہ ہم اُمت محمدیہ کے اختلافات مٹادیں گے مگر یہ اپنے اختلافات بھی نہ مٹا سکے۔

بیوی کی عظمت:

جناب عبداللہ روپڑی صاحب فرماتے ہیں: خاوند بیوی کا تعلق اور ان کا اتفاق و محبت سے رہنا، اس کو شریعت نے اتنی اہمیت دی ہے کہ اس کے لئے اللہ پر جھوٹ بولنا بھی جائز ہے (مظالم روپڑی ص ۵۳) جناب حافظ صاحب بیوی کو خوش رکھنے کے لئے خدا پر جھوٹ بولنا جائز فرماتے تھے۔ وہ اپنے مذہب کے لئے جھوٹ بول لیتے تھے۔ چنانچہ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ صحابہ (بلند آواز سے) آمین کہتے تو بہت سی آوازوں کے ملنے سے مسجد میں ہر جلہ (گونج) ہوجاتا۔ اس حدیث کو دارِ قطنی نے بھی روایت کیا ہے اور اسناد اس کی اچھی ہے اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے، اور کہا ہے کہ حسن صحیح ہے (اہل حدیث کے امتیازی مسائل ص ۷۶) حالانکہ یہ حدیث نہ دارِ قطنی میں ہے نہ اس نے حسن کہا، نہ حاکم میں ہے نہ اس نے بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے، نہ یہ حدیث

بیہقی میں ہے نہ اس کو حسن صحیح کہا ہے۔ روپڑی صاحب نے شوکانی کی اندھی تقلید میں ایک سانس میں چھ جھوٹ لکھ ڈالے۔

مسئلہ نور:

حافظ عبداللہ روپڑی صاحب نے اپنے اخبار مؤرخہ ۲۹ نومبر ۱۹۳۵ء میں ایک نعت شائع کی جس میں ایک شعر یہ تھا۔

انت الذی من نورک البدر اکتسی

والشمس مشرقة بنور بھا کا

ترجمہ: (آنحضرت ﷺ کو مخاطب کرکے) آپ وہ ہیں کہ بدر (چاند) نے آپ کا نور اوڑھا ہے اور سورج بھی آپ ہی کے نور سے روشن ہے۔

اس پر علماء اہل حدیث میں سے مولوی احمد اللہ مدرس مدرسہ رحمانیہ دہلی اور مولوی محمد جوناگڑھی نے فتویٰ دیا: ''یہ مولوی عبداللہ روپڑی صاحب جھوٹے ہیں، بد عقیدہ ہیں۔ اسے علم دین سے بلکہ خود دین سے بھی مس نہیں، لہٰذا ایسے جہلاء کا ہم عقیدہ ہونا اپنا ایمان برباد کرنا ہے۔ یہ عقیدہ مشرکانہ عقیدہ ہے۔ اس کا یہ قول صریح شرک ہے۔ اس کا وعظ ہرگز نہ سنو۔ بلکہ اگر بس ہو تو وعظ بھی نہ کہنے دو۔ نہ اس کے پیچھے جمعہ جماعت پڑھو (مظالم روپڑی ص ۴۸) یہ شخص ملحد ہے۔ اس سے قطع تعلق ضروری ہے (محمد یونس مدرسہ میاں صاحب) وہ مسلمان نہیں، مشرک ہے (احمد اللہ، عبیدالرحمٰن، عبیداللہ، عبدالقادر الحصاروی) یہ واقعی ملحد اور زندیق ہے، لائقِ امامت نہیں (محمد اسحٰق)۔ اس سے بائیکاٹ کرنا ضروریاتِ دین میں سے ہے (عبداللہ لائل پوری)۔ یہ شخص خود گمراہ ہے، دوسروں کو گمراہ کیا، ایسا شخص بلاتوبہ مرجائے تو اس کا جنازہ بھی ممنوع ہے

(نور محمد فاضلکا) یہ مشرک، مرتد اور اکفر ہے (محمد یوسف)۔ اس کا وعظ سننا اور اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز اور درست نہیں، نہ اس کا جنازہ کیا جاوے اور نہ ہی مسلمانوں کی قبروں میں دفن کیا جاوے (ص ۵۲، عبدالحلیم بدھوانوی، عبدالرحمٰن امیر جماعت غرباء اہل حدیث) یہ مشرک کافر خارج عن الاسلام ہے (عبدالرحمٰن)۔ یہ تمام حوالہ جات اور فتاویٰ مولانا ثناء اللہ امرتسری کی کتاب مظالم روپڑی میں درج ہیں۔

معارفِ قرآنی

مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حافظ عبداللہ صاحب روپڑی کے دل میں معارف قرآن لکھنے کا شوق پیدا ہوا تو آپ نے سب سے پہلے آیت "اذ قال ربک للملئکة انی جاعل فی الارض خلیفة" کو منتخب کیا اور یکم مئی ۱۹۳۲ء کے پرچہ میں معارف قرآن کا عنوان دے کر یہ آیت لکھی اور اس سے بڑے بڑے معارف مستنبط کئے ہیں جن کی بابت یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ لا عین رأت ولا اذن سمعت ہم پبلک سے حافظ صاحب کے معارف کی قدر کرانے کو انہی کے الفاظ میں نقل کرتے ہیں:

"رحم کی شکل تقریباً صراحی کی ہے۔ رحم کی گردن عموماً چھ انگل سے گیارہ انگل اسی عورت کی ہوتی ہے۔ ہم بستری کے وقت قضیب (آلہ مرد) گردن رحم میں داخل ہوتی ہے اور اس رستے منی رحم میں پہنچتی ہے۔ اگر گردن رحم اور قضیب لمبائی میں برابر ہوں تو منی وسط (گہرائی) رحم میں پہنچ جاتی ہے ورنہ ورے رہتی ہے۔"

تبصرہ: کیا عورت کو اپنی گیارہ انگلیوں سے شادی سے پہلے دُلہا کی آلت کو ناپ لینا چاہئے کہ یہ منی وسط رحم تک پہنچا سکے گا یا نہیں؟

''اور بعض دفعہ مرد کی منی زیادہ دفق (زور) کے ساتھ نکلے تو یہ بھی ایک ذریعہ وسط میں پہنچنے کا ہے۔ مگر یہ طاقت اور قوت مردی پر موقوف ہے'' (تنظیم یکم مئی ۱۹۳۲ء ص ۶ کالم نمبر ۱)

تبصرہ: اس کے امتحان کا طریقہ لکھ دیتے تو بہتوں کا بھلا ہو جاتا۔

''رحم مثانہ (پیشاب کی تھیلی) اور رودہ مستقیم (پائخانہ نکلنے کی انتڑی) کے درمیان پٹھے کی طرح سفید رنگ کا گردن والا ایک عضو ہے جس کی شکل قریب قریب اُلٹی صراحی کی بتلایا کرتے ہیں مگر پورا نقشہ اس کا قدرت نے خود مرد کے اندر رکھا ہے۔ مرد اپنی آلت (ذکر) کو اُٹھا کر پیڑو کے ساتھ لگا لے تو آلت مع خصیتین رحم کا پورا نقشہ ہے۔''

تبصرہ: نقشہ بنا دیتے تو شاید مفید ہوتا۔ (ثناء اللہ)

''آلت بمنزلہ گردن رحم کے ہے اور خصیتین بمنزلہ پچھلے حصہ رحم کے ہیں۔ پچھلا حصہ رحم کا ناف کے قریب سے شروع ہوتا ہے اور گردن رحم کی عورت کی شرمگاہ میں واقع ہوتی ہے، جیسے ایک آستین دوسری آستین میں ہو۔ گردن رحم پر زائد گوشت لگا ہوتا ہے۔ اس کو رحم کا منہ کہتے ہیں اور یہ منہ ہمیشہ بند رہتا ہے۔ ہم بستری کے وقت آلت کے اندر جانے سے کھلتا ہے یا جب بچہ پیدا ہوتا ہے۔ قدرت نے رحم کے منہ میں خصوصیت کے ساتھ لذت کا احساس رکھا ہے۔ اگر آلت اس کو چھوئے تو مرد عورت دونوں محظوظ ہوتے ہیں، خاص کر جب آلت اور گردن رحم کی لمبائی یکساں ہو تو یہ مرد عورت کی کمال محبت اور زیادتی لذت اور قرار حمل کا ذریعہ ہے۔ رحم منی کا شائق ہے، اس لئے ہم بستری کے وقت رحم کا جسم گردن کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ گردن رحم کی

عموماً چھ انگشت اسی عورت کی ہوتی ہے اور زیادہ سے زیادہ گیارہ انگشت ہوتی ہے۔''

تبصرہ: وسیع تجربہ ہے۔

''منہ رحم کا عورت کی شرمگاہ میں پیشاب کے سوراخ سے ایک انگلی سے کچھ کم پیچھے ہوتا ہے۔''

تبصرہ: حافظ صاحب نے بڑی محنت سے پیمائش کی ہے۔ (ثناء اللہ)

''اور اگر گردن رحم کی کسی عورت میں دائیں جانب اور کسی میں بائیں جانب مائل ہوت ہے۔ رحم کے باہر کی طرف اگرچہ ایسی نرم نہیں ہوتی لیکن باطن اس کا نہایت نرم، شکن دار ہوتا ہے تاکہ آلت (ذکر) کے دخول کے وقت دونوں محظوظ ہوں۔ نیز ربڑ کی طرح کھینچنے سے کھنچ جاتا ہے تاکہ جتنی آلت داخل ہو اتنا ہی بڑھتا جائے۔ کنواری عورتوں میں رحم کے منہ پر کچھ رگیں سی تنی ہوتی ہیں جو پہلی صحبت سے پھٹ جاتی ہیں۔ اس کو ازالۂ بکارت کہتے ہیں۔''

(تنظیم اہل حدیث روپڑی یکم جون ۱۹۳۲ء ص ۳، کالم نمبر ۳)

قارئین خصوصاً علمائے محدثین ان معارف کو ملاحظہ کر کے اُمور ذیل کی بابت اطلاع دیں کہ:

(۱) کیا یہ معارفِ قرآن ہیں یا کوک شاستر؟

(۲) یہ معارف آیتِ موصوفہ سے مستنبط ہو سکتے ہیں؟

(۳) سلف صالحین میں سے کسی چھوٹے بڑے مفسر نے ان معارف کو استنباط کیا ہے؟

(۴) کیا علماء کرام اجازت دیں گے کہ ان معارف کو ایک چھوٹے سے رسالے کی

صورت میں لکھوا کر لڑکوں اور لڑکیوں کے مدارس میں داخل تعلیم کیا جائے؟

(مظالم روپڑی ص۵۵)

ان معارف کو جناب مولانا محمد جونا گڑھی صاحب نے بھی اپنے اخبار محمدی میں نقل فرمایا ہے۔عنوان یہ دیا ہے: ''عبداللہ روپڑی ایڈیٹر تنظیم کے بیان کردہ معارفِ قرآنی، اسے کوک شاستر کہیں یا لذت النساء یا ترغیب بدکاری؟''

ان معارف کا تتمہ بھی پڑھ لیں۔محدث روپڑی فرماتے ہیں: ''ہم بستری کی ردی صورت یہ ہے کہ عورت مرد کے اوپر ہو اور مرد چت لیٹا ہو۔ اس میں کئی نقصان ہیں۔ ایک تو انزال میں دقت ہے۔ دوم بعض دفعہ مرد کی شرم گاہ سے منی پوری خارج نہیں ہوتی، بلکہ اندر رُک کر سڑ جاتی ہے جو بیماری کا باعث ہے۔سوم بعض دفعہ عورت کی شرم گاہ میں داخل ہو جاتی ہے، اس سے بھی بیمار ہونے کا خطرہ ہے۔

اور ہمبستری کی بہتر صورت یہ ہے کہ عورت چت لیٹی ہو اور مرد اوپر ہو۔ عورت کی رانیں اُٹھا کر بہت سی چھیڑ چھاڑ کے بعد جب عورت کی آنکھوں کی رنگت بدل جائے اور اس کی طبیعت میں کمال جوش آ جائے اور مرد کو اپنی جانب کھینچے تو اس وقت دخول کرے۔ اس سے مرد عورت کا پانی اکٹھے نکل کر عموماً حمل قرار پاتا ہے۔''

(اخبار محمدی ۱۵ جنوری ۱۹۳۹ء ۱۶/ص ۱۳، کالم نمبر ۳)

یہ حافظ عبداللہ روپڑی تھے۔ اب ذرا علامہ وحید الزمان صاحب کی بھی سن لیجئے! ارشاد فرماتے ہیں کہ بہتر عورت وہ ہے کہ جس کی فرج تنگ ہو۔ جو شہوت کے غلبہ سے دانت پر دانت رگڑ رہی ہو۔ جو جماع کراتے وقت کروٹ سے لیٹتی ہو۔

(لغات الحدیث ج ۱/ص ۵۷)

یہ دونوں صاحبان اہل حدیث ہیں۔ ایک صاحب چت لٹا کر ران اُٹھانے کو پسند کرتے ہیں، دوسرے صاحب کروٹ پر لٹا کر دانتوں کی رگڑ پر کان لگاتے ہیں۔

نظر اپنی اپنی پسند اپنی اپنی

جناب وحیدالزمان صاحب یہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر اپنا آلہ تناسل اپنی دبر میں داخل کرے تو غسل فرض نہیں ہوتا جب تک انزال نہ ہو۔

(نزل الابرار من فقہ النبی المختار، ج ا/ص ۴۲)

دیکھئے! قرآن وحدیث کے نام پر کیسے کیسے تجربات کئے جاتے ہیں؟ آپ زیادہ پریشان نہ ہوں کہ اگر اپنا آلہ تناسل اپنی دبر میں کوئی ناتجربہ کار داخل نہ کر سکے تو وہ دبر کا حق کیسے ادا کرے۔ تو اس کا حل بھی موجود ہے۔ مولوی عثمان صاحب اہل حدیث بذریعہ اخبار محمدی عبداللہ محدث روپڑی صاحب سے دریافت فرماتے ہیں کہ طالب علمی کے زمانے میں آپ علۃ المشائخ (مفعولیت) میں مبتلا تھے، اب وہ عادت چھوٹ گئی ہے یا ابھی باقی ہے۔ قاعدہ تو یہ ہے کہ جب تک آپ میں صوفیت باقی رہے، یہ لٹکا بھی نہ جائے، لہٰذا مہربانی کر کے خدا سے ڈر کے اس کا صحیح جواب دیں اور اب بھی توبہ کرلیں۔ (اخبار محمدی دہلی ۱۵ جولائی ۱۹۳۹ء ص ۱۵)

عورتوں کو خاص نصیحت:

جناب میاں نذیر حسین صاحب نقل فرماتے ہیں: ''عورتوں کے لئے موئے زیر ناف کے اکھاڑنے سے اُسترے سے مونڈنا اچھا ہے، کیونکہ اکھاڑنے سے محل ڈھیلا ہوجاتا ہے۔ (فتاویٰ نذیریہ ج ۲/ص ۵۲۶)

جناب محدث روپڑی نے مولانا ثناء اللہ کو جہمی، معتزلی وغیرہ فرمایا تھا۔ مولانا

محمد جونا گڑھی فرماتے ہیں: مولانا ثناء اللہ کو جہمیہ اور معتزلہ کہنے والا کذاب، مفتری، دجال، خدائی مجرم، جماعت کا چور، نمک حرام، افتراق پسند، شقاق دوست، منافق، الدالخصام، مفسد فی الارض، پھکڑ باز، تہمت طراز اور فسادی انسان ہے۔

(ثنائی نزاع ص ۴۸، مؤلفہ محدث روپڑی)

مولانا محمد جونا گڑھی صاحب، محدث روپڑی کے بارے میں مزید فرماتے ہیں: ''دنیا میں اگر کسی کو اعلیٰ ترین احمق کی ضرورت ہو تو اس چھوٹی کھوپڑی والی انسان نما ہستی عبداللہ روپڑی کو دیکھ لے۔'' (اخبار محمدی ۱۵ ستمبر ۱۹۳۹ء ص ۱۷)

یہ عبداللہ روپڑی صرف جھوٹ بولتے نہیں بلکہ از خود گھڑتے ہیں، تہمت تراشتے ہیں۔ (اخبار محمدی ۱۵- اپریل ۱۹۳۹ء، ص ۱۳)

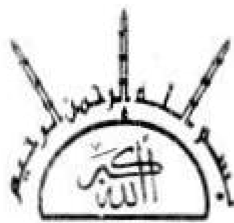
میرا مشورہ تو یہ ہے کہ انہی (عبداللہ روپڑی) کو بھول جایئے، انہیں بکنے دیجئے، جو چاہیں بکیں، چاندنی جب پھیلتی ہے تو کتے بھونکتے ہی رہتے ہیں (اخبار محمدی یکم اپریل ۱۹۳۹ء)

''روپڑ کا خوف ناک بھیڑیا'' کا عنوان دے کر لکھتے ہیں کہ روپڑی صاحب نے تین سو روپیہ کتابیں خریدنے کے لئے اکٹھے کئے اور بلا ڈکار ہضم کر گئے۔

(اخبار محمدی یکم جون ۱۹۳۹ء)

اندکے با تو گفتم و بغم دل ترسیدم
کہ آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار ست

مسعودی فتنہ کے بے دلیل سوالات کا جواب دلائلِ شرعیہ سے



اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى. اَمَّابَعْد :

(۱) **اُصولِ دین**......اللہ کی اتباع: اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ پیروی کرو اس کی جو اللہ کی طرف سے نازل کیا گیا۔

(۲) **اتباعِ رسول**...... قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ فرما دیجئے (اے نبی ﷺ) اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری تابعداری کرو)

(۳) **اتباعِ اجماع**..... وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا. جو شخص مخالفت کرے رسول کی بعد واضح ہو جانے ہدایت کے اور چھوڑ دے رستہ مومنوں کا (اجماع) وہ دوزخ میں جائے گا جو برا ٹھکانہ ہے۔

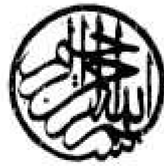
(۴) **اتباعِ مجتہد**...... وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ. اور تقلید کر اس کے مذہب کی جو میری طرف رجوع کرتا ہے۔ (لقمان)

ہم مسلمان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ قرآن پاک پر خود رسولِ اقدس ﷺ نے عمل

کر کے جو عملی نمونہ پیش فرمایا اُس کو سنت کہتے ہیں، آپ ﷺ نے علیکم بسنتی فرما کر اس کو لازم پکڑنے کا حکم دیا اس لئے ہم اہل سنت ہیں، خیر القرون میں یہی نام مشہور تھا اور اہل السنۃ کی روایات کو ہی قبول کیا جاتا تھا (صحیح مسلم ص ۱۱) اس کے بعد اجماعی مسائل کو ماننے کی وجہ سے ہم الجماعۃ اور اجتہادی مسائل کی وجہ سے حنفی کہلاتے ہیں۔ دورِ نبوت سے لے کر آج تک اہل السنۃ ان چار دلائل کو مانتے آ رہے ہیں جو مسئلہ ان چاروں دلیلوں میں سے کسی دلیل سے ثابت ہو اس کو شرعی مسئلہ کہتے ہیں۔ جس طرح کتاب وسنت الفاظ وحی ہونے کی وجہ سے ما انزل اللہ میں شامل ہیں۔ اجماع اور اجتہاد مراد وحی اور کاشفِ احکام ہونے کے لحاظ سے ما انزل اللہ میں شامل ہیں۔

انگریز کے دور حکومت میں غیر مقلدین نے اجماع اور اجتہاد کو ماننے سے انکار کر دیا۔ غیر مقلدین کا یہ نیا فرقہ کئی فرقیوں میں بٹ گیا، ایک فرقی کا نام جماعت غرباء اہل حدیث ہوا جو ۱۳۱۲ھ میں بنی۔ اسی فرقی سے ۱۳۹۵ھ میں ایک نئے فتنے نے جنم لیا۔ یہ فتنہ نہ مکہ میں پیدا ہوا نہ مدینہ میں بلکہ کراچی میں۔ اس کا بانی نہ کوئی نبی ہے نہ مجتہد بلکہ ایک جاہل مسعود احمد۔ اس نے یہ جھوٹ گھڑا کہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی حضرات نے اپنے مسلمان ہونے سے انکار کر دیا ہے۔ اس لئے اللہ نے ۱۳۹۵ھ میں میرے فرقہ کا نام جماعت المسلمین رکھا ہے۔ دیکھو! خدا پر بھی جھوٹ بولا اور مسلمانوں پر بھی کہ وہ مسلمان نام چھوڑ چکے ہیں۔ خدا پر یہ ایسا ہی جھوٹ ہے جیسے کوئی قادیانی کہے کہ ہمارا ''ربوہ'' جو ۱۹۴۸ء میں بنا ہے یہ وہی ہے جس کا ذکر قرآن پاک میں دو جگہ ہے۔ ایسے ہی مسعود نے کہا کہ میرا بدعتی فرقہ جو ۱۳۹۵ھ میں بنا اس کا نام خدا اور رسول نے رکھا ہے۔

براۃ اہل حدیث پیر جھنڈا



اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى. اَمَّابَعْد :

عیدالضحیٰ ۱۴۰۸ھ کے بعد حضرت مولانا محمد مسلم صاحب قاسمی مدظلہٗ کی معرفت ایک رسالہ ''براۃ اہل حدیث'' اُردو ملا۔ جو دراصل ایک سندھی رسالہ کا ترجمہ ہے، اس میں پیر بدیع الدین شاہ کی ایک تقریر شائع کی گئی ہے۔

پیر بدیع الدین شاہ پیر جھنڈا کا مختصر تعارف:

سندھ میں اہل السنۃ والجماعۃ کا ایک قدیم علمی خاندان ہے جو راشدی خاندان کہلاتا ہے، یہ سب سنی حنفی ہیں اور سندھ اور بیرونِ سندھ میں اس خاندان کی بہت علمی خدمات ہیں۔ اس خاندان میں تقریباً سات پشت اوپر ایک بزرگ گزرے ہیں جو صاحب الروضہ کے لقب سے مشہور تھے۔ آپ کا اسمِ گرامی جناب پیر راشداللہ شاہ صاحب قدس سرہٗ تھا۔ آپ کی طرف منسوب ہوکر یہ لوگ راشدی کہلائے۔ یہ سب حنفی تھے۔ پیر بدیع الدین شاہ صاحب کے دادا جان حضرت پیر رشداللہ شاہ صاحب قدس سرہٗ تھے، وہ بھی حنفی تھے۔ آپ کے سات صاحبزادے تھے، جن میں سب سے بڑے خلف اکبر اور گدی نشین حضرت مولانا پیر ضیاء الدین شاہ صاحب راشدی قدس سرہٗ تھے،

جن کے فرزند اکبر حضرت اقدس پیر وہب اللہ شاہ صاحب لا زالت شموس فیوضھم بازغة علینا آج کل پیر جھنڈو شریف میں صاحبِ درگاہ شریف ہیں، یہ سب نسلاً بعد نسلٍ حنفی ہیں۔

حضرت پیر رشد اللہ شاہ صاحب قدس سرہٗ نے اپنی زندگی میں ہی اپنی وراثت شرعی حصوں کے مطابق اپنی اولاد میں تقسیم فرما دی تھی اور سب بیٹوں کے مشورہ سے گدی نشین حضرت مولانا پیر ضیاء الدین شاہ صاحب قدس سرہٗ کو بنایا گیا، کیونکہ باپ اور بھائیوں کے متفقہ فیصلہ کے مطابق آپ ہی اس کے سب سے زیادہ اہل تھے۔

حضرت مولانا پیر رشد اللہ صاحب قدس سرہٗ کے وصال کے بعد باقی سب بھائی تو اپنے والد گرامی اور اپنے متفقہ فیصلہ پر قائم رہے مگر پیر احسان اللہ شاہ صاحبؒ نے اپنے والد گرامی اور سب بھائیوں کے متفقہ فیصلے کو ماننے سے انکار کر دیا اور حضرت مولانا پیر ضیاء الدین شاہ صاحب قدس سرہٗ سے گدی نشینی کے بارے میں جھگڑا کیا، بلکہ مقدمہ بازی شروع کر دی۔ چونکہ یہ گدی مذہبی گدی تھی، اس کی اہلیت اور عدم اہلیت کے بارے میں متفقہ طور پر دارالعلوم دیوبند سے استفتاء کیا گیا۔ دارالعلوم دیوبند سے فتویٰ آیا کہ گدی میں وراثت کی بجائے اہلیت کو دیکھا جاتا ہے، چونکہ آپ کے والد صاحب اور سب بھائیوں نے متفقہ طور پر حضرت مخدوم پیر ضیاء الدین شاہ صاحب قدس سرہٗ کو اس کا اہل قرار دیا ہے، اب ان کے ساتھ جھگڑا جائز نہیں۔ یہ فتویٰ اب بھی درگاہ شریف میں محفوظ ہے۔ یہ فتویٰ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب قدس سرہٗ کا تحریر فرمایا ہوا ہے اور امام العصر حضرت مولانا علامہ سید انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے بھی دستخط ہیں۔ اس فتویٰ کے بعد جناب پیر احسان اللہ شاہ صاحبؒ نہ صرف

دارالعلوم دیوبند سے ہی ناراض ہوگئے، بلکہ سنیت اور حنفیت کو ہی خیر باد کہہ کر غیر مقلد بن گئے۔ ان کے دو صاحبزادے ہیں پیر محب اللہ شاہ صاحب اور پیر بدیع الدین شاہ صاحب۔ یہ دونوں بھی غیر مقلد ہیں اور آپس میں بھی مذہبی طور پر دونوں بھائی ایک دوسرے کے سخت مخالف ہیں۔ پیر محب اللہ شاہ صاحب رکوع کے بعد قومہ میں ہاتھ چھوڑنے کو سنت رسول اللہ ﷺ کہتے ہیں مگر پیر بدیع الدین شاہ صاحب رکوع کے بعد قومہ میں سینے پر ہاتھ باندھنے کو سنت رسول اللہ ﷺ قرار دیتے ہیں۔ اس مسئلہ پر خوب رسالہ بازی ہوتی رہی ہے۔ جس میں علمی طور پر پیر محب اللہ شاہ صاحب کا پلہ بھاری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا تعارف قرآن پاک میں یوں ہے: بدیع السمٰوٰت والارض. آسمانوں اور زمینوں کو نئے انداز میں پیدا کرنے والا۔ چونکہ پیر صاحب نے دین میں نئے نئے مسائل پیدا فرمائے ہیں، اس لئے آپ بدیع الدین کہلاتے ہیں۔

جناب پیر بدیع الدین شاہ صاحب کے صاحبزادے پیر نور اللہ شاہ صاحب سانحہ حرم شریف میں نائب امام مہدی تھے۔ اس لئے سعودی حکومت نے اسے مرتدوں میں قتل کیا اور بدیع الدین شاہ صاحب کا داخلہ بھی مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں بند ہے۔ ان کو وہاں سے نکال دیا گیا تھا۔ اس لئے رسالہ پر جو آپ کے نام کے ساتھ المکی لکھا ہے یہ بالکل ایسا ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے خانہ کعبہ شریف سے بتوں کو نکال کر ان کا داخلہ بند کر دیا تھا۔ اب وہ بت اپنے آپ کو المکی کہیں اور لوگ ان بتوں کو اس پر رئیس المحققین، سلطان المحدثین، شیخ العرب والعجم کا خطاب دیں تو یہ اس فرقہ کی علمی موت کی دلیل ہے۔ الراشدی کی نسبت جن بزرگوں کی طرف ہے وہ سنی حنفی تھے۔ جب یہ مسلک ہی پیر صاحب نے چھوڑ دیا تو اب راشدی کہلا کر دنیوی مفاد حاصل کرنا محض قبر

فروشی ہے۔ آپ مشہور غیر مقلد عالم مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری کے شاگرد اور ثنائی غیر مقلد ہیں۔

پہلی ملاقات:

میری پہلی ملاقات جناب پیر بدیع الدین صاحب سے اس وقت ہوئی جب میں پہلی دفعہ سندھ میں گیا اور ماتلی ضلع بدین کے قریب ایک بستی گوٹھ عثمان علی کیریا میں پیر صاحب سے میرا تاریخی مناظرہ ہوا۔ یہ مناظرہ چھ گھنٹے کا ہے جس میں مسئلہ تقلید، قرأت خلف الامام، آمین پر مناظرہ ہوا اور پیر صاحب کا علمی پندار خاک میں مل گیا۔ اس مناظرہ کی کیسٹیں سندھ اور بیرونِ سندھ بلکہ حرمین شریفین تک پہنچیں، کیسٹیں سن کر اپنوں اور بیگانوں سب کا متفقہ فیصلہ یہی رہا کہ پیر بدیع الدین شاہ کو نہایت ذِلّت آمیز تاریخی شکست ہوئی ہے۔ اس مناظرہ کے بعد تقریباً چار سال تک تو پیر صاحب پر موت کی سی خاموشی طاری رہی۔ آخر ان کی جماعت نے منت سماجت کی کہ یہ بات تو آفتاب نیمروز کی طرح واضح ہوگئی ہے کہ آپ میں مناظرہ کی اہلیت بالکل نہیں ہے۔ اس لئے آپ آئندہ کبھی مناظرہ کی غلطی نہ کریں لیکن تقریر وتحریر کے ذریعہ فقہاء پر تبرا بازی اور احناف کی کردار کشی کی مہم کا آغاز فرمائیں۔ اس میں ہم آپ کو سندھ کا صدر بناتے ہیں۔ چنانچہ اب آپ اپنے صدارتی فرائض کی بنا پر سلف کے خلاف بدگمانی پھیلانے اور بدزبانی کرنے میں مصروف ہیں۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی یہ ''رسالہ براۃِ اہل حدیث'' بھی ہے۔

فرقہ کی ابتداء:

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ہندو سندھ میں اسلام لانے والے، اسلام

پھیلانے والے اور اسلام قبول کرنے والے سب اہل السنۃ والجماعۃ حنفی تھے۔ چنانچہ مشہور غیر مقلد عالم نواب صدیق حسن خان صاحب تحریر فرماتے ہیں: ''خلاصہ حال ہندوستان کے مسلمانوں کا یہ ہے کہ جب سے یہاں اسلام آیا ہے چونکہ اکثر لوگ بادشاہوں کے طریقہ و مذہب کو پسند کرتے ہیں اس وقت سے آج تک یہ لوگ حنفی مذہب پر قائم رہے اور ہیں اور اسی مذہب کے عالم، فاضل، قاضی اور مفتی اور حاکم ہوتے رہے، یہاں تک کہ ایک جم غفیر نے مل کر فتاویٰ ہندیہ یعنی فتاویٰ عالمگیری جمع کیا'' (ترجمانِ وہابیہ ص۱۱)

نوٹ: یہاں نواب صاحب نے اس تاریخی حقیقت کو تسلیم کیا کہ ہندوستان کے فاتحین حنفی تھے، جبکہ حضور علیہ السلام نے غزوہ ہند کے بارے میں پیش گوئی فرمائی تھی۔ (مسند احمد ج۵/ص ۱۷۸، ج۲/ص۲۲۹، ج۲/ص۳۶۹، نسائی کتاب الجہاد) یہ احناف کی صداقت کی نہایت روشن دلیل ہے۔

اہل السنۃ والجماعۃ:

اہل السنۃ والجماعۃ کا اجماع ہے کہ دلائل شرعیہ چار ہیں:

(۱) کتاب اللہ، (۲) سنتِ رسول اللہ، (۳) اجماعِ اُمت، (۴) قیاسِ شرعی۔

اہلِ قرآن:

انگریز نے اپنے دور میں ایک فرقہ پیدا کیا جس نے کہا کہ دلیل شرعی صرف قرآن پاک ہے اور اُنہوں نے سنت رسول اللہ علیہ السلام، اجماعِ اُمت اور قیاسِ شرعی کے دلیل شرعی ہونے سے انکار کردیا۔ اس طرح یہ نیا فرقہ اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج ہوگیا۔ لیکن عوام کو دھوکہ دینے کے لئے وہ کہتے ہیں کہ جب سے قرآن ہے اسی وقت

سے اہل قرآن بمعنیٰ منکرین حدیث ہیں۔ قرآن سچا تو اہل قرآن بمعنیٰ منکرین حدیث بھی سچے۔ بلکہ کہتے ہیں کہ سب فرقے ہمارے محتاج ہیں، وہ ہمارا قرآن پڑھتے ہیں اور ہمیں ہی گمراہ بھی کہتے ہیں، نہ کوئی قرآن کو جھوٹا ثابت کرسکتا ہے نہ اہل قرآن بمعنیٰ منکرینِ حدیث کو۔ کہتے ہیں نبی بھی اہلِ قرآن تھے، سب صحابہ بھی اہل قرآن تھے، سب اہلِ بیت بھی اہل قرآن تھے یعنی منکرین حدیث تھے۔ قرآن کی کچھ سورتیں مکی ہیں کچھ مدنی ہیں۔ اس لئے ہم مکے والے، ہم مدینے والے، صحاحِ ستہ کے مؤلفین میں سے نہ کوئی مکی ہے نہ مدنی، یہ سب عجمی سازش ہے۔ لوگوں نے مکے مدینے کا دین چھوڑ کر بخارا، نیشا پور، ترمذ، نساء کا عجمی دین قبول کرلیا ہے۔ رسولِ پاک ﷺ نے فرمایا: اے اہل قرآن! وِتر پڑھو۔ (ابنِ ماجہ) نیز حضور ﷺ نے فرمایا: اہلِ قرآن اللہ کے خاص لوگ ہیں (ابنِ ماجہ) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حدیثوں کا مجموعہ جلا دیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے۔ حضرت فاطمہؓ نے وراثت کی حدیث ماننے سے انکار کردیا وغیرہ۔ حالانکہ یہ سب باتیں محض دھوکے اور فریب کی ہیں، کیونکہ انگریز دور سے پہلے اہلِ قرآن بمعنیٰ منکرین حدیث کوئی فرقہ تھا ہی نہیں، نہ ان کا کوئی ترجمہ قرآن، نہ تفسیرِ قرآن انگریز کے دور سے پہلے کی ہے بلکہ خود قرآن میں کہیں یہ ذکر نہیں کہ ایک فرقہ منکرین حدیث کا ہوگا، ان کا نام اہلِ قرآن ہوگا، وہ نجات پانے والا فرقہ ہوگا۔

اہلِ حدیث:

اہل السنۃ والجماعۃ کے مقابلہ میں دوسرا فرقہ انگریز نے پیدا کیا، جس نے کہا کہ صرف قرآن اور حدیث کا ترجمہ کافی ہے۔ اجماعِ اُمت اور قیاسِ شرعی کو ہم دلیل

شرعی نہیں مانتے، فقہ کا انکار کرتے ہیں اور اُنہوں نے اپنا نام اہل حدیث رکھ لیا اور عوام کو دھوکا دینے لگے کہ جب سے حدیث اُسی وقت سے اہل حدیث۔ سب صحابہ بھی فقہ کے منکر تھے، اس لئے اہل حدیث تھے، سب لوگ ہمارے محتاج ہیں، حدیث کو جھوٹا ثابت کرو تو ہم جھوٹے وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ لکھا ہے: ''سو بانی مبانی اس فرقہ نو احداث کا عبدالحق ہے جو چند دنوں سے بنارس میں رہتا ہے، علمائے حرمین شریفین نے اس کے قتل کا فتویٰ لکھا۔'' (تنبیہ الضالین ص ۱۳)

خود غیر مقلدین میں سے نواب صدیق الحسن خان نے الحطہ صفحہ ۱۵۱، مولوی محمد شاہ جہان پوری نے الارشاد محررہ ۱۳۱۹ھ صفحہ ۱۳ پر، فیض عالم صدیقی نے اختلافِ اُمت کا المیہ صفحہ ۱۴۵ پر، علی محمد سعیدی نے فتاویٰ علمائے حدیث ج ۷/ص ۷۹ پر اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے کہ یہ فرقہ نیا پیدا ہوا ہے، یہ چار شرعی شہادتیں ہیں۔

میری تقریر:

میں نے پیر بدیع الدین شاہ صاحب کے نیو سعید آباد میں تقریر کی اور پیر بدیع الدین کو چیلنج دیا کہ:

(۱) تمہارے فرقہ کا تو نام ہی قرآن و حدیث میں نہیں ہے، میں نے کہا کہ جس طرح قرآن پاک میں یہ نہیں کہ ایک فرقہ منکرین حدیث کا ہوگا، ان کا نام اہلِ قرآن ہوگا، وہ نجات پانے والا ہوگا، اسی طرح قرآن و حدیث میں کسی ایسے فرقے کا ذکر نہیں کہ میری اُمت میں ایک فرقہ ہوگا جو میری اُمت کے مجتہدین پر یہود کے احبار و رہبان والی آیات چسپاں کرے گا، مقلدین کو مشرک کہے گا، اجماعِ اُمت کو گمراہی قرار دے گا، قیاسِ شرعی کو کار شیطان کہے گا، فقہ کو خرافات کا پلندہ کہا کرے گا، اسلافِ اُمت پر

بدگمانی اور بدزبانی اس کا شعار ہوگا، اس فرقہ کا نام اہل حدیث ہوگا۔ وہی فرقہ نجات پانے والا ہوگا، تم اس فرقے میں شامل ہوجانا۔ پیر صاحب اپنی جماعت سمیت آج تک ایسی آیت اور حدیث پیش نہیں کرسکے، پیر صاحب میرے جواب میں بیسیوں تقریریں کرچکے ہیں جن میں سے تین تقریریں (۱) براۃ اہل حدیث، (۲) سیرت کانفرنس حصہ اول، (۳) سیرت کانفرنس حصہ دوم چھپ کر آچکی ہیں لیکن پیر صاحب میرے مطالبہ کے موافق ایک آیت یا ایک حدیث بھی پیش نہیں کرسکے۔ میں یہ ہی کہہ رہا ہوں:

مانا کہ تم حسیں ہو پر دل کے سخی نہیں
عاشق کے اک سوال کو پورا نہ کر سکے

(۲) میرا چیلنج یہ تھا کہ جس طرح ایک صحابی بھی اہلِ قرآن بمعنی منکر حدیث نہیں تھا، اسی طرح ایک صحابی بھی اہل حدیث بمعنی منکرِ فقہ، منکرِ اجماع، منکرِ اجتہاد نہیں تھا، پیر صاحب ایک صحابی کا نام بھی پیش نہیں کرسکے۔

(۳) میں نے تقریر میں پیر صاحب کو خبردار کیا تھا کہ جس طرح قرآن پاک میں لفظ ربوہ دو جگہ موجود ہے مگر اس سے مراد قادیانیوں کا شہر ربوہ ہرگز نہیں، اسی طرح قرآن وحدیث کے علاوہ بعض اسلامی کتابوں میں اہل حدیث کا جو لفظ ہے وہ اہل السنۃ والجماعۃ کے ایک علمی طبقہ، محدثین کا ذکر ہے نہ کہ کسی مذہبی فرقہ کا۔

(۴) پیر صاحب سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ کسی اسلامی کتاب سے صرف ایک حوالہ پیش کردو کہ انگریز کے دور سے پہلے کسی اَن پڑھ کو اس وجہ سے اہل حدیث کہا ہو کہ یہ فقہ کا منکر ہے، اجماع اور قیاس کو گمراہی کہتا ہے، منکرِ تقلید ہے، لیکن پیر صاحب ایک حوالہ بھی

پیش نہ کر سکے۔

(۵) پیر صاحب سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ قرآن پاک کی صرف ایک آیت یا پورے ذخیرۂ حدیث سے ایک حدیث پیش کرو جس میں خدا تعالیٰ یا حضور ﷺ نے فقہ کی برائی بیان فرمائی ہو۔ لیکن پیر صاحب یہ قرض بھی نہیں چکا سکے۔

اس پر ہم نے یہ بھی خبردار کیا تھا کہ دھوکا دینے کے لئے یوں نہ کہنا کہ ہم فقہ کو مانتے ہیں۔ ہم تو فقہ حنفی، شافعی کا انکار کرتے ہیں، یہ ایسا ہی فریب ہے جیسے کوئی منکرِ قرآن کہے میں قرآن کا انکار نہیں کرتا، میں تو قاری عاصم وغیرہ کی قرأت کا انکار کرتا ہوں یا کوئی منکرِ حدیث یوں فریب دے کہ میں حدیث کا انکار نہیں کرتا، میں تو بخاری کی حدیثوں کو نہیں مانتا وغیرہ۔

(۶) پیر صاحب سے ایک یہ مطالبہ کیا تھا کہ ایک حدیث کی کتاب صحاحِ ستہ میں سے ایسی پیش کرو جس کا مؤلف نہ مجتہد ہو نہ مقلّد، بلکہ غیر مقلد ہو اور اس نے پہلا باب یہ باندھا ہو کہ ائمہ اربعہ کے مقلدین مشرک ہیں۔

(۷) بلکہ پورے ذخیرۂ حدیث سے صرف ایک حدیث ایسی پیش کرو جس کی سند کے ہر راوی کے بارے میں تاریخی ثبوت پیش کردو کہ راوی نہ مجتہد تھا نہ مقلد، بلکہ فقہ کا منکر، اجماع کا مخالف، قیاس کو کارِ ابلیس کہنے والا تھا۔

(۸) انگریز کے دور سے پہلے جس طرح منکرین حدیث اور قادیانیوں کا کوئی قرآن یا حدیث کا ترجمہ نہیں، اسی طرح انگریز کے دور سے پہلے کا قرآن کا ترجمہ اور تفسیر غیر مقلدین کا نہیں، اگر ہے تو کیا نام اور کس دُکان سے ملتا ہے۔

(۹) انگریز کے دور سے پہلے حدیث کی کسی کتاب کی شرح یا ترجمہ غیر مقلدین کا پیش کرو۔

(۱۰) انگریز کے دور سے پہلے کوئی مسجد، مدرسہ غیر مقلدین کا نہ تھا، اگر ہو تو تاریخی مستند ثبوت لاؤ۔

لیکن پیر صاحب نے ان دس مطالبات میں سے ایک کا بھی صحیح جواب نہیں دیا۔

لطیفہ: ایک گاؤں میں کچھ سید آباد تھے، ایک میراثی بھی سید بن گیا، اب اس کا دل جانتا تھا کہ میں سید نہیں ہوں۔ وہ دن بھر لوگوں کو کہتا کہ ہمارا خاندانِ سادات بہت پرانا ہے، کسی کتاب سے لفظ سید پر نظر پڑ جاتی تو وہ شور مچاتا کہ دیکھو یہ ہمارا ذکر ہے۔ لیکن سارا دن یہی تبلیغ کرنے کے بعد جب رات کو بستر پر لیٹتا تو دِل ملامت کرتا کہ سارا دن تو نے جھوٹ بولا، میں ہی مطمئن نہیں ہوا کہ تو سیّد ہے، تو لوگ کیسے مطمئن ہوں گے۔ اگلے دن جہاں دو آدمی کھڑے باتیں کر رہے ہوتے ان سے جا کر کہتا: آپ یہی بات کر رہے تھے کہ میں سید نہیں ہوں۔ وہ کہتے: نہیں، ہم تو یہ بات نہیں کر رہے تھے۔ وہ کہتا بات تو آپ یہی کر رہے تھے، میرا دل کہتا ہے۔ الغرض وہ بے چارہ رات دن یہی کہتا کہ ہم پرانے سید ہیں، لیکن اس کا دل مطمئن نہ ہوتا، بالکل یہی حال اس فرقہ کا ہے، جب سے یہ فرقہ بنا ہے ہزاروں تقریریں، سینکڑوں اشتہار اور رسالے شائع کر چکا ہے مگر وہ ابھی تک اپنے فرقے کو بھی مطمئن نہیں کر سکا۔ اس لئے ہر سال اسی موضوع پر تقریر ہے۔ میں نے سعید آباد میں یہ لطیفہ سنایا تھا اور پیر صاحب نے واقعی اس لطیفے پر عمل کر دکھایا۔ پہلے ایک تقریر کی جس میں ثابت کیا کہ ہمارا فرقہ پرانا ہے۔ وہ براۃ اہل حدیث کے نام سے چھپی، مگر خود پیر صاحب کے دل نے ملامت کی کہ اس سے تو میرا اپنا دل مطمئن نہیں ہوا، اگلے سال پھر اس مسئلہ پر تقریر کی جو سیرت کانفرنس کے نام سے

چھپی۔ ان کے اپنے دل نے اور حواریوں نے بھی ملامت کی کہ امین صاحب کے دس سوالوں میں سے ایک کا جواب نہیں آیا، پھر اس تقریر کا کیا فائدہ؟ پھر اگلے سال اسی مسئلہ پر تقریر فرمائی، وہ بھی سیرت کانفرنس کے نام سے چھپی۔ لیکن جب اس کے اُستاد اپنے رسالوں اور تقریروں سے مطمئن نہیں ہوئے تو یہ کیسے مطمئن ہوں گے ؎

کیا شوخیاں دِکھائے گا اے نشتر جنوں
مدت سے ایک زخم جگر ہی چھلا نہیں

میں نے اس تقریر میں یہ بھی عرض کیا تھا کہ دینِ اسلام بالاتفاق کامل ہے اور عبادات میں نماز کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ لیکن پیر صاحب نماز کے مکمل مسائل، اس کی شرائط، واجبات، ارکان، سنن، مستحبات، مباحات، مکروہات اور مفسدات صرف حدیث صحیح، صریح، غیر معارض سے قیامت تک نہیں دِکھا سکیں گے۔ پیر صاحب نے اس پر بہت پیچ و تاب کھائے اور ایک رسالہ بنام نماز نبوی ﷺ در گھسیٹا، لیکن مندرجہ بالا استفسارات میں سے ایک بات کا جواب بھی اس میں حدیث سے نہیں دیا۔

میں نے تقریر میں عرض کیا تھا کہ میں نے پشاور سے کراچی تک کے غیر مقلدین کو چیلنج دے رکھا ہے کہ وہ ہمیں مکمل نماز سکھا دیں۔ ہم سوالات کریں گے وہ ہر سوال کا جواب صرف حدیث صحیح، صریح، غیر معارض سے عنایت فرما دیں۔ چند سوالات بھی بیان کر دیئے تھے کہ:

(۱) منفرد اور مقتدی تکبیر تحریمہ آہستہ آواز سے کہتے ہیں۔

(۲) منفرد ہر نماز میں آمین آہستہ کہتا ہے۔

(۳) مقتدی چھ رکعتوں میں ہمیشہ بلند آواز سے اور گیارہ رکعتوں میں ہمیشہ آہستہ

آواز سے آمین کہتے ہیں۔

(۴) ہم منفرد اور مقتدی ہونے کی صورت میں رکوع اور سجدوں کی تسبیحات ہمیشہ آہستہ آواز سے کرتے ہیں۔

(۵) ہم آخری تشہد میں ہمیشہ درود ابراہیمی آہستہ آواز سے پڑھتے ہیں۔

(٦) ہم منفرد اور مقتدی ہمیشہ نماز کے دونوں سلام آہستہ آواز سے کہتے ہیں۔

(۷) ہم نمازِ فجر میں دو سنت مؤکدہ، ظہر میں چھ سنت مؤکدہ، مغرب اور عشاء میں دو دو سنت مؤکدہ پڑھتے ہیں۔ ان کے ساتھ سنت مؤکدہ کا لفظ حدیث سے دکھایا جائے، لیکن پیر صاحب اس قرض سے بھی سبکدوش نہیں ہو سکے۔

دعوت براۃ اہل حدیث میں ہے:

ہم آپ کو بار بار دعوت دیتے ہیں کہ میرے بھائیو! مولویوں کی باتوں کو آپ چھوڑیں، قرآن شریف اور حدیث کا تمہاری اپنی زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ آپ کو چاہئے کہ آپ خود اسے پڑھیں اور اس کے حاشیہ کو نہ پڑھیں (ص ۵)۔ پیر صاحب! یہ تراجم مولویوں کے ہی تو کئے ہوئے نہیں۔ پیر صاحب! جن لوگوں نے علماء کو چھوڑ کر قرآن میں خود رائی کی، انہوں نے قرآن کا نام لے کر حدیث کا انکار کیا، ختم نبوت کا انکار کیا۔ پیر صاحب قادیانی، منکرینِ حدیث، مسعود عثمانی، جماعت المسلمین سب اسی راہ سے گمراہ ہوئے۔ نیچری، بہائی، تبرائی سب اسی طرز کی پیداوار ہیں۔ اسلاف سے باغی اور غیر مقلد آپ کی دعوت قرآن کے خلاف ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ. اگر تم نہیں جانتے تو یاد والوں سے پوچھ لیا کرو اور سورت فاتحہ میں ہم روزانہ دُعا مانگتے ہیں: اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ. اے اللہ!

ہمیں سیدھے راستے پر چلا۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ. راستہ ان لوگوں کا جن پر تیرا انعام ہوا اور وہ چار جماعتیں ہیں: انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین۔ علماء کو چھوڑنے کی دعوت دراصل مرزائیوں، نیچریوں اور منکرین حدیث کی ہے تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ. پیر صاحب! علماء کو چھوڑ دو، یہ کس آیت یا حدیث کا ترجمہ ہے۔

محمدی جماعت:

آپ نے فرمایا ہے: ہم اُمتیوں کی طرف منسوب نہیں۔ اہل قرآن بھی اُمتیوں کی طرف منسوب نہیں۔ جماعۃ المسلمین، احمدی بھی اُمتی کی طرف منسوب نہیں، کیا یہ ان کے حق ہونے کی دلیل ہے۔ صحیح بخاری شریف ج ۱/ص ۴۳۳ پر جو عثمانی اور علوی کا ذکر ہے کیا یہ نسبت اُمتیوں کی طرف نہیں۔ ہاں یہ بھی واضح فرمائیں کہ آپ جو محمدی کہلاتے ہیں یہ حکم قرآن میں ہے یا حدیث میں۔ نیز آپ کے طرز سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی محمدی نسبت حضور ﷺ کی طرف نہیں بلکہ محمد جونا گڑھی کی طرف ہے، کیونکہ حضور ﷺ نے فقہ کو خیر فرمایا، محمد جونا گڑھی نے فقہ کو شر کہا۔ تم نے نبی کی نہ مانی جونا گڑھی کی مانی۔ حضور ﷺ نے اجماع کو ماننے کا حکم دیا۔ جونا گڑھی نے اجماع کے انکار کا حکم دیا۔ آپ نے نبی کی نہیں مانی جونا گڑھی کی مانی۔ حضور ﷺ نے اجتہاد پر خدا کا شکر ادا فرمایا، جونا گڑھی نے اس سے انکار کیا، تم نے حضور ﷺ کی نہ مانی محمد جونا گڑھی کی مانی، اس لئے تمہاری نسبتِ محمدی محمد جونا گڑھی کی طرف ہے۔

مکہ مدینہ:

ص ٦ پر لکھا: ہماری نسبت مکہ مدینہ کی طرف ہے، پیر صاحب! جھوٹ نہ بولا کریں۔ مکہ مدینہ والوں نے آپ کے فرقے کو گمراہ قرار دیا ہے۔ دیکھو تنبیہ الضالین۔

فیصلہ مکہ میں تمہارے اُستاد ثناء اللہ امرتسری کو گمراہ قرار دیا ہے۔علمائے دیوبند کے عقائد کی کتاب المہند پر علماء مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کی تصدیقات ہیں۔اگر تم نے مکہ مدینہ کا نام اخلاص سے لیا ہے تو آؤ تم بھی المہند پر دستخط کردو۔تمہارا لڑکا نوراللہ شاہ مکہ شریف پر حملہ کرنے والوں کا سرغنہ تھا۔تمہارا داخلہ مکہ مدینہ میں بند ہے۔ ہماری کتاب شرح نقایہ اور مشکوٰۃ شریف کی شرح مرقاۃ مکہ شریف میں لکھی گئی اور درِمختار مدینہ منورہ میں۔آپ بھی اپنی ایسی مکمل کتاب مکہ مدینہ کی لکھی ہوئی پیش کریں۔ آپ کے اُستاد نے فتاویٰ ثنائیہ گورو رام داس کے شہر امرتسر میں لکھا۔

اُمتیوں کے پیچھے:

آپ نے بطور طعنہ کہا ہے کہ تم اُمتیوں کے پیچھے لگے ہو۔ جناب! ہم تو روزانہ پانچ مرتبہ دیکھتے ہیں کہ آپ اُمتیوں کے پیچھے کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔اگر اُمتی کے پیچھے کھڑے ہو کر خدا کی عبادت جائز ہے تو اُمتی کے پیچھے اس کی راہنمائی میں خدا اور رسول کی اطاعت کیوں حرام ہے۔آپ اپنے دل کے وسوسے لکھ رہے ہیں، قرآن و حدیث کی بات نہیں لکھ رہے۔ہمیں خدا کا قرآن بھی اُمتیوں کی معرفت ملا ہے، قاری عاصم کی قرأت اور قاری حفص کی روایت میں ہم قرآن پڑھتے ہیں، ہمیں نبی کی حدیث بھی اُمتیوں کے واسطہ سے ملی ہے اور فقہ اسلامی بھی اُمتیوں کی معرفت ملی ہے۔اس لئے جس طرح قاری عاصم کی قرأت، بخاری کی حدیث میں نسبت اُمتیوں کی طرف ہے ایسے ہی فقہ حنفی کی نسبت ہے۔آپ کوئی صحیح حدیث پیش کریں کہ قاری عاصم کی قرأت کہنا جائز ہے، بخاری کی حدیث کہنا جائز ہے مگر فقہ حنفی کہنا ناجائز ہے۔ پیر صاحب! امام ترمذی نے جب مذاہب بیان فرمائے ہیں تو نسبت ملاقوں کی طرف،

شہروں کی طرف اور اُمتیوں کی طرف کی ہے، ان کے بارہ میں کیا فتویٰ ہے۔

شہر:

آپ نے یہ بھی پھبتی اڑائی ہے کہ دیوبند ایک شہر ہے، اس طرف نسبت قابل استہزاء ہے۔ پیر صاحب یہ بخاری، ترمذی، نسائی، دارِقطنی، بیہقی، یہ نسبتیں کس طرف ہیں اور کس آیت یا حدیث کے خلاف ہیں؟

دیوبندیت:

آپ نے دیوبندیت کی اصلیت پر اپنے دل کا غصہ نکالا ہے، آپ جس تقریر کا جواب دے رہے ہیں پہلے میری بات نقل کرتے، پھر جواب دیتے۔ میں نے عرض کیا تھا کہ ہمارا نام اہل السنۃ والجماعۃ نبی پاک ﷺ کا رکھا ہوا ہے (درِمنثور)۔ لیکن اہلِ حدیث نام حضور ﷺ کا رکھا ہوا نہیں۔ ہم اہل السنۃ ہیں، اس سے ہماری نسبت نبی اقدس ﷺ کے ساتھ قائم ہوئی، جس میں دین کی تکمیل کا ذکر ہے۔ ہم والجماعۃ ہیں کہ صحابہ نے نبی ﷺ کی سنت کو حضور ﷺ سے خوب سوچ سمجھ کر لیا اور اس کو دنیا میں پھیلایا۔ **لیمکنن لھم فی الارض**۔ اس میں تمکینِ دین کا ذکر ہے اور ہماری نسبت صحابہ اور اہل بیت کے ساتھ قائم ہوئی، ہم حنفی اس لئے ہیں کہ امام صاحبؒ جو تابعی ہیں اُنہوں نے نبی پاک ﷺ کی سنت کی تدوین فرمائی ہے۔ گویا ہمارے نام میں دین کی تکمیل، تمکین اور تدوین کا سند متصل کے ساتھ بیان ہے۔ ہاں جس طرح بڑے رافضی کہتے ہیں کہ صحابہؓ نے نبی ﷺ کا دین مٹایا اور نیا دین بنا کر پھیلایا، اسی طرح چھوٹے رافضی کہتے ہیں کہ ائمہ اربعہ نے نبی کی سنت کو مٹایا اور اپنا دین چلایا، لیکن اہل السنۃ کا اجماع ہے کہ صحابہ نے نبی کا طریقہ ہی پھیلایا، ائمہ نے نبی کی سنت کو ہی مرتب و مدوّن

کروایا۔ سنت کی تدوین کے بعد اب سنت پر عمل کرنا ہی باقی تھا، سو مقلدین نے ائمہ کی رہنمائی میں مرتب شدہ سنت پر عمل کیا۔ لیکن سنت کے دشمنوں نے سنت پر دو طرف سے حملہ کر دیا۔ لامذہب غیر مقلدین نے متروک و مرجوح احادیث کی آڑ لے کر سنتوں کو مٹانا شروع کر دیا اور دوسری طرف سے عشق رسول کا بہانہ بنا کر سنت کی جگہ بدعات جاری کرنا شروع کر دیں۔ اب ضرورت تھی کہ ان دشمنان سنت کی دسیسہ کاریوں سے سنت کے مقدس چہرے کو صاف و اُجاگر کر کے دِکھایا جائے، تو علماء دیوبند نے یہی کام کیا، اسے تطہیرِ دین کہتے ہیں۔ گویا سمجھا دیا کہ اہل السنۃ والجماعۃ کی مثال اس چالو نوٹ کی ہے جس کو ملک کا بنک اور بازار لے رہا ہے۔ غیر مقلدین کی مثال منسوخ اور متروک نوٹ کی ہے۔ ان سے بچنا کہ منسوخ نوٹ دے کر چالو نوٹ چھین لیں گے اور اہلِ بدعت کی مثال جعلی نوٹ کی ہے، ان سے بھی بچنا اور سنت کی دولت کو ضائع نہ کرنا۔

اب پیر صاحب کا فرض تھا کہ اسی ترتیب سے جواب دیتے کہ **علیکم بسنتی** صحیح نہیں، اس لئے اہل السنۃ نہ کہلاؤ، بلکہ **علیکم بحدیثی** ہے، اس لئے اہل حدیث کہلاؤ۔ **علیکم بالجماعۃ** صحیح حدیث نہیں ہے، صحابہ کو نہ مانو، اہل بیت کو نہ مانو، اجماع کا انکار کرو۔ **اذا حکم الحاکم فاجتھد** اور **اجتھد برائی** حدیث کے مطابق تم نے جو نسبت مجتہد کی طرف کی یہ غلط ہے اور ایسی حدیث پیش کرتے کہ اجتہادی مسائل میں مجتہد کی طرف نسبت کرنا شرک ہے اور علمائے دیوبند کو تطہیرِ دین کی اجازت نہیں، یہ کسی حدیث سے ثابت کر دیتے۔ پیر جی! آپ تو انجمن مستہزئین کے ممبر معلوم ہوتے ہیں، ٹھٹھے مذاق کا نام قرآن و حدیث رکھا ہوا ہے۔

جہالت

پیر جی نے کہا: مجھے کسی نے پوچھا کہ آپ دیوبندی ہیں؟ میں نے کہا: میں سعید آبادی ہوں۔ محترم! یہاں عرفِ عام میں دیوبندی بریلوی کا لفظ مسلک کی رہنمائی کرتا ہے۔ اگر آپ اپنے ملک کے عرف سے جاہل ہیں تو اس جہالت پر آپ کو شرمسار ہونا چاہئے نہ کہ جہالت کوئی فخر کی چیز ہے۔ یہ ایسی جہالت ہے کہ آپ سے کوئی پوچھے کہ آپ نے بخاری پڑھی ہے؟ آپ کہیں نہیں، میں نے مکی پڑھی ہے، کوئی پوچھے آپ نے ترمذی پڑھی ہے؟ آپ کہیں نہیں، میں نے مدنی پڑھی ہے۔

انگریز:

آپ فرماتے ہیں: انگریز کو قرآن و حدیث سے کیا واسطہ؟ حضرت جی! میں نے یہ کب کہا تھا کہ انگریز کو قرآن و حدیث سے واسطہ ہے۔ میں نے تو کہا تھا کہ انگریز نے ایک فرقہ بنایا جو قرآن کا نام لے کر اُمت کو گمراہ کرتا ہے، ان کا نام اہلِ قرآن رکھا اور دوسرا فرقہ بنایا جو حدیث کا نام لے کر لوگوں کو گمراہ کرتا ہے، اس کا نام اہل حدیث رکھا۔

وسوسوں کا مذہب:

پیر صاحب کا مذہب محض وسوسے ڈالنا ہے اور وسوسہ اندازی کا نام دعوتِ قرآن و حدیث رکھا ہوا ہے۔ اہل السنۃ والجماعۃ کو ملاوٹ والا مذہب کہتا ہے اور دلیل یہ بیان کرتا ہے کہ تم کبھی ابوحنیفہ کے قول پر اور کبھی ابو یوسف کے قول پر فتویٰ دیتے ہو۔ اس جاہل کو تو اتنا علم نہیں ہے کہ ان سب اصحاب نے قسمیں کھا کھا کر بیان دیا ہے کہ یہ

سب اقوال امام صاحبؒ کے ہیں۔ جس طرح اختلافِ قرأت کے وقت متواتر قرأت پر قرآن پڑھنا قرآن میں ملاوٹ نہیں، اختلافِ روایات کے وقت صحیح حدیث پر عمل کرنا ملاوٹ نہیں۔ اسی طرح اختلافِ اقوال کے وقت مفتیٰ بہ قول پر عمل کرنا ملاوٹ نہیں۔ جس فرقے کا شیخ العرب والعجم ایسے آسان مسئلہ سے جاہل ہو وہ فرقہ قرآن و حدیث کو تو سمجھ بھی نہیں سکتا چہ جائیکہ اس پر عمل کی دعوت دے سکے۔ کیا آپ مختلف فیہ احادیث میں کبھی بخاری، کبھی ترمذی، کبھی حاکم، کبھی نسائی کی روایت کو صحیح کہتے ہو اور عمل کرتے ہو، کیا اس کو ملاوٹ کہتے ہو۔ تمہیں فقہاء کی بددعاء لگ گئی ہے کہ دین کی سمجھ سے خالی ہو۔

جہالت کی انتہاء:

پیر صاحب ملاوٹ کی دوسری دلیل قرآن و حدیث سے نہیں اپنے جاہلانہ قیاس سے یہ دیتے ہیں کہ کسی کی ملت، کسی کا مذہب، کسی کا خلیفہ، کسی کا مرید وغیرہ، پیر جی یہ اعتباری اضافتیں ہوتی ہیں۔ آپ کسی کے بیٹے، کسی کے باپ، کسی کے بھائی، کسی کے بھتیجے، کسی کے بھانجے، کسی کے سسر، کسی کے داماد، کسی کے ماموں، کسی کے چچا کہلاتے ہیں۔ کیا اس کو آپ اپنے نسب میں ملاوٹ کی دلیل سمجھتے ہیں۔ کیا قرآن پاک میں ملتِ ابراہیم کا لفظ پھر دین اسلام کا لفظ نہیں ہے۔ جس شعر پر اعتراض کیا وہ یہ ہے:

بندۂ پروردگارم اُمت احمد نبی
دوست دار چار یارم تابع اولادِ علی
مذہب حنفی دار ملت حضرت خلیل
خاکپائے قطب عالم زیر سایہ ہر ولی

اس کے مقابلہ میں جناب نے لکھا ہے کہ ہم بندے صرف خدا تعالیٰ کے ہیں اور اتباع صرف محمد رسول اللہ ﷺ کی کرتے ہیں، باقی چار یار یعنی خلفائے راشدین سے محبت کا آپ نے انکار کر دیا۔ اہل بیت کی تابعداری سے انحراف کیا، ملت حضرت خلیل سے منہ موڑ کر قرآن کا انکار کیا، اولیاء اللہ کے سایہ سے بھاگے اور کُونُوا مَعَ الصَّادِقِین کی مخالفت کی۔

مذہبِ حنفی:

مذہب کا معنی راستہ ہے، صحابہ نے براہِ راست حضور ﷺ سے دین لیا جو دریا سے براہِ راست فیض یاب ہو سکتا ہے اسے نہر بنانے کی ضرورت نہیں، لیکن جو دریا سے دور ہیں ان کے پاس دریا کا پانی بغیر نہر کے نہیں پہنچ سکتا۔ نہر میں خود ایک قطرہ بھی پانی کا پیدا نہیں ہوتا، وہ صرف دریا کے پانی کو یہاں تک پہنچانے کا راستہ ہے۔ غیر مقلدین اگر سب کے سب صحابہ ہیں تو اُنہیں کسی واسطہ و راستہ کی ضرورت نہیں، اگر وہ براہِ راست حضور ﷺ سے دین نہیں لے سکے تو اب وہ درمیانی واسطہ بتائیں۔ اگر راویانِ حدیث واسطہ ہیں تو وہ بھی اُمتی اور غیر معلوم ہیں، ان میں بعض عادل اور بعض غیر عادل ہیں۔

دیو بند کا لفظ دِکھادو:

پیر صاحب نے کہا ہے کہ دیو بند کا لفظ دکھا دو، ایک ہزار روپیہ وصول کرو۔ کیا دیو بند کا مدرسہ بننے سے پہلے حنفی مذہب نہیں تھا، حالانکہ آپ نے خود لکھا ہے: ''یہ آپ کے قبلہ و کعبہ امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد امام محمد جس نے ان کے مذہب کو جمع کیا اور کتاب میں مرتب کیا وہ قریباً ۱۸۹ھ میں فوت ہوا ص (۱۰،۱۱) اور صفحہ ۳۹ پر زور دیا ہے کہ

مذہب کی تدوین ۱۲۰ھ میں شروع ہوئی۔ یہ زمانہ بالاتفاق خیر القرون کا ہے اور آپ کا مذہب انگریز کے دور سے پہلے کہاں تھا؟ پیر جی! آپ قرآن و حدیث کی دعوت نہیں دے رہے، مغالطہ بازی سے کام لے رہے ہیں۔ آپ کے بڑے بھائی اہلِ قرآن کہتے ہیں کہ تم بخاری، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارقطنی اور بیہقی کا نام قرآن میں دکھاؤ اور ہزار روپیہ فی لفظ وصول کرلو۔ پیر صاحب! اگر آپ کی طرح کوئی قادیانی آپ سے کہے کہ میں اپنے شہر ربوہ کا نام قرآن میں دِکھاتا ہوں، تم اپنے شہر نیوسعید آباد کا نام قرآن میں دکھاؤ تو اسے آپ قرآن و حدیث کی دعوت کہیں گے یا قرآن و حدیث کے نام پر دجل و فریب۔ یہی فریب آپ کر رہے ہیں اور اسی کا نام آپ نے دعوتِ قرآن و حدیث رکھا ہے۔

امام زہریؒ:

ص۱۱ پر آپ نے مؤطا امام محمدؒ کی ایک عبارت نقل فرمائی ہے، مگر خیانت میں یہود کے بھی کان کتر ڈالے:

عن ابن ابی ذئب عن ابن شھاب الزھری قال سألتہ عن الیمین مع الشاھد فقال بدعۃ و اول من قضٰی بھا معاویۃؓ و کان ابن شھاب اعلم عند اھل الحدیث بالمدینۃ من غیرہ (مؤطا امام محمد ص۳۶۳)

ترجمہ: ابن ابی ذئب فرماتے ہیں: میں نے ابن شہاب زہری سے پوچھا کہ اگر ایک گواہ اور قسم پر فیصلہ کریں تو فرمایا یہ بدعت ہے اور سب سے پہلے ایسا فیصلہ حضرت معاویہؓ نے کیا تھا۔ امام زہری مدینہ کے محدثین میں بڑے عالم تھے۔

پیر صاحب! کیا آپ امام زہریؒ کی اس بات سے متفق ہیں، ایسے فیصلے کو بدعت مانتے ہیں۔ آپ تو اس فیصلہ کو خلاف حدیث فرماتے ہیں۔ امام زہری کا فیصلہ آپ کے نزدیک صریح حدیث کے خلاف ہے۔ لیکن پھر بھی زہری اہل حدیث ہیں۔

پیر جی! امام زہری تو قیاس سے فتوے دیا کرتے تھے، ان کے سینکڑوں فتوے مصنف ابن ابی شیبہ اور مصنف عبدالرزاق میں موجود ہیں جن میں اُنہوں نے نہ کوئی آیت بطور دلیل بیان فرمائی نہ کوئی حدیث، نہ وہ اجماع کے منکر تھے نہ فقہ کے۔ پیر صاحب! وہ غیر مقلد تو یقیناً نہیں تھے۔ آپ کے مذہب کے دوسرے محقق جناب فیض عالم صدیقی خطیب جامع مسجد اہل حدیث محلّہ مستریاں جہلم کی تحقیق یہ ہے: ''ابن شہاب منافقین و کذابین کے دانستہ نہ سہی نادانستہ ہی سہی، مستقل ایجنٹ تھے، اکثر گمراہ کن خبیث اور مکذوبہ روایتیں انہی کی طرف منسوب ہیں اور پھر عباس قمی کے حوالہ سے لکھا ہے: ابن شہاب پہلے سنی تھا پھر شیعہ ہوگیا۔'' (صدیقہ کائنات، ص ۱۰۷، ۱۰۸)

صحابہ کرامؓ:

صحابہ کرام کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ اجماع اُمت کو مانتے تھے، جیسا کہ بیعت صدیق رضی اللہ عنہ کے وقت اس کا مظاہرہ ہوا اور قیاس شرعی کو مانتے تھے۔ صحابہ کے ہزاروں فتاویٰ کتب حدیث میں موجود ہیں۔ ان کو غیر مقلدوں کی طرح فقہ، اجماع اور قیاس کا منکر کہنا خالص جھوٹ ہے۔ آپ کے بڑے بھائی کہتے ہیں کہ صحابہ اہل قرآن تھے۔ حضرت مولانا ادریس صاحبؒ نے فرمایا ہے کہ پہلا منکر قیاس ابراہیم نظام معتزلی تھا، صحابہ کے دور میں وہ کسی کو منکر قیاس مانتے ہی نہیں۔

قاضی ابو یوسفؒ:

قاضی ابو یوسفؒ نے طلباءِ حدیث کی تعریف کی ہے۔ اس سے آپ کے فرقہ کو کیا تعلق؟ کیا حافظ قرآن کی تعریف اہل قرآن بھی بمعنی منکر حدیث کی صداقت کی دلیل بن سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ پھر وہ طلباءِ حدیث منکر فقہ ہرگز نہیں تھے، بلکہ قاضی ابو یوسفؒ نے خود انہیں فرمایا: **لا تکثروا من الحدیث الغریب الذی لا تجئ به الفقهاء فاخر امر صاحبه ان یقال کذابٌ** (شرف اصحاب الحدیث ص ۶۷) اور قاضی صاحب فرماتے ہیں: **فایاک وشاذ الحدیث وعلیک بما علیه الجماعة من الحدیث وما یعرفه الفقهاء وما یوافق الکتاب والسنة** (الرد علی سیر الاوزاعی ص ۳۱) قاضی صاحب تلقین فرماتے ہیں کہ جس حدیث کو فقہاء نہیں پہچانتے وہ شاذ ہے، اس سے بچ کر رہو۔ کاش! آپ قاضی صاحبؒ کی بات پوری بیان کرتے، آپ کا ناقص مطالعہ ہی آپ کی گمراہی کا سبب ہے۔

فریب:

لکھا ہے: تم کو احادیث اہل حدیث سے ملی ہیں؟ کیا تم کو قرآن اہلِ قرآن یعنی منکرین حدیث سے ملا ہے۔ ہاں ہمیں الفاظِ رسول محدثین سے ملے ہیں اور مراد رسول فقہاء سے ملی ہے۔ غیر مقلدین کے صرف دو پروگرام ہیں: کافروں سے جہاد حرام، مسلمانوں سے فساد فرض۔ سوائے اُمت محمدیہ میں فتنہ وفساد کے کوئی تعمیری کام غیر مقلدین کی قسمت میں نہیں ہے۔

امام سفیان بن عیینہؒ :

پیر جی! ایک طرف تو آپ کا دعویٰ ہے کہ ہم خدا اور رسولؐ کے علاوہ کسی کی بات نہیں مانتے، تو فرمائیے امام زہریؒ، امام ابو یوسفؒ، امام محمدؒ، مولانا کاندھلویؒ، امام سفیان بن عیینہؒ کے اقوال جو آپ پیش کر رہے ہیں ان کو آپ نے خدا مان رکھا ہے یا رسول؟ امام سفیان بن عیینہؒ کا یہ قول ہمارے خلاف نہیں۔ ہاں ذرا ان کا وہ قول بھی یاد کریں کہ اگر حدیث خبر ہوتی تو کم ہو جاتی اور فرمایا: اصحاب الحدیث کو دیکھ کر آنکھیں جلتی ہیں (جامع بیان العلم، ج ۲/ص ۱۲۴، ۱۳۰) امام سفیانؒ فرماتے ہیں: التسلیم للفقهاءِ سلامة فی الدین. فقہاء (احناف) کی بات کو تسلیم کر لینا ہی دین میں سلامتی ہے۔ (الجواہر المضیہ ج ۱/ص ۱۶۷)

امام سفیانؒ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کا مذہب کوفہ سے نکل کر آفاق تک پھیل چکا ہے (مناقب امام الجواہر المضیۂ ج ۲/ص ۴۵۸) امام سفیانؒ کا وصال ۱۹۸ھ میں ہے اور بقول سفیان خیر القرون میں مذہب حنفی پوری دنیا میں پھیل چکا تھا۔ امام سفیانؒ کے اس فرمان پر بھی آپ ناراض ہیں کہ حدیث لا صلوٰة الا بفاتحة الکتاب اکیلے نمازی کے لئے ہے۔

سنت اور اہل حدیث :

آنحضرت ﷺ نے نجات پانے والی جماعت کا نام اہل السنة والجماعة فرمایا (درمنثور ج ۲/ص ۶۳) اور تاکید فرمائی علیکم بکتاب اللہ (حاکم ج ۱/ص ۱۱۳) علیکم بسنتی (ج ۱/ص ۹۶) اور جماعت کی بھی تاکید فرمائی (ج ۱/ص ۱۱۱) اور فرمایا: العلم ثلاثة آیة محکمة وسنة قائمة وفریضةٌ عادلةٌ (ابن ماجہ) علم تین ہیں: آیت

محکم، سنت قائمہ، فریضہ عادلہ۔ ادھر حدیث کے بارہ میں فرمایا: ایاکم و کثرۃ الحدیث عنی (حاکم ج۱/ص۱۱۱) میری طرف سے زیادہ حدیثیں بیان کرنے سے بچو اور فرمایا کہ احادیث کو قرآن پر پیش کرو جو موافق قرآن ہوں وہ لے لو جو خلافِ قرآن ہوں وہ چھوڑ دو (دارِ قطنی، الرد علیٰ سیر الاوزاعی) پھر احادیث کے بارے میں فرمایا کہ میری طرف سے مختلف احادیث بیان کی جائیں گی جو قرآن اور میری سنت کے موافق ہوں گی وہ میری ہیں اور جو قرآن اور سنت کے مخالف ہوں گی وہ میری نہیں (الکفایہ للخطیب، دارِ قطنی) حضرت ﷺ نے خود یہاں حدیث اور سنت کو الگ الگ بیان فرمایا کہ بعض احادیث سنت کے موافق ہوں گی اور بعض مخالف ہوں گی۔ مولانا تھانویؒ، حضرت جیلانیؒ اورضرت پیر ہارویؒ کی عبارات میں سنت اور حدیث دونوں لفظ ہیں تو وہ احادیث مراد ہیں جن میں سنت کا بیان ہے، پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب تمہارے پاس میری حدیث بیان ہو اگر تم اس کو پہچانتے ہو تو اس کی تصدیق کرو اور اگر غیر معروف ہو تو اس کو جھوٹا سمجھو (دارِ قطنی)

پیش گوئی:

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے جو بعض ایسی حدیثیں تمہارے پاس لایا کریں گے جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے کبھی نہ سنی ہوں گی۔ (کیونکہ خلافِ قرآن، خلافِ سنت اور غیر معروف احادیث کے بیان سے حضرت نے منع فرمایا ہے) حضور ﷺ نے فرمایا تم ان سے بچ کر رہنا اور انہیں اپنے قریب نہ لگنے دینا، ورنہ وہ تمہیں گمراہ کر دیں گے اور فتنہ فساد برپا کریں گے (مسلم)۔ چنانچہ حسب پیش گوئی حضور ﷺ، وہ فرقہ انگریز کے دور میں پیدا ہو گیا۔ جو لوگوں سے

موافقِ قرآن احادیث سے عمل چھڑوا کر مخالفِ قرآن احادیث پر عمل کی دعوت دیتا ہے، موافقِ سنت احادیث سے عمل ترک کروا کر مخالفِ سنت احادیث پر عمل کی دعوت دیتا ہے۔ جو احادیث فقہاء کے ہاں معروف ہیں ان سے عمل چھڑوا کر شاذ و منکر احادیث پر عمل کی دعوت دیتا ہے۔ جن احادیث کو خیر القرون کے مجتہد امام اعظم ابوحنیفہؒ نے راجح قرار دے کر ان کے موافق عمل کا فتویٰ دیا، پھر ہزاروں محدثین، ہزاروں فقہاء، ہزاروں اولیاء اللہ، سینکڑوں سلاطینِ اسلام اور کروڑہا عوام نے ہر زمانہ میں ان کے موافق عمل کیا ان پر عمل چھوڑ کر مرجوح اور متروک العمل احادیث پر عمل کی دعوت دیتا ہے۔ جو شخص متواتر قرآن پاک کی تلاوت سے ہٹا کر شاذ اور متروک قرأتوں پر لگاتا ہے وہ قرآن کا دشمن ہے، اُمت کو گمراہ کرنے والا اور اُمت میں فتنہ ڈالنے والا ہے۔ ایسے ہی جو سنت اور سوادِ اعظم سے ہٹا کر شاذ اور مرجوح روایات پر عمل کی دعوت دیتا ہے وہ بھی سنت کا دشمن ہے اور اُمت کو گمراہ کرنے والا اور ان میں فتنہ ڈالنے والا ہے اور وہ یہی لا مذہب غیر مقلدین کا فرقہ ہے جس کی ترقی یافتہ اقسام نیچریت، پرویزیت اور قادیانیت ہیں۔

نوٹ: جس طرح احادیث کی صحت و سقم کا فیصلہ ماہرین فن ہی کر سکتے ہیں، ہر کس و ناکس کا کام نہیں، اسی طرح یہ فیصلہ کہ کون سی حدیث قرآن کے خلاف ہے، کون سی سنت کے خلاف ہے، کون سی معروف اور کون سی منکر ہے، فقہاء اور اہل فن ہی کر سکتے ہیں۔ کسی نااہل کو اس میں دخل دینے کا کوئی اختیار نہیں۔

تحریف قرآن:

روافض کی طرح غیر مقلدین کا بھی عقیدہ ہے کہ قرآن پاک میں تحریف ہو چکی ہے، بڑے روافض کہتے ہیں کہ صحابہ نے تحریف کی، چھوٹے روافض کہتے ہیں کہ

احناف نے تحریف کی۔ بات صرف یہ ہے کہ جیسے نماز تراویح میں قاری صاحب سہواً کوئی آیت غلط پڑھ لیتا ہے تو اُسے سب سہو کہتے ہیں، تحریف کوئی نہیں کہتا۔ اسی طرح لکھنے میں اگر کسی آیت میں ایسی غلطی ہوجائے تو اسے سہو کاتب کہتے ہیں تحریف نہیں کہتے۔ سہواً اور خطاً ایسا ہونا سرے سے گناہ ہی نہیں: رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا. اور آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے میری اُمت سے خطاء اور نسیان کو مرفوع (معاف) فرما دیا ہے (بیہقی) پیر بدیع الدین نے جو تین مثالیں دی ہیں وہ تینوں سہو کاتب تھے جو درست کر دیئے گئے۔ چنانچہ ایضاح الادلہ جو ایچ. ایم. سعید کمپنی نے کراچی سے شائع کی ہے اس میں اس سہو کاتب کو درست کر دیا گیا ہے اور سیرۃ النعمان مکتبہ صدیقیہ ملتان نے شائع کی، کئی سالوں سے اس میں سہو کاتب کو درست کر دیا گیا ہے اور تحقیق رفع یدین کے پہلے ایڈیشن کے چند ہی نسخے فروخت ہوئے تھے کہ اس سہو کاتب کا علم ہوا تو اُسے قلم سے درست کر دیا گیا اور دوسرے ایڈیشن میں چھپائی میں بھی اسے درست کر دیا گیا۔ ایسا سہو کاتب تو بسا اوقات خود قرآن پاک کی چھپائی میں ہو جاتا ہے۔ کیا پیر صاحب اس کو خدا تعالیٰ کی غلطی کہتے ہیں یا کاتب کی؟

پیر صاحب! آپ میں اگر ہمت ہے تو کسی مسلمہ سنی محدث سے دکھائیں کہ قرأت یا کتابت میں سہو کو تحریف کہا جاتا ہے ورنہ یہ یاد رکھیں کہ سہو کاتب کو تحریف سب سے پہلے پادری فانڈر نے کہا ہے۔ آپ اسی کے مقلد ہیں۔

میرے دل سے گیا پالا ستم گر سے پڑا
مل گئی او غیرے تجھے کفرانِ نعمت کی سزا

پیر صاحب! آپ کی کتاب تنقید سدید ص ۱۶، ۳۹، ۱۱۳، ۱۸۶، ۱۸۰، ۲۳۰،

۲۵۸ پر جو آیات قرآنی غلط ہیں وہ سب سہو کاتب ہیں یا تحریف قرآن ہے۔ آپ نے غلط نامہ بھی لگایا ہے مگر ان آیات کو غلط نامہ میں بھی صحیح نہیں کیا۔ الغرض سہو کاتب کو تحریف کہنا قرآن وحدیث کی دعوت نہیں بلکہ پادری فانڈر کی تقلید ہے۔

جشنِ دیوبند اور اندرا گاندھی:

پیر صاحب نے بڑے مزے سے یہ بات بیان فرمائی ہے، مگر اس بارے میں وہ قرآن وحدیث کا حکم بتائیں کہ اگر کوئی غیر مسلم حاکم بن بلائے کسی عام جلسہ میں آجائے تو اس کو بٹھانے والے کو کتنا گناہ ہے۔ ملکہ بلقیس کا حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آنا، مہاجرین حبشہ کا نجاشی کے پاس جانا بھی خیال میں رہے۔ آپ قرآن و حدیث سے اس کا گناہ ہونا اور اس گناہ پر کتنی شرعی حد ہے بیان فرمائیں۔ ہم منتظر ہیں اور ذرا یہ بھی بتانا کہ جب السعودیہ میں پنڈت نہرو کی جے کے نعرے لگے تھے اس وقت آپ کہاں تھے؟ اور غیر مقلدین نے جب ملکہ وکٹوریہ کا جشن جوبلی منایا تھا ''ایک بہت بڑا دروازہ بنایا جس پر لکھا تھا '' دل سے ہے یہ دعائے اہل حدیث۔ جشن جوبلی مبارک ہو'' اور سپاس نامہ پیش کیا تھا '' بحضور فیض گنجور کوئین وکٹوریہ دی گریٹ قیصرۂ ہند بارک اللہ فی سلطنتہا۔ ہم ممبران گروہ اہل حدیث اپنے گروہ کے کل اشخاص کی طرف سے حضور والا کی خدمت عالی میں جشن جوبلی کی دلی مسرت سے مبارک باد عرض کرتے ہیں۔ آپ کی سلطنت میں جو نعمت مذہبی آزادی کی حاصل ہے اس سے یہ گروہ اپنا خاص نصیبہ اُٹھا رہا ہے۔ وہ خصوصیت یہ ہے کہ یہ مذہبی آزادی اس گروہ کو خاص اس سلطنت میں حاصل ہے، بخلاف دوسرے اسلامی فرقوں کے کہ ان کو اور اسلامی سلطنتوں میں بھی یہ

آزادی حاصل ہے۔ اس خصوصیت سے یہ یقین ہوسکتا ہے کہ اس گروہ کو اس سلطنت کے قیام واستحکام سے زیادہ مسرت ہے اوران کے دل سے مبارک باد کی صدائیں زیادہ زور کے ساتھ نعرہ زن ہیں'' (اشاعۃ السنہ ج ۹/ص ۲۰۶)

اصولِ کرخی:

(الاصل) جو آیت ہمارے اصحاب کے قول کے خلاف ہوگی تو اس میں تاویل ہوگی یا نسخ یا ترجیح۔

تاویل کی مثال:

تاویل کی مثال یہ ہے کہ ایک آدمی کو قبلہ میں اشتباہ ہوگیا، اس نے کافی سوچ و بچار کے بعد نماز پڑھی، لیکن قبلہ اس کی پشت کی طرف تھا تو ہمارے نزدیک جائز ہے۔ قرآن پاک کی آیت **فولوا وجوھکم شطرہ** کے بظاہر یہ خلاف ہے کہ وہاں قبلہ کی طرف منہ کرنے کا حکم ہے اوراس کی پشت قبلہ کی طرف تھی تو ہم تاویل کریں گے کہ اس آیت کا مخاطب وہ شخص ہے جسے قبلہ کا علم ہو اور جسے قبلہ کا علم نہ ہو وہ تحری کرکے نماز پڑھ لے۔ **فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰه** پرعمل کرلے کہ جس طرف منہ کرو، خدا ادھر ہے۔ اس تاویل سے دونوں آیت میں توفیق ہوگئی۔

نسخ کی مثال:

اب مال غنیمت تقسیم کیا جائے تو ذوی القربیٰ کا حصہ نہیں نکالا جاتا، حالانکہ قرآن پاک میں ہے: **ولرسولہ ولذی القربی**. ہم کہتے ہیں اس کے منسوخ ہونے پر صحابہؓ کا اجماع ہوچکا ہے۔

ترجیح کی مثال:

قرآن پاک کی ایک آیت یہ ہے کہ جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے وہ چار ماہ دس دن عدت گزارے اور دوسری آیت ہے کہ حاملہ عورت اس وقت تک ہے جب بچہ پیدا ہو۔ (اب ایک شخص فوت ہوا، اس کی بیوی حاملہ تھی اور اگلے دن بچہ پیدا ہو گیا، اب ایک آیت کے مطابق اس کی عدت ختم، دوسری آیت کے مطابق ابھی چار ماہ آٹھ دن عدت باقی ہے یا ایک آدمی فوت ہوا اور اس کی بیوی کو ایک ماہ کا حمل تھا، اب ایک آیت کے مطابق اس کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔ دوسری کے مطابق آٹھ ماہ ہے) اس صورت میں ہم نے بچہ پیدا ہونے والی آیت کو راجح قرار دیا، کیونکہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ آیت اس آیت کے بعد نازل ہوئی ہے اور حضرت علیؓ کو ان کے نزول کی تاریخ میں اشتباہ ہے، اس لئے دونوں عدتیں پوری کرائی جائیں گی۔

الاصل:

ہر وہ حدیث جو ہمارے اصحاب کے خلاف ہوگی تو اسے نسخ پر محمول کیا جائے گا یا یہ ہوگا کہ اس کے خلاف کوئی دوسری دلیل ہے، اس پر ہمارا عمل ہے اور اصول کے مطابق ترجیح یا تطبیق ہوگی اور یہ سب کچھ دلیل شرعی کے ساتھ ہوگا۔ اگر نسخ کی دلیل مل گئی تو منسوخ کہا جائے گا یا ترجیح تطبیق کی دلیل مل گئی تو اسی کو لیا جائے گا۔

منسوخ کی مثال:

نمازِ فجر کے بعد سورج نکلنے سے پہلے سنت پڑھنے کی حدیث منسوخ ہے اس متواتر حدیث سے کہ فجر کے بعد نماز نہیں جب تک سورج نہ نکلے۔

معارضہ کی مثال:

حضرت انسؓ کی ایک حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ ساری عمر نماز فجر میں قنوت پڑھتے رہے اور دوسری میں ہے کہ ایک ماہ بعد چھوڑ دی، یہ دونوں تعارض کی وجہ سے ساقط ہوگئیں اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ وغیرہ سے ہے کہ ایک ماہ بعد آپ ﷺ نے چھوڑ دی تھی، اس پر ہم نے عمل کیا۔

تاویل کی مثال:

ایک حدیث میں ہے کہ جب حضرت ﷺ رکوع سے سر اُٹھاتے تو **سمع اللہ لمن حمدہ، ربنا لک الحمد** کہتے، یعنی تسمیع اور تحمید دونوں ذکر کہتے، دوسری حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جب امام **سمع اللہ لمن حمدہ** کہے تم **ربنا لک الحمد** کہو، یہاں آپ نے تقسیم فرمادی اور تقسیم شرکت کے خلاف ہے۔ ہم نے دونوں میں تطبیق دی کہ دونوں ذکروں کو جمع کرنا اکیلے نمازی کے لئے ہے اور تقسیم امام اور مقتدی کے لئے ہے (اصولِ کرخی صفحہ ۸۴، ۸۵) یہ ہے وہ اصول جس پر پیر صاحب نے لکھا ہے کہ حنفیوں کے ہاں قرآن و حدیث میں نقص ہوتا ہے، فقہ حنفی میں کوئی نقص نہیں، یہ فقہ حنفی کو مانتے ہیں قرآن و حدیث کو چھوڑتے ہیں۔ حالانکہ اس اصول میں قرآن و حدیث پر ہی عمل کا طریقہ سکھایا ہے۔ پیر صاحب نے عبارت پوری نقل نہیں کی۔ کاش ان کو **لا ایمان لمن لا امانۃ لہ** اور **نھی رسول اللہ ﷺ عن الاغلوطات** یاد ہوتی تو وہ اس وسوسہ اندازی کا نام قرآن وسنت کی دعوت نہ رکھتے۔

تدوین فقہ حنفی:

قال الطحاوی کتب الی ابن ابی ثور یحدثنی عن سلیمان بن عمران حدثنی اسد بن الفرات قال کان اصحاب ابی حنیفۃ الذین دوّنوا الکتب اربعین رجلاً فکان فی عشرۃ المتقدمین ابویوسف وزفر وداؤد الطائی واسد بن عمرو ویوسف بن خالد السمتی ویحییٰ بن زکریا بن ابی زائدۃ وکان یکتب لھم ثلاثین سنۃ. (الجواہر المضیۃ ج ۲/ص ۲۱۲)

ترجمہ: امام طحاویؒ نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ اصحابِ امام میں سے چالیس آدمی ہیں جنہوں نے کتابیں مدوّن کیں، پہلے دس میں ابویوسف، زفر، داؤد الطائی، اسد بن عمرو، یوسف بن خالد اور یحیٰی بن زکریا تھے اور دوسری روایت میں ہے: وکان اصحاب ابی حنیفۃ الذی دوّنوا معہ الکتب اربعین رجلاً کبراء الکبراً. (حسن التقاضی، ص ۱۲) یعنی امام صاحب نے چالیس بڑے بڑے ساتھیوں کو ساتھ ملا کر کتابوں کو مدوّن کرایا۔

حضرت امام صاحبؒ ۱۲۰ھ میں امام حمادؒ کی وفات پر تدریس کے لئے بیٹھے اور ۱۴۳ھ میں آپؒ نے فقہ کی تدوین شروع فرمائی (تاریخ الخلفاء للسیوطی، ذہبی، حقیقۃ الفقہ ج ۱/ص ۹۴) علامہ شبلیؒ نے بھی الفاروق صفحہ ۴۵ پر تدوین فقہ کا یہی سال (۱۴۳ھ) درج کیا ہے۔ سیرۃ النعمان میں ان سے مسامحت ہوئی کہ آغاز فتویٰ نویسی کے سال کو تدوین کا سال قرار دیا۔ پیر بدیع الدین کا مطالعہ نہایت ناقص ہے، اصل میں یہ اعتراض پہلے عبدالعزیز رحیم آبادی نے حسن البیان میں کیا، پھر محمد یوسف جے پوری نے حقیقۃ الفقہ ج ۱/ص ۱۲۳ پر دہرایا، وہیں سے پیر بدیع الدین نے اعتراض

چرالیا ہے:

(۱) قاضی ابو یوسف کی ولادت صحیح قول کے مطابق ۹۳ھ ہے، ۱۴۳ھ میں آپ کی عمر ۵۰ سال تھی (حسن التقاضی)

(۲) امام محمدؒ ۱۳۲ھ میں پیدا ہوئے (مناقب ذہبی ص ۴۷) ۱۴۳ھ میں ۱۱ سال کے تھے۔ آپ نے کچھ کتابیں براہ راست امامؒ سے لکھیں جن کو کبیر کہتے ہیں، مثلاً جامع کبیر وغیرہ اور کچھ امام ابو یوسفؒ کی روایت سے جیسے جامع صغیر وغیرہ۔

(۳) امام زفر ابن ہذیل ۱۱۰ھ میں پیدا ہوئے (ابن خلکان ج۱/ص۲۰۹) یہ ۱۴۳ھ میں ۳۳ سال کے تھے۔

(۴) حبان بن مندل ۱۱۱ھ میں پیدا ہوئے (تقریب) ۱۴۳ھ میں ان کی عمر ۳۲ سال کی تھی۔

(۵) مندل بن علی ۱۰۳ھ میں پیدا ہوئے (تقریب) ۱۴۳ھ میں ان کی عمر ۴۰ سال کی تھی۔

(۶) یحیٰی بن زکریا بن ابی زائدہ ۱۱۹ھ میں پیدا ہوئے (میزان الاعتدال) ۱۴۳ھ میں ان کی عمر ۲۴ سال تھی۔

(۷) امام حفص بن غیاثؒ ۱۱۵ھ میں پیدا ہوئے (تقریب) ۱۴۳ھ میں ان کی عمر ۲۸ سال تھی۔

محمد یوسف جے پوری نے تو امام طحاوی کو شامل کر کے اپنی مزید جہالت کا ثبوت دیا ہے۔ امام طحاوی ان میں شامل نہ تھے بلکہ ناقل ہیں۔ الغرض ان چالیس میں سے سات کی عمر پر پیر بدیع الدین کو اعتراض تھا، باقی پر کوئی اعتراض نہیں تھا اور اس

اعتراض کا مبنیٰ بھی پیر صاحب کا ناقص مطالعہ ہے، جس فرقے میں ایسا ناقص العلم شیخ العرب والعجم ہو، سلطان المحدثین ہو، رئیس المحققین کہلائے یہ اس فرقہ کے علمی دیوالیہ کی دلیل ہے۔

اہلِ مکہ سے فریب کی بدترین مثال:

پیر بدیع الدین نے شیخ محمد بن عبدالعزیز المکی الحنفی اور شیخ ملا علی القاری الحنفی المکی کی عبارات صفحہ ٤٦، ٤٧ پر ردِ تقلید میں پیش کی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو یہ تکلیف نہیں دی کہ وہ حنفی یا شافعی یا مالکی یا حنبلی بنے اور سمجھا ہے کہ میں نے قلعہ فتح کرلیا۔ یہ حوالے نقل کرنے میں پیر صاحب نے ایسی ہی خیانت کی ہے جیسے لا الہ الا اللہ میں سے کوئی لا الہ نقل کردے کہ کوئی معبود نہیں مگر الا اللہ نقل نہ کرے، جیسے یہاں نفی کے بعد اثبات ہے ان عبارات میں بھی نفی کے بعد اثبات تھا، وہ عبارت یہ ہے: **بل کلفوھم بان یعملوا بالسنۃ ان کانوا علماء ویقلدوا علماء ان کانوا جھلاء** (شرح عین العلم ج ١/ص ٤٤٦) بلکہ اللہ تعالیٰ نے یہ تکلیف دی ہے کہ اگر وہ لوگ علماء (مجتہدین) ہیں تو (اپنے اجتہاد کی روشنی میں) سنت پر عمل کریں اور اگر (اجتہاد سے) ناواقف ہیں تو علماء (مجتہدین) کی تقلید (میں سنت پر عمل) کریں۔ پیر جی! کیا اس بددیانتی کا نام آپ نے دعوت قرآن وحدیث رکھا ہے بلکہ ملا علی القاری الحنفی المکی نے اپنے دوسرے رسالہ ردِ قفال میں لکھا ہے: ''یہ یقینی طور پر واجب ہے کہ تقلید کے لئے ایک مذہب کو معین کرلے اور یہ نہ کرے کہ ہر مذہب سے وہ مسئلہ لے لے جو اس کی خواہش کے مطابق ہو۔ اگر یہ ہم جائز رکھیں تو دین میں ضبط ختم ہوکر خبط آجائے گا اور تکلیف شرعی باطل ہوجائے گی۔ ایک چیز ایک مجتہد کے ہاں حرام ہے دوسرے کے ہاں

مباح ہے، اب وہ شخص ایک ہی مدت میں ایک چیز کو حرام بھی سمجھے گا اور حلال بھی، یہ اجتماع ضدین ہے جو محال ہے یا کسی چیز کو نہ حلال سمجھے گا نہ حرام تو تکلیفِ شرعی باطل ہوگی اور جب دین کی حفاظت اور تکلیف شرعی کا باقی رکھنا واجب ہے اور وہ اب تقلید شخصی کے بغیر ممکن نہیں تو اس پر اجماع ہے کہ مقدمہ واجب کا واجب ہوتا ہے۔ تقلید شخصی چونکہ دین کی حفاظت اور تکلیف شرعی کے قیام کا مقدمہ ہے، اس لئے مذہب معین کی تقلید واجب ہے۔'' (رسالہ رد قفال ملخصاً)

مثال: یہ بات ایسی ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو یہ حکم ہرگز نہیں دیا کہ بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، بیہقی، دارِ قطنی، حاکم، مشکوۃ، بلوغ المرام پڑھنا اور حوالہ میں رواہ البخاری، رواہ الترمذی کہنا بلکہ سب کو رسول کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ مگر اس دور میں کتبِ حدیث و فقہ کے بغیر اطاعت رسول ممکن ہی نہیں، چونکہ اطاعت رسول واجب ہے اس لئے مقدمۃُ الواجبِ واجبٌ کے تحت ان کتب سے بھی استفادہ واجب ہے۔ ان حضرات کا مقصد یہ ہے کہ ناواقف لوگوں کے لئے تقلید مطلق واجب بالذات ہے اور تقلید شخصی واجب بالغیر ہے۔ جس طرح نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھنا واجب بالذات ہے، اس پر نقاط و اعراب لگانا واجب بالغیر ہے، کیونکہ عجمی لوگ اس کے بغیر سورۃ فاتحہ نہیں پڑھ سکتے۔ حدیثِ رسول کا ماننا واجب بالذات ہے اور سند کی تحقیق، اصول حدیث، جرح و تعدیل، اسماء الرجال کا علم واجب بالغیر ہے۔

ان حضرات کا مسلک بیان کرنے میں یہ بددیانتی سب سے پہلے ''معیار الحق'' میں میاں نذیر حسین دہلوی نے کی۔ پھر اس کی تقلید شخصی میں محمد حسین بٹالوی، نور حسین گرجاکھی، صادق سیالکوٹی اور اب پیر بدیع الدین شاہ نے کی ہے اور پھر

بھی ان خیانتوں کا نام دعوتِ قرآن و حدیث رکھا ہوا ہے۔ اہل مکہ کے فتاویٰ دربارہ تقلید کی تفصیل دیکھنی ہو تو المہند، تنبیہ الضالین، ابحاث فرید کوٹ، فتح المبین اور نظام اسلام میں دیکھیں۔

عظمتِ قرآن:

قاضی خاں میں ہے: ''ایک آدمی نے کچھ قرآن سیکھ لیا، پھر اسے فرصت ملی تو قرآن پاک کی تعلیم کو مکمل کرے، کیونکہ قرآن پاک کی تکمیل نمازِ نفل سے افضل ہے اور بعض قرآن سیکھنے کے بعد علمِ فقہ احکام شرعیہ کا سیکھنا باقی قرآن کے سیکھنے سے افضل ہے (قاضی خان ج ۴/ص ۷۹۴)

فتاویٰ بزازیہ میں ہے کہ قرآن پاک کا بعض حصہ سیکھ لیا، اب فراغت ملی تو فقہ کا علم سیکھنا افضل ہے، کیونکہ پورا قرآن حفظ کرنا فرض کفایہ ہے اور فقہ کے ضروری مسائل سیکھنے فرضِ عین ہیں اور باقی قرآن حفظ کرنے سے باقی فقہ سیکھنا افضل ہے، کیونکہ عوام کو عبادات اور معاملات میں فقہ کی بہت حاجت ہے اور حفاظ قرآن کی نسبت فقہاء بہت کم ہیں، غور کر (شامی ج ۱/ص ۲۷)۔ یہ مسئلہ ہے کہ قرآن پاک جتنا نماز میں پڑھنا فرض ہے اتنا سیکھنا بھی فرض ہے، جتنا نماز میں پڑھنا واجب ہے اتنا سیکھنا بھی واجب، جتنا سنت ہے اتنا سنت، جتنا مستحب ہے اتنا مستحب۔ اسی طرح نماز کا باقی طریقہ سیکھنا بھی فرض ہے۔ پیر صاحب! آپ فرمائیں کہ آپ کیا کہتے ہیں کہ پہلے تمام قرآن حفظ کرنا ہر شخص پر فرضِ عین ہے، اس سے پہلے نماز اور معاملات کے ضروری مسائل سیکھنا حرام ہیں۔ آپ ہی بتائیں کیا پورا قرآن پاک حفظ کرنے سے پہلے آپ نے نہ نماز کے مسائل سیکھے نہ نماز پڑھی۔ آپ اس مسئلہ کے خلاف کوئی آیت یا حدیث

پیش کریں۔ حدیث شریف میں تو یہاں تک ہے کہ ایک شخص کو قرآن پاک نہیں آتا تھا، اس نے حضرت ﷺ سے عرض کیا آپ ﷺ نے سبحان اللہ والحمدللہ الخ یاد کرا کے فرمایا اس سے نماز پڑھ لیا کرو (مشکوٰۃ) دیکھئے حضور ﷺ نے تو پورے قرآن سے پہلے نماز سکھا دی، اس لئے آپ فقہ دشمنی میں مسئلہ سمجھ بھی نہیں سکے۔ اس کے بعد تو شرم و حیاء کی چادر اُتار کر یہ لکھ دیا ہے کہ احناف کے ہاں خون اور پیشاب سے قرآن لکھنا جائز ہے اور یہ نہیں بتایا کہ اختیار اور اضطرار کا کیا فرق۔ دیکھئے! حالت اختیار میں شراب کا ایک قطرہ حرام، مردار، خون، خنزیر بالکل حرام، لیکن اضطرار میں قرآن ان کے کھانے کی اجازت دیتا ہے۔ اب تیرے جیسا جاہل یوں عنوان باندھے ''قرآن میں خنزیر کی عظمت'' اور یوں لکھے کہ ''خنزیر کھانا قرآن نے جائز کہا ہے''، ایسا جھوٹ تو شیطان کو بھی نصیب نہیں ہوا۔ ارے جاہل! حنفی مذہب میں حالتِ اختیار میں بے وضو قرآن پاک کو ہاتھ لگانا بھی جائز نہیں، ناپاکی کی حالت میں قرآن پاک زبانی پڑھنا بھی جائز نہیں اور قرآن پاک کی عظمت کے خلاف اس پاک کتاب کی بے عزتی کرنا اسے نجاست پر رکھنا ایسا ہی گناہ ہے جیسے بت کو سجدہ کرنا، کسی نبی کو قتل کر دینا، خانہ کعبہ کی توہین کرنا (شامی ج ۳/ص ۲۸۴) ہاں حالت اضطرار میں جیسے بھوکے کو مردار اور خنزیر کھانا جائز ہے، پیاسے کو شراب پینا جائز ہے، ایسے ہی اگر اضطرار کی شرائط پائی جائیں اور اس سے شفاء متعین ہو تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ بعض کہتے ہیں حالت اضطرار میں بھی ایسا کرنا جائز نہیں۔ اس کو درمختار نے ہمارا ظاہر مذہب قرار دیا ہے۔ اور ابوبکر اسکاف کہتے ہیں کہ بعض کے نزدیک ایسی حالت میں جواز ہے اور اس پر فتویٰ ہے مگر یہ ضعیف قول ہے۔ شامی نے بھی ''قیل'' کے ساتھ لکھا ہے۔ آپ کے مذہب میں تو خون بھی

پاک ہے اور حلال جانوروں، انسان کے دودھ پیتے بچے کا پیشاب بھی پاک ہے اور منی بھی پاک ہے، اس لئے آپ کے مذہب کے مطابق تو حالت اختیار میں بھی خون اور پیشاب سے قرآن لکھنا جائز ہوا۔ ورنہ کوئی آیت یا حدیث پیش کریں کہ پاک چیز سے قرآن لکھنا حرام ہے۔ اس مسئلہ میں ہمارا اور آپ کا اتنا ہی فرق ہے جتنا خنزیر کے بارے میں مسلمانوں اور سکھوں کا فرق ہے۔

سکھوں کے مذہب میں اختیار کی حالت میں بھی خنزیر حلال ہے، مسلمانوں کے نزدیک حرام اور اس کو حلال کہنے والا کافر۔ ہاں حالت اضطرار میں جواز، بالکل اسی طرح آپ کے نزدیک خون بھی پاک، منی بھی پاک اور حلال جانوروں کا پیشاب بھی پاک اور پاک چیز سے قرآن لکھنا حالت اختیار میں بھی جائز۔ ہمارے ہاں یہ سب ناپاک، ان سے قرآن لکھنا حرام بلکہ کفر بلکہ حالت اضطرار میں بھی ظاہر مذہب منع کا۔ یہ اعتراض پیر بدیع الدین سے پہلے شیعہ نے کیا تھا جس کا منہ توڑ جواب اسی وقت احناف نے دیا تھا، اب شیعہ کے مقلد نے وہی اعتراض کر دیا ہے۔

عظمتِ حدیث:

اہل السنۃ والجماعت کے ہاں قرآن پاک کے بعد سنت دلیل شرعی ہے، سنت متواترہ کا منکر کافر ہے، کیونکہ اس کا علم یقینی بدیہی حاصل ہوتا ہے اور حدیث مشہور سے علمِ طمانیت حاصل ہوتا ہے، اس کا منکر گمراہ ہے اور خبر واحد پر عمل واجب ہے، اس کا تارک فاسق ہے۔ حدیث کی جس قدر کتابیں ہیں وہ یا مقلدین کی جمع کردہ ہیں یا مجتہدین کی، غیر مقلدین کا حدیث کا پکی جماعت کا قاعدہ بھی نہیں۔ اسی طرح محدثین بھی چار طبقوں میں تقسیم ہیں: طبقاتِ حنفیہ، طبقاتِ مالکیہ، طبقات شافعیہ، طبقات

حنابلہ۔ طبقات غیر مقلدین نامی کوئی کتاب کسی محدث نے نہیں لکھی۔ انگریز کے دور سے پہلے کی غیر مقلدین کی نہ کسی کتاب کی شرح ہے نہ حاشیہ نہ ترجمہ، مگر آج کل جس طرح اہل قرآن قرآن پر غاصبانہ قبضہ بتاتے ہیں، اسی طرح اُنہوں نے اہل حدیث نام انگریز سے الاٹ کروا کے حدیث پر غاصبانہ قبضہ کرنا چاہا اور جن احناف کے ذریعہ سے پوری دنیا قال قال رسول اللہ ﷺ کی صدا سے فیض یاب ہوئی ان کے بارے میں کہتے ہیں کہ ان کے ہاں حدیث کی عظمت نہیں۔ اس پر عالمگیری ج۵/ ص۳۷۷ کا حوالہ دیا ہے۔ طلب الحديث حرفة المفاليس (يعنى به اذا طلب الحديث ولم يطلب فقهه) كذا فى التاتارخانيه)

ترجمہ: حدیث کا طلب کرنا مفلسوں کا کام ہے (یعنی جب حدیث کو طلب کرے اور اس کی سمجھ حاصل نہ کرے)

بریکٹ میں موجود عبارت پیر صاحب نے نقل نہیں کی۔ آنحضرت ﷺ خود فرماتے ہیں: ايا كم و كثرة الحديث (جامع بیان العلم ج۲/ص۱۲۴) اور علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں: الذى عليه جماعة فقهاء المسلمين وعلمائهم ذم الاكثار دون التفقه ولا تدبر والمكثر لا يأمن مواقع الكذب علىٰ رسول الله ﷺ لروايته عمن يؤمن وعمن لا يؤمن (ایضاً ج۲/ص۱۲۴) قال ابو عمر اما طلب الحديث علىٰ ما يطلبهٔ كثير من اهل عصرنا اليوم دون تفقه فيه ولا تدبر لمعانيه فمكروه عند جماعة اهل العلم (ج۲/ص۱۲۷) دیکھئے! جماعتِ علماء ایسے طلبِ حدیث کو مکروہ کہتی ہے۔

امام شعبہؒ فرماتے ہیں: مجھے سب سے زیادہ خوف اس بات کا ہے کہ مجھے

حدیث آگ (دوزخ) میں ڈال دے گی۔ امام شعبہؒ ہی فرماتے ہیں کہ قیس بن ربیع مجھ سے حدیث کا مذاکرہ کرتے تھے اور مجھے یہ ڈر تھا کہ چھت گر کر ہم دونوں کو مار نہ ڈالے۔

امام عبداللہ بن ادریسؒ:

امام عبداللہ بن ادریسؒ فرماتے ہیں کہ ہم (محدثین) کہا کرتے تھے کہ حدیث کی زیادتی دیوانگی ہے۔ امام عبدالرزاقؒ کہتے ہیں کہ ہم سمجھتے تھے کہ حدیث خیر ہے مگر وہ تو شر نکلی۔ امام اعمشؒ فرماتے ہیں: دنیا میں اصحاب الحدیث سے زیادہ شریر کوئی قوم نہیں اور امام اعمش فرماتے: کاش میرے پاس کتے ہوتے تو میں اصحابِ حدیث پر کتے چھوڑتا۔ ابن جریرؒ کہتے ہیں کہ ہم اعمش کے پاس آتے، تو اس کا کتا تھا جو اصحابِ حدیث کو کاٹتا تھا، وہ کتا مر گیا تو اصحابِ حدیث امام اعمش کے پاس آئے، امام اعمش ان کو دیکھ کر رونے لگے اور کہتے تھے: ہائے میرا کتا جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا تھا وہ مر گیا۔ امام ابوبکر عیاشؒ فرماتے تھے کہ اصحاب الحدیث تمام مخلوق سے زیادہ شریر ہیں۔ یہ تمام عبارات کسی حنفی کتاب کی نہیں بلکہ پیر بدیع الدین شاہ کے محبوب ترین مؤرخ خطیب بغدادی کی کتاب شرف اصحاب الحدیث میں ہیں۔ یہ کتاب پیر صاحب کے پاس بھی ہے، برأت اہل حدیث صفحہ ۱۲ پر اس کتاب کا حوالہ بھی ہے، لیکن پیر صاحب کا مطالعہ نہایت ناقص ہے کہ اس چھوٹے سے رسالے کو بھی پورا نہیں پڑھ سکے اور اگر یہ سب کچھ پڑھ کر بھی عالمگیری کی عبارت پر اعتراض کیا ہے تو یہ ضد، تعصب اور ہٹ دھرمی کی انتہاء ہے۔ امام شعبہؒ فرمایا کرتے تھے: مجھے سب سے زیادہ بغض اہل حدیث سے ہے اور شیخ عمرو بن الحارث فرمایا کرتے تھے: ما رأیت علمًا اشرف واھلاً اسخف من اصحاب الحدیث. بعض اصحاب حدیث فقہ سے اتنے کورے تھے کہ

استنجاء کر کے بغیر وضو کئے وتر پڑھتے اور حدیث من استجمر فلیوتر پیش کرتے (تائیب)۔ ایسے اصحاب الحدیث کو فقہ الحدیث میں مفلس کہنا کون سی غلطی ہے۔

فقہ حنفی میں انسانی زندگی کے مکمل مسائل کا حل کتاب و سنت کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔ یہ فقہ لاکھوں مسائل پر مشتمل ہے، ان میں سے تین مسائل پر پیر صاحب نے اعتراض کیا ہے کہ ان میں امام ابوحنیفہؒ سے خطاء ہوئی۔ حالانکہ مجتہد کے بارے میں خود پیر صاحب بھی مانتے ہیں: ''اگر اجتہاد میں خطاء واقع ہوئی تو بھی ایک اجر ملے گا اور خطاء اس پر معاف ہے کما ھو نص الحدیث.'' (تنقید سدید صفحہ ۲۱۲، نحوہ صفحہ ۲۲۰)۔ جب خدا تعالیٰ نے انہیں چھوڑ دیا تو تو کیوں معاف نہیں کرتا۔ یہ اعتراضات کوئی پیر صاحب نے نئے نہیں نکالے، ان کا جواب پیر کے دنیا میں پیدا ہونے سے صدیوں پہلے احناف دے چکے ہیں۔ پیر صاحب ان اگلے نوالوں کو دوبارہ کھا رہے ہیں۔ پہلا مسئلہ جبری طلاق کا ہے، امام ابوحنیفہؒ سے پہلے حضرت عبداللہ بن عمرؓ، امام شعبیؒ، سعید بن جبیرؒ، امام اعمشؒ، امام ابراہیم نخعیؒ اور امام قتادہؒ (عبدالرزاق ج ۶/ ص ۴۱۰) حضرت سعید بن المسیبؒ، حضرت ابوقلابہؒ اور قاضی شریحؒ بھی اس کے قائل ہیں (حاشیہ زجاجۃ المصابیح ج ۲/ص ۴۷۶) اور ان حضرات کا استدلال حدیث سے ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ثلاث جدھن جد وھذ لھن جدالطلاق والنکاح والرجعۃ (ابوداؤد، ابن ماجہ) اور اس کی تائید قرآن سے ہوتی ہے کہ قتل خطاء میں دیت و کفارہ نص سے واجب ہے اور اگر جبراً کسی کو کوئی جماع پر مجبور کرے تو اس مجبور پر بالاجماع غسل فرض ہے۔ اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا، حج باطل ہو جائے گا۔ الغرض یہ لوگ قرآن، حدیث اور اجماع سے یہ مسئلہ استنباط کر رہے ہیں اور وہ صریح حدیث بھی

اس کی تائید کرتی ہے کہ ایک عورت نے سوئے ہوئے خاوند کے گلے پر چھری رکھ کر اسے طلاق پر مجبور کیا، اس نے مجبوراً طلاق دے دی۔ حضور ﷺ نے اس طلاق کو نافذ فرمایا، آپ نے جو حدیث لا طلاق فی اغلاق پیش کی ہے وہ نہ سنداً صحیح ہے نہ معناً صریح ہے، آپ نے اغلاق کا معنی مجبوری محض قیاس سے کیا ہے، جبکہ دوسری حدیث میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کل طلاق جائز الا طلاق المعتوہ المغلوب علی عقلہ (ترمذی)۔ اور حضرت جابرؓ سے مرفوعاً مروی ہے: لا یجوز للمعتوہ طلاق (مسند امام اعظمؒ) اور حضرت علیؓ سے باسناد صحیح مروی ہے: کل طلاق جائز الا طلاق المعتوہ (ابن ابی شیبہ) ان احادیث سے متعین ہوگیا کہ اغلاق سے مراد طلاق معتوہ ہے، کیونکہ ایک حدیث دوسری حدیث کی تفسیر کرتی ہے۔ آپ نے حدیث سے مؤید تشریح کو چھوڑ کر قیاسی تشریح کو لیا اور اس کا نام دعوتِ قرآن و حدیث رکھا۔

محدثین کی کتاب الصلوٰۃ:

میرا مطالبہ تھا کہ انگریز کے دور سے صرف پانچ منٹ پہلے کی لکھی ہوئی نماز کی مکمل کتاب کسی غیر مقلد کی پیش کرو۔ پیر صاحب وہ کتاب پیش کرنے سے بالکل عاجز رہے۔ ایک نام پیش کیا کہ ابن علیہ نے ایک کتاب الصلوٰۃ لکھی تھی۔ مولانا! پہلے یہ ثابت کرو کہ ابن علیہ نہ مجتہد تھے نہ مقلد، بلکہ غیر مقلد تھے، جو آپ قیامت تک ثابت نہیں کر سکتے، پھر وہ کتاب پیش کرو اور مکمل مسائل جس میں نماز کا ہر مسئلہ، اس کا حکم و طریقہ، صحیح، صریح، غیر معارض سے ثابت کیا ہو، آپ نے محض دھوکہ کے لئے نام لکھا ہے۔

جھوٹی گواہی:

یہ مسئلہ امام محمدؒ کی کتاب سے تو نقل کر دیا مگر امام محمدؒ کی المبسوط میں روایت موجود ہے کہ یہ فیصلہ خلیفہ راشد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہے۔ تو آپ حضرت علیؓ اور ان صحابہ پر اعتراض کرتے جو اس فیصلے پر خاموش رہے اور جو حدیث آپ نے لکھی ہے اس کا تعلق اموالِ غیر سے ہے، اس مسئلہ سے اس کا کیا تعلق؟ بے موقع حدیث لکھنا آپ کا ہی کام ہے۔

ذمی:

اگر حضور ﷺ کی شان میں نازیبا الفاظ کہے تو اُس کو تعزیر لگائی جائے گی: وفی الحاوی القدسی ویؤدب الذمی ویعاقب علی سبه دین الاسلام او النبی او القرآن (البحر الرائق ج۵/ص۱۱۵) اگر معتاد ہو تو سیاسۃً اس کا قتل کرنا واجب ہے (عمدۃ الرعایہ ج۲/ص۳۳۷) آنحضرت ﷺ نے السام علیکم کہنے والوں کو قتل نہیں کروایا۔

معوذتین:

معوذتین والا اعتراض شیعہ سے چوری کیا ہے۔ آپ فرمائیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے بارے میں کیا فتویٰ ہے؟ جن کے بارے میں ارشادالحق اثری نے پورا زور مارا ہے کہ وہ معوذتین کے قرآن میں سے ہونے کا انکار کرتے تھے اور اس کتاب پر آپ کے برادر اکبر پیر محب اللہ شاہ راشدی کی زبردست تقریظ ہے، ابن عساکر والا واقعہ بالکل بے سند ہے۔

ختم نبوت:

میری ایک تقریر کے جواب کے لئے آپ نے کچھ اعتراضات شیعہ سے چوری کر کے بیان کر دیئے، یہ اعتراض کہ علماء دیوبند ختم نبوت کے منکر ہیں، مرزائیوں سے چوری کرلیا ورنہ اسی تحذیر الناس میں صراحت موجود ہے کہ ختم نبوت زمانی کا منکر کافر ہے۔ حضرت نانوتویؒ کا وصال ۱۲۹۰ھ میں ہوا۔ اس وقت سے لے کر تمہارے اُستادوں میں سے کسی غیر مقلد نے حضرت نانوتویؒ کو ختم نبوت کا منکر قرار نہ دیا۔ آپ نے تمام غیر مقلد علماء کو بے سمجھ قرار دیا اور مرزائیوں کی تقلید کرلی۔

کلمہ اور درود:

پوری تقریر میں ایک بات بھی تحقیقی نہیں ہے، شیعہ اور مرزائیوں نے جو اعتراضات اہل السنۃ پر کئے تھے وہ اکٹھے کئے ہیں۔ اعتراضات کے لئے بھی بھیک مانگی ہے۔ اب آخر میں یہ بھکاری فقیر، بریلوی صاحبان کے دروازہ پر سجدہ کر رہا ہے، کیونکہ یہ واقعہ ۱۳۳۶ھ کا ہے، ۱۴۰۴ھ تک کسی غیر مقلد عالم نے اس واقعہ کو قابل اعتراض نہیں ٹھہرایا۔ یہ بھکاری بیچارہ کاسۂ گدائی اُٹھائے پھر رہا ہے۔ یہ وہ اعتراض ہے جس کا جواب پیر بدیع الدین کے پیدا ہونے سے بھی پہلے علمائے دیوبند دے چکے ہیں۔ آپ ہی فرمائیں خواب میں کوئی زنا کرے یا کلمہ کفر زبان پر آئے تو آپ اس پر زنا کی حد جاری کریں گے اور اِرتداد کے احکام جاری کریں گے، اگر خواب میں کوئی کسی کی بیٹی سے شادی کرے تو کیا وہ شخص خواب سن کر بیٹی اس کے ساتھ روانہ کردے گا اور بیداری میں بے اختیاری سے کوئی کلمہ زبان سے نکل جائے جیسا کہ ایک حدیث پاک میں ہے

کہ ایک شخص کی زبان سے بے اختیاری سے یہ کلمہ نکلا: اللھم انت عبدی وانا ربک۔ اے اللہ! تو میرا بندہ ہے، میں تیرا رب ہوں۔ تو کیا ایسے آدمی پر کفر کا فتویٰ قرآن وحدیث میں ہے۔ حدیث کے مطابق تو سویا ہوا اور بے اختیار مرفوع القلم ہیں۔ جب وہ مرید خواب اور بے اختیاری سے زبان پر یہ کلمات آنے سے رو رہا ہے، توبہ استغفار کر رہا ہے تو اس کو تنبیہ کی ضرورت کیا؟ ہاں یہ فرما دیا کہ بھئی میں تو متبع سنت ہوں، نبی نہیں، نبی کا تابعدار ہوں، بھیک مانگ کر ایسے اعتراض کرنا اور اس کا نام دعوتِ قرآن و حدیث رکھنا یہ علمی دیوالیہ ہے۔ آہ! آج قحط الرجال کا دور ہے کہ شیعہ کے در کا فقیر اور منگتا شیخ العرب والعجم، مرزائیوں کے در کا گدا سلطان المحدثین ہے اور بریلویوں کے در کا بھکاری رئیس المحققین ہے۔ پیر صاحب سے پھر عرض ہے کہ میری تقریر دوبارہ کیسٹ میں سن کر اس کا جواب دیں۔ گالیاں اور تبرا بازی میری تقریر کا جواب نہیں ہے۔ میرے مطالبات قرض لے کر مرو گے تو جنازہ بھی جائز نہ ہوگا۔

آخر میں پیر جی کو پھر یاد آیا کہ میں نے تو اپنے فرقہ کا نام اہل حدیث قرآن و حدیث سے ثابت کرنا تھا، وہ تو نہ ہو سکا، لوگ سمجھیں گے کہ اس فرقہ کے نزدیک جھوٹ، خیانت، گالی اور مغالطہ دہی کا نام عمل بالحدیث ہے تو قران وحدیث کی بجائے مولانا عبدالحئیؒ لکھنویؒ کی ایک عبارت محدثین کی تعریف میں پیش کردی۔ یہ ایسا ہی فریب ہے جیسا اہلِ قرآن کوئی عبارت مفسرین کی تعریف میں لکھ دیں۔ یہ دھوکا دینا کہ مولانا عبدالحئی نے غیر مقلدین کی تعریف کی ہے خالص فریب ہے۔ وہ تو نیچریوں کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں: واخوانهم الاصاغر المشهورين بغير المقلدين الذين سموا

انفسھم باھل الحدیث وشتان بینھم وبین اھل الحدیث (الاعلام المرفوعہ مولانا عبدالحیٔ رحمۃ اللہ علیہ ص ۲۴۸) یعنی نیچریوں کے چھوٹے بھائی غیر مقلدین جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں حالانکہ ان میں اور اہل حدیث (محدثین) میں کوئی مناسبت ہی نہیں۔ افسوس کہ پیر صاحب دھوکے سے ہی شروع ہوئے، دھوکے پر ہی تقریر ختم کی۔



جواب برأۃ اہل حدیث پیر جھنڈا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. اَمَّابَعد :

فقہ پر اعتراضات کے جوابات

(۱)...... اوکاڑہ کے لامذہب غیر مقلدین میں سے کسی خناس نے ایک ایسے محلہ میں جہاں سب حنفی آباد ہیں بعض درجہ حفظ کے چھوٹے چھوٹے طلباء کے ذریعہ دو ورق ایسے بھیجے جن میں فقہ حنفی کے شاذ اور غیر مفتیٰ بہا اقوال پیش کر کے محلہ اور شہر کی فضاء کو مکدر کیا اور فساد فی سبیل اللہ کا فریضہ ادا کیا۔

ان کے جواب میں صرف ایک صفحہ میں ۲۳ مسائل غیر مقلدین کے بھیجے گئے اور ۱۷ سوالات صرف اس غرض سے بھیجے گئے کہ ملک بھر میں غیر مقلدین اپنی مکمل نماز احادیث صحیحہ سے ثابت کرنے سے عاجز ہیں، اس لئے بجائے فساد پھیلانے کے اپنی مکمل نماز احادیث سے ثابت کردو۔ ان سترہ سوالات میں نہ کوئی گالی تھی نہ فتنہ فساد کی بات۔ نماز کے بارے میں ۱۷- احادیث مانگی تھیں جن میں سے ایک بھی پیش نہ کر سکے اور ثابت ہوگیا کہ اوکاڑہ کا یہ تبرائی غیر مقلد تو اپنی نماز بھی حدیث سے ثابت کرنے سے عاجز ہے جیسے سارے ملک میں اس کا فرقہ عاجز ہے اور نماز ثابت کرنے کی بجائے ملک

میں فتنہ وفساد برپا کرتے رہتے ہیں۔

(۲) .... مجیب پر لازم تھا کہ جواب لکھتے وقت سب سے پہلے یہ لکھتا کہ ہم نے شہر کی فضا کو مکدر کرنے کے لئے دو ورق بھیج کر فساد شروع کیا تھا اور یہ ایک ورق اس کے جواب میں ہے مگر مجیب نے حق پوشی کی جو دراصل یہود کی عادت ہے۔ شہر میں فساد کی ابتداء کر کے اس گناہ کو دوسروں پر تھوپنا بھی بہتان ہے۔

(۳) .... مجیب نے اس ورق (غیر مقلدین کے شرمناک مسائل) کو دیکھ کر فوراً منافقین والی آیت لکھ دی۔ مجیب صاحب! فساد کی ابتداء تو آپ کی طرف سے ہوئی۔ اس وقت یہ آیت آپ کو یاد کیوں نہ آئی؟ مجیب نے محض تفسیر بالرائے کے طور پر آیت ہم پر چسپاں کی جس کو مجیب جواب نمبر۲ صفحہ۱۰ پر صریحاً گناہ اور جہنم میں جانے کا ذریعہ بتاتا ہے۔

(۴) .... کیا حضور ﷺ نے یہ فرمایا تھا: **البادی اظلم ما لم یتعد المظلوم او کما قال** ﷺ. اگر مظلوم منافق ہے تو مجیب جو بادی ہے اس کا حکم کیا ہے اور منافق سے کتنا بدتر ہے۔

(۵) .... مجیب نے لکھا ہے: ہمارا مسلک کتاب وسنت ہے نہ کہ آپ کی طرح ائمہ کے اقوال (ص۵)۔ مجیب صاحب! یہی جھوٹ تو ہر غیر مقلد بولتا ہے، ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور۔ دیکھو! تم تو کل کے بچے ہو، **حداث الاسنان اور سفهاء الاحلام** (بخاری) کے مصداق ہو۔ تمہارے آباؤ اجداد وحید الزمان، نور الحسن، صدیق الحسن خاں، عبد الستار دہلوی، میاں نذیر حسین، یہ بھی لوگوں کو یہی کہا کرتے تھے کہ ہم صرف قرآن وحدیث کو مانتے ہیں لیکن قرآن وحدیث کے نام پر

کیسے شرمناک مسائل لوگوں میں پھیلاتے رہے اور قرآن وحدیث کے نام سے لوگوں کو دھوکا دیتے رہے۔

(۶)....... ان ۲۳ مسائل کا جواب تو یہ تھا کہ مجیب صاحب تسلیم کر لیتے کہ ہم تو ابھی نئے نئے اس فرقہ میں داخل ہوئے ہیں۔ واقعی ہمارے بڑے ایک طرف قیاس کو کارِ شیطان کہتے رہے مگر اپنی کتابوں میں قرآن و حدیث کے نام سے ایسے قیاس کرتے رہے کہ شیطان کے بھی کان کتر گئے۔ دوسری طرف تقلید کو شرک کہتے رہے مگر شوافع مقلدین کی کتابوں سے مسائل چوری کر کے ان کو قرآن وحدیث کے نام سے پھیلاتے رہے اور ہمارے باقی علماء الساکت عن الحق شیطان اخرس کا کردار ادا کرتے رہے۔ ان کی تردید میں کتابیں لکھ کر بھی ان کے فریب کا پردہ چاک نہ کیا۔

(۷)....... مجیب صاحب! آپ ان کو مانتے بھی نہیں اور ان کی طرف سے جواب میں ۱۶ صفحات سیاہ کئے ہیں، اگر مانتے نہیں تو جواب لکھنے کی کیا ضرورت؟ مجیب صاحب! اس دورنگی چال کو منافقت کہتے ہیں۔

(۸)....... مجیب صاحب نے لکھا ہے کہ شرح وقایہ کے ترجمہ کے وقت وحیدالزمان حنفی تھا۔ مجیب صاحب! ہم نے ترجمہ شرح وقایہ کا تو کوئی حوالہ ہی نہیں دیا، مجیب صاحب! اس کا ثبوت پیش کرو کہ یہ نزل الابرار، تراجم حدیث، ہدیۃ المہدی اور کنز الحقائق لکھتے وقت بھی حنفی تھا۔ ان کتابوں کو تو آپ کی جماعت نے اہل حدیث کی علمی خدمات تسلیم کیا ہے۔ مجیب صاحب! ان کا قیاس شرح وقایہ کے ترجمہ پر کر کے جناب نے اس قیاس میں ابلیس کو بھی مات کر دیا۔ قیاس چھوڑو، ثبوت دو۔

(۹)....... کیا میر نور الحسن خاں بھی عرف الجادی لکھتے وقت حنفی تھا، اس کا کوئی ثبوت ہو تو

ضرور پیش کریں، جن کو بچانے کے لئے تم جھوٹ بول رہے ہو وہ میدانِ قیامت میں جناب کے کسی کام نہ آئیں گے۔ ان کے پیچھے اپنی عاقبت خراب نہ کرو۔

(۱۰) ...... کیا واقعی نواب صدیق الحسن خاں بدور الاہلہ اور البنیان المرصوص لکھتے وقت بھی حنفی تھا؟ ثبوت لاؤ، جھوٹ بولنے سے دنیا بھی برباد ہوتی ہے اور آخرت بھی، خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق بن رہے ہو۔

(۱۱) ...... کیا امام جماعت غرباء اہل حدیث بھی فتاویٰ ستاریہ لکھتے وقت حنفی تھا۔

(۱۲) ...... کیا واقعی میاں نذیر حسین نے بھی فتاویٰ نذیریہ جب لکھا وہ حنفی تھا۔

جب یہ سب لوگ غیر مقلد تھے، ان کا غیر مقلد ہونا تاریخ اہل حدیث مولانا سیالکوٹی، تراجم علمائے حدیث ہند، ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات اور نزہۃ الخواطر سب آپ کی مسلمہ تاریخی کتابوں سے ثابت ہے تو ہم نے بھی یہی عنوان دیا تھا ''غیر مقلدین کے شرمناک مسائل'' اس عنوان میں کیا غلطی تھی جو مجیب صاحب آپے سے باہر ہو رہے ہیں۔

(۱۳) ...... مجیب کی منافقت کا یہ عالم ہے کہ ان مولویوں کو مانتے بھی نہیں اور چھوڑتے بھی نہیں، ان کی طرف سے کوئی جواب بن نہیں پڑتا تو مخبوط الحواس ہوکر گالیوں پر اُتر آئے ہیں (۱) تقلید نامراد، (۲) تقلید مصداق فَمَا ذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلَال، (۳) تقلید گناہ کبیرہ، (۴) مقلد محقق نہیں ہوتا لکیر کا فقیر ہوتا ہے، (۵) مقلد کتاب وسنت کا متبع نہیں ہوتا۔

کیا تقلیدِ مجتہد کے یہ پانچوں حکم قرآن میں مذکور ہیں یا حدیث میں؟ تو آپ نے وہ آیات واحادیث کیوں نقل نہ کیں؟ حقیقت یہی ہے کہ آپ بھی اپنے بڑوں کی

طرح قرآن وحدیث کا نام لے کر جھوٹ بولتے رہتے ہیں، یہ صرف مجیب کے دل کا گند ہے۔ اگر چہ گندہ مگر ایجاد بندہ۔

اس پر بھی مجیب کو شرم نہیں آتی۔ لکھتا ہے کہ ہمارا مسلک تو کتاب وسنت ہے، کتاب وسنت میں یہ خرافات کہاں ہیں؟

(۱۴)......واہ ری منافقت، اپنے بڑوں کو مانتی بھی نہیں چھوڑتی بھی نہیں، ان کی طرف سے جواب آتا نہیں مگر تن بدن میں آگ لگی ہوئی ہے کہ ہائے ہمارے بڑوں کے راز کیوں بیان کر دیئے۔ اب غصے میں مرغ نیم بسمل کی طرح تڑپ رہے ہیں۔ تقلید کی تعریف بھی نامکمل نقل کی اور ترجمہ بھی نہایت مبہم کیا۔ لیجئے مسلم الثبوت کی عبارت آپ کو پوری نظر نہیں آئی، ہم پوری نقل کر دیتے ہیں۔ ذرا اس کا واضح ترجمہ تحریر فرمائیں:

التقليد العمل بقول الغير من غير حجة كاخذالعامی والمجتهد من مثله فالرجوع الى النبی او الى الاجماع ليس منه وكذا العامی الى المفتی والقاضی الى العدول لايجاب النص ذلک عليهما لكن العرف علىٰ ان العامی مقلد للمجتهد قال الامام وعليه معظم الاصوليين (مسلم الثبوت)

مجیب صاحب! یہ ساری عبارت جناب کی نابینائی کی نظر ہوگئی۔ اب ترجمہ کرتے وقت ذرا یہ خیال رکھنا کہ **من غير حجة** جو جار مجرور ہے وہ عمل سے متعلق ہے یا قول سے اور **لكن** جو حرف استدراک ہے اس کا کیا مقصد ہے۔ مجیب صاحب! اگر جواب نہیں آتا تھا تو ان کو چھوڑ دیتے، اپنا ایمان تو خراب نہ کرتے، نہ تو آپ نے **لا ايمان لمن لا امانة له** کا خیال رکھا اور نہ ہی آپ کو یہ یاد رہا کہ منافق کی علامات میں **اذا اءتمن خان** بھی آیا ہے۔

(۱۵)……تقلید کی تعریف میں قرآن و حدیث کو چھوڑنا کس عبارت کا ترجمہ ہے؟ کیا منافق کی علامات میں اذا حدث کذب نہیں پڑھا۔

(۱۶)……اصل جواب سے فرار کر کے تقلید کی طرف آئے، وہاں بھی خیانت اور گالیوں کے سوا کچھ نہ بنا۔ اب اپنے دل ماؤف کی بھڑاس یوں نکالی ہے کہ جو قرآن و حدیث کی طرف آئے گا غیر مقلد ہی بنے گا۔ جناب نے بات پھر اُدھوری لکھی۔ پوری بات آتی تو غیر مقلد کیوں ہوتے۔ اگر مسائل کا استنباط مجتہد کرے گا تو وہ ہر حال میں ماجور ہوگا خواہ ایک اجر ملے یا دو (متفق علیہ) اور اگر جاہل کرے گا تو ضلوا فاضلوا کا مصداق ہوگا (متفق علیہ) یہ دیکھو! تمہارے بڑوں نے قرآن و حدیث کے نام پر کیسے شرمناک مسائل لوگوں میں پھیلا دیئے، خود بھی گمراہ ہوئے اور لوگوں کو بھی گمراہ کیا۔

(۱۷)……مجیب اپنے بڑوں کی صفائی سے عاجز ہے۔ اصل موضوع سے بھاگ کر ائمہ مجتہدین کی تقلید کے خلاف قرآن پاک کی تفسیر بالرائے کر کے جہنم کا ایندھن بنا: اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ یعنی القرآن احلوا حلالہ وحرموا حرامہٗ ولا تتبعوا من دونہ لا تعبدوا من دون اللّٰہ اولیاء اربابًا من الاصنام قلیلاً ما تذکرون ما تتعظون بقلیل ولا بکثیر (تفسیر ابنِ عباس)

(۱۸)……اس آیت میں آپ نے یہ مان لیا کہ اتباع اور تقلید دونوں ہم معنی ہیں، جبکہ تمہارے پیر ماتلی کے مناظرہ میں اس کے منکر تھے۔

(۱۹)……ما انزل سے مراد قرآن ہے یا عام مراد ہے کہ جو مسائل تنصیصاً ہوں یا تعلیلاً تو فقہ یقیناً اس میں شامل ہے۔

(۲۰)...... من دونہ اولیاء میں جن اولیاء کا ذکر ہے یہ ولی اللہ ہیں یا ولیٌّ مِنْ دون اللہ؟ یہ فرق مناظرے میں تیرے پیر کو بھی نہیں آیا تھا۔

(۲۱)...... کیا یہ لوگ مجتہدین تھے؟ ان کا مجتہدین ہونا ثابت کرو، پھر استدلال کرنا، ورنہ تفسیر بالرائے کے جرم کے مجرم ہو۔

(۲۲)...... اس میں تقلید شخصی کا ذکر ہے یا غیر شخصی کا؟ اگر شخصی کا رد ہے تو قرآن و حدیث سے ثابت کرو کہ وہ کس کس مجتہد کی طرف منسوب ہوکر کس کس لقب سے پکارے جاتے تھے؟ کیونکہ تقلید شخصی والا اپنے مجتہد کی طرف منسوب ہوکر حنفی، شافعی وغیرہ کہلاتا ہے۔ اس طرح ان کے القاب تم بھی قرآن وحدیث سے بیان کرو۔

(۲۳)...... مجیب نے اس سے فقہ حنفی مراد لی ہے (ص۴)۔ کیا واقعی نزول قرآن کے وقت فقہ حنفی تھی جس پر عمل سے روکا گیا؟

(۲۴)...... یقیناً وہ لوگ جاہل تھے اور مشرکین ان جہلاء کو اپنا رؤس بنا لیتے تھے جیسا کہ غیر مقلدین آج کل جہلاء کو اپنا رؤس بنا لیتے ہیں۔

(۲۵)...... مجیب نے صفحہ ۵ پر لکھا ہے: ہمارا مسلک عبداللہ بن عمرؓ والا ہے، پہلے لکھا تھا ہم صرف کتاب وسنت کو مانتے ہیں۔ اگر مجیب نبی ﷺ کو مانتا ہوتا تو ان کے ارشادات علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین (الحدیث) اور اقتدوا بالذین من بعدی ابوبکرؓ و عمرؓ (الحدیث) کو مان کر حضرت عمرؓ کی بات مانتا مگر مجیب نے صرف حضرت عمرؓ کو ہی رد نہیں کیا، نبی پاک ﷺ کو بھی رَد کردیا، یہی منافقت ہے۔

(۲۶)...... ہدیۃ المہدی من الفقہ المحمدی میں حضور ﷺ کے نام سے کتنی بے ہودہ باتیں لکھی ہیں، مجیب نے اس سے جان چھڑانے کے لئے حیات وحید الزمان صفحہ ۱۴۳ کا

حوالہ نقل کیا ہے، مگر آخری سطریں چھوڑ دی ہیں۔ میرا بھروسہ اللہ جل جلالہ پر ہے اعتزل تلک الفرق کلیا پیشِ نظر ہے، جب امام مہدی آئیں گے اس وقت کتاب کی صحیح حالت معلوم ہوگی (حیات وحید الزمان، ص۱۴۳) مجیب نے یہ ساری عبارت چھوڑ دی اور یہ بھی خیال نہ کیا کہ حدیث پاک میں خیانت منافق کی علامات میں ہے۔

(۲۷) .... ہدیۃ المہدی میں صرف مسائل ہیں دلائل نہیں۔ علامہ وحید الزمان کے نظریہ میں امام مہدی ان مسائل پر عمل کریں گے اور کرائیں گے، گویا وہ وحید الزمان کے مقلد ہوں گے، کیونکہ مجیب نے تقلید کا مطلب یہی بیان کیا ہے۔

(۲۸) .... وحید الزمان نے سنیوں کو ناصبی لکھ دیا۔ مجیب خوشی سے پھولے نہیں سماتا۔ آنحضرت ﷺ تو علیکم بسنتی فرمائیں۔ وحید الزمان حضور ﷺ کے خلاف ان کو ناصبی کہے۔ مجیب نبی ﷺ کے مخالف وحید الزمان کی تقلید پر خوش ہو۔

(۲۹) .... آپ کا علامہ وحید الزمان لا مذہب غیر مقلد بننے کے بعد ایسا بے باک ہوگیا تھا کہ حضرت امیر معاویہؓ کی نسبت کلمات تعظیم مثل حضرت رضی اللہ عنہ کہنے کو سخت دلیری اور بے باکی سمجھتا تھا (حیات وحید الزمان ص۱۰۹)

(۳۰) .... محلی ابن حزم کے جواب میں مولانا محمد علی صدیقی کی کتاب کا حوالہ دیا ہے۔ آپ تو صرف قرآن وحدیث کو مانتے ہیں، ان کی بے دلیل بات مان کر تقلید کیوں کرلی؟ اب اگر آپ نے اہل ظواہر کو چھوڑ دیا ہے تو ظاہری کہلانا بھی چھوڑ دیں جو حدیث سے ثابت نہیں۔

(۳۱) .... عرف الجادی اور بدور الاہلہ کے حوالوں کا جواب دیا ہے کہ وہ فقہ حنفی سے لئے ہیں۔ اولاً تو جناب کا جھوٹ انہوں نے ہرگز نہیں لکھا کہ ہم نے فقہ حنفی سے لئے

ہیں۔ پھر اگر انہوں نے ایسا کیا ہوتا تو بڑا جرم تھا کہ قیاسی مسائل کو قرآن و حدیث بنا دیا، کیونکہ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ ہم قرآن و حدیث کے سوا کچھ نہیں مانتے۔

(۳۲)...... مجیب نے لکھا ہے: بدور الاہلہ میں لکھا ہے کہ شراب حرام ہے، ناپاک نہیں، پھر جواب دیا ہے کہ منیہ میں بھی یہی لکھا ہے۔ مجیب صاحب! یہاں تو جناب نے بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن پر پورا پورا عمل کیا۔ سنئے! تمہارے مذہب کا مسئلہ یہ ہے کہ الخمر طاهر (کنز الحقائق ص ۱۶، نزل الابرار ج ۱/ص ۴۹، عرف الجادی صفحہ ۱۰، بدور الاہلہ ص ۱۵) مگر منیۃ المصلی میں ہے کہ نجاست غلیظہ جیسے پاخانہ، پیشاب، خون، شراب، کتے کا گوشت، خنزیر کا گوشت اور اس کے تمام اجزاء (منیۃ المصلی صفحہ ۶۴) منیہ والا اس کو مثل بول نجاست غلیظہ کہے مگر تو یہ کہے کہ وہاں پاک لکھا ہے، لعنة الله علی الکاذبین۔

(۳۳)...... مجیب نے لکھا ہے کہ بدور الاہلہ میں شراب کو حرام لکھا ہے تو آپ نے لکھ دیا ہے کہ اس کتاب کا ماننا ضروری نہیں، پھر آپ کو لفظ حرام کا کیا ڈر؟ آپ فوراً نزل الابرار من فقہ النبی المختار ج ۱/ص ۵۰ پر عمل کر لیں گے کہ شراب میں آٹا گوندھ کر روٹی پکا کر کھا لیں گے، لیجئے اب حرام کا کیا ڈر رہا۔

(۳۴)...... مجیب نے شراب کو پاک مان لیا ہے مگر دلیل قران و حدیث سے نہیں دی۔ فقہ حنفی کی کتاب منیۃ المصلی پر جھوٹ بول دیا ہے۔ خمر کے پاک ہونے کی صریح حدیث دکھاؤ ورنہ تمہارا دعویٰ عمل بالحدیث محض جھوٹ ہے۔

(۳۵)...... مجیب نے مردار کو بھی پاک مان لیا ہے اور اسے پاک ثابت کرنے کے لئے اللہ کے نبی پر بھی جھوٹ بول دیا ہے۔ بکری والی حدیث میں کس لفظ کا ترجمہ ہے کہ وہ

مردہ بکری پاک تھی بلکہ وہ حدیث تو بتاتی ہے کہ اس کی کھال تک ناپاک ہوگئی تھی، اسی لئے تو دباغت کا حکم دیا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے: **ایما اھاب دبغ فقد طھر** جب دباغت کے بعد کھال پاک ہوگی تو پہلے ناپاک ہونا ظاہر ہے۔ عرف الجادی وغیرہ میں تو مردار کو پاک کہا ہے، دباغت کا ذکر ہی نہیں۔

(۳۶)...... پھر پاک اور حلال کا فرق بیان کیا ہے۔ فرق بھی زمین آسمان کا، مگر نہ قرآن کی کوئی صریح آیت پیش کی ہے اور نہ ہی کوئی صحیح صریح حدیث۔ معلوم ہوا قرآن و حدیث کا نام محض مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے ہے۔ صرف قیاسی ڈھکوسلے بیان کئے ہیں اور قیاس مجیب کے مذہب میں کارِ شیطان ہے، لیکن بوقت ضرورت وہ اس منصب پر بھی فائز ہو ہی جاتے ہیں۔

(۳۷)...... کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی حدیث بھی بخاری میں ہے اور رفع یدین کی بھی بخاری میں۔ رفع یدین کو سنت کہا جاتا ہے مگر اس کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی سنت کو زندہ کرنے پر زور نہیں دیا جاتا، آخر کیوں؟ وجہ فرق حدیث سے بتانا۔

(۳۸)...... فتح الباری تو مقلد کی کتاب ہے، اس کو تم نے قرآن سمجھ کر پیش کیا ہے یا ابن حجر کو رسول سمجھ کر۔

(۳۹)...... صحابہ کو فاسق آپ کی کتاب البنیان المرصوص میں کہا گیا ہے، استغفر اللہ دل سے ہے تو اس سارے مذہب سے توبہ کرلو۔

(۴۰)...... صحابہ کو فاسق کہنے کے جواز میں ہدایہ کی عبارت پیش کی ہے، لیکن آخر سے یہ عبارت چھوڑ دی ہے: **ولنا ان سب النبی ﷺ کفر والکفر القارن لا یمنعه فالطاری لا یرفعه** (ہدایہ ج۲/ص۵۹۸) کیا یہ عبارت شراب سمجھ کر آٹے میں ڈال لی۔

(۴۱)......پھر وہیں بین السطور یہ عبارت لکھی ہے: ای اذا لم یعلن فلو اعلن بشتمه او اعتقاده قتل ولو امرأة وبه یفتی الیوم کذا فی الدور المنتفی (ردالمحتار) یہ عبارت بھی آپ کو نظر نہ آئی۔

(۴۲)......آپ صریح آیت یا صحیح صریح حدیث پیش کریں کہ سب سے عہد ٹوٹ جاتا ہے، ہم تسلیم کرلیں گے کہ مسئلہ غلط ہے۔

(۴۳)......نسائی پر جھوٹ بولا ہے، اس میں نہ اس کے ذمی ہونے کی صراحت نہ ذمہ ٹوٹنے کا ذکر، قتل معلن فقہ کا حکم ہے۔

(۴۴)......جو یہود آنحضرت ﷺ کو السام علیکم کہتے تھے یا جو منافق راعنا کہتے تھے کیا ان سب کو قتل کیا گیا تھا تو ثبوت دو۔

(۴۵)......مجیب ایک طرف کہتا ہے: ہم قرآن وسنت کے سوا کوئی چیز نہیں مانتے۔ مگر اپنے بڑوں کو چھوڑنے کو بھی جی نہیں چاہتا۔ ان کی بے جا حمایت میں جھوٹ، خیانت اور ہر قسم کی بے اصولی کر رہا ہے۔ حضرت علیؓ کا مجتہد ہونا احناف کی عقائد کی کتاب شرح فقہ اکبر ملا علی قاریؒ میں موجود ہے۔ اس کے برعکس چلپی کی ذاتی رائے کو حنفی مذہب بنا کر پیش کر رہا ہے اور وہاں بھی نقلِ عبارت میں خیانت سے باز نہیں آیا کہ حضرت علیؓ نے فرمایا: بعثنی رسول الله ﷺ الی الیمن قاضیًا فقلت یا رسول الله انا حدیث السن ولاعلم لی بالقضاء فقال علیه افضل الصلوٰة والسلام ان الله تعالٰی سیهدی قلبک ویثبت لسانک فاذا جلس بین یدیک الخصمان فلا تقض حتی تسمع من الآخر کما سمعت من الاول قال فما شککت فی قضاء بعد فعلم ان الاجتهاد لیس بشرطٍ للجواز لان علیًا

رضی اللہ عنہ لم یکن من اهل الاجتهاد کذا فی البیانیه (چلپی علی شرح الوقایہ صفحہ ۲۴۳) یہ ساری عبارت مجیب نے چھوڑ دی۔ کاش! لا دین لمن لا دیانة لہ کو مدنظر رکھتا۔

(۴۶) ...... مجیب کے دل میں جو امام صاحبؒ کا بغض بھرا پڑا تھا اب وہ ناسور بہہ نکلا ہے اور امام صاحبؒ کے خلاف ایک شعر درج کیا ہے

وکم من فرج محصنة : عفیف اهل حرامه بابی حنیفة

اس شعر کا قائل کوئی مجہول ہے، امام صاحبؒ کا مجتہد اور امام اعظمؒ ہونا تواتر سے ثابت ہے۔ ان کے خلاف مجہول آدمی کا مقولہ قرآن اور حدیث کے کس قاعدے سے حجت بن سکتا ہے۔

مہ فشاند نور سگ عو عو کند

ہر کسے بر طینت خود خو کند

(۴۷) ...... پھر اس مجہول شاعر نے بھی ایک مسئلہ بھی بطور مثال پیش نہیں کیا کہ خدا کے فلاں حرام کو امامؒ نے حلال قرار دیا۔ اگر تجھ میں ایک ذرہ بھی حیا ہے تو اس مجہول شاعر سے اس کی صرف ایک ہی مثال ثابت کردے۔

(۴۸) ...... شعر: وانشد ابن السکیت:

حسبی من الخیرات ما اعددته

یوم القیامة فی رضی الرحمٰن

دین النبی محمد خیر الوریٰ

ثم اعتقادی مذهب النعمان

(کتاب التعلیم، صفحہ ۳۵۵)

تمہارے مولانا عبدالمنان وزیرآبادی کہا کرتے تھے: جو شخص ائمہ دین اور خصوصاً امام ابوحنیفہؒ کی بے ادبی کرتا ہے اس کا خاتمہ اچھا نہیں ہوتا (تاریخ اہل حدیث ص ۴۲۸) دیکھو! عبدالعلی نے تم سے کم گستاخی امام صاحبؒ کی شان میں کی تھی، وہ آخر مرتد ہوکر مرا (داؤد غزنوی صفحہ ۳۸۴) تمہارے میاں نذیر حسین تجھ جیسے ائمہ کی بے ادبی کرنے والے کو چھوٹا رافضی کہا کرتے تھے (تاریخ اہل حدیث صفحہ ۸۰)

(۴۹)......تو یہ بھی نہیں جانتا کہ حرام شرم گاہوں کو حلال کرنے کا ٹھیکہ تو لا مذہب تبرائی غیر مقلدین نے لے رکھا ہے، قرآن کہتا ہے کہ ایک وقت میں چار سے زیادہ بیویاں ایک مرد کے نکاح میں نہیں رہ سکتیں، لیکن غیر مقلدین نے چار سے زائد کو بھی حلال کر دیا (ظفر الملاحی صفحہ ۱۴۱، عرف الجادی صفحہ ۱۱۱)

(۵۰)......غیر مقلدین کے نزدیک جس شخص نے کسی عورت سے زنا کیا ہے وہ شخص اس کی لڑکی سے نکاح کرسکتا ہے، اگرچہ وہ لڑکی اسی زنا سے پیدا ہوئی ہو (عرف الجادی ص ۱۰۹)

(۵۱)......اگر کوئی شخص اپنی بیوی، لونڈی کا غیر فطری مقام استعمال کرے تو اس پر انکار جائز نہیں (ہدیۃ المہدی ج ۱/ص ۱۱۸)

(۵۲)......متعہ احادیث و اجماع کی رو سے حرام تھا، غیر مقلدین نے صاف لکھا کہ متعہ پر انکار جائز نہیں (ہدیۃ المہدی ج ۱/ص ۱۱۸)

(۵۳)......اگر کوئی شخص اہلِ کوفہ کے قول پر نبیذ پی لے، اہلِ مدینہ کے قول پر گانا گالے یا سن لے اور اہلِ مکہ کے قول پر متعہ کرلے تو بالکل درست ہے۔

(ہدیۃ المہدی ج ۱/ص ۱۱۲)

(۵۴) ..... تین پشتیں اگر کسی عورت سے زنا کیا تو اس عورت کی ماں بیٹی سے نکاح حلال ہے (نزل الابرار ج ۲/ص ۲۱)

(۵۵) ..... اگر کسی نے اپنے باپ کی بیوی (ماں) سے زنا کرلیا تو وہ باپ پر حرام نہیں ہوئی (نزل الابرار ج ۲/ص ۲۸)

(۵۶) ..... اگر تین آدمی ایک عورت (لونڈی) سے صحبت کرتے رہے تو جولڑکا پیدا ہوگا قرعہ ڈال کر تقسیم کیا جائے گا (نزل الابرار ج ۲/ص ۷۵) دیکھئے! متعہ کی اولاد بانٹنے کا وہابی نسخہ کیا کارگر ہے۔

(۵۷) ..... داڑھی والا بابا بھی پستان نوشی کرسکتا ہے (التجویز النظر، روضۃ الندیہ ص ۲۳۶، نزل الابرار ج ۲/ص ۷۷) جبکہ یہ سب عورتیں امام صاحبؒ کے نزدیک حرام ہیں تو حرام شرمگاہوں کو حلال امام صاحبؒ نے کیا یا لامذہب تبرائی غیر مقلدین نے۔

اند کے با تو گفتم و غم دل ترسیدم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار ست

(۵۸) ..... مجیب کا تو اوڑھنا بچھونا جھوٹ بن گیا ہے۔ اب پھر لکھ دیا کہ کنز الحقائق وحیدالزمان نے حنفی ہونے کے زمانہ میں لکھی تھی، حالانکہ یہ بالکل جھوٹ ہے، اس کتاب کا نام کنز الحقائق فی فقہ خیر الخلائق ہے۔ اس کتاب میں مسلک اہل حدیث کے مطابق ضروری مسائل کو احادیث سے مستنبط کر کے مرتب کیا ہے۔

(حیات وحیدالزمان ص ۱۴۵)

(۵۹) ..... اب پھر مغلوب الغضب ہوکر فقہ حنفی کو کوسنا شروع کردیا ہے۔ سوئی عورت اور مجنونہ سے جماع کیا گیا تو روزے کا کفارہ نہیں، روزہ ٹوٹ گیا۔ کفارہ اس لئے نہیں

کہ ان کا ارادہ نہ تھا۔ سویا ہوا جب تک نہ جاگے اور مجنون جب تک ہوش میں نہ آئے مرفوع القلم ہے، پھر کفارہ کیسا؟ ہاں آپ میں اگر ہمت ہے تو ایک آیت قرآنی یا حدیث صحیح صریح غیر معارض سے ثابت کردیں کہ ان پر کفارہ ہے تو درست ورنہ مجیب کی بے سمجھی سے تو مسئلہ غلط ثابت نہ ہوگا۔

(٦٠)....... وکذا عند طلوع الفجر وان امنی بعدالنزع (لانه کالاحتلام ولو مکث حتی امنی اولم یتحرک قضی فقط وان حرک نفسهٗ قضی وکفر) (درمختار ج١/ص ١١٥) بریکٹ میں موجود عبارت کا ترجمہ نقل نہیں کیا، یہ خیانت ہی تو اس کا پیشہ ہے۔

(٦١)......اس پورے مسئلہ کے خلاف ایک صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کردے تو ہم تسلیم کرلیں گے کہ مسئلہ غلط ہے۔

(٦٢)......ساس اور داماد کی لڑائی کا ذکر ہے، کس حدیث سے ساس کو جھوٹا کہا جائے گا، وہ حدیث پیش کرو، ہم تسلیم کرلیں گے۔

(٦٣)....... جناب کے مذہب میں تو ساس داماد سے زنا بھی کرالے تو داماد کا نکاح برقرار ہے (نزل الابرار ج٢/ص ٧٧)

(٦٤)....... ہاتھ سے منی نکالنے کی کوشش کرنا حرام ہے، اگر انزال ہو تو روزہ فاسد ہے ورنہ نہیں۔ اصل عبارت: وکذا الاستمناء بالکف (وان کره تحریمًا لحدیث ناکح الید ملعون) (ج١/ص٥١٢) (واستمنٰی بکفه او بمباشرةٍ فاحشة ولو بین المرأتین فانزل قید للکل حتّٰی لو لم ینزل لم یفطر کما مر) (درمختار ج١/ص ٥١٥) دیکھئے! پورا مسئلہ یہ تھا کہ مشت زنی مکروہ تحریمی ہے اور مشت زنی کرنے

والا بنص حدیث لعنتی ہے۔ اگر انزال نہ ہو تو روزہ فاسد نہیں، انزال ہو تو روزہ فاسد ہے۔ لیکن مجیب اپنی یہودیانہ روش کی وجہ سے خط کشیدہ عبارت کا ترجمہ چھوڑ گیا ۔

تفوا بر تو اے چرخ گرداں تفو

فقہ کی مخالفت نے جھوٹ، بددیانتی، کتمانِ حق، تلبیسِ حق بالباطل، سب کچھ ہی سکھا دیا ہے۔

(۶۵)...... اس کے بعد مجیب نے لکھا ہے کہ متعہ درست ہے (زفر، شرح وقایہ ص ۲۳۸)، میں کہتا ہوں: لعنة اللّٰہ علی الکاذبین، شرح وقایہ میں تو نکاح متعہ کو باطل قرار دیا ہے (شرح وقایہ ج ۲/ص ۱۹) اگر تو جھوٹ کی لعنت سے نکلنا چاہتا ہے تو شرح وقایہ کے متن کی اصل عبارت عربی لکھ کر بھیج۔ تو قیامت تک نہیں بھیج سکے گا اور قیامت تک جھوٹ والی لعنت کا فوارہ تجھ پر برستا رہے گا۔ فقہ کی ضد میں کتنی لعنتیں برداشت کر رہا ہے۔

(۶۶)...... پھر صفحہ ۶ پر لکھا ہے: محرمات (یعنی جو ہمیشہ حرام ہیں، ماں، بہن، پھوپھی اور خالہ وغیرہ) سے حرام جان کر بھی نکاح کرے تو حد نہیں (ابوحنیفہ) (درمختار ج ۲/ ص ۱۴۱) جس طرح شیطان ملاء اعلیٰ کی میٹنگ سے درمیان سے کوئی بات اُچک لیتا تھا اور پھر کئی جھوٹ ملا کر بات کو پھیلاتا تھا وہی حال فقہ کی کتابوں کے ساتھ اس شخص کا ہے۔ جب اسے فقہ کی سمجھ ہی نہیں تو اعتراض خاک کرے گا۔ جو اُردو عبارت لکھی ہے یہ درمختار کی کس عربی عبارت کا ترجمہ ہے، کسی عبارت کا ترجمہ نہیں۔ شیطان کی طرح اپنی خواہش کے مطابق مطلب گھڑ کر فقہ کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔ اگر اس مجیب کو دعویٰ ہے کہ اسے فقہ آتی ہے تو وہ وقت مقرر کرے، ہم کوئی باب فقہ کا اس کے سامنے

رکھیں گے، وہ اصل عبارت عربی پڑھے گا، اس کا ترجمہ کرے گا اور فقہ کے اس باب کے ہر ہر مسئلہ کے خلاف ایک ایک حدیث صحیح، صریح، غیر معارض پیش کرے گا۔

(۶۷)......درمختار میں ماں، بہن، پھوپھی خالہ سے نکاح کا حرام ہونا صراحتاً لکھا ہے جو شخص یہ کہتا ہے کہ فقہ حنفی کے مطابق ان سے نکاح جائز ہے، اس سے بڑا جھوٹا اور احمق شخص دنیا میں کوئی نہیں۔

(۶۸)......حنفی مذہب میں یہ حرمت اتنی قطعی ہے کہ ان سے نکاح کرنا تو کجا صرف زبان سے نکاح کو حلال کہہ دے تو وہ کافر، مرتد اور واجب القتل ہے (طحاوی ج ۲/ ص ۹۶، فتح القدیر ج ۵/ص ۴۲)

(۶۹)......لا مذہب غیر مقلدین کی کسی معتبر کتاب میں یہ مسئلہ نہیں کہ ان سے نکاح حلال جاننے والا مرتد واجب القتل ہے، ہو تو عبارت تحریر کرو۔

(۷۰)......کوئی نکاح کر کے وطی کرے تو یہ نکاح باطل شبہ ہے یا نہیں، قیاس یہ کہتا ہے کہ یہ کالعدم ہے شبہ نہیں مگر حدیث **ایما امرأۃ نکحت بغیر اذن ولیھا فنکاحھا باطل باطل باطل** (ترمذی) اور ابن ماجہ میں تو زانیہ کا لفظ ہے، پھر بھی اس پر حد کا ذکر نہیں بلکہ مہر دلانے کا ذکر ہے۔ تو امام صاحبؒ نے اس حدیث کی وجہ سے قیاس کو چھوڑ دیا اور نکاح باطل کو شبہ مان لیا۔

(۷۱)......آپ کے پاس کوئی حدیث صحیح، صریح، غیر معارض ہو کہ نکاح باطل شبہ نہیں بن سکتا تو ضرور پیش کریں، ورنہ آپ کا قیاس حجت نہیں۔

(۷۲)......اور شبہ سے بنص حدیث و باجماع اُمت حد ساقط ہو جاتی ہے (در رہیہ شوکانی، والروضۃ الندیہ صدیق الحسن ص ۳۵۵) آپ کوئی حدیث پیش کریں کہ شبہ سے

حد ساقط نہیں ہوتی۔

(۷۳)...... شبہ کی اور زنا موجب حد اور زنا موجب تعزیر کی جامع مانع تعریف قرآن و حدیث سے لکھو، فقہ یا اصول فقہ سے چوری نہ کرنا، تم سارے مل کر بھی قیامت تک نہ کرسکو گے۔

(۷۴)...... جب شبہ کی وجہ سے حد ساقط ہوگئی تو اس زنا پر تعزیر لگے گی: ویکون التعزیر بالقتل کمن وجد رجلا مع امرأة لا تحل له (درمختار ج ۳/ص ۱۷۹) اور ان کو تعزیراً قتل کر دیا جائے گا، مجیب بالکل اندھا ہے کہ اسے تعزیر کا حکم نظر ہی نہیں آیا۔

(۷۵)...... مجیب نے اپنے گھر نظر ہی نہیں ڈالی، کنزالحقائق میں بھی اس مسئلہ میں ایک قول حد نہ ہونے کا ہے، وہاں کیوں نہیں بولا؟

(۷۶)...... لا مذہب یہ تو چیختے رہتے ہیں کہ فلاں مسئلہ پر حد نہیں، پھر عوام میں یہ جھوٹ بولتے ہیں کہ حد نہ ہونے کا مطلب فقہ کی کتاب میں یہ ہوتا ہے کہ گناہ نہیں اور اس پر کوئی سزا نہیں، حالانکہ فقہ کی کسی کتاب میں حد نہ ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ گناہ نہیں یا کوئی سزا نہیں، کوئی لا مذہب قیامت تک کسی فقہ کی کتاب سے یہ معنی نہیں دکھا سکتے۔

(۷۷)...... یہ فرمائیے کہ پیشاب پینے، پاخانہ کھانے، سود، خنزیر، مردود، نذر لغیر اللہ کا کھانا کھانے پر کتنے کوڑے حد ہے۔ صحیح حدیث سے ثابت کریں۔ اگر حد ثابت نہ کرسکو اور قیامت تک نہ کرسکو گے تو اعلان کرو کہ نہ ان پر گناہ ہے نہ سزا۔

(۷۸)...... صفحہ ۷ پر لکھا ہے جو روزے میں زنا کے ڈر سے جلق لگائے اور منی نکال دے تو اُمید ثواب ہے (ہدایہ ج ۱/ص ۸۹۳) لعنة الله على الكاذبين. ہدایہ کے متن

کی اصل عربی عبارت لکھو، جس کا یہ ترجمہ ہو، ورنہ تم اس لعنت سے قیامت تک نہیں نکل سکتے۔

(۷۹)....... اس جھوٹ پر شرم کرنے کی بجائے اُلٹا گند بکنا شروع کیا ہے، ''لو جی حضرت! ڈبل اور دوہرے مزے ہیں اور دوہرے ثواب۔ کیوں نہ لوگ حنفی بننا پسند کریں کہ روزہ بھی رہا روزے کا ثواب بھی ملا، پھر مزا بھی لوٹا مشت زنی کر کے اور اُلٹا ثواب بھی ملا، کیا ہی آسان حنفی مذہب ہے کہ سارے کام بھی بن گئے اور روزہ بھی نہ ٹوٹا اور ثواب بھی نہ جاتا رہا۔'' یہ ساری بکواس اسی جھوٹ پر مبنی ہے۔ کیا سید علی ہجویری، حضرت باوا فریدالدین گنج شکر، خواجہ اجمیری، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہم اللہ اور دنیا کے کروڑہا حنفی جن میں لاکھوں ولی، محدث، فقہاء، سید، اور مفسرین موجود ہیں ان سب کے بارے میں یہ تاثر دیا، حالانکہ کوئی عام حنفی بھی یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ معاذ اللہ روزے میں مشت زنی اجر وثواب ہے۔

(۸۰)....... اس اندھے کو درمختار میں یہ نظر نہ آیا: **الاستمناء حرام وفیه التعزیر** کہ مشت زنی حرام ہے، ایسے شخص پر تعزیر لگائی جائے گی۔ سب حنفی اسی پر یقین رکھتے ہیں اور حرام جانتے ہیں، البتہ جب دورِ برطانیہ میں یہ لا مذہب فرقہ پیدا ہوا تو یہ فتویٰ دیا ''مشت زنی کر کے منی نکال دینا یا جمادات کی چیز سے منی نکال دینا (غالباً عورت کے لئے ہے) ضرورت کے وقت مباح ہے، خصوصاً جب نظر بازی کا خوف ہو تو مستحب ہے اور اس کے بغیر گناہ سے بچنا ممکن نہ ہو تو مشت زنی واجب ہے۔ صحابہ کرام بھی سفر وغیرہ میں مشت زنی کیا کرتے تھے، دوسرے موذی فضلات کی طرح منی نکالنے میں بھی کوئی حرج نہیں نہ اس پر حد ہے نہ تعزیر (عرف الجادی ص ۲۰۷) بتاؤ مستحب اور واجب کے

ادا کرنے پر ثواب ملتا ہے یا گناہ ہوتا ہے، یہ مزے تمہارے مذہب میں ہی تو ہیں، اسی لئے بہت سے متعہ، دبر زنی، مشت زنی کے شوقین حنفیت چھوڑ کر غیر مقلد بن جاتے ہیں۔

(۸۱)...... صفحہ ۱۴ نمبر ۸ پر لکھا ہے: ''آخر میں بطور ہمدردی حنفی حضرات کہیں اس مسئلہ سے ناواقفیت کی بنا پر روزے ضائع نہ کریں، حنفی فقہ کی مشہور درسی کتاب منیۃ المصلی میں ہے کہ آدمی جب پاخانہ کرنے لگے تو اپنے اعضاء کو ڈھیلا کردے مگر جب روزہ دار ہو تو مقعد کو (یعنی پیٹھ اور شرم گاہ کو) ڈھیلا نہ کرے۔ معلوم نہیں کہ اس میں کیا فلسفہ ہے، بہر حال ہمیں تو حنفی حضرات سے ہمدردی ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ مشت زنی کر کے روزے نبھائیں اور مشت زنی اور روزے کا ثواب حاصل کرنے کی اُمید رکھیں۔ اس کے برعکس پاخانہ کرتے وقت پیٹھ کو ڈھیلا نہ چھوڑ کر پاخانہ کریں تو روزہ ضائع ہوجائے۔ لہٰذا ہم نے بڑی محنت سے یہ بات آپ کو مہیا کر کے دی ہے، آپ سے گزارش ہے کہ اس پر فوری عمل شروع کریں اور عمل کا طریقہ بھی اپنے بڑے علماء سے پوچھیں اگر معلوم نہ ہو، اگر معلوم ہو تو دوسرے لوگوں کو جو حنفی مذہب رکھتے ہیں ان کو بھی بتائیں اور عمل کرائیں۔ خدارا کہیں آپ کے روزے ضائع نہ ہوجائیں۔''

یہی وہ خرافات ہیں جن کو قرآن و حدیث کی خدمت کا نام دیا جاتا ہے۔ ایسی ہی بکواسات کو مذہب اہل حدیث کے زندہ باد رہنے کا سبب سمجھا جاتا ہے۔ پنجابی شیخ الحدیث اور سندھی پیر بھی پکار اُٹھتے ہیں بچہ جمورا زندہ باد، ایک کہتا ہے: واہ بچے جمورے! خوب جھوٹ بولا کہ مذہب حنفی میں مشت زنی سے روزہ کا ثواب بڑھ جاتا ہے۔ دوسرا کہتا ہے کہ واہ! یہ پاخانے والا مسئلہ بتا کر تو نے اپنے جھوٹوں میں وہ اضافہ کیا

کہ شیطان بھی داد دیئے بغیر نہ رہ سکے۔ تیسرا کہتا ہے: واہ بچے جمورے! مسئلہ کی تشریح تو ایسی گندی زبان سے کی کہ معدے کی ساری غلاظت منہ کے راہ اُگل کر رکھ دی۔

(۸۲)...... آپ کو اگر قرآن و حدیث یاد ہوتا تو آپ کو پتہ چلتا کہ کافروں نے بھی ایک انجمن بنا رکھی تھی جو احکام اسلامی کا تمسخر و استہزاء کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: انا کفیناک المستھزئین. جس طرح وہ مسخرے اسلام کو نقصان نہیں پہنچا سکے تھے اسی طرح آج بھی کوئی مسخرہ ان شاء اللہ العزیز حنفیت کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔

(۸۳)...... حضرت سراقہ بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ایک مسخرہ استہزاءً کہا کرتا تھا کہ سنا ہے تمہارے نبی تمہیں پاخانہ کرنے کا طریقہ بھی سکھاتے ہیں، تو صحابی رسول ﷺ نے اس مسخرے کو جواب دیا کہ خدا کی قسم! حضور ﷺ ہمیں سکھاتے ہیں کہ بائیں پاؤں پر سہارا لے کر پاخانے کے لئے بیٹھو اور دایاں پاؤں کھڑا رکھو (طبرانی فی الکبیر) معلوم ہوا کہ اس قسم کے مسخرے اس دور میں بھی تھے لیکن فرق یہ ہے کہ قرآن و حدیث نے ان مسخروں کی حوصلہ افزائی کبھی نہیں کی تھی۔ اب ایسی جماعت موجود ہے جو قرآن و حدیث کے نام کا دھوکہ دے کر ایسے مسخروں کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔

(۸۴)...... منیۃ المصلی کی جس عبارت کا تمسخر تم نے اُڑایا ہے اس میں نہ پاخانہ کا لفظ نہ شرمگاہ کا، تجھے خدا کا خوف تو نہیں تھا، کیا انسانوں کی بھی شرم نہیں تھی کہ مجھے کوئی پوچھے گا کہ پاخانہ اور شرمگاہ کس لفظ کا ترجمہ ہے تو کیا دکھاؤں گا۔

(۸۵)...... وہاں تو استنجاء کا مسئلہ ہے کہ استنجاء کے لئے کس طرح بیٹھے۔ **متفرجًا ای متوسطًا بین رجلیه ویرخی مقعدهٗ ما امکنهٗ مبالغة فی التنظیف الا ان یکون صائمًا فلا یتفرج ولا یرخی مقعدهٗ کیلا ینفذ البلة الی الداخل فتفسد**

صومہ (منیۃ المصلی مع صغیری) یعنی استنجاء کے وقت کھل کر بیٹھے تا کہ صفائی اچھی طرح ہو جائے، ہاں روزہ دار ہو تو اتنا کھل کر نہ بیٹھے۔ ایسا نہ ہو کہ پانی کی تراوت اندر نفوذ کر جائے اور روزہ ٹوٹ جائے۔ دیکھئے! فلسفہ بھی ساتھ ہی صغیری شرح منیہ میں مذکور تھا، آپ کو نظر نہیں آیا۔

(۸۶)......آپ کے پاس کوئی صحیح حدیث ہو کہ تراوت کے نفوذ سے روزہ نہیں ٹوٹتا تو ہم ضد نہیں کریں گے، مان لیں گے کہ مسئلہ صحیح نہیں۔

(۸۷)......آنحضرت ﷺ نے فرمایا: **انما الافطار مما دخل ولیس مما خرج** (ابویعلی) حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور عکرمہ فرماتے ہیں: **الصوم مما دخل ولیس مما خرج** (بخاری ج۱/ص۱۶۰) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں: **امام الوضوء مما خرج ولیس مما دخل والفطر فی الصوم مما دخل لیس مما خرج** (عبدالرزاق) آنحضرت ﷺ نے فرمایا: **بالغ فی الاستنشاق الا ان تکون صائما** (ابوداؤد، ترمذی وقال ہذا حدیث حسن صحیح) جب ناک کی میل کچیل کے لئے مبالغہ کرنے کا حکم ہے تو مقام نجس کی صفائی میں مبالغہ کیسے ممنوع ہوگا، لیکن روزے دار کو ناک کے پانی میں مبالغہ سے بچنے کا حکم ہے کہ کہیں تراوت نفوذ نہ کر جائے تو یہاں بھی یہ خطرہ موجود ہے۔ آپ کو اگر فقہ سے ضد ہے تو آپ استنجاء کے وقت صفائی نہ کیا کریں اور روزہ میں جان بوجھ کر اس مقام میں پانی ڈال لیا کریں تا کہ فقہ حنفی کی مخالفت کا ثواب مل کر روزہ اور کامل ہو جائے۔

(۸۸)......صفحہ ۱۵ پر شراب چاٹنے کا مسئلہ لکھا ہے تو اس میں بھی شیطان کی طرح غلط مطلب نکالا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جس طرح پانی پاک اور پاک کرنے والا ہے اسی طرح

تھوک بھی بوقت ضرورت پاک کرنے والا ہے۔ چنانچہ ابن ابی شیبہ میں ہے۔ **کان بعض امهات المؤمنين لتفرض الدم عن ثوبها بريقها.** خود بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عائشہؓ کے کپڑے کو حیض کے خون کا دھبہ لگا تو انہوں نے تھوک سے صاف کرلیا۔ حضرت عمرؓ اور حضرت حسن بن علیؓ نے خون کو تھوک سے صاف کیا (ابن ابی شیبہ) معلوم ہوا کہ تھوک طاہر اور مطہر ہے، اس سے نجاست صاف ہو جاتی ہے۔

(۸۹) ...... آپ نے اعتراض کس طرح کیا جبکہ آپ کے مذہب میں الخمر (شراب) پاک ہے (کنز الحقائق ص ۱٦، نزل الابرار ج ۱/ص ۴۹، عرف الجادی صفحہ ۱۰، بدور الاہلہ صفحہ ۱۵) آپ نے خود بھی مان لیا ہے تو آپ کے ہاتھ پر خمر (شراب) لگی ہو تو ہاتھ بھی پاک، زبان سے چاٹیں تو زبان بھی پاک، منہ بھی پاک۔ آپ کوئی حدیث پیش کریں کہ پاک چیز کو چاٹنا منع ہے۔

(۹۰) ...... ہمارے مذہب میں خمر چونکہ نجاست غلیظہ ہے، اس لئے اس کا ایک قطرہ کنوئیں میں گر جائے تو سارا کنواں ناپاک ہو جاتا ہے، اس کا پانی پینا تو کجا اس سے نہانا اور کپڑے دھونا بھی جائز نہیں ہے۔ جب ایسے پانی کا پینا جائز نہیں جس میں ایک قطرہ شراب کا گرا ہو تو خاص شراب کا چاٹنا کیسے جائز ہو سکتا ہے۔

(۹۱) ...... ہاں آپ کے مذہب میں حلال جانوروں کا پیشاب پاخانہ بطور دوا استعمال کرنا جائز ہے (فتاویٰ ستاریہ ج ۱/ص ۵٦ و ج ۱/ص ۸۹، فتاویٰ ثنائیہ ج ۲/ص ٦۷) اور ایک قول میں منی کھانا بھی جائز ہے (فقہ محمدیہ ج ۱/ص ۴٦) غذا بھی مل گئی دوا بھی۔

(۹۲) ...... آپ نے اپنے جواب کو کھوٹے پیسے سے تشبیہ دی، آپ کے ۱٦ صفحات میں صرف یہی ایک بات سچی ہے، کیونکہ آپ ان مسائل میں سے کسی ایک کا جواب بھی

نہیں دے سکے۔ حالانکہ ان کا جواب آسان تھا۔ آپ ہمارے شکرگزار ہوتے کہ ہمیں ہمارے اکابر کے مسائل سے آپ نے آگاہ کیا ہے، واقعی یہ ہمارے اکابر ان پر عامل تھے۔ ہم بھی اب جمعہ کے خطبات میں ان کا اعلان کریں گے، خود بھی عمل کریں گے، دوسروں کو بھی دعوت دیں گے۔ یعنی جو ہمارے ہم مذہب ہوں گے۔ یا ان کا جواب یہ تھا کہ ہمارے ان اکابر نے قرآن و حدیث کے نام پر یہ جھوٹے مسائل بیان کئے ہیں، جب ہمارے بڑے قرآن و حدیث کے نام سے دھوکا دیتے تھے تو ان سے بھی بچو اور ہم سے بھی بچ جاؤ۔

یا اس کا جواب یہ تھا کہ ہمارے اکابر قیاس کو کارِ شیطان کہا کرتے تھے، مگر خود شیطان سے بھی بدتر قیاس کیا کرتے تھے۔ یہ جو جان چھڑانے کے لئے کہا ہے کہ ہم ان کو نہیں مانتے، پھر ان کی حمایت میں سولہ صفحات مغلظات ہمیں لکھی ہیں، یہ کھلی منافقت ہے کہ ان کو مانتے بھی نہیں مگر ان کی حمایت اتنی کہ جھوٹ، فریب، خیانت، گالی سے بھی پرہیز نہیں۔ اس لئے یہ کھوٹا پیسہ نامنظور ہے۔ ان کا صحیح جواب لکھیں، جس کا ہمیں قیامت تک انتظار رہے گا۔

(۹۳) ......آپ نے لکھا ہے: ''آج حنفی دوستوں سے جنگ جاری ہے اور ان شاء اللہ اس وقت تک جاری رہے گی جب تک احناف اپنی فقہ کو چھوڑ کر کتاب و سنت پر نہیں آجاتے۔'' اس پر میں یہ کہوں گا:

ایاز قدرِ خویش بشناس، کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ

برخوردار! ابھی تک تو فقہ حنفی کو تم اپنے مدارس سے نہیں نکال سکے، فقہ حنفی خود تمہارے مدارس میں تمہارے سینے پر مونگ دل رہی ہے۔ ابھی تک تو تم اپنے فتاووں

سے فقہ حنفی کو خارج نہیں کر سکے، فتاویٰ غزنویہ، فتاویٰ ثنائیہ، فتاویٰ ستاریہ، فتاویٰ علمائے حدیث میں فقہ حنفی کے حوالے موجود ہیں۔ جو کام تمہارے بڑوں سے نہ ہوسکا وہ تم کرو گے۔

(۹۴) .... آپ کو تو مذہب حنفی کا معنی بھی نہیں آتا۔ مذہب حنفی ان مسائل کا نام ہے جو مفتیٰ بہا ہیں اور ہر جگہ حنفی ان پر عمل کر رہے ہیں۔ ان مسائل پر آپ تو کیا آپ کے بڑوں سے بھی کوئی معقول اعتراض نہیں ہوا۔ ہاں جس طرح قرآن پاک میں بعض شاذ قرأتیں ایسی ہیں جن کو قاری کبھی نہیں پڑھتے یا ضعیف و شاذ احادیث ہیں جن پر کسی علاقہ کے مسلمان عمل نہیں کرتے، اسی طرح فقہ کی بڑی کتابوں میں بعض ضعیف اور شاذ اقوال ہیں جن پر کسی علاقہ میں بھی احناف کا عمل نہیں، کیونکہ وہ مفتیٰ بہ نہیں ہیں۔ جو آپ تو کیا آپ کی حکومت برطانیہ سے بھی پہلے کبھی احناف کا عمل ثابت نہیں، ایسے خلاف مذہب شاذ اقوال پر اعتراض مذہب حنفی پر اعتراض نہیں۔ جتنے اقوال پر تم آج اعتراض کر رہے ہو ان پر نہ احناف کا فتویٰ، نہ کسی علاقے میں عمل، لیکن تم اپنی جہالت سے اس کو مذہب حنفی سمجھتے ہو۔

(۹۵) .... ہاں فقہ حنفی اگر آپ ہم سے چھڑانا چاہتے ہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ درمختار، عالمگیری، منیۃ المصلی جن کتابوں کو آپ ہم سے چھڑانا چاہتے ہیں ہم وہ کتابیں لے کر بیٹھیں گے اور ترتیب وار ایک ایک مسئلہ آپ کو عربی میں لکھوائیں گے۔ آپ ہر ہر مسئلے کے خلاف ایک ایک آیت قرآنی جو صریح ہو پیش فرماتے جائیں یا ایک ایک حدیث صحیح، صریح، غیر معارض پیش کرتے جائیں اور قرآن و حدیث کے علاوہ کسی اُمتی کے قول کا نام بھی نہ لیں۔ اس طرح مکمل فقہ حنفی کو آپ چیک کروا دیں، ہم وعدہ کرتے

ہیں کہ ہم فقہ حنفی کو چھوڑ دیں گے۔ لیکن آپ ایسا کبھی نہ کرسکیں گے تو پھر اس قسم کی لن ترانیوں، شیخیوں اور شوخیوں سے باز آؤ۔ جب تک فقہ کے ہر مسئلہ کے خلاف صحیح حدیث پیش نہ کرلو اس وقت تک چھٹی نہیں ملے گی، اب اپنی کتاب ہدیۃ المہدی کے چند اور حوالے سن لیں۔

(۹۶) .... یہ کتاب ہدیۃ المہدی اللہ تعالیٰ کے الہام سے لکھی گئی ہے اور امام مہدی کے لئے ہدیہ کی گئی ہے (ج۱/ص۳)

(۹۷) ....اے اللہ! اس کتاب کی تالیف اور تکمیل میں انبیاء علیہم السلام اور صالحین اور ملائکہ مقربین کی ارواح سے میری مدد فرما، خصوصاً امام حسن بن علیؓ کی روح اور شیخ عبدالقادر جیلانی (مقلد حنبلی) اور شیخ ابن تیمیہ (حنبلی) اور مجدد الف ثانی (حنفی) کی ارواح سے میری مدد فرما (ج۱/ص۴) کتنی مقدس کتاب ہے۔ ایاک نستعین کی پوری تفسیر۔

(۹۸) .... یہ کتاب خدا کے الہام سے اہل حدیث کے لئے لکھی گئی ہے (ج۱/ ص۳،۴) ائمہ مجتہدین کے اقوال کو اونٹ کا پاد اور گدھوں کی ہنہناہٹ کہتا ہے (ج۱/ ص۱۰۲) مقلدین کو گدھوں سے تشبیہ دیتا ہے (ج۱/ص۱۰۵) یعنی غالی اور متعصب غیر مقلد ہے۔

(۹۹) .... غیر مقلدین کے نزدیک اللہ تعالیٰ ان صفات سے موصوف ہے: الاستھزاء والسخریۃ والمکر والخداع والکید. یعنی ٹھٹھا مذاق کرنے والا مسخرہ، مکار، فریبی، دھوکے باز (ہدیۃ المہدی ج۱/ص۷)

(۱۰۰) ....غیر مقلدین کے نزدیک خدا جس شکل میں چاہے ظاہر ہوسکتا ہے (ج۱/ص۹)

(۱۰۱)....... غیر مقلدین کے نزدیک خدا انسان کی طرح عرش و کرسی پر چڑھتا اُترتا ہے اور عرش خدا سے خالی بھی ہو جاتا ہے (ج ا/ص ۱۰)

(۱۰۲)....... غیر مقلدین کے نزدیک رام چندر، لچھمن اور کرشن نبی ہیں، ان پر ایمان لانا واجب ہے (ج ا/ص ۸۵)

(۱۰۳)....... مسلمان انبیاء علیہم السلام کے ناموں پر نام رکھتے ہیں۔ غیر مقلدین کو بھی اپنے نام رام چندر، لچھمن، کرشن رکھنے چاہئیں۔

(۱۰۴)....... شاہ ولی اللہؒ اور ابن جریر طبریؒ نے جو خدا کی حرکت و انتقال کا انکار کیا ہے یہ ان کی غلطی ہے (ج ا/ص ۱۱)

(۱۰۵)....... خدا تعالیٰ بھی حوادث کا شکار ہو سکتا ہے۔ اس کا انکار غزالی، رازی، ابن فورک اور فلاسفہ کی خرافات ہیں (ج ا/ص ۱۲)

(۱۰۶)....... غیر مقلدین کے نزدیک اگر کسی کی تعظیم کے لئے اس کو رکوع، سجدہ کرے یا اس کا طواف کرے اور یہ سمجھے کہ یہ خدا نہیں، ہاں شعائر اللہ ہیں تو یہ شرک نہیں۔ بلکہ قرآن میں ہے: **وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْب. وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّه.** حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے رسولِ اکرم ﷺ کو سجدہ کیا تو آپ نے دوبارہ ایمان لانے کا حکم نہیں دیا، صرف منع فرمایا اور اہلِ جنت اپنے گھروں کو سجدہ کیا کریں گے (ج ا/ص ۱۴)

(۱۰۷)....... غیر مقلدین کے نزدیک عبدالحسین، غلام علی، عبدالنبی نام رکھنا یا محض محبت سے یا رسول اللہ، یا علی، یا حیدر کرار، یا مدار، یا سالار، یا محبوب، یا غوث کبھی کبھار کہنا شرکِ اکبر نہیں ہے (ہدیۃ المہدی ج ا/ص ۱۶)

(۱۰۸) ...... غیر مقلدین کے نزدیک جو انبیاء اور اولیاء وصال فرما چکے ہیں ان سے مدد مانگنا اس عقیدہ سے کہ جس طرح خدا نے آگ کو جلانے اور سقمونیا کو دست لانے کی قوت عطا کی ہے اسی طرح ان کو بھی مدد دینے کی قوت ہے، شرک نہیں (ج۱/ص۱۶، ۱۷)

(۱۰۹) ...... غیر مقلدین کے نزدیک انبیاء اور شہداء اپنی قبور میں زندہ ہیں، ان سے استغاثت اور استغاثہ جائز ہے (ج۱/ص۲۲)

(۱۱۰) ...... غیر مقلدین کے نزدیک غیر اللہ کو مطلقاً پکارنا خواہ زندہ ہو یا مردہ جائز ہے، جیسا کہ نابینے نے حضور ﷺ کو یا محمد کہا اور حدیث میں ہے کہ یا عباد اللہ اعینونی حضرت عمرؓ نے ''وا محمداہ'' پکارا اور حضرت اویس قرنی نے حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد یا عمر یا عمر پکارا (ہدیۃ المہدی ج۱/ص۲۳)

(۱۱۱) ...... غیر مقلدین کے بانی مبانی نواب صدیق الحسن خاں، قاضی شوکانی اور ابن القیم کو پکارا کرتے تھے:

قبلۂ دیں مددی کعبہ ایماں مددی
ابن قیم مددی قاضی شوکاں مددی

(ہدیۃ المہدی ج۱/ص۲۳)

(۱۱۲) ...... عام لوگ جو یا رسول اللہ، یا علی، یا غوث پکارتے ہیں محض اتنے سے وہ مشرک نہیں ہو جاتے، کیونکہ خود رسول اقدس ﷺ نے بدر کے گڑھے میں کافروں کو پکارا اور نابینے نے حضور ﷺ کو پکارا (ج۱/ص۲۴)

(۱۱۳) ...... غیر مقلدین کے نزدیک اگر کوئی شخص نبی، علی، ولی کو اس عقیدے سے پکارے کہ ان کو خدا نے ایسی قوت سماع دی ہے کہ وہ ساری زمین سے جہاں کوئی

پکارے سن لیتے ہیں تو یہ شرک نہیں (ہدیۃ المہدی ج ۱/ص ۲۵)

(۱۱۴)...... غیر مقلدین کے نزدیک قبروں کو چومنا، قبروں کا طواف کرنا شرک نہیں، بعض کے نزدیک جائز ہے اور بعض کے نزدیک صرف مکروہ ہے۔

(ہدیۃ المہدی ج ۱/ص ۲۹)

(۱۱۵)...... غیر مقلدین کے نزدیک امام موسیٰ کاظم کی قبر پر دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے۔ امام شافعیؒ، امام ابوحنیفہؒ کی قبر سے تبرک حاصل کیا کرتے تھے۔ حضرت بی بی فاطمہؓ شہدائے اُحد کی قبروں پر جا کر دُعا کیا کرتی تھیں (ہدیۃ المہدی ج ۱/ص ۳۲)

(۱۱۶)...... غیر مقلدین کے نزدیک سلف خلف سب، نیک لوگوں کے نشانات، کنوؤں، چشموں سے تبرک حاصل کرتے تھے (ج ۱/ص ۳۴)

(۱۱۷)...... غیر مقلدین کے نزدیک سید احمد کبیر کی گائے، شیخ صدرالدین کا بکرا، اوجالا شاہ کا مرغا اگر اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جائے تو حلال ہے (ہدیۃ المہدی ج ۱/ص ۳۹)

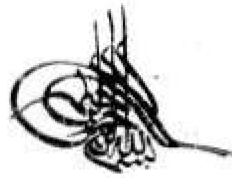
(۱۱۸)...... غیر مقلدین کے نزدیک کسی نبی یا ولی سے یوں دُعا کرائے کہ تم دُعا کرو کہ خدا میری فلاں حاجت پوری کر دے، اگر حاجت پوری ہوگئی تو ایک بکرا صدقہ دوں گا، یہ بالکل جائز ہے (ہدیۃ المہدی ج ۱/ص ۴۱)

(۱۱۹)...... غیر مقلدین کے نزدیک علماء اور امراء کے سامنے زمین چومنا حرام نہیں صرف مکروہ ہے (ج ۱/ص ۴۲)

باقی ان شاء اللہ بشرطِ زندگی پھر عرض کروں گا۔

موضوع بحث منجانب اہل السنۃ والجماعۃ

(مسئلہ تقلید)



اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. اَمَّابَعْد :

مسائلِ اجتہادیہ میں جو خود اجتہاد کر سکتا ہو اسے مجتہد کہتے ہیں۔ اس پر اجتہاد کرنا واجب ہے۔ جو شخص خود اجتہاد کی اہلیت نہ رکھتا ہو اس پر تقلید واجب ہے، اس کو مقلد کہتے ہیں۔ جو شخص نہ خود اجتہاد کی اہلیت رکھتا ہو، نہ تقلید کرے اُس پر تعزیر واجب ہے، اس کو غیر مقلد کہتے ہیں۔

۱۳۲۵ھ میں علمائے حرمین شریفین نے علمائے دیوبند سے چند سوالات پوچھے جن میں سوال نمبر ۸، ۹ یہ تھا:

سوال ......تمام اصول وفروع میں چار اماموں میں سے کسی ایک امام کا مقلد بن جانا درست ہے یا نہیں؟ اور اگر درست ہے تو مستحب ہے یا واجب اور تم کس امام کے مقلد ہو؟

جواب ......اس زمانہ میں نہایت ضروری ہے کہ چار اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید کی جائے، بلکہ واجب ہے، کیونکہ ہم نے تجربہ کیا ہے کہ ائمہ کی تقلید چھوڑنے اور

اپنے نفس و ہوا کی اتباع کرنے کا انجام الحادو زندقہ کے گڑھے میں جا گرنا ہے۔ اللہ پناہ میں رکھے اور بایں وجہ ہم اور ہمارے مشائخ تمام اصول و فروع میں امام المسلمین ابوحنیفہؒ کے مقلد ہیں، خدا کرے اسی پر ہماری موت ہو اور اسی زمرہ میں ہمارا حشر ہو (المہند علی المفند یعنی عقائد علمائے اہل السنۃ دیوبند صفحہ ۴۳) اس پر ۲۴ متقدمین علماء اہل السنۃ دیوبند اور ۳۷ متاخرین علمائے اہل السنۃ دیوبند کے دستخط ہیں۔ اس کے بعد اس جواب پر علمائے حرمین شریفین، علمائے مصر، علمائے شام کی بھی تصدیقات لکھی گئیں اور سب نے علماء دیوبند کو اہل سنت قرار دیا۔

بعد ازاں جب حرمین شریفین میں موجودہ سعودی حکومت قائم ہوئی تو اس حکومت نے بھی تقلید کے خلاف کوئی حکم نافذ نہ فرمایا بلکہ حضرت امام عبداللہ بن شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے مکہ مکرمہ میں اعلان فرمایا:

ہمارا مسلک:

ہم فروعی مسائل میں امام احمد بن حنبلؒ کے طریقہ پر ہیں، چونکہ ائمہ اربعہ (ابوحنیفہ، مالک، شافعی، احمد بن حنبل) رحمہم اللہ کا طریقہ منضبط ہے، اس لئے ہم ان کے کسی مقلد پر انکار نہیں کرتے۔ ان کے سوا چونکہ اور لوگوں مثلاً روافض، زیدیہ، امامیہ وغیرہ کے مذاہب منضبط نہیں ہیں اس لئے ہم ان کو تسلیم نہیں کرتے۔ ہم لوگوں کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ چاروں ائمہ میں سے کسی ایک کی تقلید کریں (الہدیۃ السنیہ مؤلفہ علامہ سلیمان بن سمحان نجدی کا اردو ترجمہ تحفہ وہابیہ اسماعیل غزنوی ص ٦١)

حرم پاک مکہ مکرمہ میں جب چار مصلے تھے تو بھی غیر مقلدین کا مصلیٰ وہاں نہ تھا، اب ایک مصلیٰ ہے تو بھی حنابلہ کا ہے نہ کہ غیر مقلدین کا۔ غیر مقلدین کے شیخ الکل

کی معیار الحق بار دوم ۱۲۹۷ھ پر ہے کہ عامی پر مجتہد اہل السنۃ کی مطلق تقلید واجب ہے اور شخصی مباح (ص ۴۲) مولانا محمد حسین بٹالوی (۱۳۳۸ھ) نے اشاعۃ السنہ میں، مولانا ثناء اللہ امرتسری (۱۹۴۸ء) نے اخبار اہل حدیث میں، مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی (۱۹۵۶ء) نے تاریخ اہل حدیث میں مولانا سید محمد داؤد غزنوی (۱۹۶۳ء) نے ''داؤد غزنوی'' میں اسی بات کو دُہرایا۔ گویا جماعت اہل حدیث کے پنج تن پاک کا ۱۹۶۳ء تک مطلق تقلید کے وجوب اور شخصی کے مباح ہونے پر اتفاق رہا ہے۔ جس طرح ہم نے اپنا مسلک اپنی مستند کتاب کے حوالہ سے لکھا آپ بھی اپنی مستند کتاب کے حوالہ سے تقلید کے بارے میں تحریر کر کے بھیج دیں اور یہ بھی وضاحت کریں کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے جن علماء نے المہند پر تصدیق لکھی اور موجودہ سعودی حکومت کا مسلک اور مذکورہ پانچ اہل حدیثوں کا مسلک مشرکانہ ہے یا نہیں؟

نوٹ: آپ کی جماعت کی مستند کتاب کے حوالہ کے بغیر کوئی تحریر متعلق حکم تقلید مطلق، تقلید شخصی ہرگز مقبول نہ ہوگی۔



شرائط مناظرہ

مابین اہل السنۃ والجماعۃ وغیر مقلدین

﴿مسئلہ تقلید﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. اَمَّابَعْد :

دلائل:

(۱)....... غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ وہ صرف قرآن اور حدیث کو دلیل مانتے ہیں۔ اس لئے غیر مقلد مناظر قرآن کی آیت یا صریح صحیح غیر معارض حدیث کے علاوہ کچھ نہیں کہے گا، اگر کہے گا تو اس کا کوئی جواب نہیں دیا جائے گا، بلکہ انتظامیہ اسے روکے گی، اگر نہ رُکا تو اس کی شکست کی تحریر دے گی۔ اہل السنۃ والجماعت مناظر کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ، اجماعِ اُمت اور قیاس سے استدلال کرے گا۔ وہ ان چاروں دلیلوں سے باہر نہیں نکلے گا، اگر نکلے تو اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا جائے گا، بلکہ روکنے پر نہ رُکے تو اس کی شکست کی تحریر دی جائے گی۔

نام:

(۲)....... جس طرح منکرین سنت کو قرآن نے کبھی اہلِ قرآن نہیں کہا، اسی طرح

منکرین اجماع و قیاس و فقہ کو قرآن و حدیث میں کہیں اہل حدیث نہیں کہا گیا۔ غیر مقلدین کے نزدیک چونکہ قرآن و حدیث کے علاوہ کوئی دلیل شرعی نہیں اس لئے وہ اہل حدیث نام استعمال نہیں کریں گے۔ کیونکہ قرآن و حدیث سے ثابت نہیں۔ اہل السنۃ بننے کا حضور ﷺ نے حکم دیا: علیکم بسنتی (الحدیث) من رغب عن سنتی فلیس منی (الحدیث) اس لئے اہل السنۃ والجماعۃ نام ہم استعمال کریں گے۔

(۳)......قرآن پاک کا نام اہلِ قرآن بھی لیتے ہیں، اہل حدیث بھی، قادیانی بھی، اہل السنۃ بھی، لیکن اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اس ملک میں قرآن پاک اہل السنۃ ہی لائے۔ انگریز کے دور سے پہلے کی ان کی تفاسیر، تراجم، حواشی موجود ہیں لیکن اہلِ قرآن، قادیانی اور غیر مقلدین کا کوئی ترجمہ یا تفسیر یا حاشیہ قرآن انگریز کے دور سے پہلے کا نہیں۔ پھر یہ بھی یاد رہے جو قرآن یہاں پڑھا جا رہا ہے وہ قاری عاصم کوفی کی قرأت اور قاری حفص کوفی کی روایت ہے۔

(۴)......جس طرح اہلِ قرآن نام سے یہ دھوکا نہیں ہونا چاہئے کہ شاید قرآن اہلِ قرآن کا ہی ہے، اس لئے اہل حدیث نام رکھ لینے سے اس دھوکا میں نہیں آنا چاہئے کہ حدیث کی کتابیں غیر مقلدین کی ہیں، کیونکہ حدیث، فقہ، تفسیر اور اُصولِ فقہ کی تمام کتابیں اہل السنۃ کی ہیں، کسی ایک مؤلف کے بارے میں بھی یہ ثابت نہیں کہ وہ نہ اجتہاد کی اہلیت رکھتا تھا نہ تقلید کرتا تھا، بلکہ مجتہدین کو بوجہ قیاس ابلیس اور مقلدین کو مشرک کہتا تھا۔ جب تک غیر مقلد مناظر کسی کتاب کے بارے میں یہ ثابت نہ کر دے گا کہ اس کا مؤلف نہ مجتہد تھا نہ مقلد بلکہ مجتہد کو ابلیس اور مقلد کو مشرک کہتا تھا، اسے اپنی کتاب نہ کہے گا۔

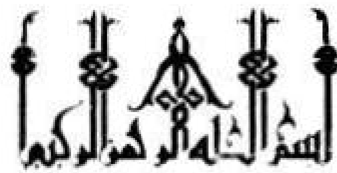
(۵) .... ہم غیر مقلدین کی وہ کتابیں ان کے مقابلہ میں پیش کریں گے جن کا غیر مقلد ہونا ان کے اقرار یا تاریخی شہادت سے ثابت کریں گے۔

(٦) .... مناظرہ صرف تحقیقی دلائل کا نام ہوتا ہے، اس لئے تحقیقی دلائل سے آگے نہیں بڑھے گا۔ الزامی جواب مناظرہ کا حصہ نہیں ہوتا، اس لئے الزامی جوابات کی بجائے تحقیقی جوابات ہی ہوں گے۔ اگر غیر مقلد مناظر تحقیقی جوابات سے گریز کر کے الزامی جوابات پر آیا تو ہم اس کے مقابلے میں الزاماً ہر غیر مقلد کی کتاب پیش کریں گے خواہ وہ تقلید چھوڑ کر نیچری بنا ہو یا چکڑالوی، قادیانی بنا ہو یا لا مذہب۔

(۷) .... خلط مبحث نہیں ہوگا، زیر بحث مسائل اجتہادیہ میں مجتہدین کی تقلید ہے جو کتاب وسنت پر لگانے والے ہیں، اس تقلید سے بھاگ کر کفار کی تقلید کی طرف جانا جو کتاب وسنت سے ہٹانے والی ہے خلط مبحث ہوگا اور یہود کی طرح تحریف وتلبیس ہوگی جو شکست کی علامت ہوگی۔

(۸) .... وقت مناظرہ دو گھنٹے ہوگا۔ پہلے گھنٹے میں غیر مقلد مناظر مسائل اجتہادیہ میں عامی کے لئے تقلید مطلق کا وجوب اور شخصی کی اباحت ثابت کرے گا یا مستند کتاب سے حرام اور شرک کا حکم دِکھا کر حرام اور شرک ثابت کرے گا، پھر فیصلہ لکھا جائے گا کہ کیا واقعی قرآن اور اپنی حدیث کی کتاب سے اس نے اپنا دعویٰ ثابت کر دیا۔ دوسرے گھنٹے میں اہل السنۃ مناظر ثابت کرے گا کہ مسائل اجتہادیہ میں عامی کے لئے مجتہد کی تقلید مطلق واجب بالذات اور شخصی واجب بالغیر ہے، پھر فیصلہ لکھا جائے گا کہ اہل السنۃ مناظر نے اپنا دعویٰ ثابت کر دیا یا نہیں۔ فقط

غیر مقلدین سے دین سے متعلق دوسوایک (۲۰۱) سوالات



پیش لفظ:

آج کل ہر باطل فرقہ کی طرف سے اہل حق پر سوالات کی بھر مار رہتی ہے لیکن انکے اکثر سوالات باطل ہوتے ہیں اس لئے صحیح اور غلط سوالات کی پہچان ضروری ہے، اصول مناظرہ میں یہ وضاحت ہے کہ مناظرہ میں دو فریق ہوتے ہیں، مدعی اور سائل۔ مدعی اس کو کہتے ہیں جو کسی حکم شرعی کو ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہے، اور سائل اس کو کہتے ہیں جو مدعی کے دعویٰ کا انکار کر رہا ہو۔ اور سائل کی صرف تین ہی قسمیں ہیں۔ مانع، ناقض اور معارض۔ الغرض سائل کے سوالات ثلاثہ کا تعلق مدعی کے دعویٰ سے ہوتا ہے جب مدعی کا دعویٰ سامنے نہ آئے سوالات ممکن ہی نہیں۔

مثال: انبیاء علیہم السلام دعویٰ نبوت کرتے تھے اب منکرین کو سوال کا حق تھا مگر ان سوالات کا جو دعویٰ نبوت سے متعلق ہوں لیکن کفار آپ ﷺ سے ایسے سوالات کرتے تھے جو دعویٰ نبوت کی بجائے دعویٰ الوہیت سے متعلق تھے کہ ہم پر آسمان گرا دو۔

ہمارے سامنے آسمان پر جا کر کتاب لاؤ وغیرہ۔ یہ سوالات غلط تھے کیونکہ آپ ﷺ کے دعویٰ کے مطابق نہیں تھے۔

مثال: ایک شخص کا دعویٰ ہے کہ میں صرف قرآن کو مانتا ہوں سنت کونہیں مانتا تو ہم ان سے سوال اس طرح کریں گے کہ قرآن پاک سے گدھے کا حلال یا حرام ہونا دکھلاؤ، صرف قرآن پاک سے مکمل نماز کا طریقہ دکھاؤ۔ تو ہمارے یہ سوالات درست ہیں کیونکہ یہ اس کے دعویٰ کے مطابق ہیں لیکن اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ میں قرآن اور حدیث کو مانتا ہوں تو اس سے یہ سوال کرنا کہ مکمل نماز صرف قرآن سے دکھاؤ یہ سوال غلط ہے کیونکہ اس کے دعویٰ کے خلاف ہے۔ ہاں اس سے صحیح سوال یوں ہوگا کہ اپنی نماز کا ہر ہر مسئلہ جو ہم پوچھیں اور وہ بات تمھارے عمل میں ہو اس کا جواب صرف قرآن یا حدیث سے دو۔ اگر آپ نے کسی ایک جزئی مسئلے میں اجماع یا قیاس شرعی کا سہارا لیا اور امتی کے قول سے استدلال کیا تو آپ کا دعویٰ جھوٹا ہو جائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیر مقلدین کے اکثر بلکہ تمام سوالات غلط ہوتے ہیں کیونکہ وہ فقہی مسائل میں یوں سوال کرتے ہیں کہ اس کا جواب قرآن یا حدیث سے دو حالانکہ جس نے اصول فقہ کی پہلی کتاب اصول الشاشی بھی پڑھی ہو وہ جانتا ہے کہ اصول فقہ چار ہیں۔ (۱) کتاب اللہ (۲) سنت رسول اللہ ﷺ (۳) اجماع امت (۴) قیاس شرعی۔ اس لئے فقہی مسائل میں یہ سوال کرنا کہ صرف قرآن یا حدیث سے دکھاؤ ایسا ہی غلط ہے جیسے غیر مقلدین کا یہ سوال کرنا کہ تمام مسائل صرف قرآن یا حدیث سے دکھاؤ۔ اس لئے لامذہب غیر مقلدین کا فرض ہے کہ سوال ہمارے دعویٰ کے موافق اس طرح کیا کریں کہ اس فقہی مسئلہ کا ثبوت قرآن پاک یا سنت نبویہ یا اجماع امت یا قیاس شرعی

سے دیں ورنہ ان کا سوال ہی غلط ہوگا۔ پہلے سوال کا حق کس کو ہے؟ اگر ایک شخص یہ کہتا ہے کہ صرف قرآن کافی ہے تو سوال کا حق سنت کے ماننے والے کو ہے اور یہ حق خود آنحضرت ﷺ نے دیا ہے اس لئے آپ کے بارے میں بالترتیب سوالات کرتے جائیں اور وہ صرف قرآن پاک سے ان کا جواب دے، اگر مکمل نماز کے سوالات کا جواب اس نے قرآن سے دے دیا تو وہ سچا ہوگیا، نہ دے سکا تو اس کا دعویٰ جھوٹا ہوگیا۔ اسی طرح ایک شخص دعویٰ کرے کہ نماز اور دین کے تمام جزئی مسائل صراحۃً قرآن اور حدیث صحیح صریح غیر معارض سے ثابت ہیں، ہم اس دعویٰ کے منکر ہیں کیونکہ بہت سے مسائل ہمارے نزدیک صراحۃً قرآن و حدیث سے ثابت نہیں بلکہ اجماع یا قیاس شرعی سے ثابت ہیں تو سوال کرنے کا حق ہمارا ہوگا ہم نماز کا اور دین کا ایک ایک مسئلہ ان سے پوچھتے جائیں کہ وہ ہر مسئلہ کا ثبوت صرف قرآن پاک یا حدیث صحیح صریح غیر معارض سے دیتے جائیں، اگر ان سب سوالات کا جواب وہ اپنے دعویٰ کے موافق دے گا تو ان کا دعویٰ سچا ہوگا ورنہ جھوٹا۔

اس لئے ہم نے نماز کے بارہ میں زیادہ تر وہ سوالات لکھے ہیں جو اکثر روزانہ ہر نمازی کو پیش آتے ہیں۔ اہل سنت والجماعت سے درخواست ہے کہ اگر ان کا کسی منکر حدیث سے پالا پڑے تو یہی سوالات اسطرح کریں کہ ان کا جواب صرف قرآن سے دو ان شاء اللہ العزیز اس کا دعویٰ جھوٹا ثابت ہوگا اور وہ ہرگز ان سوالات کے جواب قرآن سے نہ دے گا اور اگر آپ کا واسطہ کسی لا مذہب غیر مقلد سے پڑے تو اس سے ترتیب وار یہ سوالات اس طرح پوچھیں کہ ہر سوال کا جواب صرف قرآن کی آیت یا حدیث صحیح صریح غیر معارض سے دے انشاء اللہ العزیز آپ مشاہدہ کرلیں گے

کہ وہ لا مذہب لا جواب اور جھوٹا ثابت ہوگا اور اسکی ساری شیخی کرکری ہو جائیگی اور اسی کا دعویٰ عمل بالحدیث ایسا ہی باطل ہوگا جیسے منکر حدیث کا دعویٰ عمل بالقرآن باطل ہے۔ اسکے بعد ان کو حق ہوگا کہ ہم سے مکمل نماز کے بارہ میں سوالات کریں کہ فلاں فلاں مسئلہ قرآن یا سنت یا اجماع امت یا قیاس شرعی سے ثابت کریں ہم ان شاء اللہ العزیز ان کی خدمت کے لئے حاضر ہیں۔ زیادہ تر سوالات نماز کے بارے میں ہیں باقی دوسرے موضوعات سے متعلق ہیں۔

محمد امین صفدرؒ

سوال۱: کیا قرآن پاک میں نماز پڑھنے کا مکمل طریقہ بالترتیب و بالتفصیل موجود ہے؟

نوٹ: بالتفصیل سے مراد شرائط، ارکان، واجبات، سنن مؤکدہ، مستحبات، مباحات، مکروہات اور مفسدات ہیں۔ ان میں ہر ایک کی تعداد، ہر ایک کی تعریف، ہر ایک کے عمداً اور سہواً چھوٹ جانے کا حکم صراحۃً موجود ہونا ہے۔

سوال۲/۱: کیا صحیح بخاری شریف میں نماز پڑھنے کا مکمل طریقہ بالتفصیل و بالترتیب موجود ہے؟

۲/۲۔ کیا صحیح مسلم شریف میں نماز پڑھنے کا مکمل طریقہ بالتفصیل و بالترتیب موجود ہے؟

۲/۳۔ کیا سنن نسائی میں نماز پڑھنے کا مکمل طریقہ بالتفصیل و بالترتیب موجود ہے؟

۲/۴۔ کیا جامع ترمذی میں نماز پڑھنے کا مکمل طریقہ بالتفصیل و بالترتیب

موجود ہے؟

۲/۵۔ کیا سنن ابی داؤد میں نماز پڑھنے کا مکمل طریقہ بالتفصیل و بالترتیب موجود ہے؟

۲/۶۔ کیا سنن ابن ماجہ میں نماز پڑھنے کا مکمل طریقہ بالتفصیل و بالترتیب موجود ہے؟

نوٹ: جب صحاح ستہ میں سے کسی ایک کتاب میں بھی نماز کے مکمل مسائل بالتفصیل و بالترتیب موجود نہیں ہیں تو یہ چھ محدثین نماز کس طرح پڑھا کرتے تھے؟

سوال ۳: کیا کسی مسلمہ محدث نے کوئی نماز کی ایسی جامع کتاب مرتب فرمائی ہے جس میں نماز کا طریقہ مکمل بالتفصیل و بالترتیب ہو، اس میں ہر ہر مسئلہ صحیح صریح غیر معارض احادیث سے پیش فرمایا ہو۔ اور اس کتاب کی صحت پر کوئی آیت یا حدیث صریح دلیل ہو؟

سوال ۴: کیا آنحضرت ﷺ نے اپنی زیر نگرانی کوئی ایسی کتاب مرتب کروائی جس میں نماز کا مکمل طریقہ بالتفصیل و بالترتیب درج ہو اور وہ کتاب آج تک امت میں متداول ہو؟

سوال ۵: کیا خلفاء راشدین ؓ میں سے کسی خلیفہ راشد نے اپنی زیر نگرانی کوئی، نماز کی ایسی جامع کتاب مرتب کروائی جس کو آج تک امت میں تلقی بالقبول کا شرف حاصل ہو؟

سوال ۶: اس امت میں سب سے پہلے کس نے نماز کو بالتفصیل و بالترتیب مرتب کروایا جن کی مرتب نماز آج تک امت میں متداول ہے؟

نوٹ: آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ قیامت کو فرائض کا حساب ہوگا؟ اور ان میں اگر کمی ہوئی تو نوافل ۔سے پوری کی جائے گی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں فرائض اور سنتوں کا بیان فرمایا ہے؟

نماز پڑھنے سے پہلے جو باتیں ضروری ہیں ان کو ائمہ مجتہدین شرائط نماز کہتے ہیں، ائمہ اربعہ کی فقہ دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ امت کا اجماع ہے کہ نماز کی کچھ شرائط ہیں۔

سوال ۷: آپ بتائیں کہ نماز کی شرائط قرآن وحدیث میں کتنی مذکور ہیں اور کیا کیا ہیں؟

سوال ۸: آپ یہ بیان فرمادیں کہ نماز کے ارکان کون کون سے ہیں۔ رکن کی تعریف کیا ہے۔

سوال ۹: آپ یہ بیان فرمائیں کہ نماز میں واجبات کتنے ہیں۔ نیز واجب کی تعریف بھی بیان فرمائیں۔

سوال ۱۰: آپ یہ بیان فرمائیں کہ نماز میں کتنی چیزیں سنت مؤکدہ ہیں اور سنت مؤکدہ کی تعریف بھی بیان فرمائیں۔

سوال ۱۱/۱: آپ کے نزدیک نماز میں کتنے کام مستحب ہیں اور مستحب کی تعریف بھی بیان ہو۔ قرآن وصحیح صریح غیر معارض حدیث سے

۱۱/۲: آپ کے نزدیک نماز میں کتنے کام مباح ہیں اور مباح کی تعریف بھی بیان فرمائیں؟ قرآن وصحیح صریح غیر معارض حدیث سے

سوال ۱۲/۱: آپ کے نزدیک کتنی چیزوں سے نماز مکروہ ہوتی ہے اور مکروہ کی

تعریف بھی بیان کریں؟ قرآن یا صحیح صریح غیر معارض حدیث سے۔

۲/۱۲: آپ کے ہاں نماز میں کتنی باتیں نماز کو فاسد کرتی ہیں۔ باطل اور فاسد کی تعریف بھی بیان فرمائیں؟ قرآن یا صحیح صریح غیر معارض حدیث سے۔

سوال ۱/۱۳: آپ کے ہاں فجر کی نماز کی کتنی رکعتیں ہیں۔ سنت اور فرض کا لفظ صراحۃً حدیث میں ہو؟

۲/۱۳۔ آپ کے ہاں نماز ظہر کی کتنی رکعات ہیں سنت فرض یا نفل کا لفظ صراحۃً حدیث میں ہو؟

۳/۱۳۔ آپ کے ہاں نماز عصر کی کتنی رکعات ہیں سنت اور فرض کی صراحت حدیث میں ہو؟

۴/۱۳۔ آپ کے ہاں نماز مغرب کی کتنی رکعات ہیں۔ فرض وسنت کی تفصیل صراحۃً حدیث میں ہو؟

۵/۱۳۔ آپ کے ہاں نماز عشاء کی کتنی رکعات ہیں فرض، سنت، نفل کی تفصیل صراحۃً حدیث میں ہو؟

سوال ۱۴: آپ کے ہاں جو مجتہدین، محدثین اور دیگر مسلمان نماز کی شرائط، ارکان، واجبات، سنن، مکروہات، مفسدات کے قائل ہیں وہ مسلمان ہیں یا کافر؟

سوال ۱۵: تکبیر تحریمہ فرض ہے یا واجب یا سنت یا مستحب؟ حکم صراحۃً آیت یا حدیث میں مذکور ہو۔

سوال ۱۶: آپ کے ہاں تکبیر تحریمہ امام کے لئے بلند آواز سے کہنا سنت ہے اور مقتدی کے لئے آہستہ آواز سے۔ یہ حدیث میں دکھائیں۔

سوال ۱۷: اکیلے نمازی کے لئے تکبیر تحریمہ بلند آواز سے سنت ہے یا آہستہ آواز سے۔ قرآن یا حدیث سے دکھائیں۔

سوال ۱۸: تکبیر تحریمہ کے ساتھ رفع یدین فرض ہے یا سنت مؤکدہ۔ قرآن یا حدیث سے دکھائیں۔

سوال ۱۹: تکبیر تحریمہ کے ساتھ اگر رفع یدین نہ کرے تو نماز باطل ہوگی یا مکروہ؟ قرآن یا حدیث سے دکھائیں۔

سوال ۲۰: تکبیر تحریمہ کے بعد سینہ پر ہاتھ باندھنا فرض ہے یا سنت مؤکدہ؟

سوال ۲۱: جو لوگ ناف کے نیچے ہاتھ باندھتے ہیں ان کی نماز باطل ہے یا مکروہ؟

سوال ۲۲: ہاتھ باندھنے کے بعد ثناء پڑھنا آپ کے ہاں فرض ہے یا واجب یا سنت؟ صریح حدیث لائیں۔

سوال ۲۳: (امام کے لئے) ثناء بلند آواز سے پڑھنا سنت ہے یا آہستہ آواز سے پڑھنا سنت ہے۔

سوال ۲۴: کیا کسی حدیث پاک میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے کسی مقتدی نے دعائے استفتاح بلند آواز سے پڑھی تو آپ نے اسے خوش خبری سنائی کہ بارہ فرشتے تیری دعا کو لے جا رہے تھے، آخر غیر مقلد مقتدی اس حدیث پر عمل کیوں نہیں کرتے اور ثناء بلند آواز سے کیوں نہیں پڑھتے؟

سوال ۲۵: کیا کسی صحیح صریح غیر معارض حدیث میں مقتدیوں کو یہ حکم موجود ہے کہ وہ ثناء آہستہ پڑھیں؟

سوال ۲۶: کیا کسی حدیث میں آتا ہے کہ صحابی نے آنحضرت ﷺ کو ثناء پڑھتے سنا جس سے امام کا یا منفرد کا بلند آواز سے ثناء پڑھنا ثابت ہو؟

سوال ۲۷: آنحضرت ﷺ سے ثناء کے بارہ صیغے ثابت ہیں یہ سب دعائیں یاد کرنی ضروری ہیں یا ایک آدھ یاد کر لینا کافی ہے، آنحضرت ﷺ نے اس بارہ میں کیا فرمایا ہے؟

سوال ۲۸: ان دعاؤں میں سے سبحانك اللهم کے پڑھنے کا تو آپ نے حکم دیا کیا کسی اور دعا کا بھی حکم دیا ہے؟

سوال ۲۹: آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے خلفاء راشدین نے سبحانك اللهم کے سوا کسی اور دعا پر مواظبت فرمائی ہو تو اس کی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش فرمائیں؟

سوال ۳۰: اگر کوئی شخص ثناء نہ پڑھے تو اس کی نماز باطل ہو گی یا مکروہ؟ قرآن یا حدیث صحیح صریح غیر معارض پیش فرمائیں۔

سوال ۳۱: اگر کوئی شخص ثناء کی جگہ بھول کر التحیات پڑھ لے تو نماز دوبارہ پڑھے یا سجدہ سہو کرے؟ قرآن یا حدیث دکھائیں۔

سوال ۳۲: کیا کسی صحیح صریح غیر معارض حدیث میں یہ صراحت ہے کہ آنحضرت ﷺ ثناء کے متصلاً بعد اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم پڑھتے تھے؟

سوال ۳۳: یہ تعوذ پڑھنا فرض ہے یا واجب یا سنت، حکم صریح حدیث سے دکھائیں؟

سوال ۳۴: یہ تعوذ آنحضرت ﷺ نے صحابہ کو نماز سے پہلے سکھایا یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے نماز میں آپ ﷺ کو پڑھتے سنا تو نماز میں تعوذ کا بلند آواز سے پڑھنا سنت ہے یا

آہستہ آواز سے، صریح حدیث لائیں؟

سوال ۳۵: کیا دوسری، تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ سے پہلے تعوذ پڑھنے سے آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا ہے فاذا قرأت القرآن فاستعذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم سے کیا ثابت ہوتا ہے؟

سوال ۳۶: کیا کسی حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے جماعت کرائی اور تعوذ بلند آواز سے پڑھا۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور آپ کے مقتدیوں کی یہ نماز صحیح ہوئی یا مکروہ؟ حدیث صریح سے حکم بتائیں۔

سوال ۳۷: بعض غیر مقلدین کو جماعت کراتے دیکھا گیا ان کا امام تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بلند آواز سے پڑھتا ہے اور مقتدی آہستہ آواز سے کیا کسی صریح حدیث میں یہ فرق موجود ہے کہ امام کے لئے تسمیہ بلند آواز سے سنت ہے اور مقتدی کے لئے آہستہ آواز سے سنت ہے؟

سوال ۳۸: آنحضرت ﷺ اور آپ کے خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم نے جہر تسمیہ پر مواظبت فرمائی یا سر تسمیہ پر؟

سوال ۳۹: کیا کسی حدیث میں ہے کہ بسم اللہ بالجہر بدعت ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو بدعت سے بہت بغض تھا کیا فعل رسول ﷺ کو بدعت کہنے والے اور فعل رسول ﷺ سے بغض رکھنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم کامل الایمان تھے؟

سوال ۴۰: کیا حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بسم اللہ بالجہر کو جنگلیوں کا فعل قرار دیا؟

سوال ۴۱: کیا سورت فاتحہ قرآن اور قرأت میں شامل ہے یا نہیں۔ جو غیر

مقلد سورت فاتحہ کے قرآن یا قرأت ہونے سے انکار کرے وہ مسلمان ہے یا کافر، جواب صریح حدیث سے دیں؟

سوال۴۲: جس طرح قرآن پاک میں قوموا للہ قانتین۔ و ارکعوا و اسجدوا سے قیام، رکوع، سجود کی فرضیت ثابت ہے کیا کسی آیت میں صراحۃً نماز میں سورت فاتحہ کے فرض ہونے کا ثبوت ہے؟

سوال۴۳: کیا قرآن پاک میں کوئی ایسی صریح آیت موجود ہے کہ امام کے پیچھے سورت فاتحہ پڑھنا فرض ہے جو نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی اور باقی ۱۱۳ سورتیں امام کے پیچھے پڑھنا منع اور حرام ہیں؟

سوال۴۴: کیا بخاری اور مسلم میں کوئی ایک ہی صریح حدیث موجود ہے کہ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا فرض ہے اور باقی قرآن منع اور حرام ہے، فاتحہ نہ پڑھنے والے مقتدی کی نماز باطل اور بے کار ہے؟

سوال۴۵: آیت و اذا قرئ القرآن کی تشریح حدیث و اذا قرأ فانصتوا سے ہوتی ہے یا نہیں؟ کیا کسی حدیث میں یہ ہے کہ آیت و اذا قرئ القرآن نماز کے بارے میں نازل ہوئی؟

سوال۴۶: کیا کسی محدث نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ اس پر اجماع ہے کہ و اذا قرئ القرآن نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے؟

سوال۴۷: کیا کسی صحیح صریح حدیث میں آیا ہے کہ آیت و اذا قرئ القرآن کافروں کے لئے نازل ہوئی ہے، مسلمان عمل نہ کریں؟

سوال۴۸: کیا کسی صحیح صریح حدیث میں آیا ہے کہ جن گیارہ رکعتوں میں امام

قرأت آہستہ کرتا ہے ان میں امام کے پیچھے سورت فاتحہ پڑھنا فرض اور باقی قرآن مقتدی کو پڑھنا حرام ہے؟

سوال ۴۹: کیا کسی صحیح صریح حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی زندگی کی آخری نمازیں جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے ادا فرمائیں ان میں آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے سورت فاتحہ پڑھی تھی۔

سوال ۵۰: کیا جو شخص آنحضرت ﷺ کے پیچھے رکوع میں شریک ہوا جس نے اس رکعت میں نہ خود سورت فاتحہ پڑھی نہ امام کی سنی، کیا آنحضرت ﷺ نے اس کو وہ رکعت دہرانے کا حکم دیا؟

سوال ۵۱: جس طرح حدیث میں ہے لا جمعة الا بخطبة کہ خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا پھر بھی ہر شخص اپنا علیحدہ خطبہ نہیں پڑھتا بلکہ خطیب کا خطبہ ہی سب کی طرف سے ادا ہو جاتا ہے خواہ کسی کو خصیب کی آواز سنے یا نہ سنے، خواہ آنے والا خطبہ ختم ہونے کے بعد آکر جماعت میں شریک ہوا ہو اس کی طرف سے خطبہ ادا ہو گیا اسی طرح نماز باجماعت میں امام کی قرأت سب کی طرف سے ادا ہو جاتی ہے خواہ امام کی آواز سنے یا نہ سنے یا بعد میں آکر رکوع میں ہی شامل ہوا ہو۔

سوال ۵۲: ایک ہی حدیث صحیح صریح غیر معارض ایسی پیش فرمائیں کہ اکیلے نمازی کے لئے آمین آہستہ آواز سے کہنا سنت مؤکدہ ہے۔

سوال ۵۳: ایک ہی حدیث صحیح صریح غیر معارض ایسی پیش فرمائیں کہ مقتدی کو امام کے پیچھے چھ رکعتوں میں بلند آواز سے آمین کہنا سنت مؤکدہ ہے اور گیارہ رکعتوں میں آہستہ آواز سے کہنا سنت مؤکدہ ہے۔

سوال ۵۴: ایک حدیث صحیح صریح غیر معارض ایسی پیش فرمائیں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے مقتدیوں کو چھ رکعتوں میں بلند آواز سے اور گیارہ رکعتوں میں آہستہ آواز سے آمین کہنے کا حکم دیا ہو۔

سوال ۵۵: ایک ہی حدیث صحیح صریح غیر معارض ایسی پیش فرمائیں کہ پورے تیئس سالہ دور نبوت میں آنحضرت ﷺ کے کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے صرف ایک دن آپ کے پیچھے چھ رکعتوں میں بلند آواز سے اور گیارہ رکعتوں میں آہستہ آواز سے آمین کہی ہو۔

سوال ۵٦: ایک ہی صحیح صریح غیر معارض ایسی حدیث پیش کریں کہ پورے تیس سالہ دور خلافت راشدہ میں کسی ایک خلیفہ راشد رضی اللہ عنہ یا ان کے ہزاروں مقتدیوں میں سے کسی ایک مقتدی نے صرف ایک ہی دن چھ رکعتوں میں بلند آواز سے اور گیارہ رکعتوں میں آہستہ آواز سے آمین کہی ہو۔

سوال ۵۷: ایک ہی حدیث صحیح صریح غیر معارض ایسی پیش کریں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہو کہ امام کے لئے ہمیشہ چھ رکعتوں میں بلند آواز سے اور گیارہ رکعتوں میں آہستہ آواز سے آمین کہنا سنت ہے۔

سوال ۵۸: ایک ہی صحیح صریح غیر معارض حدیث ایسی پیش فرمائیں کہ کسی خلیفہ راشد نے امام بن کر ایک ہی دن چھ رکعتوں میں بلند آواز سے گیارہ رکعتوں میں آہستہ آواز سے آمین کہی ہو۔

سوال ۵۹: ایک ہی حدیث صحیح صریح غیر معارض ایسی پیش فرمائیں کہ جو مقتدی اس وقت جماعت میں شریک ہو جب امام نصف سے زائد فاتحہ پڑھ چکا ہو اس کے لئے دو دفعہ آمین کہنا سنت مؤکدہ ہے ایک دفعہ اپنی فاتحہ کے درمیان بلند آواز سے

اور ایک دفعہ اپنی فاتحہ کے بعد آہستہ آواز سے۔

سوال۶۰: ایک صریح حدیث لائیں کہ امام کے سلام کے بعد مقتدی جو رکعتیں پڑھے ان میں آمین آہستہ سنت ہے۔

سوال۶۱: آپ کے (لامذہبوں کے) مشہور مناظر مستری نور حسین گھرجاکھی (گوجرانوالہ) اپنے رسالہ آمین بالجہر ص ۱۸ پر لکھتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ آمین بالجہر کہا کرتے تھے اور لوگوں کو بھی یہی کہا کرتے تھے کہ آمین بلند آواز سے کہا کرو (بخاری ص ۱۰۸ ج اول)۔ حالانکہ یہ سفید جھوٹ ہے بخاری کی اس روایت میں جہر کا کوئی لفظ نہیں (آپ ثبوت پیش کریں)

سوال۶۲: یہی مولوی صاحب ص۲۲ وص۲۳ پر حضرت ابن عباس، حضرت انس، حضرت عائشہ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے احادیث نقل کرتے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ یہودی مسلمانوں سے آمین بالجہر ربنا لك الحمد اور سلام پر حسد کرتے ہیں حالانکہ ان میں سے نہ تو کوئی حدیث صحیح ہے اور نہ ہی ان میں سے کسی میں آمین کے ساتھ جہر کا لفظ موجود ہے یہ اللہ کے نبی اور صحابہ رضی اللہ عنہم پر جھوٹ ہے۔ (موجودہ غیر مقلدین ثبوت پیش کریں)

سوال۶۳: نماز مغرب، نماز عشاء، نماز فجر کے وقت یہودی بازار میں نہیں ہوتے ظہر، عصر میں وہ بازار میں ہوتے ہیں مگر ان دونوں نمازوں میں غیر مقلد آمین بلند آواز سے نہیں کہتے کہ یہودی ناراض نہ ہو جائیں۔

سوال۶۴: لامذہب عورتیں گھروں میں بلند آواز سے آمین نہیں کہتیں آخر وہ یہود کو کیوں ناراض کرنا نہیں چاہتیں۔

سوال ۶۵: حافظ عبد اللہ روپڑی مشہور غیر مقلد مناظر اپنی کتاب ''اہل حدیث کے امتیازی مسائل''، ص ۶۷ پر لکھتے ہیں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غیر المغضوب علیھم و لا الضالین پڑھتے تو آمین کہتے یہاں تک کہ پہلی صف میں جو آپ کے نزدیک ہوتے سن لیتے روایت کیا اس کو ابو داؤد نے اور ابن ماجہ نے، اور ابن ماجہ نے کہا کہ پہلی صف سن لیتی یہاں تک بہت آوازوں کے ملنے سے مسجد میں ہر جلہ ہو جاتا۔ نیل الاوطار میں ہے اس حدیث کو دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی اسناد اچھی ہیں اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور اس کو حسن کہا ہے؟ شوکانی اور حافظ عبد اللہ روپڑی نے اس روایت کے نقل کرنے میں تین دھوکے دیئے ہیں اور تین جھوٹ بولے ہیں۔

۱۔ ابن ماجہ میں اس حدیث میں یہ الفاظ ہیں فترك الناس التامين جس سے معلوم ہوتا تھا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعینؒ کا اجماع تھا کہ وہ آمین بالجہر نہیں کہتے تھے یہ فقرہ حدیث کا نقل نہیں کیا۔

۲۔ یہ نہیں بتایا کہ اس کی سند کا راوی بشیر بن رافع نہایت ضعیف ہے۔

۳۔ یہ نہیں بتایا کہ اس کی سند کا ایک راوی مجہول و مستور ہے۔

یہ تین دھوکے تھے اور تین جھوٹ یہ ہیں۔

(۱) دارقطنی میں سرے سے یہ ہر جلے والی حدیث ہی نہیں چہ جائیکہ اس کی سند کو اچھا کہا ہو۔

(۲) مستدرک حاکم میں سرے سے یہ حدیث ہی نہیں چہ جائیکہ اسے بخاری و

مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہو۔

(۳) بیہقی میں سرے سے یہ حدیث ہی نہیں چہ جائیکہ اسے حسن صحیح کہا ہو۔

سوال ۶۶: پاک و ہند میں بارہ سو سال سے اسلام آیا ہوا ہے یہاں کے سب بادشاہ قاضی، مفتی، محدث، مفسر، علماء عوام آہستہ آواز سے آمین کہتے تھے کیا ان بارہ سو سال کے مسلمانوں کی نمازیں باطل ہیں یا مکروہ۔

سوال ۶۷: غیر مقلدوں کے مشہور مؤرخ امام خاں نوشہری لکھتے ہیں۔

''مولانا شاہ فاخر الہ آبادی نے پہلی دفعہ جامع مسجد دہلی میں آمین بالجہر کہہ کر تقلید کی بکارت زائل کی'' (نقوش ابوالوفا ص۳۴) اس سے معلوم ہوا کہ پہلی دفعہ آمین بالجہر انگریز کے دور میں ہوئی۔

سوال ۶۸: انگریز کے دور میں دوسری بار آمین بالجہر حافظ محمد یوسف پنشنر (انگریز ملازم) نے کہی (نقوش ابو الوفا ص۴۲) یہ آمین ۱۸۶۰ء میں کہی گئی پھر یہ حافظ محمد یوسف مرزائی ہو کر مرا۔ (اشاعت السنہ ص۱۱۴ ج۲۱)

سوال ۶۹: مسئلہ آمین پر چیلنج بازی کی ابتداء مولوی محمد حسین بٹالوی نے کی اور یہ بزرگ مرزا غلام احمد قادیانی کی بہت امداد کیا کرتے تھے اور ان سے دعا کرایا کرتے تھے۔ (اخبار اہل حدیث امرتسر ص۹ کالم ۱، ۳۱ جنوی ۱۹۰۸)

سوال ۷۰: پھر اس مسئلہ پر ملک بھر میں فتنہ مولوی ثناء اللہ نے اٹھایا جس کا مذہب یہ تھا کہ: ''میرا مذہب اور عمل ہے کہ ہر کلمہ گو کے پیچھے نماز جائز ہے چاہے وہ شیعہ ہو یا مرزائی'' (اخبار اہل حدیث ص۶، ۱۲ اپریل ۱۹۱۵ء)

سوال ۷۱: پھر اس مسئلہ پر حافظ عبد اللہ روپڑی نے زور مارا جن کے بارہ میں میاں

شرف الدین صاحب فرماتے ہیں کہ وہ لاعلم، حاسد، خود غرض، کافر گر، صراط مستقیم سے منحرف تھا (فتاویٰ ثنائیہ ص ۲۱۱، ۲۱۲ ج ۱ ملخصاً)

سوال ۷۲: اگر امام ظہر یا عصر میں سورۃ فاتحہ اور سورت بلند آواز سے پڑھ لے تو اس کی نماز فاسد ہوگی یا مکروہ۔ صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کریں۔

سوال ۷۳: اگر فجر، مغرب، عشاء میں امام آہستہ پڑھ لے تو نماز باطل یا مکروہ، حدیث لائیں۔

سوال ۷۴: اگر بھول کر پہلے قل ھو اللہ بعد میں سورت فاتحہ پڑھ لی تو سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں۔ صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کریں۔

سوال ۷۵: سورت فاتحہ کے بعد سورت ملانا فرض ہے یا واجب یا سنت یا نفل، حکم صریح حدیث میں ہو۔

سوال ۷۶: قرأت کی کیا تعریف ہے، اور جہر اور سر کی کیا تعریف ہے، حدیث صحیح صریح غیر معارض سے بتائیں۔

سوال ۷۷: فجر کی سنتوں میں قرأت بلند آواز سے سنت ہے یا آہستہ آواز سے، حدیث صریح ہو۔

سوال ۷۸: فجر کے فرائض اگر اکیلا پڑھے تو قرأت بلند آواز سے سنت ہے یا آہستہ آواز سے۔ صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کریں۔

سوال ۷۹: (الف) آنخضرت ﷺ سے بعض اوقات میں بعض خاص سورتیں پڑھنا ثابت ہے۔ (ب) وہ سورتیں ان نمازوں میں پڑھنا سنت ہے یا نہیں اور اگر ان کے علاوہ کوئی اور سورت پڑھ لی تو یہ نماز خلاف سنت ہوگی یا نہیں، جواب صحیح

صریح حدیث سے عنایت فرمائیں۔

سوال ۸۰: نماز میں امام پر تین سکتات ایک فاتحہ سے پہلے ایک فاتحہ کے بعد ایک سورت کے بعد واجب ہیں یا نہیں۔ جو امام سکتات نہ کرے اس کے پیچھے نماز خلاف سنت ہے یا نہیں۔ صریح صحیح غیر معارض حدیث پیش کریں۔

سوال ۸۱: رکوع جانے سے پہلے رفع یدین کرنا سنت مؤکدہ ہے یا سنت غیر مؤکدہ حدیث میں کیا حکم ہے۔

سوال ۸۲: جو شخص یہ رفع یدین نہ کرے اس کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں، صریح حدیث سے حکم بیان کریں۔

سوال ۸۳: غیر مقلدین کہتے ہیں کہ رفع یدین کی چار سو احادیث و آثار ہیں، ان چار سو صحابہ کے نام بتائے جائیں۔

سوال ۸۴: جو غیر مقلدین کہتے ہیں کہ عشرہ مبشرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ آخر عمر تک یہ رفع یدین کرتے رہے، عشرہ مبشرہ کی یہ روایت صحیح سند سے بتوثیق روایت پیش فرمائیں۔

سوال ۸۵: ایک صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش فرمائیں کہ امام کے لئے رکوع کی تکبیر بلند آواز سے سنت ہے اور مقتدی اور منفرد کے لئے آہستہ آواز سے سنت ہے۔

سوال ۸۶: ایک حدیث صحیح صریح غیر معارض پیش فرمائیں کہ رکوع کی تسبیحات آہستہ پڑھنا سنت ہے۔

سوال ۸۷: آنحضرت ﷺ سے رکوع میں سات اذکار مروی ہیں ان میں

سے مواظبت کس پر فرمائی۔ حدیث لائیں۔

سوال ۸۸: کیا آیت فسبح باسم ربك العظيم کے نازل ہونے کے بعد آپ ﷺ نے سبحان ربی الاعلی کے علاوہ کچھ پڑھا۔

سوال ۸۹: اگر کوئی شخص بھول کر رکوع میں سبحان ربی الاعلیٰ پڑھ لے تو سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہیں۔ حدیث لائیں۔

سوال ۹۰: اگر کوئی شخص رکوع کی تسبیح بلند آواز سے پڑھ لے تو اس کی نماز باطل ہوگی یا مکروہ۔ حدیث لائیں۔

سوال ۹۱: رکوع سے کھڑے ہو کر قومہ میں ہاتھ باندھنا سنت ہے یا ہاتھ لٹکانا؟ صحیح صریح حدیث پیش فرمائیں۔

سوال ۹۲: ایک حدیث صحیح صریح غیر معارض پیش فرمائیں کہ منفرد اور مقتدی کے لئے قومہ کا ذکر آہستہ پڑھنا سنت ہے۔

سوال ۹۳: اگر کوئی مقتدی قومہ کا ذکر بلند آواز سے پڑھے تو اس کی نماز سنت کے موافق ہوگی یا خلاف سنت۔ صحیح صریح غیر معارض حدیث لائیں۔

سوال ۹۴: اگر کوئی شخص رکوع یا قومہ میں کچھ نہ پڑھے تو اس کی نماز باطل ہوگی یا مکروہ، صریح حدیث پیش فرمائیں۔

سوال ۹۵: وتر میں دعا کی طرح ہاتھ اٹھا کر قنوت پڑھنا اور منہ پر ہاتھ پھیر کر سجدہ میں جانا کس حدیث میں ہے۔

سوال ۹۶: ایک صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کریں کہ سجدہ کی تکبیر امام کے لئے جہراً اور مقتدی اور منفرد کے لئے آہستہ سنت ہے۔

سوال ۹۷: ایک صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش فرمائیں کہ سجدہ میں جاتے اور سجدہ سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرنا منع اور حرام ہے۔

سوال ۹۸: ایک صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش فرمائیں کہ سجدہ کی تسبیحات آہستہ پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔

سوال ۹۹: ایک حدیث لائیں کہ اگر سجدہ کی تسبیحات بلند آواز سے پڑھی جائیں تو نماز باطل ہوگی یا مکروہ۔

سوال ۱۰۰: دونوں سجدوں کے درمیان جو دعا پڑھتے ہیں ایک حدیث صحیح صریح غیر معارض سے دکھائیں کہ اس دعا کا آہستہ پڑھنا سنت ہے۔

سوال ۱۰۱: ایک حدیث صحیح صریح غیر معارض پیش فرمائیں کہ یہ دعا فرض ہے یا سنت یا واجب یا نفل۔

سوال ۱۰۲: ایک حدیث صحیح صریح غیر معارض پیش فرمائیں اگر کوئی شخص یہ دعا جان بوجھ کر نہ پڑھے تو اس کی نماز باطل ہوگی یا مکروہ۔

سوال ۱۰۳: ایک حدیث صحیح صریح غیر معارض ایسی پیش فرمائیں کہ اگر کوئی شخص بھول کر نہ پڑھے تو سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں۔

سوال ۱۰۴: کیا کسی حدیث میں ہے کہ دونوں سجدوں کے درمیان انگلی سے اشارہ کرنا منع ہے۔ مسند احمد کی جس حدیث میں اشارہ کا ذکر ہے اس کے موافق آپ اس کو سنت مؤکدہ سمجھ کر عمل کیوں نہیں کرتے۔

سوال ۱۰۵: کیا کسی صحیح حدیث میں ہے کہ جلسۂ استراحت سنت مؤکدہ ہے۔

سوال ۱۰۶: کیا کسی صحیح صریح غیر معارض حدیث میں ہے کہ جلسۂ استراحت

کی حدیث صحیح ہے اور نہ کرنے کی ضعیف ہے۔

سوال ۱۰۷: امام شعبیؒ تابعی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما جلسۂ استراحت نہیں کرتے تھے (ابن ابی شیبہ) کیا ان خلفاء راشدین کی نماز خلاف سنت تھی۔

سوال ۱۰۸: حضرت نعمان بن ابی عیاض ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے بہت سے صحابہ کو نماز پڑھتے دیکھا، وہ جلسۂ استراحت نہیں کرتے تھے (ابن ابی شیبہ) کیا یہ سب صحابہ خلاف سنت نماز پڑھتے تھے۔

سوال ۱۰۹: ابو قلابہ کا بیان ہے کہ عمرو بن سلمہ کے سوا میں نے کبھی کسی کو جلسۂ استراحت کر کے نماز پڑھتے نہیں دیکھا، یہ عمرو بن سلمہ بوڑھے تھے (بخاری) تو کیا سب صحابہ، تابعین، تبع تابعین خلاف سنت نماز پڑھا کرتے تھے۔

سوال ۱۱۰: کیا کسی صحیح صریح غیر معارض حدیث میں ہے کہ دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے وقت امام کے لئے بلند آواز سے تکبیر کہنا سنت مؤکدہ ہے اور مقتدی اور منفرد کے لئے آہستہ کہنا سنت ہے۔

سوال ۱۱۱: کیا کسی صحیح صریح غیر معارض حدیث میں ہے کہ دوسری رکعت کے شروع میں رفع یدین منع وحرام ہے۔

سوال ۱۱۲: کیا احادیث میں یہ نہیں کہ آنحضرت ﷺ ہر اونچ نیچ پر رفع یدین کرتے تھے۔ ان پر آپ کا عمل کیوں نہیں؟ کیا آنحضرت ﷺ نے ان احادیث کو ضعیف اور ناقابل عمل قرار دیا ہے؟

سوال ۱۱۳: کیا دوسری رکعت کے شروع میں ثناء پڑھنا منع ہے اگر کوئی پڑھ

لے تو نماز باطل ہوگی یا مکروہ۔ صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کریں۔

سوال ۱۱۴: دو رکعت کے بعد قعدہ کرنا فرض ہے یا واجب؟ سنت ہے یا نفل؟ صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کریں۔

سوال ۱۱۵: اس قعدہ میں تشہد پڑھنا فرض ہے یا واجب؟ سنت ہے یا نفل؟ صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کریں۔

سوال ۱۱۶: اگر قعدہ میں بھول کر تشہد کی جگہ الحمد شریف پڑھ لی تو نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں۔ صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کریں۔

سوال ۱۱۷: اگر کوئی شخص تشہد بلند آواز سے پڑھ لے تو نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں۔

سوال ۱۱۸: فتاویٰ ثنائیہ میں دو متضاد فتوے ہیں۔ ایک فتویٰ ہے کہ درمیانی تشہد کے بعد بھی درود پڑھنا سنت ہے۔ دوسرا فتویٰ ہے کہ سنت نہیں، صریح حدیث سے فیصلہ بتائیں۔

سوال ۱۱۹: تیسری رکعت کے لئے اٹھتے وقت امام کے لئے تکبیر بلند آواز سے کہنا سنت مؤکدہ ہے اور مقتدی اور منفرد کے لئے آہستہ آواز سے سنت مؤکدہ ہے، ایک صحیح صریح غیر معارض حدیث لائیں۔

سوال ۱۲۰: اگر کوئی شخص تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین نہ کرے تو اس کی نماز ٹوٹ جاتی ہے یا نہیں۔ ایک صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کریں۔

سوال ۱۲۱: تیسری رکعت کے شروع میں ثناء پڑھ لینے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے یانہیں۔ ایک صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کریں۔

سوال ۱۲۲: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تیسری، چوتھی رکعت میں اکیلے بھی فاتحہ اور سورت نہیں پڑھتے تھے (رواہ احمد) کیا ان کی نماز باطل ہوتی تھی یا مکروہ۔

سوال ۱۲۳: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے پہلی دو رکعتوں میں قرآن پڑھو پچھلی دو رکعتوں میں صرف تسبیح پڑھو (ابن ابی شیبہ) اس طرح نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

سوال ۱۲۴: فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورت ملانا جائز ہے یا نہیں صریح حدیث لائیں۔

سوال ۱۲۵: سنن اور نوافل کی تیسری چوتھی رکعت میں سورت ملانا جائز ہے یا نہیں صریح حدیث لائیں۔

سوال ۱۲۶: چوتھی رکعت کے شروع میں رفع یدین کے منع اور حرام ہونے کی حدیث پیش فرمائیں۔

سوال ۱۲۷: چوتھی رکعت کے بعد قعدہ فرض ہے یا واجب؟ سنت ہے یا نفل؟ صریح حدیث پیش فرمائیں۔

سوال ۱۲۸: چوتھی رکعت کے بعد اگر بغیر قعدہ کئے پانچویں رکعت میں کھڑا ہو جائے تو یاد آنے پر بیٹھ جائے یا نہیں اور سجدہ سہو واجب ہوگا یا نماز باطل ہوگی۔

سوال ۱۲۹: چوتھی رکعت کے بعد قعدہ کیا اور تشہد پڑھنے کے بعد پانچویں رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا اور یاد آنے پر بیٹھ گیا تو کس طرح نماز پوری کرے؟ طریقہ صحیح حدیث سے بتائیں۔

سوال ۱۳۰: چوتھی رکعت کے بعد قعدہ کیا پھر بھول کر پانچویں رکعت میں کھڑا ہوگیا اور رکعت پوری کرنے کے بعد یاد آیا تو اپنی نماز کس طرح پوری کرے۔

سوال ۱۳۱: آخری تشہد میں درود پڑھنا سنت ہے یا فرض، حدیثِ صریح سے حکم دکھائیں۔

سوال ۱۳۲: درود شریف آہستہ آواز سے پڑھنا سنت ہے یا بلند آواز سے، صحیح صریح حدیث لائیں۔

سوال ۱۳۳: درود ابراہیمی پڑھنا بھول گیا اور سلام پھیر دیا تو اب کیا کرے، نماز دوبارہ پڑھے یا کیا کرے۔ صحیح حدیث لائیں۔

سوال ۱۳۴: درود کے بعد دعا پڑھنا فرض ہے یا واجب یا سنت، حکم صریح حدیث سے دکھائیں۔

سوال ۱۳۵: درود کے بعد والی دعا آہستہ پڑھنا سنت ہے یا بلند آواز سے، صحیح حدیث لائیں۔

سوال ۱۳۶: یہ دعا ہاتھ اٹھا کر اور منہ پر ہاتھ پھیرے یا اس میں ہاتھ اٹھانا منع ہے۔

سوال ۱۳۷: کیا آنحضرت ﷺ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا کہ جب تشہد ختم ہو جائے تو نماز پوری ہو گئی چاہے بیٹھے چاہے اٹھ کھڑا ہو۔ کیا واقعی آپ اس حدیث پر عمل کر کے درود، دعا اور سلام کے بغیر اٹھ جاتے ہیں یا حضور اقدس ﷺ نے اس حدیث پر عمل کرنے سے روک دیا تھا۔

سوال ۱۳۸: کیا حدیث کی کتابوں میں کوئی ایسی حدیث موجود ہے کہ آنحضرت ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہو کہ التحیات کے بعد اگر حدث (پاد مارے یا آہستہ آواز سے ہوا خارج کر دے یا ٹٹی پیشاب) کر دے تو اس کی نماز پوری ہو گئی۔

سوال ۱۳۹: نماز کے آخر میں سلام فرض ہے یا واجب یا سنت یا نفل، صریح

حدیث پیش کریں۔

سوال ۱۴۰: ایک صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش فرمائیں کہ امام کے لئے سلام بلند آواز سے سنت مؤکدہ ہے اور مقتدی اور منفرد کے لئے آہستہ آواز سے سنت ہے۔

سوال ۱۴۱: کیا آنحضرت ﷺ نماز کے بعد ذکر جہر کیا کرتے تھے تو اب کس نے منسوخ کیا۔

سوال ۱۴۲: کیا آنحضرت ﷺ نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا سے منع کیا کرتے تھے۔

سوال ۱۴۳: کیا آنحضرت ﷺ فرائض کے بعد کی سنتیں مسجد میں پڑھا کرتے تھے یا گھر جا کر۔

سوال ۱۴۴: آج کل جن لوگوں نے سنتیں پڑھنے کا مستقل معمول مسجد میں بنا لیا ہے یہ جائز ہے یا نا جائز۔

سوال ۱۴۵: آنحضرت ﷺ فجر کی نماز کے بعد روزانہ درس قرآن دیا کرتے تھے تو اس کا ثبوت حدیث سے دیں ورنہ بتائیں کہ یہ طریقہ حضور ﷺ سے کتنا عرصہ بعد شروع ہوا اور جائز ہے یا بدعت۔

سوال ۱۴۶: جب مسجد یا گھر میں لوگ نماز پڑھ رہے ہوں تو لاؤڈ اسپیکر پر تقریر کرنا جس سے نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہو اس کے جواز کی صحیح صریح حدیث پیش فرمائیں۔

سوال ۱۴۷: زید نے ایک مرد پر زنا کی تہمت لگائی تو اس کو کتنے کوڑے حد لگے گی، صاف مرد پر تہمت کا حکم ہو، عورت پر قیاس نہ کیا جائے۔

سوال ۱۴۸: کلب معلم کے ساتھ شکار کرنے کا حکم قرآن و حدیث میں مذکور

ہے، اگر کوئی شخص شیر، چیتے، بھیڑیے اور خنزیر کو تعلیم دے یا بندر کو شکار کا طریقہ سکھائے تو ان جانوروں کا مارا ہوا شکار حلال ہوگا یا حرام؟ یہ حلال حرام کا صاف حکم اور ان درندوں کا نام حدیث شریف میں ہونا چاہئے اس کے بغیر جواب نامکمل ہوگا۔

سوال ۱۴۹: چوہا گھی میں گر جائے تو اس کا حکم حدیث شریف میں مذکور ہے، لیکن اگر بلی کا بچہ، کتے کا بچہ، بندر کا بچہ، چھپکلی، سانپ، کچھوا، چیونٹی، بھڑ، جھینگر، ٹڈی، آک کا ٹڈا گھی میں گر کر مر جائیں تو گھی کا کیا حکم ہے؟ پاک ہے یا ناپاک؟ صحیح صریح حدیث پیش کریں۔

سوال ۱۵۰: اگر تیل، دودھ، شربت، سرکے، شیرے، لسی اور عرق میں چوہا گر کر مر جائے تو اس کا حکم حدیث صریح وصحیح سے دکھلائیں۔ گھی پر قیاس نہ فرمائیں۔

سوال ۱۵۱: کیا بیع العنب بالزبیب جائز ہے یا ناجائز؟ صحیح صریح حدیث سے جواب دیا جائے، بیع الرطب بالتمر پر قیاس نہ کیا جائے۔

سوال ۱۵۲: آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا حرام ہے۔ کیا سونے چاندی کے برتن میں پانی لے کر وضو کرنا، غسل کرنا، اس میں سے تیل لگانا، اس کے قلم سے لکھنا، اس کی سلائی سے آنکھوں میں سرمہ ڈالنا، اس کی عطر دانی سے عطر چھڑکنا، سونے چاندی کے ورق کھانا یہ سب جائز ہیں یا ناجائز؟ صحیح صریح حدیث پیش کریں، قیاس سے کام نہ لیں۔

سوال ۱۵۳: آنحضرت ﷺ نے حکم دیا ہے کہ جب تم رفع حاجت کے لئے جاؤ تو ساتھ تین پتھر لے جاؤ۔ اب اگر کوئی شخص پتھر کی بجائے پکی مٹی، کپڑے، روئی، اون، ریشم کے چیتھڑے، گھاس، ٹشو پیپر اور درخت کے پتوں وغیرہ سے استنجا کر لے تو

کیا اس شخص کا استنجا ہو جائے گا یا نہیں؟ جواز و عدم جواز اور ان اشیاء کے نام صریح احادیث سے دکھلائیں، پتھر پر قیاس نہ کریں۔

سوال ۱۵۴: لونڈیوں کے بارے میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اگر وہ بے حیائی کا ارتکاب کریں تو ان پر نصف عذاب ہے۔ اگر غلام بے حیائی کا ارتکاب کرے تو اس کے لئے سزا کا حکم صریح آیت یا صریح حدیث سے بتائیں۔ عورت پر مرد کو قیاس نہ کریں۔

سوال ۱۵۵: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر تم حالت جنابت میں ہو اور پانی نہ ملے تو تیمّم کرلو، اگر کوئی عورت حیض یا نفاس سے فارغ ہوئی ہو تو اسے تیمّم کی اجازت ہے یا نہیں، صریح حدیث لائیں۔

سوال ۱۵۶: حق تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ اگر کوئی شخص پاخانہ سے فارغ ہو اور پانی نہ ملے تو تیمّم کرلے، اب اگر ریح یا آپ کے مذہب پر مس ذکر یا عورت کے چھونے سے وضو ٹوٹ جائے تو پانی نہ ملنے کی صورت میں وہ تیمّم کرسکتا ہے یا نہیں؟ صریح حدیث سے جواب دیں، پاخانہ پر قیاس نہ کریں۔

سوال ۱۵۷: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ پانی نہ ملے تو تیمّم کرلو اگر پانی پاس موجود ہے لیکن وضو کرلے تو راستہ میں پینے کیلئے پانی نہ ملے گا یا جانور پیاسا رہے گا یا آٹا نہیں گندھے گا یا پانی کے استعمال سے بیمار ہو جائے گا تو ایسے شخص کے لئے ان حالتوں میں تیمّم کرنا جائز ہے یا نہیں، جواب صحیح صریح حدیث سے ہونا چاہئے۔

سوال ۱۵۸: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "و ان کنتم علیٰ سفر و لم تجدوا کاتباً فرھن مقبوضۃ" اب یہ سوال ہے کہ اگر کاتب بھی ہو تو رہن رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر سفر میں نہ ہوں تو گھر میں یعنی وطن میں رہن رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ صحیح صریح حدیث

سے جواب دیں جو اس آیت کے بعد کی ہو، تا کہ ''نسخ الحدیث بالآیۃ'' کا خدشہ نہ رہے۔

سوال ۱۵۹: آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر مکھی پینے کی چیز میں گر پڑے تو اسے غوطہ دے کر باہر پھینک دو، اب علماء غیر مقلدین فرمائیں اور بتلائیں کہ اگر چیونٹی، مچھر، بھڑ، جگنو، پتنگا، چھپکلی، کیچوا، سانپ وغیرہ پانی میں گر جائیں تو کیا پانی پاک رہے گا یا ناپاک، ان جانوروں کے نام صراحۃً حدیث پاک میں دکھائیں، مکھی پر قیاس نہ فرمائیں۔

سوال ۱۶۰: حضور ﷺ نے بغلوں کے بالوں کے اکھاڑنے کا حکم دیا ہے آج کل سو فیصد غیر مقلد استرے سے بغلیں صاف کراتے ہیں اور سو فیصد غیر مقلد عورتیں بال صفا پاؤڈر سے بغلیں صاف کرتی ہیں، اے غیر مقلدین آپ حضرات صحیح صریح حدیث کی مخالفت پر کیوں ڈٹے ہوئے ہیں، استرہ اور بال صفا پاؤڈر سے بغلوں کے بال صاف کرنے کی کوئی صحیح صریح حدیث پیش فرمائیں ورنہ اپنے اس فعل پر شرمائیں۔

سوال ۱۶۱: آنحضرت ﷺ نے عورت کے موئے زیر ناف کی صفائی کے لئے استرہ کا ذکر فرمایا ہے لیکن آج کل سو فیصد غیر مقلد عورتیں پاؤڈر یا کریم استعمال کرتی ہیں، اس بارے میں صحیح حدیث پیش فرمائیں۔

سوال ۱۶۲: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو شخص حالت احرام میں کسی جانور کو قتل کر دے یا شکار کر لے من قتله منكم متعمدا تو اس پر دم ہے اب سوال یہ ہے کہ اگر قتل صید خطا ہو تو کیا حکم ہے، صریح صحیح حدیث پیش کریں، عمد پر خطا کو قیاس نہ کریں۔

سوال ۱۶۳: آج کل سب غیر مقلدین بھینس کا دودھ پیتے ہیں، گھی کھاتے ہیں، دہی اور لسی استعمال کرتے ہیں اس کے لئے کوئی صریح آیت یا صحیح صریح حدیث

پیش فرمائیں، اونٹ، گائے وغیرہ پر قیاس نہ کریں۔

سوال ۱۶۴: حق تعالی نے قرض کے بارے میں نصاب شہادت یہ بیان فرمایا ہے کہ دومرد یا ایک مرد دوعورتیں۔ اب سوال یہ ہے کہ میراث، وصیت، امانت، غصب اور دیگر مالی معاملات کے لئے نصاب شہادت بھی یہی ہے یا کچھ اور ہے؟ جواب صحیح صریح حدیث سے دیں، ان تمام معاملات کو قرض پر قیاس نہ فرمائیں۔

سوال ۱۶۵: آنحضرت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ کتا برتن میں منہ ڈال دے تو سات مرتبہ دھولو، اب سوال یہ ہے کہ اگر کتا برتن میں پیشاب کر دے یا پاخانہ کر دے یا قے کر دے یا خون برتن کو لگ جائے تو کتنی مرتبہ دھوئے۔ حدیث صریح ہونی چاہئے لعاب پر قیاس نہ کیا جائے۔

سوال ۱۶۶: آنحضرت ﷺ نے دعائیں مانگ مانگ کر سات حرفوں پر قرآن پاک کی تلاوت کی اجازت حاصل کی، پھر عہد عثمانی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بالاتفاق ایک حرف پر پڑھنے پر اجماع کرلیا، کیا کسی آیت کریمہ یا صحیح صریح حدیث میں آیا ہے کہ عہد فاروقی تک تو قرآن کریم سات حرفوں پر پڑھنا اور پھر تا قیامِ قیامت ایک حرف پر پڑھنا، چھ پر پڑھنا منسوخ ہو جائے گا۔

سوال ۱۶۷: آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں شراب کی کوئی ایک حد مقرر نہ تھی۔ کبھی تھپڑ مارے جاتے، کوئی کپڑا مارتا، کوئی چھڑی اور کوئی کوڑے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنا قیاس بیان فرمایا کہ جب شرابی شراب پیتا ہے تو اس کی عقل زائل ہو جاتی ہے اور پھر وہ افتراء کرتا ہے اور ایک خاص افتراء کی حد (قذف) اسی (۸۰) کوڑے ہیں لہذا اس کو بھی اسی کوڑے کی حد لگنی

چاہئے۔ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس پر اتفاق فرمایا، کیا کوئی صحیح صریح حدیث ہے کہ عہد صدیقی تک تو تم میری حدیث پر عمل کرنا لیکن فاروقی عہد میں شراب کی حد کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قیاس سے میری احادیث کو منسوخ قرار دینا اور قیامت تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قیاس کو قانون بنالینا۔

سوال ۱۶۸: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مسئلہ پوچھا کہ ایک عورت فوت ہوگئی ہے، اس کا خاوند اور ماں باپ زندہ ہیں تو وراثت کیسے تقسیم ہوگی، انہوں نے جواباً فرمایا نصف خاوند کو، باقی کا ثلث ماں کو اور باقی باپ کو۔ حضرت سے پوچھا گیا کہ یہ مسئلہ کتاب اللہ سے ماخوذ ہے، حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں یہ میری رائے ہے، اس مسئلہ کے صحیح یا غلط ہونے کا ثبوت قرآن پاک کی صریح آیت یا حدیث صحیح صریح غیر معارض سے پیش فرمائیں۔

سوال ۱۶۹: زید نے بکر کی دو داڑھیں توڑ دیں، زید پر کتنی دیت آئے گی؟ جواب حدیث صحیح صریح غیر معارض سے دیں۔

سوال ۱۷۰: حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں "وحیث ما کنتم فولوا وجوھکم شطرہ" اور رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف نہ منہ کرو نہ پشت بلکہ مشرق یا مغرب کی طرف منہ کرو (بخاری) اب اگر کوئی پاکستانی کہے کہ حدیث بخاری سے پتہ چلتا ہے کہ قبلہ مغرب کی طرف نہیں اور اہل جغرافیہ کہتے ہیں کہ قبلہ مغرب کی طرف ہے، میں اہل جغرافیہ کی بات حدیث بخاری کے مقابلہ میں نہیں مانتا، مجھے صحیح بخاریؒ سے ہی صریح حدیث دکھاؤ کہ اہل ہندو پاک کا قبلہ مغرب کی طرف ہے۔

سوال ۱۷۱: اللہ تعالیٰ والدین کے بارے میں فرماتے ہیں فلا تقل لھما اف اہل قیاس نے اس آیت کریمہ سے علت اذیت تلاش کی ہے، مقصد یہ ہے کہ والدین کو اذیت نہ پہنچاؤ، اب اگر کوئی شخص اپنے ماں باپ کے منہ پر تھوکے یا پیشاب ڈال دے تو یہ بھی حرام ہے کیونکہ اس سے والدین کو تکلیف ہوئی، آپ لوگ چونکہ قیاس کو کار ابلیس کہتے ہیں اس لئے ماں باپ کے منہ پر تھوکنے یا پیشاب کرنے کے منع ہونے کی صحیح صریح حدیث پیش فرمائیں۔

سوال ۱۷۲: قرآن پاک کی سورۂ نور میں لا اور الا کلمہ حصر کے ساتھ ان لوگوں کا ذکر ہے جن سے پردہ فرض نہیں اور ان کے سامنے منہ کھولنا جائز ہے مگر ان میں نہ ماموں کا ذکر ہے نہ چچا اور نہ تایا کا، ظاہر قرآن سے تو یہ سمجھ آتا ہے کہ ماموں، چچا اور تایا کے سامنے منہ کھولنا ناجائز ہے لیکن اہل قیاس نے مذکورہ افراد میں علت مَحرمیت کا سراغ لگالیا اور کہا چونکہ ماموں، چچا اور تایا بھی مَحرم ہیں اس لئے ان کے سامنے چہرہ کھولنا جائز ہے، حضرات غیر مقلدین سے سوال ہے کہ آپ قیاس کو تو کار ابلیس کہتے ہیں اس لئے صریح آیت یا صحیح صریح حدیث میں دکھائیں کہ حقیقی چچا، حقیقی تایا اور حقیقی ماموں کے سامنے چہرہ کھولنا جائز ہے۔

سوال ۱۷۳: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسی عورت کو سزا کے لئے بلایا، اس عورت کا خوف سے حمل ساقط ہوگیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کر کے ان سے مشورہ فرمایا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ تو محض تادیب چاہتے تھے اس لئے جس طرح کسی کی بیوی یا بیٹا خوف سے مرجائے تو کوئی سزا نہیں آپ بری ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ کو گناہ تو نہیں ہوگا مگر یہ واقعہ قتل خطا سے ملتا جلتا ہے اس لئے آپ پر

دیت آئے گی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے احتیاطاً حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قیاس کی اتباع فرمائی۔ حضرات غیر مقلدین سے سوال یہ ہے کہ آپ حضرات تو قیاس کو کار شیطان قرار دیا کرتے ہیں اس لئے قیاس کی بجائے حدیث صحیح صریح پیش فرمائیں کہ اگر کسی کی ڈانٹ ڈپٹ سے اس کی بیوی یا غلام یا لڑکا فوت ہو جائے یا کسی کا حمل ساقط ہو جائے تو اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ خود قیاس کرنا یا کسی امتی کا قول پیش کرنا غیر مقلدیت کے مفہوم و معنی کو بھول جانا ہے۔

سوال ۱۷۴: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا یقضی القاضی بین اثنین و هو غضبان اہل قیاس یہ کہتے ہیں کہ غصے سے چونکہ دل و دماغ متاثر ہوتے ہیں اور سوچ صحیح نہیں رہتی اس لئے اگر کسی کو ایسا غم لگا ہو جو عقل و فکر اور ذہن و ذکاء پر اثر انداز ہو یا ایسا خوف سوار ہو جائے یا سخت بھوک اور پیاس میں اس کا دل مشغول ہو جائے تو ان موانع کی موجودگی میں قاضی فیصلہ نہ کرے۔ آپ حضرات چونکہ قیاس کے منکر ہیں اس لئے ایسے غم، خوف اور ایسی شدید بھوک اور پیاس کے وقت قاضی کے لئے فیصلہ کرنے کی اجازت یا ممانعت کسی صحیح صریح حدیث سے ثابت فرمائیں۔

سوال ۱۷۵: ایک آدمی نے قسم کھائی کہ مجھ پر تیرے گھر کا ایک لقمہ اور ایک گھونٹ بھی حرام ہے اس کے بعد اس نے اس گھر سے نہ کوئی لقمہ کھایا نہ گھونٹ پیا۔ ہاں ان سے روپے لئے، سونا، چاندی لیا، مال مویشی لئے، اہل قیاس کہتے ہیں کہ اس پر قسم کا کفارہ واجب ہے۔ آپ حضرات چونکہ قیاس کو نہیں مانتے اس لئے کسی صحیح صریح حدیث سے ثابت کریں کہ ایسی قسم کے بعد سونا، چاندی وغیرہ لینے سے کفارہ لازم ہے یا نہیں۔

سوال ۱۷۶: ایک شخص نے قسم کھائی کہ خدا کی قسم میں زید سے بات نہیں کروں

گا، اس کے بعد اس نے زید سے بات تو نہیں کی مگر اس کے ساتھ کھانے، پینے، شادی بیاہ میں شریک رہا، اہل قیاس کہتے ہیں کہ قسم کا کفارہ لازم ہے۔ آپ صحیح حدیث سے بتائیں کہ کفارہ لازم ہے یا نہیں۔

سوال ۱۷۷: اگر کوئی عورت خونِ استحاضہ کی وجہ سے معذور ہو، اس کا حکم تو حدیث شریف میں موجود ہے لیکن اگر کوئی مرد، نکسیر، ریاح، بواسیر، سلسل بول یا کسی ناسور کے بہتے رہنے سے معذور ہو اس کا حکم اہل قیاس تو استحاضہ پر قیاس کر کے معلوم کر لیتے ہیں آپ کے نزدیک چونکہ قیاس کار ابلیس ہے اس لئے ان معذوروں کے لئے حدیث صحیح صریح مرفوع غیر مقطوع پیش فرمائیں۔

سوال ۱۷۸: زید نے زینب کو تین شرعی طلاقیں دیں، اس نے بکر سے نکاح کرلیا بکر فوت ہوگیا یا زینب نے بکر سے خلع کرلیا یا عدالت کے ذریعہ بکر سے نکاح فسخ کرالیا تو عدت گزرنے کے بعد وہ پھر زید سے نکاح کرسکتی ہے یا نہیں، طلاق پر قیاس نہ کریں، صریح حدیث پیش کریں۔

سوال ۱۷۹: غلام ایک وقت میں چار عورتوں سے نکاح کرسکتا ہے یا دو سے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس پر اجماع ہوگیا تھا کہ غلام دو سے زیادہ عورتوں سے نکاح نہیں کرسکتا، کیا یہ حکم قرآنی ہے یا حدیث صحیح صریح یا لونڈی کی مد پر قیاس۔

سوال ۱۸۰: غلام تین طلاقوں کا مختار ہے یا دو کا یا ڈیڑھ کا، جواب صحیح صریح حدیث سے ہونا چاہئے۔

سوال ۱۸۱: لونڈی کی طلاق کی عدت تین حیض ہے یا دو حیض یا ڈیڑھ حیض،

جواب صحیح صریح حدیث سے دیں۔

سوال ۱۸۲: اللہ تعالی فرماتے ہیں یا ایھا الذین امنوا اذا نکحتم المؤمنات ثم طلقتموھن من قبل ان تمسوھن فما لکم علیھن من عدۃ تعتدونھا اس آیت کریمہ سے مومنہ عورت کا حکم تو معلوم ہو گیا، اب اگر کوئی شخص کسی یہودن یا عیسائن سے نکاح کرے اور رخصتی سے قبل اسے طلاق دے دے تو اس عورت پر عدت ہے یا نہیں، صحیح صریح حدیث پیش کریں، کافرہ کو مومنہ پر قیاس نہ کریں۔

سوال ۱۸۳: ایک عورت کو طلاق بتہ دی گئی تھی وہ ابھی عدت میں تھی کہ اس کا خاوند فوت ہو گیا، حضرت عثمان نے اس کو وراثت کا حصہ دلایا اور تمام صحابہ کرام ؓ نے حضرت عثمان ؓ کے اس فتویٰ سے اتفاق کیا۔ (اعلام الموقعین ص ۲۱۰ ج ا)

حضرت عثمان ؓ کا یہ فتویٰ کس آیت یا حدیث صحیح صریح سے ماخوذ ہے۔

سوال ۱۸۴: ایک شخص نے اپنی بیوی کو کہا کہ تو مجھ پر حرام ہے۔ حضرت ابو بکر، حضرت عمر ؓ اور ان کی تقلید میں حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ یہ قسم ہے۔ حضرت علی اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ تین طلاقیں ہیں، اور حضرت عبد اللہ بن مسعود ؓ فرماتے ہیں کہ یہ ایک طلاق ہے۔

سب نے یہ مسئلہ اپنی رائے سے بتلایا ہے، آپ حضرات رائے کو کفر و شرک قرار دیتے ہیں اس لئے کوئی صحیح یا صریح حدیث پیش فرمائیں تا کہ فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ و الرسول کے قانون پر مسئلہ کا فیصلہ ہو سکے۔

سوال ۱۸۵: مسواک کرنا وضو میں سنت ہے یا وضو کے بعد، نماز کے وقت یا دونوں وقت۔ صحیح صریح حدیث پیش فرمائیں۔

سوال ۱۸۶: مسواک کے بغیر وضو کر کے نماز پڑھ لی تو اس سنت کے رہ جانے

سے وضو ہو گیا یا نہیں۔ صحیح صریح حدیث لائیں۔

سوال ۱۸۷: وضو میں کتنی چیزیں سنت ہیں جن کے رہ جانے سے وضو ہو جاتا ہے، صریح حدیث لائیں۔

سوال ۱۸۸: کیا موجودہ برش (ٹوتھ پیسٹ) کر لینے سے مسواک کی سنت کا ثواب مل جاتا ہے یا نہیں، صریحدیث سے لائیں۔

سوال ۱۸۹: اگر کسی نے ایک ہی چلو سے تین بار ناک میں پانی چڑھا لیا تو سنت تثلیث ادا ہو گئی یا نہیں؟

سوال ۱۹۰: ایک شخص کی انگلی یا مسواک کے استعمال سے مسوڑھوں سے خون بہنے لگا اگر وہ خون بند ہونے تک بیٹھے تو جماعت نکل جاتی ہے، وہ مسواک چھوڑے یا جماعت؟ صریح حدیث پیش کریں۔

سوال ۱۹۱: آپ کے نزدیک منی پاک ہے کیا اس کا کھانا جائز ہے یا ناجائز؟ جو حکم بھی ہو صحیح صریح حدیث سے پیش فرمائیں۔

سوال ۱۹۲: خنزیر کا جوٹھا اور خنزیر پاک ہے یا ناپاک؟ صریح حدیث لائیں۔

سوال ۱۹۳: کتے کا پیشاب پاخانہ پاک ہے یا ناپاک؟ صریح صحیح حدیث سے جواب دیں۔

سوال ۱۹۴: ایک گاؤں میں ایک ہی کنواں ہے اس میں کتا مرا پڑا ہے، گندگی پڑی ہے، حیض کے چیتھڑے پڑے ہیں کیا اس کنویں سے پانی پینا، وضو کرنا جائز ہے یا نہیں؟ صحیح صریح حدیث درکار ہے۔

سوال ۱۹۵: کنواں کسی چیز سے ناپاک بھی ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر ناپاک ہو جاتا ہے تو صحیح صریح حدیث سے اس کے پاک کرنے کا طریقہ بیان فرمائیں۔

سوال ۱۹۶: دودھ میں دیوانے نے پیشاب کر دیا جس سے دودھ کا نہ رنگ

بدلا نہ مزہ نہ بو، وہ دودھ پاک ہے یا ناپاک؟ صحیح صریح حدیث سے جواب دیں۔ جو اس کو پاک کہے اس کے بارے میں حدیث کا کیا حکم ہے۔

سوال ۱۹۷: ایک گلاس شربت میں دودھ پیتے بچے نے پیشاب کر دیا، دودھ کا نہ رنگ بدلا نہ مزہ نہ بو۔ کیا اس کا پینا جائز ہے یا حرام؟ حدیث صحیح سے جواب دیں۔

سوال ۱۹۸: عورت کے فرج کی رطوبت پاک ہے یا ناپاک؟ اس کے بارے میں صحیح حدیث کا حکم بیان فرمائیں۔

سوال ۱۹۹: شراب (خمر حقیقی) پاک ہے یا ناپاک؟ حدیث صحیح صریح سے جواب دیں، جو اسے پاک کہے اس کا حدیث میں کیا حکم ہے؟

سوال ۲۰۰: خون پاک ہے یا ناپاک؟ حدیث پاک سے صراحت دکھائیں۔

سوال ۲۰۱: زید نے زینب سے زنا کیا اس زنا کے نطفہ سے سیمہ نامی لڑکی پیدا ہوئی کیا زید کا نکاح سیمہ سے حلال ہے؟ کیا زمانہ رسالت میں ایسا کوئی نکاح ہوا۔

یہ سوالات کی پہلی قسط ہے دوسری اقساط بھی یکے بعد دیگرے اشاعت پذیر ہو کر منظر عام پر آتی رہیں گی۔

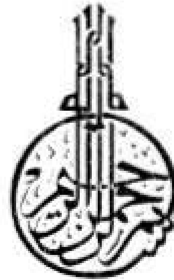
ناظرین کرام! دعاؤں میں یاد رکھیں اور موانع کے ارتفاع کے لئے قلبی دعائیں فرماتے رہیں۔

و آخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العلمین.

نوٹ: دوسری قسط بعنوان ''غیر مقلد علماء سے چار سو سوالات'' اس کے متصل بعد ملاحظہ فرمائیں۔

غیر مقلد علماء سے دین سے متعلق

تقریباً چار سو سوالات



(۱) ایک حدیث صحیح صریح غیر معارض ایسی پیش فرمائیں کہ امام کے لئے تکبیر تحریمہ بلند آواز سے سنت ہے اور مقتدی کے لئے آہستہ سنت ہے۔

(۲) ایک صحیح صریح حدیث پیش فرمائیں کہ نماز میں تعوذ آہستہ پڑھنا سنت ہے۔

(۳) ایک حدیث صحیح صریح غیر معارض پیش کریں کہ اکیلے نمازی کے لئے آمین آہستہ کہنا سنت مؤکدہ ہے۔

(۴) ایک حدیث صحیح صریح غیر معارض پیش فرمائیں کہ مقتدی کو چھ رکعت میں آمین بالجہر سنت ہے اور گیارہ رکعتوں میں آہستہ سنت ہے۔

(۵) ایک ہی صحیح صریح غیر معارض حدیث ایسی پیش کریں کہ آنحضرت ﷺ کے پورے تیئیس ۲۳ سالہ دور نبوت میں صرف ایک ہی دن صحابہ ؓ نے آپ ﷺ کے پیچھے چھ رکعتوں میں بلند آواز سے اور گیارہ رکعتوں میں آہستہ آواز سے آمین کہی ہو۔

(۶) صرف ایک ہی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کریں کہ پورے تیس ۳۰ سالہ دور خلافت راشدہ میں ایک ہی دن کسی ایک خلیفہ راشد کے کسی ایک ہی مقتدی نے چھ رکعتوں میں بلند آواز سے اور گیارہ رکعتوں میں آہستہ آواز سے آمین کہی ہو۔

(۷) ایک ہی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش فرمائیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہو کہ امام کے لئے ہمیشہ چھ رکعتوں میں بلند آواز سے اور گیارہ رکعتوں میں آہستہ آواز سے آمین کہنا سنت مؤکدہ ہے۔

(۸) ایک ہی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش فرمائیں کہ کسی خلیفہ راشد نے امام بن کر ایک ہی دن اپنے دور خلافت میں چھ رکعت میں بلند آواز سے آمین کہی ہو اور گیارہ رکعت میں آہستہ آمین کہی ہو۔

(۹) ایک ہی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش فرمائیں کہ جو مقتدی اس وقت جماعت میں شریک ہو جب امام نصف سے زائد فاتحہ پڑھ چکا ہو تو اس کے لئے دو دفعہ آمین کہنا سنت مؤکدہ ہے ایک دفعہ اپنی فاتحہ کے درمیان بلند آواز سے اور ایک دفعہ اپنی فاتحہ کے خاتمہ پر آہستہ آواز سے۔

(۱۰) ایک ہی صحیح صریح غیر معارض حدیث ایسی پیش فرمائیں کہ جو مقتدی رکوع میں ملے اس کو وہ رکعت دہرانا فرض ہے۔

(۱۱) ایک ہی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کریں رکوع کی تسبیحات آہستہ پڑھنا سنت ہیں۔

(۱۲) ایک ہی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کریں کہ رکوع کی تکبیر امام کے لئے جہراً اور مقتدی کے لئے آہستہ کہنا سنت ہے۔

(۱۳) ایک ہی صحیح صریح غیر معارض حدیث ایسی پیش فرمائیں کہ مقتدی کے لئے ربنا لک الحمد آہستہ پڑھنا سنت ہے۔

(۱۴) ایک ہی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش فرمائیں کہ وتر میں رکوع کے بعد دعا کی طرح ہاتھ اٹھا کر دعائے قنوت پڑھنا اور پھر منہ پر ہاتھ پھیر کر سجدہ میں جانا سنت ہے۔

(۱۵) ایک ہی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کریں کہ امام کے لئے دعائے قنوت جہراً اور مقتدی اور منفرد کے لئے آہستہ پڑھنا سنت ہے۔

(۱۶) ایک ہی حدیث صحیح صریح غیر معارض پیش کریں کہ سجدوں کی تسبیحات آہستہ پڑھنا سنت مؤکدہ ہیں۔

(۱۷) ایک ہی حدیث صحیح صریح غیر معارض پیش فرمائیں کہ دو سجدوں کے درمیان دعا آہستہ پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔

(۱۸) ایک ہی حدیث صحیح صریح غیر معارض پیش فرمائیں کہ رکوع کے بعد قومہ میں ہاتھ لٹکانا سنت ہے یا ہاتھ سینے پر باندھنا کیونکہ پیر جھنڈا صاحب ہاتھ باندھتے ہیں اور پنجاب کے غیر مقلدین ہاتھ لٹکاتے ہیں اس لئے حدیث صریح ہونی چاہئے۔

(۱۹) ایک ہی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش فرمائیں کہ سجدوں کو جاتے اور سجدوں سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین منع اور حرام ہے۔

(۲۰) ایک ہی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کریں کہ دوسری اور چوتھی رکعت کی ابتداء میں رفع یدین منع اور حرام ہے۔

(۲۱) ایک ہی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش فرمائیں کہ نماز میں درود شریف آہستہ پڑھنا سنت ہے۔

(۲۲) ایک ہی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش فرمائیں کہ درود شریف کے بعد والی دعا آہستہ پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔

(۲۳) ایک ہی صحیح صریح حدیث پیش فرمائیں کہ امام کے لئے سلام بلند آواز سے اور مقتدیوں کے لئے آہستہ آواز سے کہنا سنت ہے۔

(۲۴) نواب صدیق حسن فرماتے ہیں نمازی کے جسم پر نجاست (پیشاب، پاخانہ، خون حیض) لگا ہوا ہو تو بھی نماز باطل نہیں ہے۔ (بدور الاہلہ ص ۳۸)

(۲۵) نواب نور الحسن صاحب فرماتے ہیں ناپاک کپڑوں (جن پر پیشاب، پاخانہ، خون حیض لگا ہو سب) میں نماز صحیح ہے۔ (عرف الجادی ص ۲۱)

(۲۶) نماز میں مرد یا عورت کی شرمگاہ کھلی رہے تو بھی نماز صحیح ہے۔

(عرف الجادی ص ۲۱، بدور الاہلہ ص ۳۹)

(۲۷) نماز کی جگہ کا پاک ہونا نماز کے صحیح ہونے کے لئے شرط نہیں ہے۔

(بدور الاہلہ، عرف الجادی ص ۲۱)

(۲۸) اگر عصر کے وقت فٹ بال کھیلنا ہو تو عصر کی نماز ظہر کے وقت پڑھ لے۔

(فتاوی ثنائیہ ج ۱ ص ۶۳۱، ۶۳۲)

(۲۹) جن عورتوں کے ساتھ نکاح حرام ہے (ماں، بہن، بیٹی، خالہ) ان کا سارا جسم سوائے قبل دبر ننگا دیکھنا جائز ہے۔ (عرف الجادی ص ۵۲)

(۳۰) نواب وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں تم ایسی عورت کرو جس کی فرج تنگ ہو جو شہوت کے مارے دانت رگڑ رہی ہو وہ جو جماع کے وقت کروٹ سے لیٹتی ہو (لغات الحدیث)

نوٹ: مسئلہ نمبر ۲۵ تا ۳۵ یہ بھی حدیث صحیح صریح سے ثابت فرمائیں۔

حصہ دوم

(۳۱/۱) قرآن پاک کے بعد صحیح کتاب بخاری ہے یہ خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے یا نبی معصوم ﷺ کا۔

(۳۲/۱) کیا صحیح بخاری میں ایک رکعت نماز پڑھنے کا مکمل طریقہ ہے۔

(۳۳/۳) کیا بخاری میں سبحانك اللهم، سبحان ربی العظیم، سبحان ربی الاعلیٰ یا تشہد میں درود شریف کا ذکر ہے۔

(۳۴/۴) کیا بخاری شریف میں سینے پر ہمیشہ ہاتھ باندھنے کی حدیث شریف ہے۔

(۳۵/۵) بخاری شریف میں اونٹنی کا پیشاب پینے کا حکم ہے اس پر غیر مقلدین کا عمل نہیں مگر بھینس کا دودھ پینے کی کوئی حدیث نہیں ہے۔

(۳۶/۶) بخاری میں بغلوں کے بال اکھاڑنے کا حکم ہے (ج ۲ ص ۸۷۵) لیکن غیر مقلد استرے سے منڈواتے ہیں جس کی کوئی حدیث نہیں۔

(۳۷/۷) آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں جس نے ہمیشہ روزہ رکھا تو اس کا روزہ ہی نہیں ہوگا۔ ج ۱ ص ۲۶۵ مگر امام بخاریؒ خود ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔

(۳۸/۸) آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص مصیبت کے وقت اپنی موت کی تمنا ہرگز نہ کرے (بخاری ج ۲ ص ۸۴۷) مگر امام بخاریؒ اس حدیث کے خلاف اپنی موت کی دعا مانگا کرتے تھے۔ (تاریخ بغداد ج ۲ ص ۳۴)

(۳۹/۹) آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ ہفتے میں ایک قرآن پڑھو اور اس پر زیادہ مت کرو۔ (بخاری ج ۲ ص ۷۵۶) بعض میں تین دن اور بعض میں پانچ دن بھی آیا ہے مگر اکثر میں سات دن ہے (بخاری) مگر امام بخاریؒ اس صحیح صریح حدیث

کے خلاف رمضان شریف میں روزانہ ایک قرآن مجید ختم کرتے تھے۔ (تاریخ بغداد ج ۲ ص ۱۲، طبقات سبکی ج ۲ ص ۹، الحطہ ص ۲۲)

(۴۰/۱۰) غیر مقلدین کہتے ہیں حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا بخاری ج ۱ ص ۲۲۹ سے ثابت ہے کہ تراویح اور تہجد ایک نماز ہے مگر امام بخاریؒ رمضان شریف میں تراویح کے بعد تہجد پڑھ کر اس صحیح حدیث کی مخالفت کیا کرتے تھے۔

(۴۱/۱۱) خود امام بخاری نے حدیث روایت فرمائی ہے کہ کتا برتن میں منہ ڈال دے تو سات مرتبہ دھولو ظاہر ہے کہ کتے کے منہ ڈالنے سے پانی کا نہ رنگ بدلتا ہے نہ مزہ اور نہ ہی بو ہوتی ہے مگر امام بخاریؒ اس صحیح حدیث کے خلاف کہتے ہیں کہ جب تک رنگ، بو، مزہ نہ بدلے وہ ناپاک نہیں ہوتا۔ (بخاری ج ۱ ص ۲۹)

(۴۲/۱۲) حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ کتے کا جھوٹا ناپاک ہے (ج ۱ ص ۲۹) مگر امام بخاریؒ اس کے خلاف کتے کے جھوٹے پانی سے وضو جائز کہتے ہیں۔

(ج ۱ ص ۲۹)

(۴۳/۱۳) امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ نمازی کی پشت پر گندگی اور مردار ڈال دیا جائے تو نماز نہیں ٹوٹتی۔ (بخاری ج ۱ ص ۳۷)

(۴۴/۱۴) امام بخاریؒ کے نزدیک ران ننگے ہوں تو نماز جائز ہے۔ (ج ۱ ص ۵۲)

(۴۵/۱۵) غیر مقلدین کے نزدیک منی پاک ہے۔ (عرف الجادی ص ۱۰، نزل الابرار ج ۱ ص ۴۹، کنز الحقائق ص ۱۶، بدور الاہلہ ص ۱۵) اس پر صحیح حدیث لائیں۔

(۴۶/۱۶) جب منی پاک ہے تو احل لکم الطیبات کے موافق اس کا کھانا بھی حلال ہے یا حرام۔ صحیح صریح غیر معارض حدیث سے جواب دیں۔

(۴۷/۱۷) ابو الحسن غیر مقلد نے فقہ محمدیہ (ج ا ص ۴۶) پر جو لکھا ہے کہ ہمارے مذہب میں ایک قول پر کھانا منی کا جائز ہے اس کی صریح دلیل بیان کریں۔

(۴۸/۱۸) نواب وحید الزمان صاحب فرماتے ہیں کہ عورت کی پیشاب گاہ سے جو رطوبت نکلتی ہے وہ پاک ہے۔ (کنز الحقائق ص ۱۶، نزل الابرار ج ا ص ۴۹، تیسیر الباری ص ۲۰۷ ج ا) اس کی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش فرمائیں۔

(۴۹/۱۹) جب یہ رطوبت پاک ہے تو اس کا پینا حلال ہے یا حرام۔ جواب صحیح صریح غیر معارض حدیث سے پیش کریں۔

(۵۰/۲۰) آپ کے مذہب میں حیض کے خون کے سوا سب خون پاک ہیں۔ (کنز الحقائق ص ۱۶، نزل الابرار ج ا ص ۴۹، عرف الجادی ص ۱۰) اس مسئلہ کی دلیل حدیث صحیح صریح غیر معارض سے پیش فرمائیں۔

(۵۱/۲۱) کتا پاک ہے۔ (عرف الجادی ص ۱۰) اس کا گوشت، خون، ہڈی، بال، پسینہ پاک ہے۔ (بدور الاہلہ ص ۱۶) اس کا پیشاب پاخانہ پاک ہے۔ (ہدیۃ المہدی ج ۲ ص ۷۷) کتا بیوی کو حق مہر میں دینا جائز ہے۔ (محلی ابن حزم باب المہر) جواب صحیح صریح حدیث سے دیں۔

(۵۲/۲۲) خنزیر پاک ہے۔ (عرف الجادی ص ۱۰) اس کے بال، ہڈی پاک ہیں۔ (کنز الحقائق ص ۱۳) اس کا جھوٹا پاک ہے۔ (نزل الابرار ج ا ص ۴۹)

(۵۳/۲۳) الخمر یعنی شراب پاک ہے۔ (کنز الحقائق ص ۱۶، نزل الابرار ج ا ص ۴۹، عرف الجادی ص ۱۰) اس میں آٹا گوندھ کر روٹی پکالی جائے تو کھانا حلال ہے۔ (نزل الابرار ج ا ص ۵۰)

(۵۴/۲۴) پیشاب ہر حلال اور حرام جانور کا پاک ہے سوائے خنزیر کے اس میں اختلاف ہے، ایک قول میں وہ بھی پاک ہے۔ (نزل الابرار ج۱ص۴۹)

(۵۵/۲۵) کوئی مردار نجس نہیں۔ (عرف الجادی ص۱۰) ان سب مسائل کی ایک ایک حدیث صحیح صریح غیر معارض پیش فرمائیں۔

(۵۶/۲۶) ان مندرجہ بالا مسائل کا مطلب صاف ہے کہ اگر منی، مردار، خون، کسی جانور کا پیشاب، شراب، خنزیر، کتا اگر پانی میں گر جائیں خواہ کتنی ہی مقدار میں ہوں تو اس پانی سے وضو کرنا، غسل کرنا، اس کا پینا، اس سے کھانا پکانا سب جائز ہے یعنی آپ کے مذہب پر۔

(۵۷/۲۷) مندرجہ بالا چیزیں بدن، کپڑے یا نماز کی جگہ پر خواہ کتنی مقدار میں ہوں نماز بالکل جائز ہے اس کا حکم حدیث سے دکھاؤ۔

(۵۸/۲۸) مندرجہ بالا پاک چیزوں سے اگر کوئی شخص قرآن وحدیث لکھے تو اس کے جواز یا عدم جواز کی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کریں۔

(۵۹/۲۹) اگر خنزیر نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے تو اس کا کھانا حلال ہے۔ (نزل الابرار ج۱ص۵۰) اس کی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کریں۔

(۶۰/۳۰) ایک کنویں میں خنزیر، مردار، حیض کے چیتھڑے، انسانوں کا پیشاب پاخانہ رات دن گرتا رہتا ہے وہ کنواں پاک ہے یا ناپاک۔ حدیث صریح صحیح سے جواب دیں۔

(۶۱/۳۱) ناپاک کنویں کا پاک کرنے کا طریقہ کسی صحیح صریح حدیث سے پیش فرمائیں۔

حصہ سوم

حضرات علماء اہل حدیث سے گزارش ہے کہ وہ مندرجہ ذیل سوالات کے جواب میں ایک صریح آیت یا ایک ایک صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش فرمائیں۔ حدیث مکمل متن کے ساتھ نقل فرمائیں اور ہر ہر راوی کی توثیق، سند کا اتصال اور اس کا شذوذ و علت سے سالم ہونا ثابت فرمائیں۔ کوئی جواب جو قرآن پاک کی صریح آیت یا حدیث صحیح صریح غیر معارض کے حوالہ سے نہ ہوگا وہ مردود ہوگا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے علم میں برکت عطا فرمائے۔

(۶۲/۱) عیسائی کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کی صورت میں ظاہر ہوا، ہندو کہتے ہیں خنزیر کی شکل میں ظاہر ہوا اور مولانا وحید الزمان خان غیر مقلد فرماتے ہیں کہ خدا جس صورت میں چاہے ظاہر ہو سکتا ہے۔ (ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۷ و ج ۱ ص ۹)

(۶۳/۲) نواب وحید الزمان فرماتے ہیں کہ "رام چندر، لچھمن، کرشن، زرتشت، مہاتما بدھ یہ سب انبیاء صالحین میں سے ہیں اور ہم پر واجب ہے کہ ہم خدا کے سب رسولوں پر بلا تفریق ایمان لائیں۔ (ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۸۵)

(۶۴/۳) اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ انبیاء و اولیاء کا سماع عام لوگوں سے وسیع ہے۔ حتیٰ کہ پوری زمین سے ہر جگہ دور نزدیک سے وہ سن لیتے ہیں تو یہ عقیدہ شرک نہیں۔ (ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۲۴)

(۶۵/۴) اس مندرجہ بالا عقیدے سے کوئی یا رسول اللہ، یا علی، یا غوث (اعظم) کہے تو شرک نہیں۔ (ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۲۴)

(۶۶/۵) نواب صدیق حسن خان صاحب اس عقیدے سے یہ وظیفہ پڑھا کرتے تھے

قبلۂ دیں مدد دے کعبہ ایماں مدد دے

ابن قیم مدد دے قاضی شوکانی مدد دے (ج۱ص۲۳)

ابن قیم، قاضی شوکانی فوت شدہ بھی تھے اور دور بھی مگر نواب صدیق حسن خان صاحب ان سے استمداد کیا کرتے تھے۔

(۶۷/۶) جب آپ کے عقیدہ میں رام چندر، لچھمن، کرشن، مہاتما بدھ بھی نبی ہیں اور ہر نبی دور نزدیک سے پکار سنتا ہے تو آپ کے مذہب میں "یا رام چندر مدد دے، یا لچھمن مدد دے، یا کرشن مدد دے، یا مہاتما بدھ مدد دے" کا وظیفہ پڑھنا بھی عین ایمان ہوا۔

(۶۸/۷) یہی زمانہ تھا کہ مرزا قادیانی قادیان کو قبلہ و کعبہ قرار دے رہے تھے اور نواب صدیق حسن خان اہلحدیث قاضی شوکانی یمنی کو قبلہ کعبہ بنا رہے تھے تو قرآن وحدیث کی رو سے زیادہ ثواب کس کو مل رہا تھا۔

(۶۹/۸) نواب وحید الزمان وغیرہ مقلد کا عقیدہ ہے کہ جو سماع موتی کا انکار کرتا ہے وہ اہلحدیث نہیں معتزلی ہے (ہدیۃ المہدی ص۶۰)

(۷۰/۹) آنحضرت ﷺ یا کسی نبی، ولی کی قبر مبارک کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا جائز نہیں، یہ امور جاہلیت میں سے ہے۔ (عرف الجادی ص۶۰) اور اس کو جائز ثابت کرنے والا خدا اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتا اور حلاوت ایمان سے محروم ہے۔ (عرف الجادی ص۱۰۳)

(۷۱/۱۰) اور اگر کوئی شخص مدینہ منورہ پہنچ جائے تو اس پر واجب ہے کہ آنحضرت ﷺ کے روضہ اطہر کو گرا کر خاک کے برابر کر دے۔ (عرف الجادی ص۶۰)

رام چندر، لچھمن، کرشن، مہاتما بدھ سے اتنی محبت اور آنحضرت ﷺ سے اتنی نفرت کہ روضہ اطہر کا نشان دیکھنا بھی گوارا نہیں۔

(۷۲/۱۱) اگر غیر مقلدین برسر حکومت آ جائیں تو وہ پہلا حملہ ہندوستان پر کریں گے جو ہندو، رام چندر، کرشن، لچھمن اور مہاتما بدھ جیسے نبیوں کے پیروکار ہیں یا مکہ مکرمہ پر کریں گے جہاں کے لوگ مقلد ہیں اور مرکز اسلام کو مشرک مقلدین سے خالی کرائیں گے۔

(۷۳/۱۲) اگر غیر مقلدین برسر اقتدار آ گئے تو مقلدین سے زکوٰۃ وصول کریں گے یا جزیہ، قرآن وحدیث سے حکم بتائیں۔

(۷۴/۱۳) اگر غیر مقلدین کو حکومت مل گئی تو وہ پہلے کسی مندر کو تو نہیں گرائیں گے البتہ روضہ اطہر کو ضرور گرائیں گے۔

(۷۵/۱۴) نواب وحید الزمان صاحب فرماتے ہیں کہ جو ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھے اس پر انکار جائز نہیں۔ (ہدیۃ المہدی ص ۱۱۸)

(۷۶/۱۵) نواب صاحب لکھتے ہیں جو وضو میں پاؤں نہ دھوئے بلکہ صرف مسح کر لے اس پر انکار جائز نہیں۔ (ہدیۃ المہدی ص ۱۱۸)

(۷۷/۱۶) نواب صاحب لکھتے ہیں جو مردوں کے وسیلہ سے دعا کرے اس پر انکار جائز نہیں۔ (ہدیۃ المہدی ص ۱۱۸) امید ہے کہ علماء اہلحدیث اپنے ان مسائل کا ثبوت بھی کسی آیت قرآنی یا حدیث صحیح صریح غیر معارض سے پیش فرمائیں گے کیونکہ یہ مسائل فقہ محمدی کے ہیں اور اس کتاب کے ہیں جس کا نام نزل الابرار من فقہ النبی المختار ہے یعنی یہ مسائل غیر مقلدین کے عقیدہ میں کسی مجتہد کے مسائل نہیں ہیں جن میں احتمال خطا بھی ہو سکتا ہے بلکہ نبی معصوم علیہ السلام کی فقہ کے بے خطا مسائل ہیں۔

(۷۸/۱۷) ایک شخص کی شہوت سے منی خارج ہونے لگی اس نے عضو خاص کو زور سے پکڑ لیا سکون کے بعد منی خارج ہوئی تو غسل فرض نہیں۔ (نزل الابرار ص ۲۳)

(۷۹/۱۸) اگر کسی مرد نے کسی چوپائے (بھیڑ، بکری، بھینس، گدھی، کتیا) کی شرمگاہ میں دخول کیا تو غسل فرض نہیں۔ (نزل الابرار ج۱ ص ۲۳)

(۸۰/۱۹) اگر کسی عورت نے کسی چوپائے (کتے، خنزیر وغیرہ) سے یہ فعل کروایا تو اس پر غسل فرض ہے یا نہیں۔ حدیث صحیح صریح سے جواب دیں۔

(۸۱/۲۰) اگر کسی شخص نے زندہ عورت کے ساتھ صحبت کی اور انزال نہ ہوا ہو تو امام بخاری کے نزدیک غسل فرض نہیں۔ (نزل الابرار ج۱ ص ۲۳)

(۸۲/۲۱) اگر کسی شخص نے اپنا آلہ تناسل خود اپنی دبر میں داخل کیا تو انزال کے بغیر غسل فرض نہ ہوگا۔ (نزل الابرار ج۱ ص ۲۴)

(۸۳/۲۲) اگر کسی نے مردہ عورت سے صحبت کی تو راجح یہ ہے کہ غسل ضروری نہیں۔ (نزل الابرار ج۱ ص ۲۴)

(۸۴/۲۳) اگر کسی عورت نے غیر آدمی (گدھے، ہاتھی، کتے، خنزیر، بندر، گھوڑے، ریچھ وغیرہ) کا ذکر اپنی شرمگاہ میں داخل کیا تو غسل فرض نہیں۔ (نزل الابرار ج۱ ص ۲۴)

(۸۵/۲۴) اگر کسی عورت نے مردہ مرد کا آلہ تناسل اپنی شرمگاہ میں داخل کیا تو اس پر غسل فرض نہیں۔ (نزل الابرار ج۱ ص ۲۴)

(۸۶/۲۵) اگر کسی لڑکے سے اغلام بازی کی تو غسل فرض نہیں۔ (نزل الابرار ج۱ ص ۲۴) اف حدیث کی آڑ میں کیا کچھ ہو رہا ہے.................. [1]

---

[1] اولئك آبائی فجئنی بمثلهم .... (شان اہل حدیث)

(۸۷/۲۶) اگر کسی عورت نے انگلی استعمال کی تو غسل فرض نہیں۔ (نزل الابرار ص ۲۴) آہ نبی معصوم کی طرف کیسی فقہ منسوب کر دی گئی ہے۔

(۸۸/۲۷) اگر کسی عورت نے لکڑی وغیرہ شہوت رانی کے لئے استعمال کی تو غسل فرض نہیں جب تک انزال نہ ہو۔ (نزل الابرار ج ا ص ۲۴)

(۸۹/۲۸) اگر عورت نے لکڑی شرمگاہ میں داخل کی لکڑی اندر چلی گئی مگر ہاتھ شرمگاہ کو نہیں لگا تو وضو بھی نہیں ٹوٹا۔ (نزل الابرار ج ا ص ۲۴)

(۹۰/۲۹) کسی مرد نے کنواری لڑکی سے صحبت کی اور وہ حاملہ ہوگئی مگر کنوار پٹی زائل نہیں ہوئی تو غسل فرض نہیں۔ (نزل الابرار ج ا ص ۲۴)

(۹۱/۳۰) اگر محض خیال سے شہوت آئی اور منی خارج ہوگئی تو غسل فرض نہیں۔ (نزل الابرار ج ا ص ۲۳)

(۹۲/۳۱) اگر کسی مرد یا عورت نے لکڑی، لوہا یا کوئی اور ایسی چیز اپنی دبر میں داخل کی اور وہ خشک نکل آئی تو وضو نہیں ٹوٹا۔ (نزل الابرار ج ا ص ۲۰)

(۹۳/۳۲) اگر بواسیر والے نے اپنے موہکے یا کانچ خود اندر داخل کی تو وضو ٹوٹ گیا اور اگر خود بخود داخل ہوگئے تو وضو نہیں ٹوٹا۔ (نزل الابرار ج ا ص ۲۰)

(۹۴/۳۳) اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے غیر فطری مقام کو استعمال کرے تو اسے کوئی شرعی سزا تو کجا اس پر انکار بھی جائز نہیں۔ (ہدیۃ المہدی ج ا ص ۱۲۲)

(۹۵/۳۴) اگر کوئی عورت متعہ کروائے (یعنی اجرت لے کر زنا کروائے) تو نہ حد نہ تعزیر بلکہ اس پر انکار بھی جائز نہیں۔ (ہدیۃ المہدی ج ا ص ۱۲۲)

(۹۶/۳۵) زید نے کسی عورت سے زنا کیا اس نطفہ سے لڑکی پیدا ہوئی تو اس

بیٹی سے زید باپ نکاح کرسکتا ہے، یہ جائز ہے۔ (عرف الجادی ص ۱۰۹)

(۹۷/۳۶) نظر بازی سے بچنے کے لئے مشت زنی واجب ہے۔

(عرف الجادی ص ۲۰۷)

(۹۸/۳۷) نظر بازی کے جواز کے لئے بوڑھا بابا بھی نوجوان وھا بن کی پستان نوشی کرسکتا ہے۔ (نزل الابرار ج ۲ ص ۷۷)

(۹۹/۳۸) بعض صحابہ ﷺ بھی مشت زنی کیا کرتے تھے۔ (عرف الجادی ص ۲۰۷)

(۱۰۰/۳۹) مشت زنی میں کوئی حرج نہیں جیسے بدن کی دوسری موذی فضلات (پاخانہ پیشاب) نکالنے میں کوئی حرج نہیں۔ (عرف الجادی ۲۰۷)

(۱۰۱/۴۰) مشت زنی کرنے والے پر نہ حد ہے نہ تعزیر۔ (عرف الجادی ص ۲۰۸)

حضرات براہ کرم چہل احادیث ان مسائل پر پیش فرمائیں، بعض لوگ ہمیں یہ جواب دیتے ہیں کہ ہمارے علماء اہلحدیث یہ سب مسائل حدیث کے خلاف لکھتے ہیں ان کے کھانے کے دانت اور ہوتے ہیں اور دکھانے کے اور۔ اس لئے اگر یہ بات سچ ہے کہ وہ حدیث کا نام محض جھوٹ موٹ لیتے ہیں اور یہ مسائل غلط ہیں تو براہ نوازش ہر مسئلہ کا غلط ہونا ہی ایک ایک صحیح صریح غیر معارض حدیث سے ثابت فرمائیں بہر حال ان کے موافق یا مخالف چالیس احادیث پیش کریں۔

حصہ چہارم ...... مسئلہ تقلید

تقلید کی تعریف:

تقلید کہتے ہیں کسی کا قول محض اس حسن ظن پر مان لینا کہ یہ دلیل کے موافق بتلا دے گا اور اس سے دلیل کی تحقیق نہ کرنا۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۲۵۶، ج ۱ ص ۲۶۰،

ج ۱ ص ۲۶۲، ج ۱ ص ۲۶۵) کتاب وسنت کے ماہر کی رہنمائی میں کتاب وسنت پر عمل کرنا۔ (عقد الجید شاہ ولی اللہ ص ۴۷۰)

تقلید کی تقسیم:

تقلید مطلق یہ ہے کہ بغیر کسی تعین کے کسی عالم سے مسئلہ پوچھ کر عمل کر لیا جائے جو اہلحدیث کا مذہب ہے اور تقلید شخصی یہ ہے کہ ائمہ اربعہ میں سے ایک امام کی بات مانی جائے جو مقلدین کا مذہب ہے (فتاوی ثنائیہ ج ۱ ص ۲۵۶)

معرفت دلیل:

اس کو کہتے ہیں کہ دلیل کو پورے طور پر جاننا۔ بالفاظ دیگر یہ جاننا کہ اس کا معارض کوئی نہیں اور یہ منسوخ بھی نہیں وغیرہ ایسا جاننا مجتہد کا خاصہ ہے۔ یہ بالکل صحیح ہے (فتاوی ثنائیہ ج ۱ ص ۲۶۳) یعنی دلیل میں تین باتیں ضروری ہیں (الف) وہ منع سے سالم ہو یعنی اس کا ثبوت تواتر یا سند صحیح سے ہو۔ (ب) وہ نقض سے سالم ہو اس کے مقدمات ثابت اور نتیجہ کی دلالت دعوی پر واضح ہو۔ (ج)۔ وہ معارضہ سے سالم ہو یعنی کوئی دلیل اس کے معارض نہ ہو)۔

تقلید کا حکم:

تقلید مطلق واجب ہے (معیار الحق ص ۴۱، تاریخ اہلحدیث ص ۱۲۵، داؤد غزنوی ص ۳۷۵) تقلید شخصی مباح۔ ہے یعنی اس پر کوئی گناہ مرتب نہیں ہوتا وہ یہ کہ مقلد کسی ایک امام کو محقق سمجھ کر ہمیشہ اسی کی بات مانتا رہے مگر اس تعین کو حکم شرعی نہ سمجھے (فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۲۵۲، معیار الحق ص ۴۱، تاریخ اہلحدیث ص ۱۲۵، داؤد غزنوی

ص ۳۷۵) ہم نے غیر مقلدین کا مسلک تقلید کے بارہ میں ان کے عناصر اربعہ بلکہ ائمہ اربعہ مولانا نذیر حسین صاحب دہلوی، مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی، مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری، مولانا داؤد غزنوی سے باحوالہ ذکر کیا ہے۔

اب مندرجہ ذیل امور جواب طلب ہیں:

(۱۰۲/۱) واجب کی تعریف کیا ہے اور اس کے تارک کا کیا حکم ہے، دونوں باتیں کسی حدیث صحیح صریح غیر معارض سے بیان کریں۔

(۱۰۳/۲) تقلید مطلق کے واجب ہونے کا ثبوت آیت قرآن یا حدیث صحیح صریح غیر معارض سے پیش فرمائیں۔

(۱۰۴/۳) جب آپ کے ہاں تقلید مطلق واجب ہے تو آپ بھی مقلد ہوئے آپ لوگ اپنے آپ کو غیر مقلد کیوں کہتے ہیں؟

(۱۰۵/۴) مباح کی کیا تعریف ہے اور اس کے تارک اور عامل کا کیا حکم ہے یہ بات حدیث صحیح صریح غیر معارض کے حوالہ سے بیان کریں۔

(۱۰۶/۵) تقلید شخصی کے مباح ہونے کی دلیل قرآن پاک کی آیت یا حدیث صحیح صریح غیر معارض سے بیان فرمائیں۔

(۱۰۷/۶) عالم کو مسئلہ بتاتے وقت ہر ہر مسئلہ پر دلیل تام (دیکھو نمبر ۳) کا بیان کرنا فرض ہے یا واجب۔ اور اس کی دلیل آیت یا حدیث بیان کریں۔

(۱۰۸/۷) حدیث کی مشہور کتاب مصنف عبدالرزاق میں صحابہ ﷺ اور تابعین کے تقریباً سترہ ہزار ۱۷۰۰۰ فتاوی ہیں جن میں صحابہ ﷺ اور تابعین نے فتویٰ کے ساتھ کوئی آیت قرآنی یا حدیث دلیل میں بیان نہیں فرمائی تو وہ فرض و واجب کے تارک اور

گنہگار ہوئے یا نہیں؟

(۱۰۹/۸) ان سترہ ہزار ۱۷۰۰۰ فتاویٰ میں سوال کرنے والوں نے بھی دلیل کا مطالبہ نہیں کیا تو ان کا مطالبہ بلا دلیل ان مسائل کو تسلیم کر لینا تقلید ہی ہے، کیا یہ صحابہ ﷺ اور تابعین دلیل کا مطالبہ نہ کرنے کی وجہ سے فاسق ہوئے یا کافر دلیل حدیث صحیح سے ہو۔

(۱۱۰/۹) کیا ہر ہر عامی آدمی کو ہر ہر جزئی مسئلہ کی دلیل تام جاننا فرض ہے یا واجب اور اس کی کیا دلیل ہے، حدیث صحیح بیان فرمائیں۔

(۱۱۱/۱۰) آپ کے اکثر عوام اپنے علماء سے مسئلہ پوچھ کر عمل کرتے ہیں اور دلیل تام کی تحقیق نہیں کرتے وہ عوام ان علماء کے مقلد ہوئے یا نہیں۔

(۱۱۲/۱۱) آپ کے عوام نہ دیو بندی علماء سے مسئلہ پوچھتے ہیں نہ بریلوی علماء سے، وہ صرف اپنے علماء سے مسئلہ پوچھتے ہیں تو نمبر ۲ کے موافق یہ تقلید شخصی ہے یا غیر شخصی مطلق۔ ظاہر ہے کہ ایک ہی فقہ کے مسائل پر چلنا تقلید شخصی ہے۔

(۱۱۳/۱۲) مذہب حنفی میں اکثر مسائل پر فتوی امام اعظمؒ کے قول پر ہے بعض مسائل میں صاحبین کے قول پر بعض میں امام زفرؒ، امام حسنؒ کے قول پر اس کو آپ کی تقسیم نمبر ۲ کے موافق تقلید شخصی کہا جائے گا یا تقلید مطلق۔

(۱۱۴/۱۳) چونکہ زیر بحث تقلید مجتہد کی ہے اس لئے قرآن و حدیث کی روشنی میں مجتہد کی تعریف بیان فرمائیں۔

(۱۱۵/۱۴) قرآن و حدیث میں مجتہد کی شرائط کیا ہیں، ان کو وضاحت سے بیان فرمائیں۔

(۱۱۶/۱۵) قرآن وحدیث سے یہ وضاحت فرمائیں کہ مجتہد کا دائرہ کار کیا ہے۔

(۱۱۷/۱۶) تقلید کی اس تعریف کے مطابق جو نمبرا پر گزری، خدا اور رسول ﷺ کی بات کو بلا مطالبہ دلیل ماننا تقلید ہے یا نہیں۔

(۱۱۸/۱۷) اس تعریف پر اصول حدیث کے قواعد کو بلا مطالبہ دلیل مان لینا تقلید ہے یا نہیں۔

(۱۱۹/۱۸) اصول حدیث میں خاص شوافع کے فرقہ کے اصول کو ماننا اور حنفی محدثین کے اصول کو نہ ماننا تقلید شخصی ہے یا تقلید مطلق۔

(۱۲۰/۱۹) اسماء الرجال کی کتابوں سے جرح وتعدیل کے اقوال کو بلا مطالبہ دلیل ماننا تقلید ہے یا نہیں۔

(۱۲۱/۲۰) جرح وتعدیل میں شافعی فرقہ کی کتابوں کو بلا مطالبہ دلیل ماننا اور حنفی کتابوں کو نہ ماننا تقلید شخصی ہے یا تقلید مطلق۔

(۱۲۲/۲۱) کتب خانہ میں مشکوۃ کو ماننا اور زجاجۃ المصابیح کو نہ ماننا، بلوغ المرام کو ماننا اور مستدلات حنفیہ کو نہ ماننا، موطا امام مالکؒ کو ماننا اور موطا امام محمدؒ کو نہ ماننا، ترمذی کو ماننا اور طحاوی پر اعتماد نہ کرنا، جزء القراءۃ کو ماننا اور کتاب الآثار کو نہ ماننا کتاب القراءۃ کو ماننا اور کتاب الحجۃ علی اھل المدینۃ کو نہ ماننا یہ تقلید مطلق ہے یا تقلید شخصی کا اثر ہے۔

(۱۲۳/۲۲) حدیث کے صحیح یا ضعیف ہونے میں صرف اپنے فرقہ کے مولوی پر اعتماد کرنا حنفی محدثین پر اعتماد نہ کرنا تقلید شخصی ہے یا مطلق۔

(۱۲۴/۲۳) یہودی اپنے احبار و رھبان کی تقلید مطلق کرتے تھے یا شخصی جواب قرآن یا حدیث صحیح سے دیں۔

(۱۲۵/۲۴) اگر وہ تقلید شخصی کرتے تھے تو ان کے مجتہدین کے نام جن کی طرف فرقے منسوب تھے قرآن و حدیث سے تحریر کریں۔

(۱۲۶/۲۵) مشرکین جو اپنے آباء واجداد کی تقلید کرتے تھے وہ تقلید مطلق تھی یا تقلید شخصی قرآن و حدیث سے جواب دیں۔

(۱۲۷/۲۶) اگر وہ تقلید شخصی کرتے تھے تو ان میں کتنے فرقے تھے ان کے نام قرآن و حدیث سے بیان فرمائیں۔

(۱۲۸/۲۷) محدثین نے جو حدیث کی قسمیں اور ہر ہر قسم کا حکم بیان فرمایا ہے یہ سب اقسام صراحۃً قرآن و حدیث میں ہیں یا ان امتیوں کی بنائی ہوئی قسموں کو بلا مطالبہ دلیل قرآن و حدیث مان لیا ہے تو یہ تقلید ہے یا نہیں۔

(۱۲۹/۲۸) جب تقلید مطلق واجب ہے اور تقلید مطلق کے دو ہی فرد ہیں شخصی اور غیر شخصی تو وجوب کا حکم دونوں کی طرف یکساں ہوگا پھر ایک کو واجب دوسرے کو مباح کہنا یہ بالکل غلط ہوا، جس طرح قسم کے کفارہ میں کھانا کھلانا، کپڑے دینا، روزے رکھنا تینوں برابر ہیں اب جس طرح بھی ادا کرے گا تو واجب ہی ادا ہوگا۔

(۱۳۰/۲۹) کیا آپ کے نزدیک ہر آدمی مجتہد ہے یا بعض مجتہد اور بعض غیر مجتہد، قرآن پاک نے تو دونوں درجے بتائے۔ لو ردوہ الی الرسول و الی اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم اور فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ کیا آپ ان آیات کو مانتے ہیں۔

(۱۳۱/۳۰) اب غیر مجتہد دو حال سے خالی نہیں یا تو آپ اس کو از خود ادلۂ اربعہ سے اخذ احکام کی اجازت دیں گے یا کسی مجتہد کے اخذ کردہ احکام پر عمل کرائیں گے پہلی

صورت میں وہ مجتہد ہوا اور دوسری صورت میں مقلد اور اس میں چونکہ شرائط اجتہاد نہ تھیں اس لئے اس کا اجتہاد ایسا ہی باطل ہوا جیسے وہ نماز باطل ہے جس میں شرائط نماز نہ پائی جائیں۔

(۱۳۲/۳۱) اب غیر مجتہد اگر مجتہد سے اخذ احکام کرے گا تو دو حال سے خالی نہیں یا تو ایک مجتہد کے مذہب کو باقی مذاہب پر راجح سمجھے گا تو وہ تقلید شخصی کرے گا کیونکہ مرجوح پر عمل بالا جماع ناجائز ہے۔ یا سب کو برابر سمجھ کر کسی ایک پر عمل کرے گا تو یہ بھی ترجیح بلا مرجع ہے جو جائز نہیں۔

(۱۳۳/۳۲) تقلید غیر شخصی کی کیا صورت ہوگی، اگر غیر مجتہد سب مجتہدین کے مذاہب کو مساوی جانے گا تو اختلافی مسائل میں ایک مجتہد ایک چیز کو حلال کہتا ہے اور دوسرا حرام کہتا ہے اور اس (غیر مجتہد) کے نزدیک سب برابر ہیں تو کوئی چیز اس کے لئے نہ حرام ہوگی نہ حلال یا ہر چیز حلال بھی ہوگی اور حرام بھی اور یہ بالا جماع باطل ہے تو سب کو مساوی سمجھنا بھی بالا جماع باطل ہوا۔

(۱۳۴/۳۳) اگر وہ غیر مجتہد چاروں مذاہب کو مساوی الترک والقبول جانتا ہے تو تکلیف شرعی باطل ہوئی، نہ کچھ فرض رہا نہ حرام رہا بلکہ اگر چاہے تو حلال کی طرف مائل ہو جائے چاہے تو حرام کی طرف مائل ہو جائے پھر یہ تقلید مجتہد کی تو نہ رہی بلکہ اپنی خواہش نفسانی کی تقلید ہوگی۔ قال اللّٰہ تعالیٰ و نهى النفس عن الهوىٰ فان الجنة هي المأوىٰ اور ایحسب الانسان ان یترك سدى کا مصداق ہوگا مجتہد کا نام تو محض دھوکے کے لئے لے گا، اپنی خواہش نفسانی کی تقلید کو اتباع قرآن وحدیث کا نام دے کر گمراہ ہوگا جیسا کہ زمانہ حال کے اکثر غیر مقلدین کی حالت ہے۔

(۱۳۵/۳۴) اگر کوئی غیر مجتہد یہ دعویٰ کرے کہ چاروں مذاہب سے جس کا

مسئلہ قرآن وحدیث سے زیادہ اقرب ہوگا اس کو ترجیح دوں گا تو محض غلط ہے یہ ایسا ہی ہے کہ کوئی مریض کہے کہ میں ڈاکٹروں کے نسخوں کو خود پرکھوں گا جس کا نسخہ ڈاکٹری اصول سے اقرب ہوا اس کو استعمال کروں گا یا کوئی ملزم کہے کہ میں ججوں کے فیصلوں کو خود پرکھوں گا جس جسٹس صاحب کا فیصلہ قانون سے اقرب ہوا اسے تسلیم کرلوں گا کیسی عجیب بات ہے کہ ڈاکٹری سے جاہل کو تو ڈاکٹروں کے چیک کرنے کی اجازت نہ ہو اور قانون سے ناواقف ملزم کی جسٹس صاحبان کے فیصلہ پر نکتہ چینی توہین عدالت قرار پائے مگر ایک جاہل جو شرائط اجتہاد سے خالی ہو اس کو اختیار دیا جائے کہ مجتہدین پر نکتہ چینی کرے۔

(۱۳۶/۳۵) اگر مقلد ائمہ اربعہ کے مذاہب میں سے ایک کو راجح سمجھے تو اسے راجح پر عمل کرنا لازم ہے کیونکہ مذہب مرجوح مثل منسوخ کے ہے، اس لئے راجح کے مقابلہ میں مرجوح کو اختیار کرنا باجماع امت باطل ہے پس اسے راجح پر عمل کرنا ہوگا۔

(۱۳۷/۳۶) اب رہا یہ سوال کہ مقلد ترجیح کیسے دے گا تو ترجیح کے دو طریقے ہیں ایک یہ کہ ہر ہر مسئلہ میں مذاہب اربعہ کے دلائل کا تفصیلی علم حاصل کر کے پھر ایک کو ترجیح دے تو یہ کسی مقلد یا غیر مقلد کے بس کی بات نہیں، اگر کوئی غیر مقلد ایسا دعوی کرے تو ہم اسے کیف ما اتفق فقہ کے مختلف ابواب سے ایک سو مسائل پیش کریں گے وہ غیر مقلد ہر مسئلہ پر چاروں ائمہ کا مسلک بتائے گا پھر ہر ہر مسئلہ پر چاروں اماموں کے دلائل بیان کرے پھر ان پر مخالفین کے اعتراضات نقل کر کے ہر ایک کا جواب دے اور پھر صحیح صریح احادیث سے ترجیح دے، ہم نے مدت سے غیر مقلدین کو یہ دعوت دے رکھی ہے مگر کوئی غیر مقلد اس کے لئے تیار نہیں، پس یہ طریقہ تو ممکن نہیں (اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ) مقلد کی ترجیح اجمالاً ہوتی ہے جیسے کوئی مریض کسی ڈاکٹر کے ہر ہر نسخہ کو

چیک کرنے کی اہلیت تو نہیں رکھتا مگر اجمالاً جانتا ہے کہ فلاں ڈاکٹر صاحب کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ نے ہزاروں مریضوں کو شفاء بخشی ہے اور علاقہ بھر کے بڑے بڑے ڈاکٹر اس سے مشورہ کرتے ہیں اور بڑے بڑے ڈاکٹر اسے اپنا امام مانتے ہیں جیسے سخی حاتم کو، پہلوان رستم کو، محدثین امام بخاریؒ کو، مجتہدین امام ابو حنیفہؒ کو نحوی خلیل واخفش کو اپنا امام مانتے ہیں، ان کے متواتر شہادتوں سے اس کی افضلیت کا یقین دل کی گہرائیوں میں اتر جاتا ہے اسی طرح عامی آدمی کے دل میں ایک امام کی افضلیت کا اعتقاد آجاتا ہے اور اس کے مذہب کو راجح سمجھتا ہے۔ (یہی تقلید شخصی ہے)

(۱۳۸/۳۷) دیکھئے عام مقلد بھی صحیح بخاری کی حدیثوں کو دوسری حدیثوں پر ترجیح دیا کرتے ہیں، ظاہر ہے کہ انہوں نے بخاری کی ہر سند اور ہر راوی کو چیک نہیں کیا بلکہ ائمہ فن حضرات محدثین ان کو اپنا امام مانتے ہیں یہی دلیل اجمالی عامی کے لئے وجہ ترجیح ہے تو اسی طرح امام ابو حنیفہؒ کو ائمہ فن نے امام اعظم کا لقب دیا ہے جس سے عوام پر بھی آپ کی افضلیت عیاں ہے......

(۱۳۹/۳۸) بعض اوقات عوام کے لئے وجہ ترجیح میں سہولت ہوتی ہے جس طرح صوبہ یمن میں حضرت معاذ ﷛ کے اجتہادات سہل الحصول تھے اس لئے یمن کے لوگ آپ کے ہی فتاویٰ پر بلا مطالبہ دلیل عمل کرتے تھے یہی تقلید شخصی ہے، اس طرح پاک وہند میں حنفی مسلک کے مفتی ہر جگہ موجود ہیں اور یہی مذہب سہل الحصول ہے اس لئے ان ملکوں کے تمام محدثین، تمام فقہاء، تمام مفسرین تمام سلاطین تمام مجاہدین امام صاحب کی تقلید کرتے رہے ہیں اور شاہ ولی اللہؒ اپنے رسالہ ''الانصاف'' میں فرماتے ہیں کہ اس ملک میں امام ابو حنیفہؒ کی تقلید سے باہر نکلنا شریعت محمدیہ سے باہر نکلنے کے

مترادف ہے......

(۱۴۰/۳۹) عوام اہل اسلام یہ بھی جانتے ہیں کہ اختلاف دین و دنیا میں نہایت مضر ہے اور اتفاق مطلوب و مرغوب ہے، دیکھئے خود آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ افضل نماز وہ ہے جس کا قیام لمبا ہو اور قرأت قرآن زیادہ ہو مگر جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے لمبی سورت پڑھنے سے جماعت سے ایک آدمی کٹ گیا تو آنحضرت ﷺ سخت ناراض ہوئے اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو فتنہ پرداز تک فرما دیا (بخاری) الغرض اگر ایک واجب کے ادا کرنے کے دو طریقے ہوں مگر ایک طریقہ میں امت کا اتفاق رہتا ہو اور دوسرے طریقہ میں اختلاف پڑتا ہو تو جو طریقہ اتفاق والا ہوگا وہی متعین رہے گا، چونکہ اس ملک میں شروع سے سب لوگ حنفی مسلک پر رہے ہیں اس لئے اب عوام کے لئے بھی ترجیح اسی مذہب کو ہوگی۔ کیونکہ اس صورت میں اتفاق رہتا ہے، چنانچہ مشاہد اور متواتر ہے کہ ایک ہزار سے زائد عرصہ تک یہاں صرف حنفی تھے اور بالکل اتفاق تھا، مساجد خالص عبادت گاہ تھیں، کوئی لڑائی جھگڑا نہ تھا، اور یہ بھی متواتر اور مشاہد ہے کہ جب غیر مقلدین نے اس اتفاق کو ختم کیا اسی دن سے اختلاف کا جہنم گرم ہوگیا، ہر مسجد میدان جنگ بن گئی، سینکڑوں مسجدوں کو تالے لگے، ہزاروں روپے مسلمانوں کے مقدمات میں گئے، اور بعض مقدمے ہائیکورٹ سے گزر کر پریوی کونسل لندن تلک پہنچے اور یہ فتنے صرف تقلید امام سے انحراف کے نتیجہ میں ظاہر ہوئے اس لئے اس ملک میں ایک عامی کے لئے یہ اجمالی دلیل کافی ہے کہ حنفیت میں اتفاق ہے اور اس کے ترک میں اختلاف وانتشار ہے......

(۱۴۱/۴۰) صحیح بخاری شریف سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کی زبردست

دلی خواہش تھی کہ خانہ کعبہ کو بناء ابراہیمی پر تعمیر کروادیں مگر اس خوف سے اپنے اس ارادہ سے آپ ﷺ باز رہے کہ کچھ لوگوں کے دین سے بیزار ہونے کا ڈر تھا اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی طریقہ سے دین بیزاری کا خطرہ ہو اور دوسرے طریقہ میں خطرہ نہ ہو تو جس طریقے میں خطرہ ہو وہ ناجائز ہوگا، اسی طرح ترک تقلید کے پچیس سالہ دور میں لوگوں میں اتنی دین بیزاری پیدا ہوئی جس کا ہزارواں حصہ بھی تقلیدی دور میں نظر نہیں آتا تو ایک عامی آدمی کے لئے یہ اجمالی دلیل کافی ہے کہ ایک مذہب کو چھوڑنے میں دین بیزاری کی لعنت پھیلی ہے اور اس سے حفاظت حصارِ تقلید میں ہے۔

(۱۴۲/۴۱) یہ بالکل ظاہر بات ہے کہ دین کی گرفت جس قدر مضبوط ہو دین کی عظمت قائم رہتی ہے، اگر عوام اپنی خواہش سے مذاہب اربعہ سے مسائل انتخاب کریں گے تو دین کی گرفت ختم ہو جائے گی اور نفس آزادی کے عنوان سے دین کی تمام عظمتوں کو برباد کر دے گا اور جو بات دین کی بربادی کا سبب ہو اس کے ناجائز ہونے میں کیا شبہ ہے......

(۱۴۳/۴۲) زید کے دانتوں سے خون نکل آیا اس نے کہا امام شافعیؒ صاحب کے نزدیک وضو نہیں ٹوٹا پھر اس نے اپنے عضو تناسل کو چھولیا اور کہا کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک وضو نہیں ٹوٹا اور اسی طرح نماز پڑھ لی کیا اس کی نماز ہوگئی یا تقلید مطلق نے عبادت ضائع کر دی۔

(۱۴۴/۴۳) ایک حنفی کو غیر مقلد نے جرابوں کے مسح پر لگا دیا اب وہ وضو میں جرابوں پر مسح کرتا ہے اور امام کے پیچھے فاتحہ نہیں پڑھتا اب حنفی کہتے ہیں وہ بے وضو تھا اس لئے نماز نہیں ہوئی اور غیر مقلد کہتے ہیں فاتحہ نہیں پڑھی نماز نہیں ہوئی تو اس کو

آزادی اور تقلید مطلق کا جھانسہ دے کر ایسا کرادیا کہ بالاجماع اس کی نماز باطل ہوگئی۔

(۱۴۵/۴۴) تقلید کا لفظ تقلید مطلق میں بھی آتا ہے اور تقلید شخصی میں بھی مگر تقلید مطلق کو واجب کہتے وقت آپ کبھی یہ نہیں کہتے کہ تقلید کا لفظ قرآن و حدیث میں انسان کے لئے استعمال نہیں ہوا اس لئے تقلید مطلق کو واجب نہیں کہا جا سکتا مگر تقلید شخصی کی بحث میں اس لفظ تقلید کے بارہ میں ایسے بیہودہ سوالات اٹھائے جاتے ہیں.........

(۱۴۶/۴۵) تقلید کا معنی کتے کا پٹہ کیا جاتا ہے، آخر کون سی حدیث میں یہ فرق ہے کہ تقلید مطلق میں یہ معنی نہ ہو یا کتے کے پٹے کو انسان کے گلے کے لئے واجب قرار دیا جارہا ہو اور تقلید شخصی میں یہ لفظ حرام اور شرک بن جائے انسان کے لئے قابل استعمال ہی نہ رہے۔

(۱۴۷/۴۶) عام طور پر غیر مقلدین کہا کرتے ہیں کہ تقلید لازمہ جہالت ہے اور مقلد جاہل ہوتا ہے تو تقلید مطلق جس کو واجب کہا جاتا ہے اس میں بھی یہی لفظ تقلید ہے تو کیا تقلید مطلق واجب ہونے کا یہ معنی ہے کہ جاہل رہنا واجب ہے اور تحقیق کرنا حرام ہے۔

(۱۴۸/۴۷) عام طور پر غیر مقلدین کہا کرتے ہیں کہ تقلید کا معنی ہے قرآن و حدیث کے خلاف کسی امتی کی بات پر عمل کرنا تو اس کے ساتھ یہ کہنا کہ تقلید مطلق واجب ہے اس کا تو یہ معنی ہوا کہ قرآن و حدیث پر عمل کرنا حرام ہے کیونکہ تقلید جو واجب تھی اس واجب کا ترک لازم آیا وہ حرام ہے.........

(۱۴۹/۴۸) ایک طرف غیر مقلدین تقلید کو لعنت کہتے ہیں دوسری طرف تقلید مطلق کو واجب کہہ کر اپنی جماعت کو مجبور کرتے ہیں کہ یہ لعنت کا طوق گردن میں ڈال لو، یہ واجب ہے اور اس لعنت کے طوق کو گردن سے نکالنا حرام ہے کیونکہ اس سے ترک

واجب لازم آتا ہے.........

(۱۵۰/۴۹) ایک طرف تقلید کو شرک لکھا جاتا ہے، دوسری طرف اس تقلیدی شرک کو امت پر واجب بھی کیا جا رہا ہے.........

(۱۵۱/۵۰) غیر مقلدین کہتے ہیں کہ ایک امام کی تقلید شرک ہے اور ائمہ اربعہ کی مطلق تقلید واجب ہے، یہ مسئلہ کسی حدیث صحیح صریح سے ثابت کر دیں۔

(۱۵۲/۵۱) اور کیا پھر یہ صحیح ہے کہ ایک بت کو سجدہ کرنا شرک ہے اور چار بتوں کو بار بار سجدہ کرنا واجب ہے، جواب حدیث صحیح صریح سے دیں۔

(۱۵۳/۵۲) اگر ایک امام کے سارے اجتہادات کو تسلیم کرنا شرک ہے تو کیا صحیح بخاری کی ساری حدیثوں کو صحیح سمجھنا امام بخاری کو معصوم عن الخطا ماننا نہیں۔

(۱۵۴/۵۳) بعض لامذہب کہتے ہیں کہ تقلید کا لفظ استعمال کرنا ہی ناجائز ہے، کیا کسی آیت یا حدیث صحیح صریح غیر معارض میں اس لفظ کے استعمال کا منع آیا ہے اور کیا تقلید مطلق کے واجب ہونے پر کوئی صحیح حدیث موجود ہے؟

(۱۵۵/۵۴) بعض جاہل کہا کرتے ہیں کہ یہ لفظ اس معنی میں قرآن و حدیث میں نہیں آیا اس لئے ناجائز ہے تو بتایا جائے کہ اصول حدیث کے تمام الفاظ، حدیث کی اقسام اور جرح و تعدیل کی تمام اصطلاحات انہی معنوں میں قرآن و حدیث میں ہیں اگر نہیں ہیں تو ان کا استعمال بھی حرام و ناجائز ہے یا نہیں۔

(۱۵۶/۵۵) جب یہ لفظ قرآن و حدیث میں ان اصطلاحی معنوں میں نہیں ہے تو اس کا حکم شرک حرام وغیرہ آپ کہاں سے لاتے ہیں.........

(۱۵۷/۵۶) بعض لامذہب کہا کرتے ہیں کہ ائمہ اربعہ کا نام حدیث میں دکھاؤ

تو پہلے وہ ائمہ صحاح ستہ کا نام ہی احادیث میں دکھا دیں ....

(۱۵۸/۵۷) بعض لامذہب کہتے ہیں ہدایہ، قدوری، عالمگیری کا نام حدیث میں دکھاؤ تو عرض ہے کہ تم صحاح ستہ کا نام حدیث میں دکھاؤ۔

(۱۵۹/۵۸) اللہ تعالیٰ نے جب فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو یہ حکم تھا اس کی اس کے ساتھ دلیل نہ تھی تو بلا مطالبہ دلیل سب فرشتوں نے اس حکم کی تعمیل کی اسی کا نام تقلید ہے اور شیطان نے تقلید کا ہار گلے میں نہ ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے لعنت کا طوق اس کے گلے میں ڈال دیا۔

(۱۶۰/۵۹) جو نعرہ شیطان نے لگایا تھا انا خیر منہ وہی نعرہ آج ہر غیر مقلد کا کیوں ہے آپ صحابہ ﷺ کے اقوال پیش کریں تو وہ کہتا ہے انا خیر منہ۔

(۱۶۱/۶۰) اگر شیطان غیر مقلد نہیں تھا تو بتائیں کہ وہ کس کا مقلد تھا حوالہ قرآن وحدیث سے پیش کریں ....

(۱۶۲/۶۱) بعض لامذہب کہتے ہیں کہ شیطان نے قیاس کیا تھا جیسا کہ مجتہدین قیاس کرتے ہیں تو سوال یہ ہے کہ کیا واقعی شیطان مجتہد تھا دلیل قرآن سے دیں۔

(۱۶۳/۶۲) اگر واقعی شیطان مجتہد ہے تو بنص حدیث بخاری شریف اسے اس اجتہاد پر ایک اجر ملنا ضروری تھا نہ کہ لعنت کا طوق، کیا شیطان کو اجر ملا۔

(۱۶۴/۶۳) کیا واقعی ائمہ اربعہ آپ کے نزدیک شیطان کی طرح لعنتی ہیں یا اس سے زیادہ کیونکہ اس نے ایک مسئلہ میں قیاس کیا اور ائمہ مجتہدین نے لاکھوں مسائل میں قیاس کیا، جواب حدیث صحیح صریح غیر معارض سے عنایت فرمادیں ....

(۱۶۵/۶۴) شیطان نے جو قیاس کیا اس کو اتنا ہی گناہ ہوا اور اس کی تقلید نہیں

ہوئی لیکن ائمہ مجتہدین نے لاکھوں قیاس کئے اور کروڑ ہا لوگوں نے ان کی تقلید کی۔ ان کروڑ ہا مقلدین کے گناہ میں بھی ائمہ مجتہدین شریک رہیں گے یا نہیں.........

(۶۵/۱۶۶) ایک امام کی تقلید شخصی حرام ہے، اس پر کوئی آیت یا حدیث صحیح صریح غیر معارض ہو تو پیش کریں ورنہ اپنی طرف سے حرام حلال بنانا یہ تشریع جدید ہے اور یہود و نصاریٰ کے احبار و رھبان کی تقلید و طریقہ ہے.........

(۶۶/۱۶۷) کیا تقلید شخصی سے بچنے کے لئے ہر مسئلہ کے لئے امام بدلنا فرض ہے یعنی ایک مسئلہ ایک امام سے پوچھ لیا تو جائز۔ اگر دوسرا بھی اس سے پوچھ لیا تو حرام تو اس حکم جواز و عدم جواز پر آیت قرآنی یا حدیث صحیح صریح غیر معارض پیش کریں۔

(۶۷/۱۶۸) یا آپ کے نزدیک فرق دنوں کے حساب سے ہے کہ ایک دن امام سے مسئلہ پوچھنا فرض ہے دوسرے دن اس امام سے مسائل پوچھنے حرام اور دوسرے سے پوچھنے فرض، تیسرے دن پہلے دونوں سے مسائل پوچھنے حرام ہیں تیسرے سے پوچھنے فرض، یعنی ہر روز ایک امام تبدیل کرنا فرض ہے تو براہ نوازش اس کی دلیل قرآن کی کسی آیت یا حدیث صحیح صریح غیر معارض سے پیش کریں۔

(۶۸/۱۶۹) یا آپ کے نزدیک مدت اس کی ایک ایک ماہ ہے کہ ایک ماہ ایک امام سے مسئلہ پوچھنا جائز دوسرے ماہ اس سے حرام، اسی طرح ہر ماہ نیا امام ہو یا ہر سال نیا امام ہو تو یہ مدت آیت قرآنی یا حدیث صحیح صریح غیر معارض سے پیش کریں۔

(۶۹/۱۷۰) نماز میں قرأت قرآن فرض ہے تو قرآن کی سات متواتر قرأتیں ہیں تو ہر ہر قرأت سیکھنا فرض ہے اور ہر قرأت پر نماز میں قرآن پڑھنا فرض ہے، اگر کوئی ساری عمر نماز کی یہ فرض قرأت ایک ہی قرأت میں ادا کرے تو وہ کافر مشرک حرام

کار ہوگا یا نہیں.........

(۱۷۱/۷۰) جب متواتر قرأتیں سات ہیں تو ایک قرأت پر فرض نماز ادا کرنے والے کا پورا فرض ادا ہوا یا ساتواں حصہ فرض ادا ہوا......

(۱۷۲/۷۱) اگر کوئی عورت یہ کہے کہ مطلق نکاح سنت ہے مگر ساری عمر ایک ہی کے نکاح میں رہنا حرام ہے کیونکہ یہ تقلید شخصی کی مانند ہے۔

(۱۷۳/۷۲) جب غیر مقلدوں کے ہاں نکاح بھی جائز ہے اور متعہ بھی جائز ہے، اگر کوئی عورت صرف نکاح میں زندگی گزارے، متعہ والی آیت اور احادیث پر ساری عمر عمل نہ کرے تو وہ گنہگار ہوگی یا نہ؟ اور جو عورت ایک ماہ نکاح میں رہے اور دوسرے ماہ متعہ کرائے، اس طرح ہر ہر ماہ باری باری دونوں نصوص پر عمل کرتی رہے اس کو پہلی عورت سے کتنے گنا زیادہ ثواب ملے گا.........

(۱۷۴/۷۳) قرآن پاک میں ہے و اتبع ملة ابراهيم حنيفا۔ حنیف کو صفات حسنہ میں شمار کیا ہے جس طرح حنیف یک رخا ہوتا ہے ایسے ہی تقلید شخصی کرنے والا بھی یک رخا ہوتا ہے اور خدا کی عبادت و اطاعت میں یک رخا ہونا خدا کو پیارا ہے حرام نہیں۔

(۱۷۵/۷۴) حنیف کے مقابلہ میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں ان شر الناس عند الله يوم القيامة ذو الوجهين۔ تقلید شخصی انسان کو ذوالوجہین بننے سے روکتی ہے اور تقلید غیر شخصی میں جب نفس پرستی اور سہل انگاری شامل ہو جائے تو انسان کو ذو وجہین بنا دیتی ہے.........

(۱۷۶/۷۵) قرآن پاک نے کافروں کا طریقہ بتایا ہے يحلونه عاما و يحرمونه عاما وہ ایک سال اس کو حلال سمجھتے دوسرے سال حرام سمجھتے، تقلید شخصی انسان

کو اس بدعادت سے بچاتی ہے اور غیر شخصی میں جب نفسانیت شامل ہو جائے تو انسان کو اس بدعادت کا عادی بنا دیتی ہے۔

(۱۷۷/۷۶) آنحضرت ﷺ نے منافق کے بیان میں اس کی ایک بدعادت یہ بیان فرمائی: لاالی ھؤلاء و لا الی ھؤلاء [1] اور فرمایا کہ کالشاۃ العائرۃ بین الغنمین [2] تقلید شخصی اس منافقانہ عادت سے بچاتی ہے اور تقلید غیر شخصی انسان کو اس بدعادت کا خوگر بنا دیتی ہے۔

(۱۷۸/۷۷) مجتہد کی تقلید شخصی کی بنیاد حسن ظن پر ہے جب کہ غیر مجتہدین کی تقلید شخصی سلف سے بدگمانی اور بدزبانی پر ہے، اول مطلوب ثانی معیوب ہے۔

(۱۷۹/۷۸) عام طور پر غیر مقلدین، مقلدین کو پٹے والا کتا کہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ غیر مقلد بے پٹہ کتا ہوتا ہے جو کتا کسی گھر کا رکھوالا ہوتا ہے گھر والے اس کی ساری ضروریات کا خیال رکھتے ہیں روٹی، دودھ، گھی تک کھلاتے ہیں اور جو بے پٹہ کتا ہوتا ہے کوئی گھر والا اس کا خیال نہیں رکھتا، آخر بھوک سے بے تاب ہو کر چوری کسی کی روٹی اٹھائی وہاں سے ڈنڈے کھائے کسی کے دودھ کو منہ لگا دیا وہاں سے پٹائی ہوئی ایسے کتے کو کوئی دروازے کے قریب بھی نہیں بھٹکنے دیتا، ہر طرف مارو دوڑاؤ کا شور ہوتا ہے، آخر مار کھا کر ہر دروازے سے دُر دُر کی آواز سن کر گندی روٹی سے نجاست چاٹ کر پیٹ بھرتا ہے..........

(۱۸۰/۷۹) جس طرح منکرین حدیث کہتے ہیں کہ حدیث تو حجت ہے مگر خبر واحد حجت نہیں اسی طرح غیر مقلدین کہتے ہیں کہ تقلید مطلق تو حجت ہے مگر تقلید شخصی حجت نہیں دونوں کا ایک ہی طریق کار ہے ورنہ وجہ فرق بیان کریں۔

---

[1] یعنی نہ ادھر کے نہ ادھر کے۔ [2] وہ بکری جو دو بکروں کے درمیان پریشان ہو کہ کدھر جائے۔

(۱۸۱/۸۰) اگر تقلید شخصی حرام ہے تو کسی لا مذہب کو (یعنی غیر مقلد کو) کتاب لکھنے کا کوئی حق نہیں کیونکہ وہ کتاب اس کی تحقیق شخصی ہے اپنی تحقیق شخصی پر لوگوں کو لگانا اور اپنی تحقیق شخصی ان پر مسلط کرنا لوگوں کو حرام پر لگانا ہے اور غیر مقلد عوام کا اسے قبول کر لینا بھی حرام ہے..........

(۱۸۲/۸۱) اگر تقلید شخصی حرام ہے تو لا مذہب غیر مقلد کو درس دینا، تقریر کرنا خواہ مجمع میں ہو یا سبق پڑھاتے وقت طلباء کے سامنے ہو یہ بھی حرام ہے اور اس کو تسلیم کرنا بھی حرام کیونکہ یہ تحقیق شخصی پیش کر رہا ہے اور وہ قبول کر رہے ہیں۔

(۱۸۳/۸۲) اگر تقلید شخصی اس لئے شرک و حرام ہے کہ مجتہد معصوم نہیں تو چار غیر معصوموں کی تقلید باری باری کیوں جائز ہے جب کہ کوئی امام بھی کسی مسئلہ میں معصوم نہیں (ہر ایک کی انفرادی رائے ہے)..........

(۱۸۴/۸۳) اگر مجتہد کی تقلید شخصی اس لئے حرام ہے کہ مجتہد معصوم نہیں تو راویان حدیث بھی تو معصوم نہیں ان کی روایات کیسے حجت بن جائیں گی، آپ کا اور منکرین فقہ و منکرین حدیث کا ایک ہی طریقہ ہے ایک چال (ایک ڈھال)

(۱۸۵/۸۴) اگر مجتہد کی تقلید شخصی اس لئے حرام ہے کہ وہ معصوم نہیں تو محدثین کی تصحیح و تضعیف احادیث بھی ان کی رائے پر مبنی ہے، اس رائے میں بھی وہ معصوم نہیں، کیا اس کو حجت ماننا بھی شرک اور حرام ہے یا نہیں؟..........

(۱۸۶/۸۵) اگر فقہ اس لئے چھوڑی جاتی ہے کہ ظنی ہے تو گزارش ہے کہ فقہ کے اجماعی مسائل تو ظنی نہیں کیونکہ اجماع معصوم عن الخطا ہے تو اجماعی مسائل کو چھوڑنے والے کا کیا حکم ہے، احادیث میں بھی تو متواتر بہت کم ہیں، اکثر احادیث صحیحہ بھی اخبار آحاد اور ظنی ہیں، وہاں اس ظن کو کیوں تسلیم کیا جاتا ہے، جواب غیر مقلدین کے سر قرض ہے۔

حصہ پنجم

حضرات علماء کرام! ذیل میں دیئے گئے سوالات کا جواب قرآن پاک کی صریح آیت یا صحیح صریح غیر معارض احادیث سے عنایت فرمائیں کیونکہ غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ ہر ہر مسئلہ صراحۃً قرآن و حدیث میں موجود ہے اگر جواب قرآن و حدیث کے علاوہ ہوگا تو قبول نہیں ہوگا۔

(۱۸۷/۱) کیا قرآن و حدیث میں گناہ کی دو قسمیں گناہ کبیرہ، گناہ صغیرہ بیان کی گئی ہیں اور کہاں ....

(۱۸۸/۲) گناہ کبیرہ اور گناہ صغیرہ کی تعریف جامع مانع قرآن پاک کی آیت یا حدیث صحیح سے پیش کریں، کسی امتی کا قول پیش نہ کریں۔

(۱۸۹/۳) گناہ کبیرہ کی دنیوی سزا کی ایک ہی قسم (یعنی حد) ہے یا دو قسمیں (حد اور تعزیر) ہیں جواب بشرائط بالا قرآن و حدیث سے دیں۔

(۱۹۰/۴) حد اور تعزیر کی تعریف جامع مانع قرآن و حدیث سے بیان فرمائیں، کسی امتی غیر معصوم کا قول پیش نہ کریں۔

(۱۹۱/۵) کیا شبہات سے حدود ساقط ہوجاتی ہیں، جواب قرآن و حدیث سے پیش کریں۔

(۱۹۲/۶) شبہ کی کتنی قسمیں ہیں اور ہر قسم کی جامع مانع تعریف قرآن و حدیث سے بیان فرمائیں۔

(۱۹۳/۷) ترمذی ج ۱ ص ۲۲۹ ابن ماجہ ص ۱۸۷ پر یہ حدیث ہے من اتی

بھیمۃ فلا حد علیہ یعنی جس شخص نے کسی جانور (گائے، بھینس، بکری، بھیڑ، ہرنی گدھی وغیرہ) سے بدفعلی کی یا (بیل، بھینسے، بکرے، چھترے، گدھے وغیرہ) سے بدفعلی کروائی اس پر کوئی حد نہیں، کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ حضرت ابن عباس ﷺ امام ترمذی، امام ابن ماجہ، اور جتنے محدثین اس پر خاموش ہیں ان سب کے نزدیک یہ کام حلال اور جائز ہیں..........

(۱۹۴/۸) بیوی نے فرض روزہ رکھا ہوا تھا خاوند نے اس سے صحبت کر لی، یہ صحبت حرام ہے یا حلال، دونوں کو سنگسار کیا جائے گا یا نہیں یا کیا حد ہے۔

(۱۹۵/۹) بیوی حیض سے تھی، اس سے صحبت حلال ہے یا حرام اور صحبت کرنے پر دونوں پر کیا حد لگے گی، حد ہے یا نہیں..........

(۱۹۶/۱۰) بیوی نفاس میں تھی اس سے صحبت حلال ہے یا حرام، اگر اسی حال میں دونوں صحبت کر لیں تو ان پر حد ہے یا نہیں..........

(۱۹۷/۱۱) بیوی فرض حج کر رہی تھی تو حالت احرام میں خاوند سے صحبت کر لی دونوں پر رجم یا جلد میں سے کون سی حد جاری ہوگی..........

(۱۹۸/۱۲) ایک آدمی نے فقہ محمدیہ میں پڑھا کہ منی کھانا جائز ہے، اس نے منی کھالی اس پر کتنے کوڑے حد جاری کی جائے گی..........

(۲۹۹/۱۳) ایک شخص نے سود کا پیسہ کھایا جو یقیناً قطعی حرام ہے اس پر کتنے کوڑے حد ہے..........

(۲۰۰/۱۴) ایک شخص نے بلا اضطرار خنزیر کا گوشت کھا لیا قرآن وحدیث میں اس پر کتنے کوڑے حد ہے..........

(۲۰۱/۱۵) ایک آدمی خون پی جاتا ہے۔

(۲۰۲/۱۶) دوسرا پیشاب پی لیتا ہے۔

(۲۰۳/۱۷) تیسرا پاخانہ کھا لیتا ہے ان سب پر قرآن و حدیث میں کیا حد ہے۔

(۲۰۴/۱۸) زنا موجب حد اور زنا موجب تعزیر کی جامع مانع تعریف قرآن وحدیث سے بیان کریں۔

(۲۰۵/۱۹) نواب صاحب عرف الجادی ص ۱۰۹ پر لکھتے ہیں کہ ایک شخص نے زنا کیا اور اسی نطفہ سے لڑکی پیدا ہوئی وہ لڑکی جوان ہوگئی تو زانی باپ کا نکاح اس اپنے نطفہ کی بیٹی سے جائز ہے، اس مسئلہ کا ثبوت کسی صحیح صریح غیر معارض حدیث سے پیش کریں۔

(۲۰۶/۲۰) نواب صاحب فرماتے ہیں کہ اپنی عورت یا لونڈی کی دبر زنی کرنے والے پر انکار بھی جائز نہیں۔ (ہدیۃ المھدی ج ۱ ص ۱۲۲)

(۲۰۷/۲۱) نواب وحید الزمان صاحب فرماتے ہیں کہ متعہ پر انکار بھی جائز نہیں یعنی کوئی غیر مقلد عورت متعہ کراتی پھرے تو حد یا تعزیر تو کجا اس پر انکار تک جائز نہیں۔

(۲۰۸/۲۲) کسی عورت نے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا، حدیث میں اس نکاح کو باطل کہا گیا ہے (ترمذی ص ۱۷۶، ابن ماجہ ص ۱۳۶) اس کے بعد صحبت کی تو ان دونوں پر کون سی حد واجب ہے رجم یا سو سو کوڑے۔ جواب حدیث صحیح صریح غیر معارض سے دیں۔

(۲۰۹/۲۳) احناف کی فقہ کی کتاب فتح القدیر ج ۵ ص ۴۲ اور حدیث کی کتاب طحاوی ج ۲ ص ۹۶ پر ہے کہ اگر کوئی شخص ماں، بہن وغیرہ محرمات سے نکاح حلال سمجھے تو وہ مرتد اور واجب القتل ہے پھر غیر مقلد علماء کیوں بہتان باندھتے ہیں کہ فقہ حنفی میں

ماں سے نکاح جائز لکھا ہے۔

(۲۱۰/۲۴) کیا قرآن و حدیث میں مندرجہ بالا مسئلہ صراحۃً ہے تو وہ آیت یا حدیث لکھیں اور اپنا مسلک اس میں بحوالہ کتاب لکھیں۔

(۲۱۱/۲۵) حدیث من وقع علی ذات محرم فاقتلوہ صحیح ہے یا ضعیف اس کی سند کے راوی عبادہ بن منصور، اسماعیل بن ابی حبیبہ، اور داؤد بن الحصین عن عکرمہ کے بارہ میں توثیق ثابت فرمائیں.........

(۲۱۲/۲۶) اس حدیث میں ذات محرم سے نکاح کا ذکر ہے یا بلا نکاح وطی کا اور یہ قتل حد ہے یا تعزیر، یہ صراحت حدیث صحیح سے لائیں۔

(۲۱۳/۲۷) جس حدیث میں باپ کی زوجہ سے نکاح کرنے والے کے قتل اور اس کا مال لوٹنے کا ذکر ہے، یہ حد ارتداد کی ہے یا صرف نکاح کی۔

(۲۱۴/۲۸) کیا اس نے نکاح کے بعد صحبت بھی کی تھی یا نہیں، یہ جواب حدیث صحیح صریح غیر معارض سے پیش کریں۔

(۲۱۵/۲۹) اگر کوئی شخص اپنی محرمہ سے نکاح کر کے صحبت کرے تو اس کے بارے میں حد کے واجب ہونے کی کوئی صحیح غیر معارض حدیث ہو تو لائیں۔

(۲۱۶/۳۰) اگر اس کو تعزیراً قتل کر دیا جائے جیسا کہ درمختار ج ۳ ص ۱۷۹ پر ہے تو یہ تعزیر کس حدیث صحیح صریح غیر معارض کے خلاف ہے۔

(۲۱۷/۳۱) جب کہ غیر مقلدین کی کتاب عرف الجادی کے موافق زنا کے نطفہ سے پیدا شدہ لڑکی سے (جو بیٹی ہے) نکاح کر کے ساری عمر صحبت کرے تو حلال ہے نہ حد نہ تعزیر اور احناف کے نزدیک ایک قول میں حد اور ایک قول میں تعزیر ہے جو قتل تک

ہے تو آپ کس منہ سے احناف پر اعتراض کرتے ہیں۔

(۲۱۸/۳۲) جب آپ کی کتاب نزل الابرار ج ۲ ص ۳ پر ہے کہ متعہ کا جواز قرآن کی قطعی آیت سے ثابت ہے اور ہدیۃ المھدی ج ۱ ص ۱۱۸ پر ہے کہ متعہ کرنے کرانے پر انکار بھی جائز نہیں چہ جائیکہ حد یا تعزیر ہو اور احناف کے نزدیک اجرت دے کر زنا کرنا گناہ کبیرہ ہے جس کی سزا ایک قول میں حد ہے و الحق وجوب الحد کالمستاجرۃ للخدمۃ۔ درمختار ج ۳ ص ۱۵۷ اور ایک قول میں تعزیر ہے پھر آپ احناف پر کیوں اعتراض کرتے ہیں، کیا آپ کو خطرہ ہے کہ آپ کی عورتیں حد یا تعزیر کے خوف سے متعہ کرانا نہ چھوڑ دیں اور کاروبار میں کمی نہ آئے۔

(۲۱۹/۳۳) عرف الجادی ص ۲۰۷ پر لکھا ہے کہ اگر نظر بازی کا خوف ہو تو مرد کو ہاتھ سے اور عورت کو پتھر وغیرہ سے منی نکالنا واجب ہے، یہ مسئلہ کس حدیث صحیح صریح غیر معارض سے ثابت ہے۔

(۲۲۰/۳۴) عرف الجادی ص ۲۰۷ پر ہے کہ بعض صحابہ ﷺ بھی مشت زنی کیا کرتے تھے ان صحابہ ﷺ کے اسماء گرامی حدیث صحیح غیر معارض سے پیش کریں۔

(۲۲۱/۳۵) عرف الجادی ص ۲۰۸ پر ہے کہ جو مرد یا عورت اپنے ہاتھ سے منی خارج کرے نہ ان پر حد ہے نہ تعزیر بلکہ ایسے باعصمت مسلمان کو ایذا پہنچانا حرام ہے، اس کا ثبوت کسی آیت یا حدیث صحیح صریح غیر معارض سے پیش کریں ......

(۲۲۲/۳۶) عرف الجادی ص ۵۲ پر ہے کہ ماں بہن بیٹی کے صرف قبل دبر کے دو سوراخ چھوڑ کر باقی سارا جسم دیکھنا بھی جائز ہے اور ہاتھ پھیرنا بھی جائز ہے اس مسئلہ کا ثبوت کسی آیت قرآنی یا حدیث صحیح صریح غیر معارض سے پیش فرمائیں۔

(۲۲۳/۳۷) جب آپ کے مذہب میں دبر زنی جائز، متعہ جائز اس پر اعتراض نہ کرنا، مگر احناف کے نزدیک حلالہ کی شرط مکروہ تحریمی پھر بھی ان پر اعتراض یہ کیوں۔

(۲۲۴/۳۸) ایک شخص نذر لغیر اللہ کا کھانا کھا لیتا ہے، اس شخص پر قرآن و حدیث میں کتنے کوڑے حد مقرر ہے۔

نوٹ: مندرجہ بالا ۳۸ سوالات کے جوابات اپنے دعویٰ کے موافق قرآن پاک کی صریح آیت یا احادیث صحیحہ صریحہ غیر معارضہ سے پیش کریں اور غیر مقلدین کی کتابوں سے جو مسائل لکھے ہیں اگر آپ کے نزدیک وہ غلط ہیں تو ان کو غلط ثابت کرنے کے لئے احادیث صحیحہ پیش کریں ورنہ یہ حقیقت واضح ہو چکی ہے کہ غیر مقلدین کی سب کتابیں قرآن وحدیث کے خلاف ہیں اور یہ مسائل کے صحیح ہونے یا غلط ہونے پر قرآن وحدیث پیش نہیں کر سکتے۔

حصہ ششم

(۲۲۵/۱) کیا بخاری ومسلم کو صحیحین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یا آنحضرت ﷺ نے، کیا ان دونوں کتابوں کو صحیحین نہ ماننے والا قرآن کا منکر ہے یا حدیث رسول اللہ ﷺ کا۔

(۲۲۶/۲) یہ قول کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ الباری صحیح البخاری یہ قرآن کی آیت ہے یا صحاح ستہ کی حدیث، کیا اس کا منکر خدا اور رسول ﷺ کا منکر ہے؟

(۲۲۷/۳) متفق علیہ احادیث کو ابن صلاحؒ شافعی موجب علم نظری کہتے ہیں اور علامہ نوویؒ شافعی فرماتے ہیں کہ موجب علم نہیں ہیں، علامہ قرشی الجواہر المضیہ میں، علامہ ذہبیؒ اور ابن العربی سے نقل کرتے ہیں کہ نووی شافعیؒ، علم فقہ، علم حدیث، علم لغت

اور ملکہ تحریر میں ابن صلاح سے بہت بلند ہیں (ج ۲ ص ۴۰۳ بحوالہ ادب ج ۲ ص ۲۱۸ حاشیہ) اور یہی قول اکثر محققین کا ہے، آپ لوگ قرآن و حدیث کی روشنی میں کس کو راجح قرار دیتے ہیں.........

(۲۲۸/۴) بخاری اور مسلم کی عظمت کی دلیل یہ بیان کی جاتی ہے کہ امت میں ان کو تلقی بالقبول حاصل ہے اور یہ مشاہدہ ہے کہ ان دونوں کتابوں کو تلقی بالقبول صرف علماء میں حاصل ہے جو اہلسنت والجماعت کا ۲ فیصد ہیں بمشکل اور ائمہ اربعہ کے مذاہب کو تلقی بالقبول سو فیصد اہلسنت والجماعت میں حاصل ہے جن میں سے ۹۸ فیصد اہلسنت والجماعت میں صرف امام اعظمؒ کے مذہب کو حاصل ہے تو کیا یہ تلقی بالقبول مذاہب اربعہ خصوصاً مذہب حنفی کی عظمت و حقانیت کی دلیل ہے یا نہیں.........

(۲۲۹/۵) ۳۲ متفق علیہ احادیث پر تنقید خود اہل سنت نے کی ہے (امعان النظر شرح نخبۃ الفکر ص ۵۷) لیکن ائمہ اربعہ کے اجماعی مسائل پر تنقید نہیں ہو سکی، کیا اس سے مذاہب اربعہ کے اجماع کی عظمت صحیحین پر ثابت نہیں ہوتی......

(۲۳۰/۶) امام بخاری کی احادیث میں سے ۱۱۲ احادیث پر تنقید ہوئی ہے۔ صحیح مسلم کی احادیث میں سے ۱۳۰ احادیث پر تنقید ہوئی ہے۔ اور امام بخاریؒ نے ۴۳۵ ان راویوں سے حدیث لی ہے جن سے امام مسلمؒ نے حدیث نہیں لی۔ اور ان میں سے ۸۰ راوی متکلم فیہ ہیں امام مسلمؒ نے ۶۲۰ ایسے راویوں سے حدیث لی ہے جن سے امام بخاریؒ نے حدیث نہیں لی اور ان میں سے ۱۶۰ راوی متکلم فیہ ہیں، (امعان النظر ص ۵۷) اس کے برعکس امام اعظمؒ کے بارہ لاکھ نوے ہزار مسائل میں سے پانچ یا سات مسائل پر تنقید ہوئی، یہ امام صاحب کی عظمت و جلالت کی دلیل ہوئی یا نہیں۔

(۲۳۱/۷) امام ابوحنیفہؒ تابعین میں سے ہیں اور امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ تبع تابعین میں سے بھی نہیں ہیں اور امام صاحبؒ و الذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم کی بشارت میں شامل خیر القرون کی احادیث کے مصداق ہیں تو بخاریؒ و مسلمؒ سے افضل ہوئے یا نہ۔

(۲۳۲/۸) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تمام امت سے افضل ہونا منصوص، امام اعظمؒ کا مابعد کے مجتہدین سے افضل ہونے پر ائمہ کا اجماع، اور امام بخاری کا مابعد کے محدثین سے افضل ہونا مقلدین کا قول ہے ابن صلاح وغیرہ کا، لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا یہ مطلب نہیں لیا جاتا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث کے مقابل کسی کی حدیث نہیں لی جائے گی، امام ابوحنیفہؒ کی افضلیت کا یہ مطلب نہیں لیا جاتا کہ مسائل اجتہادیہ میں امام صاحب کا اجتہاد مل جائے تو ان کے مقابلہ میں کسی کا اجتہاد قبول نہیں کیا جائے گا لیکن امام بخاریؒ کے بارہ میں غیر مقلدین یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان کی روایت کے مقابلہ میں نہ کسی ان سے پہلے مجتہد کی روایت مانی جائے گی نہ ان کے ہم عصر کی نہ ان کے بعد والوں کی، آخر اس کی آپ کے پاس قرآن و حدیث سے کیا دلیل ہے.........

(۲۳۳/۹) امام اعظم ابوحنیفہؒ کی فقہ پر عمل کر کے ۹۸ فیصد اہل سنت و الجماعت مکمل نماز ادا کر رہے ہیں، کیا دنیا میں صرف ایک آدمی کا نام پیش کیا جا سکتا ہے جو صرف بخاری کو سامنے رکھ کر صرف ایک رکعت نماز پڑھ کر دکھا دے۔

(۲۳۴/۱۰) سیدنا امام اعظمؒ کے مذہب کو تلقی بالقبول کا شرف حاصل ہے لیکن اس کا کوئی یہ معنی نہیں لیتا کہ ہر ہر جزئی مسئلہ کو تلقی بالقبول کا شرف حاصل ہے لیکن

بخاری مسلم کے بارے میں یہ کہنا کہ ہر حدیث کو تلقی بالقبول کا شرف حاصل ہے بالکل غلط اور باطل ہے یا نہیں۔

(۲۳۵/۱۱) کیا صحیح نظریہ یہ نہیں کہ امام صاحبؒ کے مذہب میں جو مسائل اجماعی ہیں ان پر عمل کرنا بالا جماع واجب ہے اور ان کا مخالف اجماع کا مخالف اور جن مسائل پر اجماع نہیں ان پر التزام مذہب والے کو عمل واجب ہے نہ کہ غیر حنفی کو، اسی طرح صحیحین کی جن احادیث پر مذاہب اربعہ کا اتفاق عمل ہے ان پر بلا نقد وتبصرہ عمل واجب ہے اور جن احادیث پر بعض مذاہب کا عمل ہے بعض کا نہیں ان پر ان احادیث کو ترجیح ہوگی جن کو صاحب مذہب نے اختیار فرمایا کیونکہ صاحب مذہب کا اجتہاد ان کے اجتہاد سے اعلیٰ وارفع ہے۔

(۲۳۶/۱۲) کیا یہ صحیح بات نہیں کہ علامہ ذہبیؒ نے میزان الاعتدال میں اور حافظ ابن حجرؒ نے تہذیب التہذیب میں بہت سے راویوں کے بارہ میں امام بخاریؒ کے مقابلہ میں دوسرے ائمہ کے اقوال کو ترجیح دی ہے۔

(۲۳۷/۱۳) صحیح بخاری کے اصح ہونے پر شوافع مقلدین نے خوب زور دیا ہے شیخ ابن الھمام حنفی، علامہ حلبی حنفی، علامہ بحر العلوم حنفی اس کی پرزور تردید کرتے ہیں (ما تمس الیه الحاجة) مگر غیر مقلدین اس کا انکار کرنے والوں کو بدعتی اور گمراہ سمجھتے ہیں لیکن خود تقلید شخصی کو شرک و بدعت قرار دیتے ہیں جس پر امت کا اجماع ہے اور بیس رکعت تراویح اور ایک مجلس کی تین طلاقوں کے تین ہونے پر صحابہ ﷺ کا اجماع ہے، غیر مقلدین ان اجماعوں کے منکر ہیں تو وہ بدعتی اور گمراہ کیوں نہیں؟ کیا کسی حدیث صحیح صریح غیر معارض میں یہ آیا ہے کہ صحابہ ﷺ کے اجماع کو ماننا گمراہی ہے اور چوتھی صدی

کے ایک اجماع کو ایمان سمجھنا اور دوسرے کو کفر قرار دینا۔

(۲۳۸/۱۴) جس طرح امام بخاریؒ کا محدث ہونا ما بعد خیر القرون سے ثابت ہے، اب کسی شخص کو جس میں محدث کی شرائط پائی جائیں ان پر نکتہ چینی کا حق نہیں چہ جائیکہ امت کی تلقی بالقبول کے مقابلہ میں کوئی ایسا شخص جس میں محدث کی شرائط بھی نہ ہوں وہ کہے کہ بخاری کی اکثر احادیث ضعیف ہیں تو ایسا جمہور امت کی تغلیط کرنے والا خود گمراہ ہے ایسے ہی سیدنا امام اعظمؒ جن کے مذہب کو تلقی بالقبول کا شرف حاصل ہے کوئی ایسا شخص جس میں مجتہد کی شرائط بھی نہ ہوں یہ کہے کہ ان کا اکثر مذہب غلط ہے یہ خود اس کی گمراہی پر دلیل ہے یا نہیں۔

(۲۳۹/۱۵) کیا وجہ ہے کہ غیر مقلدین بخاری کی تعلیقات کو حجت مانتے ہیں لیکن مرسلات تابعین اور بلاغات محمدؒ کو حجت نہیں مانتے حالانکہ مرسل کے حجت ہونے پر دو سو سال تک اجماع رہا ہے، آخر یہ فرق کس حدیث صحیح صریح سے ثابت ہے۔

(۲۴۰/۱۶) کیا وجہ ہے کہ غیر مقلدین بخاری مسلم کے راویوں پر جب وہ احناف کے دلائل میں آئیں رات دن نہایت غلط انداز میں جرح کرتے ہیں لیکن اگر کوئی حنفی بخاری مسلم کے راوی پر جرح کرے تو ان کے تن بدن کو آگ لگ جاتی ہے۔

(۲۴۱/۱۷) کیا وجہ ہے کہ امام مسلم، امام ابوداؤد، امام ابن ماجہ نے اپنی صحیح کتابوں میں امام بخاری کی سند سے ایک حدیث بھی روایت نہیں کی اور امام نسائی نے صرف ایک حدیث ان سے روایت کی ہے..........

(۲۴۲/۱۸) کیا وجہ ہے کہ امام ترمذی نے فقہاء کے مذاہب نقل فرمائے ہیں مگر امام بخاریؒ کے مذہب کو نقل نہیں کرتے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ

کو امام ترمذیؒ فقیہ نہیں سمجھتے تھے.........

(۲۴۳/۱۹) امام ترمذی اپنی کتاب میں دیگر ائمہ سے جرح و تعدیل کے اقوال بکثرت نقل کرتے ہیں مگر امام بخاری سے صرف دو تین جگہ نقل کیا، یہ کیوں۔

(۲۴۴/۲۰) کیا وجہ ہے کہ بخاری معتزلہ قدریہ جہمیہ، خوارج روافض وغیرہ بدعتی راویوں کی روایات کا ملغوبہ ہے.........

حصہ ہفتم

حضرات علماء کرام! درج ذیل مسائل اگر صحیح ہیں تو براہ نوازش ایک ایک صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش فرمائیں جس سے ان مسائل کا صحیح ہونا ثابت ہو اور اگر غلط ہیں تو پھر ایک ایک آیت یا ایک ایک صحیح صریح غیر معارض حدیث سے ان کا غلط ہونا ثابت ہو، نیز ان مسائل کے صحیح احکام مسلک اہل حدیث کی کسی معتبر کتاب سے با حوالہ نقل فرمائیں ورنہ اگر احادیث پیش نہ کر سکے تو سب لوگ یقین کر لیں گے کہ آپ کا دعویٰ عمل بالحدیث ایسا ہی غلط ہے جیسے منکرین حدیث کا دعویٰ عمل بالقرآن غلط ہے اور اگر آپ ان مسائل کے صحیح احکام اپنی جماعت کی معتبر اور مستند کتاب سے نہ دکھا سکے تو سب لوگ یقین کر لیں گے کہ آپ کی جماعت واقعی علمی طور پر قلاش اور یتیم ہے کہ ان کی اپنی کوئی جامع کتاب نہیں ہے.........

(۲۴۵/۱) شراب جسے عربی زبان میں خمر کہتے ہیں اس خمر حقیقی کی جامع مانع تعریف کسی آیت یا حدیث سے بیان فرمائیں.........

(۲۴۶/۲) خمر کا لفظ مجازی معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے یا نہیں اگر ہوتا ہے تو

کن معنوں میں ....

(٣/٢٤٧) کیا احادیث میں غیر کو شہوت سے دیکھنے، بات کرنے، ہاتھ لگانے وغیرہ کو زنا کہا گیا ہے، ان احادیث میں زنا حقیقی معنوں میں ہے یا مجازی معنوں میں، اسی طرح کیا خمر بھی مجازی معنوں میں آیا ہے یا نہیں ....

(٤/٢٤٨) ہدایہ فقہ حنفی میں ہے کہ خمر کے ایک قطرہ پینے پر حد ہے لیکن بخاری ج ٢ ص ١٠٠٢ پر حضرت سائب بن یزید اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں خمر پر کوئی حد مقرر نہ تھی ....

(٥/٢٤٩) تمام اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے کہ خمر پینے کی حد (٨٠) کوڑے ہے اس حد کی بنیاد کوئی آیت قرآنی ہے یا حدیث مرفوع یا رائے اور قیاس، جواب کسی صحیح صریح غیر معارض حدیث سے پیش کریں ....

(٦/٢٥٠) فقہ حنفی: ہدایہ، عالمگیری وغیرہ میں ہے کہ الخمر کے ایک قطرہ کو حلال سمجھنے والا کافر ہے۔ آپ کے نزدیک بھی کافر ہے یا نہیں؟ کسی معتبر کتاب کا حوالہ دیں۔ نیز حنفی مسئلہ کا صحیح یا غلط ہونا حدیث صحیح صریح غیر معارض سے ثابت کریں۔

(٧/٢٥١) کیا صحیح بخاری میں ہے کہ شراب پینے والے پر لعن طعن کرنا بھی مکروہ ہے۔

(٨/٢٥٢) ہدایہ عالمگیری وغیرہ میں ہے کہ عین خمر حرام ہے یعنی خواہ ایک قطرہ پئے خواہ نشہ آئے یا نہ آئے، اس کا صحیح یا غلط ہونا حدیث سے دکھائیں، نیز اپنی کتاب کے حوالہ سے صحیح حکم لکھیں۔

(٩/٢٥٣) کیا قرآن پاک سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شراب کے حرام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ کے ذکر سے روکتی ہے اور آپس میں دشمنی ڈالتی ہے اور یہ آثار نشہ

کے ہیں تو کیا اس آیت سے یہ سمجھنا کہ جب تک نشہ نہ آئے شراب حرام نہیں غلط یا صحیح اس کی تفسیر حدیث مرفوع سے بتائیں.........

(۲۵۴/۱۰) ہدایہ عالمگیری میں لکھا ہے کہ الخمر ایسی ہی نجاست غلیظہ ہے جیسے پیشاب لیکن آپ کی کتابوں بدور الاہلہ، عرف الجادی، کنز الحقائق، نزل الابرار میں لکھا ہے الخمر طاہر خمر پاک ہے، حنفی فقہ کا مسئلہ کس حدیث صحیح صریح غیر معارض کے خلاف ہے اور آپ کی کتابوں کا مسئلہ کس حدیث صحیح صریح غیر معارض سے ثابت ہے.........

(۲۵۵/۱۱) فقہ حنفی کی کتابوں میں ہدایہ، عالمگیری وغیرہ میں لکھا ہے کہ الخمر کی کوئی قیمت نہیں، اگر کوئی شخص کسی کی خمر انڈیل دے تو اس پر کوئی ضمان نہیں آئے گا، اس مسئلہ کا غلط یا صحیح ہونا کسی حدیث صحیح صریح غیر معارض سے ثابت فرمائیں اور اپنا مسلک اپنی مستند و معتبر کتاب کے حوالہ سے تحریر فرمائیں.........

(۲۵۶/۱۲) فقہ حنفی کی کتابوں میں لکھا ہے کہ خمر سے کسی طرح کا فائدہ حاصل کرنا حرام ہے، آپ اپنا مسلک کسی معتبر کتاب سے لکھیں۔

(۲۵۷/۱۳) ہدایہ میں لکھا ہے کہ اگر کنگھی میں خمر کی تلچھٹ لگ جائے تو اس سے بالوں کو کنگھی کرنا حرام ہے، اس بارہ میں آپ اپنا صحیح مسئلہ اپنی مستند کتاب کے حوالہ سے لکھیں اور فقہ کے اس مسئلہ کا صحیح یا غلط ہونا کسی صحیح صریح حدیث سے ثابت کریں۔

(۲۵۸/۱۴) ہدایہ میں لکھا ہے کہ شراب پینا تو کجا کسی زخم بیرونی پر بھی خمر لگانا حرام ہے، آپ کا فتویٰ اس بارہ میں کیا ہے کسی مستند کتاب کے حوالہ سے لکھیں اور فقہ حنفی کے اس مسئلہ کا غلط یا صحیح ہونا کسی صحیح صریح غیر معارض حدیث سے ثابت کریں۔

(۲۵۹/۱۵) حنفی مذہب کو خمر سے اتنا بیر ہے کہ خمر کے ساتھ انیمہ کرنا بھی جائز

نہیں (ہدایہ) آپ اس مسئلہ کا حکم اپنی جماعت کی مستند اور معتبر کتاب کے حوالہ سے لکھیں اور فقہ حنفی کے اس مسئلہ کا غلط یا صحیح ہونا صحیح صریح غیر معارض حدیث سے ثابت کریں۔

(۲۶۰/۱۶) حنفی فقہ کے مطابق مسلمان کو تو دوا کے طور پر خمر پینا حرام ہے ہی، مسلمان کو تو اتنی بھی اجازت نہیں کہ کسی ذمی کافر یا کسی جانور (گائے، بھینس، بیل، بکری) کو ہی دوا کے طور پر خمر پلا دے، یہ حرام ہے، آپ اپنا مسئلہ کسی مستند کتاب سے لکھیں۔

(۲۶۱/۱۷) حنفی مذہب کے موافق شراب کی نیت سے انگور کاشت کرنا بھی مکروہ ہے (قاضی خاں) آپ اپنا مسئلہ کسی مستند کتاب سے لکھیں۔

(۲۶۲/۱۸) اگر شراب میں آٹا گوندھ کر روٹی پکائی جائے تو حنفی مذہب کے موافق اس کا کھانا ناجائز ہے (ہدایہ) لیکن آپ کی کتاب نزل الابرار میں لکھا ہے کہ وہ روٹی کھانا حلال ہے آپ حنفی مسئلہ کا غلط ہونا اور اپنے مسئلہ کا صحیح ہونا حدیث سے پیش کریں۔

(۲۶۳/۱۹) فقہ حنفی کے موافق لہو ولعب کی نیت سے صرف خمر کو دیکھتے رہنا بھی حلال نہیں (الوجیز) آپ اپنا مسئلہ کسی مستند کتاب کے حوالہ سے لکھیں اور فقہ حنفی کے اس مسئلہ کا صحیح یا غلط ہونا کسی صحیح صریح غیر معارض حدیث سے ثابت کریں......

(۲۶۴/۲۰) تمام اہل حدیث علماء جو اپنی تقریروں تحریروں میں یہ جھوٹ بولتے ہیں کہ ہدایہ میں چار قسم کی شرابوں کا پینا حلال لکھا ہے، یہ کہاں ہے جو عبارت پیش کرتے ہیں اس میں سرے سے خمر کا لفظ ہی نہیں تو شراب کس لفظ کا ترجمہ کرتے ہیں، اس عبارت سے ایک سطر پہلے یہ ذکر ہے کہ الخمر کے احکام ختم ہو چکے اب ماسوی ذلك من الاشربة خمر کے سوا باقی تمام مشروبات کے احکام شروع ہوتے ہیں، اب ماسوی الخمر کا ترجمہ شراب کرنا کیا دجل وفریب نہیں، پھر اگلے صفحہ پر متن میں نبیذ کا لفظ موجود

ہے، خود وحید الزمان خاں نے بھی ہدیۃ المہدی ص ۱۲۰ پر اس کو نبیذ کا مسئلہ ہی بتایا ہے اور حضرت پیران پیرؒ نے بھی غنیۃ الطالبین باب التبلیغ میں اس کو نبیذ کا مسئلہ ہی قرار دیا ہے، اب فقہ کی کتاب میں اگر نبیذ کا ترجمہ شراب آپ لوگ کرتے ہیں تو کیا حدیث کی کتابوں میں بھی نبیذ کا ترجمہ شراب کریں گے اور جن احادیث میں آنحضرت ﷺ اور صحابہ ؓ کا نبیذ پینا ثابت ہے تو کیا معاذ اللہ ان احادیث کی بناء پر آنحضرت ﷺ اور صحابہ ؓ کو شراب خور کہنا جائز ہوگا، پھر صاحب ہدایہ نے جو روایت دلیل میں بیان فرمائی ہے حرمت الخمر لعینها و السکر من کل شراب اس سے بھی ماسوی الخمر کا حکم ثابت فرمارہے ہیں، اب بھی مرزا قادیانی کی طرح گڑ کا معنی گندم کرنا اور فقہ حنفی پر شراب نوشی کی اجازت کا بہتان باندھنا ایسا جھوٹ ہے جس کی مثال سوامی دیانند کی کتاب میں بھی نہیں ملتی.........

(۲۶۵/۲۱) اکثر غیر مقلدین رات دن یہ جھوٹ بولتے ہیں کہ فقہ حنفی میں لکھا ہے کہ اگر ۹ پیالے شراب پی لی جائے اور نشہ نہ آئے تو حد نہیں، وہ شراب کس لفظ کا ترجمہ کرتے ہیں، کیا فقہ حنفی کی کسی عبارت میں لفظ خمر ہے۔

(۲۶۶/۲۲) صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۲۶ پر لفظ خمر ہے کہ خمر میں مچھلی ڈال کر دھوپ میں رکھ دو پھر اس کا استعمال جائز ہے، اس کا کیا حکم ہے۔

(۲۶۷/۲۳) صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۳۷ پر خمر کے لفظ سے ہے کہ شہد کی خمر اگر نشہ نہ دے تو کوئی حرج نہیں، فرمایئے امام بخاریؒ امام مالکؒ دراوردی پر کیا فتویٰ ہے۔

(۲۶۸/۲۴) حضرت عمر، حضرت ابوعبیدہ، حضرت معاذ ؓ طلاء، مثلث اور حضرت ابوحنیفہ طلاء نصف کا پینا جائز قرار دیتے ہیں، (صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۳۸) بتایئے امام بخاریؒ اور ان چاروں حضرات کا شرعی حکم کیا ہے.........

حصہ ہشتم

حضرات علماء کرام! یہ تو ایک حقیقت ہے کہ پاک و ہند میں انگریزی دور سے پہلے سب اہل سنت والجماعت مسلک حنفی کے پابند تھے، ان کی مساجد اختلاف و افتراق سے بالکل نا آشنا تھیں، ان مساجد میں درس جہاد بند کر کے جھگڑا فساد پیدا کرنے کے لئے ایک لا مذہب فرقہ پیدا کیا گیا، اس فرقہ کے وکیل مولوی محمد حسین بٹالوی نے مرزا صاحب کی خوب تعریفیں کیں۔ اور جہاد کو انگریز کے خلاف حرام قرار دینے کے لئے مستقل رسالہ ''الاقتصاد فی مسائل الجہاد'' لکھا اور پشاور سے کلکتہ تک حرمت جہاد کے لئے محنت کی اور محنت میں وہ مرزا صاحب سے بھی بازی لے گیا اور حکومت برطانیہ کی طرف سے اسے جاگیر بھی ملی پھر اس نے مسلمانوں میں فساد ڈالنے کے لئے دس سوالات کا اشتہار دیا اور وہ مسائل جو خیر القرون سے امت میں متواتراً معمول بہا تھے ان کو عوام میں مشکوک کرنے کے لئے اور اپنے آپ کو بارہ سو سال کے تمام علماء و محدثین سے بڑا ثابت کرنے کے لئے اپنی خود ساختہ شرائط سے سوالات مرتب کئے اور یہ خود ساختہ شرائط لگا کر سوال کرنے کا طریقہ اس نے مرزا قادیانی کی تقلید شخصی میں اختیار کیا، وہ شرط یہ تھی کہ ان مسائل کے لئے کوئی آیت یا حدیث صحیح جس کی صحت میں کسی کو کلام نہ ہو اور وہ اس مسئلے میں جس کے لئے پیش کی جاوے نص صریح قطعی الدلالت ہو، حاکم نے صحیح حدیث کی دس قسمیں بیان کی تھیں (مقدمہ نووی شرح مسلم) اس شرط نے نو قسم کی صحیح حدیثوں کو ماننے سے انکار کر دیا۔ حدیث حسن لذاتہ اور حسن لغیرہ جو بالاتفاق حجت تھیں ان کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور قطعی اور صحیح دلالت کے علاوہ ہر قسم کی

دلالتوں کو ماننے سے انکار کر دیا، اس طرح اسلام کے علمی سرمایہ یعنی حدیث کے ۹۸ فیصد کا انکار کر دیا اس لئے علماء پر تو اس کی اس حرکت سے اس کا جاہل مرکب ہونا ظاہر ہو گیا اور پتہ چلا کہ یہ دین کا چھپا ہوا دشمن ہے مگر بعض جاہل لوگ اس کے دام فریب میں آ گئے اور وہ خیر القرون کے مسلک سے منحرف ہو کر اس کی تقلید کا دم بھرنے لگے لیکن چونکہ وہ دین کے مسائل سے واقف نہ تھا اس لئے ان کی تشفی نہ کر سکا تو وہ سلف سے بیزار لوگ قادیانیت اور نیچریت کی گود میں چلے گئے، اس طرح اس شخص نے ہزاروں آدمیوں کو خیر القرون کے مسلک سے بدظن کر کے دین حق سے بیزار کیا اور وہ بالآخر کفر و ارتداد کی دلدل میں جا گرے، علماء نے طبقہ علماء میں اس کی جہالت ثابت کرنے کے لئے اس کی شرط کو سامنے رکھ کر اس سے یہ سوال کیا کہ (۱) تم اپنی شرط کے موافق کوئی آیت یا صحیح حدیث (جس کی صحت میں کسی کو کلام نہ ہو اور وہ اس مسئلہ میں جس کے لئے پیش کی جائے نص قطعی صریح الدلالت بھی ہو) پیش کرو کہ دلیل شرعی صرف اور صرف دلیل کی اسی ایک قسم میں ہی منحصر ہے لیکن وہ شخص اور اس کی ساری جماعت آج تک عاجز اور ذلیل ہو رہی ہے اور اپنی جہالت کو تسلیم کر رہی ہے اور علماء نے عوام میں اس کی جہالت ثابت کرنے کے لئے بھی اس سے مندرجہ ذیل سوالات کئے تھے، ان سوالات پر ایک سو سال کا عرصہ گزر رہا ہے مگر تمام لامذہب غیر مقلد مولوی یہ قرض سر پر لے کر ہی مرتے جا رہے ہیں، اب جو زندہ ہیں ان کی یاد دہانی کے لئے پھر ہم گزارش کر رہے ہیں کہ خدا کے لئے ان سوالات کا جواب دے کر اپنی جماعت کو مطمئن کریں ورنہ آپ کی جماعت کے جس آدمی کو یہ پتہ چل جاتا ہے کہ سو سال سے ہماری جماعت ان سوالات کے جواب سے عاجز و لاچار اور بے بس ہے تو وہ قادیانی،

نیچری، منکرین حدیث کی صف میں جا کھڑا ہوتا ہے اس لئے خدارا ان سوالات کا جواب اپنی شرط بالا یاد کر کے دیں مندرجہ ذیل مسائل میں کوئی صاحب کوئی آیت یا حدیث صحیح پیش کرے جس کی صحت میں کسی کو کلام نہ ہو اور وہ اس مسئلے میں جس کے لئے پیش کی جائے نص صریح قطعی الدلالت بھی ہو..........

(۱/۲۶۹) آنحضرت ﷺ کا رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت ہمیشہ رفع یدین کرنا..........

(۲/۲۷۰) آنحضرت ﷺ کا ہمیشہ ہمیشہ سینے پر ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنا۔

(۳/۲۷۱) آنحضرت ﷺ کا ہمیشہ ہمیشہ ہر ہر نماز میں آمین بالجہر کرنا۔

(۴/۲۷۲) حدیث قرأت خلف الامام کا آیت و اذا قرئ القرآن کے بعد مروی ہونا۔

(۵/۲۷۳) اللہ تعالیٰ یا آنحضرت ﷺ کا ائمہ اربعہ میں سے کسی کی تقلید شرعی کو منع کرنا۔

(۶/۲۷۴) کتاب و سنت سے اجماع و قیاس کا حرام ہونا۔

(۷/۲۷۵) تین طلاق دے کر بدوں حلالہ کرنے کے عورت کا نکاح شوہر اول سے کرا دینا۔

(۸/۲۷۶) اپنے ائمہ اربعہ، ابن تیمیہ، داؤد ظاہری، ابن حزم، شوکانی، زیدی کی تقلید کا فرض ہونا..........

(۹/۲۷۷) احادیث کو صحاح ستہ میں منحصر سمجھنا اور سوائے ان کے دوسری حدیث کی کتابوں کا اعتبار نہ کرنا اور ان حدیثوں کو نہ ماننا۔

(۱۰/۲۷۸) اس پرفتن دور میں ہر شخص عامی کا قرآن و حدیث پر بلا تحقیق عمل کرنا اور اسی کا لوگوں کو حکم دینا..........

(۲۷۹/۱۱) بغیر کسی عذر شرعی کے جمع بین الصلوٰتین کرنا یعنی ظہر عصر ایک وقت میں اور مغرب عشاء ایک وقت میں پڑھنا۔

(۲۸۰/۱۲) جو حدیثیں امام اعظمؒ کو بسند شیوخ صحابہ ؓ یا ثقات تابعین پہنچی ہیں ان کو مابعد خیر القرون والوں کے اقوال سے ضعیف یا مخدوش سمجھنا۔

(۲۸۱/۱۳) حاجیوں کا زیارت قبر شریف نبوی ﷺ کی نیت سے زیارت کرنے جانے کو شرک، رسم جاہلیت، حرام و مکروہ قرار دینا۔

(۲۸۲/۱۴) حرمین شریفین کے تمام مقلدین کو مشرک اور بدعتی سمجھنا۔

(۲۸۳/۱۵) قرأت انجیل کا حالت جنابت میں کیا حکم ہے

(۲۸۴/۱۶) وضو کے بعد سر منڈوایا اب تجدید وضو یا سر پر دوبارہ مسح کرنا فرض ہے یا نہیں؟

(۲۸۵/۱۷) دباغت سے خنزیر کی کھال، سانپ اور چوہے کی کھال پاک ہو جاتی ہے یا نہیں ....؟

(۲۸۶/۱۸) پانی کتنا دور ہو تو تیمّم کرنا جائز ہے۔

(۲۸۷/۱۹) جس شخص کو پانی اور مٹی میسر نہ ہو وہ نماز کیسے پڑھے۔

(مسئلہ فاقد الطہورین)

(۲۸۸/۲۰) مقطوع الیدین والرجلین ومجروح الوجہ کا کیا حکم ہے، وہ بلا وضو نماز پڑھے یا مسح کرے یا تیمّم کر کے نماز پڑھے ....؟

(نوٹ) ان سوالات کے جوابات اب سو سال بعد اگر کوئی صاحب دیں تو اپنی شرط کو ضرور ملحوظ رکھیں نیز لا مذہبوں کو چاہئے کہ اپنے کسی ایسے عالم سے جواب لکھوائیں

جس کے جواب کو ساری جماعت آپ کی تسلیم کرتی ہو کیونکہ جس طرح منکرین حدیث اپنے علماء کی سب کتابوں کو بوقت بحث قرآن کے مخالف قرار دے دیتے ہیں اسی طرح آپ کی جماعت کا ہر فرد اپنے بڑے سے بڑے عالم کو قرآن و حدیث کا مخالف جانتا ہے اور اپنی کتابوں کا انکار کر دیتا ہے کہ یہ سب کتابیں قرآن و حدیث کے خلاف ہیں۔

حصہ نہم

پاک و ہند میں صدیوں سے اسلام آیا اور پھیلا ہے مگر انگریز کے دور سے پہلے غیر مقلد نامی کوئی فرقہ مسلمانوں میں موجود نہ تھا چنانچہ نواب صدیق حسن غیر مقلد لکھتے ہیں ''خلاصہ حال ہندوستان کے مسلمانوں کا یہ ہے کہ جب سے یہاں اسلام آیا ہے چونکہ اکثر لوگ بادشاہوں کے طریقہ اور مذہب پر ہوتے ہیں اس کو پسند کرتے ہیں اس وقت سے (صدی اول سے) آج تک (انگریز کی آمد تک) یہ لوگ مذہب حنفی پر قائم رہے اور ہیں اور اسی مذہب کے عالم و فاضل اور قاضی و مفتی اور حاکم ہوتے رہے یہاں تک کہ ایک جم غفیر نے مل کر فتاویٰ ہندیہ جمع کیا اور ان میں شاہ عبد الرحیمؒ صاحب والد بزرگوار شاہ ولی اللہ صاحبؒ دہلوی بھی شریک تھے۔'' (ترجمان وہابیہ ص ۱۰) نیز نواب صاحب ہی فرماتے ہیں کہ ہندوستان کے مسلمان ہمیشہ سے مذہب شیعی اور حنفی رکھتے ہیں (ترجمان وہابیہ ص ۱۲) اس سے معلوم ہوا کہ ہندوستان میں جب سے اسلام آیا ہے سب مسلمان حنفی مذہب کے عامل تھے۔ عوام، علماء، اولیاء اللہ، قاضی، بادشاہ سب کے سب حنفی ہوتے رہے ہیں، اس کے برعکس نواب صاحب غیر مقلد نے اپنے فرقہ کے بارہ میں صاف لکھا ہے کہ اس دور (انگریز) کے زمانہ میں ایک شہرت پسند ریا

کارفرقہ نے جنم لیا ہے جو باوجود جاہل ہونے کے براہ راست قرآن وحدیث پر علم وعمل کا دعویٰ کرتا ہے۔ یہ فرقہ اسلام کی مٹھاس سے محروم، بڑا متعصب، غالی سنگدل اور فتنہ پرور ہے اور اتباع سنت کی آڑ میں شیطانی تسویلات پر عامل ہے (ص۱۵۳ تا ص۱۵۸ ملخصاً)...... نواب صاحب کی یہ بات کلام الملوک ملوک الکلام کی مصداق ہے اگر کوئی لامذہب غیر مقلد اس کا انکار کرے تو اس پر لازم ہے کہ مندرجہ ذیل سوالات کا جواب معتبر اور مستند تاریخ کے حوالہ سے دے۔

(۲۸۹/۱) پاک و ہند میں انگریز کے دور سے پہلے حنفی تراجم قرآن مثلاً شاہ ولی اللہؒ کا فارسی ترجمہ، شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کی فارسی تفسیر، شاہ عبدالقادرؒ صاحب اور شاہ رفیع الدینؒ صاحب کے اردو تراجم ہر مسلمان گھر کی زینت تھے اور ہیں لیکن جس طرح مرزائیوں اور منکرین حدیث کا کوئی ترجمہ قرآن انگریز کے دور سے پہلے کا نہیں ملتا اسی طرح ان لامذہبوں (غیر مقلدوں) کا بھی ترجمہ قرآن نہیں ملتا، اگر آپ کا کوئی ترجمہ قرآن انگریز سے پہلے متداول تھا تو اس کا نام اور ملنے کا پتہ دیں......

(۲۹۰/۲) انگریز کے دور سے پہلے پاک و ہند میں احناف کی حدیث کی معروف کتابیں مشارق الانوار شیخ رضی الدین حسن صنعانی اور کنز العمال شیخ علی حنفی کی تھیں اور اب بھی متداول ہیں لیکن مرزائیوں، منکرین حدیث اور لامذہب غیر مقلدین کا کچی جماعت کا حدیث کا قاعدہ بھی متداول نہ تھا، اگر کوئی تھا تو اس کا نام اور ملنے کا پتہ ضرور بتائیں......

(۲۹۱/۳) انگریز کے دور سے پہلے پاک و ہند میں احناف نے لغات حدیث کی وہ کتاب مرتب فرمائی جو آج بھی عرب وعجم میں متداول ہے یعنی ''مجمع بحار الانوار''

لیکن کسی مرزائی منکر حدیث یا غیر مقلد نے اس موضوع پر کچی جماعت کا قاعدہ بھی نہیں لکھا۔

(۲۹۲/۴) انگریز کے دور سے پہلے احناف نے حدیث شریف کے راویوں کے سلسلہ میں المغنی جیسی کتاب لکھی جو آج بھی عرب و عجم میں متداول ہے لیکن کسی مرزائی، منکر حدیث یا غیر مقلد نے ایسی کتاب نہیں لکھی، اگر ہے تو ہر دو کتابوں جو لغات و رواۃ پر ہوں ان کا نام و پتہ بتائیں۔

(۲۹۳/۵) انگریز کے دور سے پہلے پاک و ہند میں مشکوٰۃ کی شرح لمعات التنقیح، مشکوٰۃ کا فارسی ترجمہ اشعۃ اللمعات، بخاری کی شرح تیسیر القاری، موطا امام مالک کی شرح مصفّٰی اور مسویٰ، مشکوٰۃ کا اردو ترجمہ مظاہر حق لکھے گئے جو آج تک عرب و عجم میں متداول ہیں لیکن کسی مرزائی، منکر حدیث یا غیر مقلد کی کوئی ایسی حدیث پاک کی خدمت ثابت نہیں، کیا کوئی غیر مقلد انگریز کے دور سے پہلے اپنی بخاری کی شرح، موطا کی شرح، مشکوٰۃ کی شرح یا ترجمہ دکھا سکتا ہے جو پاک و ہند میں مکتوب ہو کر عرب و عجم میں متداول ہو۔

(۲۹۴/۶) انگریز کے دور سے پہلے کا مرتب کردہ فتاویٰ عالمگیری آج بھی عرب و عجم میں متداول ہے لیکن کوئی مرزائی، منکر حدیث یا غیر مقلد انگریز کے دور سے پہلے کا کوئی ایسا مفصل فتاویٰ پیش نہیں کر سکتے جو عرب و عجم میں متداول ہو۔ دیدہ باید۔

(۲۹۵/۷) آنحضرت ﷺ کی سیرت پاک پر مدارج النبوت جیسی مبسوط کتاب احناف نے لکھی جو آج بھی عرب و عجم میں متداول ہے لیکن کوئی مرزائی، منکر حدیث یا غیر مقلد انگریزی دور سے پہلے کی سیرت پر لکھی گئی اپنی کتاب پیش نہیں کر سکتا۔

(۲۹۶/۸) کیا کوئی غیر مقلد بنارس میں عبد الحق سے پہلے، بھوپال میں

صدیق حسن خان سے پہلے، دہلی میں نذیر حسین سے پہلے، مدراس میں نظام الدین سے پہلے، لاہور میں غلام نبی چکڑالوی سے پہلے، کسی غیر مقلد کا وجود ثابت کر سکتا ہے............

(۲۹۷/۹) کیا کوئی غزنوی غیر مقلد مولانا عبد اللہ غزنوی سے پہلے، کوئی لکھنوی غیر مقلد حافظ محمد صاحب لکھنوی سے پہلے، کوئی روپڑی غیر مقلد مولوی قطب الدین سے پہلے اپنے خاندان میں کسی غیر مقلد کا نام پیش کر سکتا ہے.........

(۲۹۸/۱۰) کوئی قادیانی یا کوئی غیر مقلد انگریز کے اس ملک میں آنے سے پانچ منٹ پہلے کی اپنی نماز کی کتاب ثابت نہیں کر سکتا، اگر ہو تو اس مکمل نماز کی کتاب کا نام اور پتہ دیں............

(۳۹۹/۱۱) غیر مقلد شیخ الحدیث اصحاب صحاح تک جو اپنی حدیث کی سند پیش کرتا ہے اس میں دور برطانیہ سے پہلی کڑیوں کا مسلمہ تاریخی شہادتوں سے غیر مقلد ہونا ثابت نہیں کر سکتا.........

(۳۰۰/۱۲) جس طرح پاک و ہند میں انگریز کے دور سے پہلے کی مساجد بھی موجود ہیں مثلاً شاہی مسجد لاہور، شاہی مسجد دیپال پور، شاہی مسجد چنیوٹ، شاہی مسجد دہلی، شاہی مسجد آگرہ، مسجد وزیر خان لاہور، اور یہ مسلمہ تاریخی بات ہے کہ یہ سب مساجد احناف کی بنائی ہوئی ہیں، کیا کوئی غیر مقلد انگریز کے دور سے پہلے کی کوئی مشہور مسجد بتا سکتا ہے جس کا بانی تاریخی شہادت سے غیر مقلد ہو، لیکن کوئی غیر مقلد یہ ثابت نہیں کر سکتا۔

(۳۰۱/۱۳) انگریز کے دور سے بارہ سو سال پہلے سے اس ملک میں مسلمان آباد تھے، ان بارہ سو سال میں غیر مقلدین کی کوئی نماز کی کتاب بھی نہیں ملتی مگر انگریز

کے دور میں صرف ساٹھ سالوں میں ایک ہزار کے قریب کتابیں لکھ کر چھپوائیں، آخر (الف) اتنی کتابوں کے لئے اس نومولود فرقہ کے پاس رقم کہاں سے آئی تھی۔
(ب) ان ہزاروں کتابوں میں سے ایک کتاب بھی ایسی نہیں جسے غیر مقلدین ہی نے اپنے نصاب میں شامل کیا ہو، ان کا موضوع صرف تفریق بین المسلمین تھا اور بس۔
(ج) یہ لامذہب ان ہی کتابوں سے پاک وہند کے ہر شہر میں دنگا فساد کرتے ہیں لیکن جب مناظرہ کا وقت آئے تو ان سب کتابوں کا انکار کر جاتے ہیں، جیسے مناظرہ کے وقت منکرین حدیث اور قادیانی بھی اپنی کتابوں کا انکار کر جاتے ہیں یہ تینوں فرقے اپنی ہر کتاب اور اپنے ہر مولوی کو جھوٹا مان کر اپنے مذہب کا جھوٹا ہونا مان لیتے ہیں.........

(۳۰۲/۱۴) انگریز کے دور سے پہلے پورے بارہ سو سال تک غیر مقلدین کا کوئی اخبار یا رسالہ نہ تھا لیکن انگریز کے دور میں ان کے ۱۲۸ اخبار اور رسالے جاری تھے جن کی فہرست ان کی کتاب ہندوستان میں علماء حدیث کی علمی خدمات میں ہے، ان رسالوں میں انگریز کی چاپلوسی اور فقہاء و مجتہدین کو گالیوں سے یاد کیا جاتا تھا۔ آخر اتنے رسائل کا خرچ کہاں سے ملتا تھا (ملکہ وکٹوریہ سے جو مرزا قادیانی نے پچاس جلدیں لکھنے کا کہا تھا ان میں پانچ تو مرزے نے لکھ دیں باقیوں کا خرچہ شاید ان کو دیا ہو۔ H-A)

(۳۰۳/۱۵) انگریز کے دور سے پہلے بارہ سو سال تک اس فرقہ کی ایک ربڑ کی مہر کا نشان بھی نہ تھا مگر انگریز کے دور میں ان کی نو پریسیں تھیں جو رات دن انگریزی حکومت کو خدا کی رحمت بتاتیں اور فقہ کو عجمی سازش اور تصوف کو ہندوانہ جوگ قرار دیتیں آخر اس نومولود فرقہ کو نو پریس کہاں سے ملے تھے.........

(۳۰۴/۱۶) انگریز کے دور سے پہلے پورے بارہ سو سال میں غیر مقلدین کے

ایک وعظ کا بھی پتہ نہیں چلتا۔ صرف ۲۶ سالوں میں ان کی ۲۰ آل انڈیا کانفرنسیں ہوئی ہیں جن کی فہرست کتاب مذکور میں درج ہے آخر ایک نومولود فرقہ کو ان آل انڈیا کانفرنسوں کے لئے قارون کا خزانہ کہاں سے مل گیا تھا............

(۳۰۵/۱۷) اسی کتاب میں یہ بھی درج ہے کہ ان بیس آل انڈیا کانفرنسوں میں چھیاسٹھ ہزار پانچ سو ۶۶۵۰۰ کتابیں مفت تقسیم کی گئیں، آخر ان کے لئے رقم کہاں سے ملتی تھی۔

(۳۰۶/۱۸) ان ۶۶۵۰۰ کتابوں میں سے نہ کوئی کتاب انگریز کے خلاف تھی نہ عیسائیوں کے خلاف بلکہ یہ سب کی سب کتابیں حنفیوں کے خلاف تھیں، آخر حنفیوں کے خلاف اس منظم سازش کی قیادت اور خرچ کے بارے میں ذرا وضاحت فرمائیں......

(۳۰۷/۱۹) انگریز کے دور سے پہلے پورے بارہ سو سال تک پاک و ہند میں غیر مقلدین کا ایک بھی مدرسہ نہ تھا مگر انگریز کے دور میں ان کے دو سو بائیس مدرسے بن گئے، آخر ساٹھ سال میں اتنے مدارس کے لئے خرچہ کہاں سے آتا تھا............

(۳۰۸/۲۰) ۱۹ ستمبر ۱۸۵۷ء کو جب انگریز دہلی پر قابض ہوا تو دال پول کے کہنے کے مطابق تین ہزار آدمیوں کو پھانسی دی گئی جن میں سے انتیس شاہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور بقول تبصرۃ التواریخ ستائیس ہزار مسلمان قتل ہوئے، سات دن تک برابر قتل عام جاری رہا (شاندار ماضی ص ۶۹) اس وقت میاں نذیر حسین غیر مقلدان غازیوں اور شہداء کو باغی قرار دے رہے تھے اور ان کے مدرسے سے یہ فتویٰ جاری ہو رہا تھا کہ یہ لوگ حنفی المذہب مستحل الدم ہیں یعنی بلا وجہ ان کا قتل جائز ہے، ان کا مال مال غنیمت ہے اور ان کی بیویاں ہمارے لئے جائز ہیں (دہلی اور اس کے

اطراف ص ۶۸، ۶۹) اب سوال یہ ہے کہ (الف) جب سارے دہلی میں قتل عام ہو رہا تھا تو نذیر حسین کا محلہ کیوں محفوظ رہا (الحیات بعد الممات ص ۲۷۶ سوانح عمری نذیر حسین غیر مقلد) (ب) جب انگریز مسلمانوں کا مال لوٹ رہا تھا تو نذیر حسین غیر مقلد انگریز سے پیسے وصول کر رہے تھے کبھی چار صد روپیہ کبھی سات صد (الحیات بعد الممات ص ۱۴۰) (ج) جب ان غازیوں اور شہداء کی بیویوں پر قتل وظلم ہو رہا تھا تو نذیر حسین انگریز لیڈی مسز لینس کی حفاظت کر کے برطانیہ سے وظیفہ اور خطابات حاصل کر رہے تھے۔ (ص ۲۷۶)

(۳۰۹/۲۱) انگریز نے قتل عام کے بعد مسلمانوں پر مقدمات کا سلسلہ جاری کیا چنانچہ مقدمہ سازش انبالہ ۱۸۶۴ء مقدمہ سازش پٹنہ ۱۸۶۵ء مقدمہ سازش مالدہ ۱۸۷۰ء مقدمہ سازش مراج محل ۱۸۷۰ء مقدمہ سازش سرحد ۱۸۷۱ء اور ان مقدمات میں احناف کو جانی مالی پریشانیوں میں مبتلا کیا گیا، عین اسی دور میں غیر مقلدین نے احناف کی مساجد میں رفع یدین، آمین بالجہر پر دنگا فساد کر کے مساجد کو میدان جنگ بنایا اور احناف کو مقدمات میں گھسیٹا، چنانچہ امرتسر کا مقدمہ ۲۷ اگست ۱۸۶۸ء تک چلا۔ دہلی کے مقدمات ۵ جنوری ۱۸۸۳ء اور ۷ ستمبر ۱۸۸۳ء تک چلے، نصیر آباد کا مقدمہ ۳۱ اکتوبر ۱۸۸۴ء تک چلا۔ الہ آباد ہائی کورٹ میں مقدمہ ۵ نومبر ۱۸۸۹ء تک چلا، پریوی کونسل لندن میں ۳۰ جنوری ۱۸۹۱ء اور ۲۱ فروری ۱۸۹۱ء تک مقدمات چلے، اور غازی پور میں بابو سریش چندر بوس کی عدالت میں ۲۴ فروری ۱۸۹۴ء ۵ نومبر ۱۸۹۴ء تک مقدمات چلے (الارشاد ص ۲۲) آخر کیا وجہ تھی کہ مساجد میں فساد کی ابتدا بھی غیر مقلدین کریں اور فیصلہ بھی ان کے حق میں ہی ہو اس نومولود فرقہ کو لندن تک مقدمات لڑنے کے لئے پیسہ کہاں سے ملتا تھا.......... (فتوحات اہل حدیث)

(۳۱۰/۲۲) کیا انگریز کے دور سے پہلے بارہ سو سال کی تاریخ میں صرف ایک ہی مثال پیش کی جا سکتی ہے کہ کسی اسلامی حکومت کی عدالت میں مقلد غیر مقلد کا مقدمہ دائر ہوا ہو اور غیر مقلد کامیاب رہا ہو..........

حصہ دہم: نجاست کا بیان

غیر مقلد: بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ ہاتھ پر نجاست لگی ہو تو چاٹنا جائز ہے۔

حنفی: یہ بالکل جھوٹ ہے لعنة الله على الكاذبين نہ بہشتی زیور اور نہ کسی دوسری فقہ کی کتاب میں یہ مسئلہ موجود ہے کہ نجاست چاٹنا جائز ہے۔ بہشتی زیور اور دوسری کتب فقہ میں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ اگر پاک پانی میں نجاست پڑ جائے تو اس سے نہ وضو نہ غسل کچھ بھی درست نہیں۔ وہ نجاست تھوڑی ہو یا بہت (بہشتی زیور ج ۱ ص ۵۷، ہدایہ ج ۱ ص ۱۸) جبکہ غیر مقلدین کے نزدیک اگر پانی میں نجاست پڑ جائے تو جب تک نجاست سے اس کا رنگ بو مزہ نہ بدلے وہ پاک ہے۔

(عرف الجادی، صلوٰۃ رسول ص ۵۳، بدور الاہلہ ص ۹، نزل الابرار ج ۱ ص ۱۰)

(۳۱۱/۱) ایک بالٹی دودھ میں اگر ایک قطرہ پیشاب کا پڑ جائے جس میں دودھ کا نہ رنگ بدلا نہ مزہ نہ بو پیدا ہوئی تو ہمارے مذہب میں اس کا پینا حرام بلکہ وہ جسم پر یا کپڑے پر لگ جائے تو بلا دھوئے نماز ناجائز جبکہ غیر مقلد کے ہاں اس کا پینا ہرگز منع نہیں اگر جرأت ہے تو کوئی ماں کا لعل غیر مقلد اپنی کسی معتبر کتاب سے اس کا نہ پینا ثابت کرے دیدہ باید۔ کیا غیر مقلد کو یہ مسئلہ نظر نہیں آیا..........

(۳۱۲/۲) بہشتی گوہر ص ۵ پر یہ مسئلہ لکھا ہے ایسے ناپاک پانی کا استعمال جس

کے تینوں وصف یعنی مزہ، بو، رنگ نجاست کی وجہ سے بدل گئے ہوں کسی طرح درست نہیں نہ جانوروں کو پلانا درست ہے نہ مٹی وغیرہ میں ڈال کر گارا بنانا جائز ہے۔ بحوالہ درمختار ج۱ ص۲۰۷۔ دیکھئے ہمارے مذہب میں تو ایسے پانی کا جانوروں کو پلانا درست نہیں اور مٹی میں ملا کر گارا بنانا تک درست نہیں چہ جائیکہ کسی انسان کو چاٹنے کی اجازت دی جائے اب آپ میں اگر ہمت ہے تو اپنی کسی معتبر کتاب سے ایسے پانی کا جانورں کو پلانا یا مٹی میں ملانا ناجائز ثابت کر دیں۔

(۳۱۳/۳) بہشتی زیور ج۲ ص۵ پر لکھا ہے کہ اگر ہاتھ میں کوئی نجس چیز لگی تھی اس کو کسی نے زبان سے چاٹ لیا تین دفعہ تو بھی پاک ہو جائے گا مگر چاٹنا منع ہے یا چھاتی پر بچہ کی قے کا دودھ لگ گیا پھر بچہ نے تین دفعہ چوس کر پی لیا تو پاک ہو گیا، چاٹنے کی ممانعت صاف لکھی ہے۔

(۳۱۴/۴) ایک عورت کی انگلی میں سوئی لگ گئی خون نکل آیا اور انگلی ناپاک ہو گئی اس عورت نے دو تین مرتبہ اسے چاٹ کر تھوک دیا حنفی مذہب میں اس کو چاٹنا منع تھا، اسے چاٹنے کا گناہ ہوا مگر جب خون کا نشان تک نہ رہا تو انگلی پاک ہو گئی، اگر آپ کسی صحیح صریح غیر معارض حدیث میں انگلی سے نکلے ہوئے اس خون کا حکم اس کے خلاف دکھا دیں یعنی چاٹنا ناجائز دکھا دیں یا خون کا اثر ختم ہو جانے کے بعد بھی ناپاک رہنا ثابت کر دیں تو ہم ضد نہیں کریں گے بلکہ صاف تسلیم کر لیں گے کہ یہ مسئلہ واقعی صحیح حدیث کے خلاف ہے۔

(۳۱۵/۵) آپ کے مذہب میں تو خون ویسے ہی پاک ہے، سرے سے انگلی ناپاک ہی نہیں ہوئی، کسی صحیح حدیث سے خون کا پاک ہونا ثابت کرو۔

(۳۱۶/۶)　　ایک شخص راستے میں گنا چوستا چلا جا رہا تھا کہ اس کے دانتوں سے خون نکل آیا پانی وغیرہ قریب نہیں تھا آپ کے مذہب میں تو خون پاک ہے اس لئے اس کا خون آلود منہ پاک ہی ہے لیکن حنفی مذہب کے موافق اس کا منہ ناپاک ہو گیا ہے، اب وہ شخص بار بار تھوکتا رہا یہاں تک کہ خون بند ہو گیا اور منہ میں خون کا نشان بھی باقی نہ رہا تو اب اس کا منہ پاک سمجھا جائے گا، اگر یہ مسئلہ حدیث کے خلاف ہے تو ایک ہی حدیث صحیح صریح غیر معارض پیش فرمائیں کہ خون آلودہ منہ بھی پاک ہے یا ایسی حدیث پیش کرو کہ بار بار تھوکنے سے خون کا اثر مٹ جانے کے بعد بھی منہ ناپاک ہی رہتا ہے۔

(۳۱۷/۷)　　ایک بلی نے چوہے کا شکار کیا اور بلی کا منہ خون آلود ہو گیا تو وہ نجس ہے اگر اسی وقت وہ بلی کسی برتن سے دودھ یا پانی پی لے تو باقی بچا ہوا دودھ و پانی ناپاک ہو گا اگرچہ خون سے اس کا رنگ یا مزہ اور بو کچھ بھی نہیں بدلا لیکن غیر مقلدین کے مذہب میں وہ دودھ اور پانی پاک ہی رہے گا اگرچہ اس کا رنگ و بو اور مزہ بدل جائے اگر وہ بلی چوہا کھانے کے بعد اپنا منہ چاٹ چاٹ کر صاف کر لے کہ خون کا نشان تک باقی نہ رہا ہو اور پھر دودھ یا پانی پی لے تو باقی بچا ہوا دودھ یا پانی مکروہ ہو گا۔

(۳۱۸/۸)　　اگر آپ کسی صحیح صریح غیر معارض حدیث سے اس مسئلہ کا حکم اس کے خلاف دکھا دیں کہ بلی خون آلود منہ سے دودھ پیئے یا چاٹ کر خون صاف کرنے کے بعد پیئے ہر حال میں بچا ہوا دودھ یا پانی پاک ہے تو ہم ضد نہیں کریں گے ضرور تسلیم کر لیں گے اور آپ کی حدیث دانی کی داد بھی دیں گے..........

(۳۱۹/۹)　　ایک شرابی نے شراب پی۔ حنفی مذہب میں شراب ایسی ہی نجاست غلیظہ ہے جیسے پیشاب، اب اگر فوراً اس شرابی نے دودھ پیا جب اس کے منہ کو شراب لگی

ہوئی تھی تو بچا ہوا دودھ نجس ہے لیکن اگر اتنی دیر ٹھہرا رہا کہ تھوکنے سے شراب کا اثر زائل ہوگیا تو اب شراب کا اثر زائل ہونے سے اس کا منہ پاک سمجھا جائے گا، ہاں آپ کے نزدیک شراب ہی پاک ہے تو نہ منہ ناپاک ہوا نہ اس کا جھوٹا اگر آپ اپنے دعوی عمل بالحدیث میں ذرا بھی سچے ہیں تو ایک ہی صحیح صریح غیر معارض حدیث ایسی پیش کریں جو فقہ کے اس مسئلے کو غلط ثابت کر دے۔ اور آپ اپنے مسئلے کی صحت پر بھی ایک ہی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کریں۔

(۳۲۰/۱۰) آپ کے نزدیک ہر حلال جانور کا پیشاب پاخانہ پاک ہے اور بوقت ضرورت کھانا پینا بھی جائز ہے (فتاویٰ ستاریہ ج۱ ص۶۳) یعنی شربت بنفشہ نہ پیا گائے کا پیشاب پی لیا۔ معجون فلاسفہ کی جگہ بھینس کا گوبر چاٹ لیا، نولجین کی گولی کی جگہ اونٹ کی اور بکری کی مینگنی چبالی، فرینی کی بجائے منی کی قلفی کھالی، دودھ میں اتنا پاخانہ حل کر کے جس سے رنگ، بو، مزہ نہ بدلے ناشتہ کرلیا۔

نماز عبادت ہے اگر نماز پڑھتے ہوئے کوئی ایسا کام کیا جو افعال نماز میں سے نہ ہو تو دیکھا جائے گا کہ اگر وہ عمل کثیر ہے تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر عمل قلیل ہو تو نماز مکروہ ہوگی قرآن پاک نماز میں پڑھنا فرض ہے فاقرؤا ما تیسر من القرآن لیکن اگر کسی شخص کو قرآن بالکل یاد نہ ہو تو اسے تسبیح و تحمید پڑھ لینا چاہئے چنانچہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جسے قرآن یاد نہ ہو وہ حمد و ثناء پڑھ لے۔ ترمذی عن رفاعہ بن رافع، ابو داؤد و نسائی عن عبد اللہ بن ابی اوفی، اعلاء السنن ج۵ ص۳۴، ۳۵ ان روایات سے معلوم ہوا کہ نماز میں قرآن پاک دیکھ کر پڑھنا جائز نہیں کیونکہ اگر جائز ہوتا تو آنحضرت ﷺ فرماتے دیکھ کر پڑھ لیا کرو۔

تائید عن ابن عباس ﷺ قال نهانا امیر المومنین عمر ﷺ ان نؤم الناس فی المصحف (رواه ابن ابی داؤد، کنز العمال ج٤ ص٢٤٦)

نمبر(۱) اگر قرآن نمازی کے سامنے لٹک رہا ہو تو نماز میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (ہدایہ ج۱ ص۱۳۸)

نمبر(۲) اگر قرآن پاک کو دیکھا اور اس تحریر کو دل میں سمجھ بھی لیا تو نماز فاسد نہیں۔ (ہدایہ ص۵۰۱، ۵۰۲ عالمگیری ص۵۳، ط ہند)

نمبر(۳) اگر قرآن پاک کو دیکھا اور زبان سے پڑھا بھی مگر ایک آیت سے کم پڑھا تو بھی نماز فاسد نہیں (عالمگیری ص۵۳) کیونکہ ان سب صورتوں میں نمازی کا عمل، عمل قلیل ہے نہ کہ کثیر۔

نمبر(۴) اگر ایک شخص کو قرآن بالکل یاد نہیں، اس نے قرآن نماز میں اٹھایا اور پڑھا اور اوراق بدلتا رہا تو اس اٹھانے اور اوراق الٹنے کے عمل کثیر کی وجہ سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ (ہدایہ ج۱ ص۱۳۷)

نمبر(۵) اگر قرآن سے دیکھ کر پڑھا اور تعلیم حاصل کی تو یہ تعلیم و تعلم عمل کثیر ہو کر مفسد نماز ہے۔ (ہدایہ ج۱ ص۱۳۷، عالمگیری ص۵۳) اس کو یوں سمجھئے کہ عام تلاوت اور تعلیم و تعلم میں یہ فرق ہوتا ہے کہ تعلیم و تعلم میں ہجے ہوتے ہیں متواتر پڑھنا نہیں ہوتا ال ح م د اور یہ تعلیم و تعلم مفسد نماز ہے نہ قرآن کی طرف نظر مفسد ہے نہ تلاوت قرآن مفسد ہے بلکہ وہ فرض ہے، ہاں اگر کوئی شخص حافظ قرآن ہو اور عمل قلیل سے استعانت حاصل کرے تو مفسد نہیں۔ عورت کے بارہ میں احادیث میں اختلاف ہے صحیح مسلم ج۱ ص۱۹۷ حدیث ابو ہریرہ ﷺ کی مرفوع میں ہے کہ عورت نمازی کے سامنے آئے تو

نمازی کی نماز ٹوٹ جاتی ہے اور ابوداؤد ابن ماجہ باب ما یقطع الصلوٰۃ میں ابن عباس ﷛ کی مرفوع حدیث ہے کہ حائضہ عورت نمازی کے سامنے آئے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے اور مسند احمد میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع روایت ہے کہ عورت آگے آئے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے رجالہ (ثقات مجمع الزوائد ج۱ ص۱۶۶ اعلاء ج ۵ ص ۳۷ زیلعی ج۲ ص ۷۸)اس کے برخلاف بخاری ج۱ص ۵۶، مسلم ج۱ص ۱۹۷ پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا آگے لیٹنا اور بخاری ج۱ص ۴۷، مسلم ج۱ص ۱۹۸ پر حضرت میمونہ کا حائضہ ہونے کی حالت میں آگے لیٹنا ثابت ہے، یہ دونوں قسم کی احادیث متعارض ہیں اس لئے علماء ان میں یہ تطبیق دیتے ہیں کہ اصل نماز تو نہیں ٹوٹتی البتہ نماز کا خشوع ختم ہو جاتا ہے کیونکہ التفات عن اللہ قاطع خشوع ہے (زیلعی ج۲ص ۸۸،۸۹) اب کوئی منکر حدیث احادیث کا یوں مذاق اڑائے کہ مسلمان خدا کی عبادت یوں کرتے ہیں کہ اپنی حیض کے خون سے آلودہ بیوی کو آگے لٹاتے ہیں، اس کے پاؤں کو سجدہ سے پہلے ہاتھ لگاتے ہیں، اس کو سجدہ بھی کرتے ہیں اور اس کی مٹھی چاپی بھی کرتے ہیں تو یہ ایک خبث باطن کی دلیل ہے۔

پہلا جھوٹ:

کہ فقہ حنفی میں نماز کے وقت عورت ننگی کر کے سامنے بٹھانا ضروری ہے یہ بالکل جھوٹ ہے، مسئلہ تو اچانک نظر کا ہے، آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں عورت ساری پردے کا مقام ہے جب اس کو ہاتھ لگانے سے نماز نہیں ٹوٹتی تو نظر سے کیسے ٹوٹ جائے گی یہ عمل قلیل ہے، مفسد نماز نہیں، مثال سے سمجھئے روزہ کی حالت میں کھانا پینا حرام ہے کھانے پینے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے اور قضاء کے ساتھ کفارہ بھی لازم آتا ہے لیکن

کھانا پینا سامنے رکھا ہو روزے دار کی نظر بھی پڑے اور دل میں کھانے کی خواہش بھی آجائے تو بھی اتنی بات سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ مذہب حنفی میں تو اگر عورت مرد کے برابر جماعت میں کھڑی ہو جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے اخبرنا ابو حنیفة عن حماد عن ابراهیم قال اذا صلت المرأة الی جانب الرجل و کانا فی صلوٰة واحدة فسدت صلوته (کتاب الآثار امام محمدؒ ص۲۷) و قال به نأخذ و هو قول ابی حنیفة آپ حضرات سے گزارش ہے کہ مندرجہ ذیل مسائل کا جواب حدیث صحیح صریح غیر معارض سے پیش فرمائیں۔

(۳۲۱/۱) ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا کہ اچانک سامنے کتا کتیا حالت جفتی میں آ گئے، نمازی کی نماز ٹوٹ گئی یا نہیں......

(۳۲۲/۲) ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا کہ اچانک سامنے نظر پڑی تو ایک جوڑا زنا میں مصروف تھا نماز ٹوٹ گئی یا نہیں۔

(۳۲۳/۳) نماز پڑھتے ہوئے اپنی یا کسی غیر کی شرمگاہ پر نظر پڑ جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے یا نہیں......

(۳۲۴/۴) مرد نماز پڑھ رہا تھا کہ بیوی نے اس کا بوسہ لے لیا تو نماز ٹوٹ گئی یا نہیں۔

(۳۲۵/۵) بیوی نماز پڑھ رہی تھی مرد نے بوسہ لے لیا نماز ٹوٹ گئی یا نہیں۔

(۳۲۶/۶) ماں نماز پڑھ رہی تھی بچے نے گود میں پیشاب کر دیا نماز ٹوٹ گئی یا نہیں۔

(۳۲۷/۷) ماں نماز پڑھ رہی تھی بچے نے آ کر چھاتی سے دودھ پینا شروع کر دیا نماز ٹوٹ گئی یا نہیں۔

(۳۲۸/۸) عورت نماز پڑھ رہی تھی ہنڈیا ابل گئی اور خراب، ہونے لگی وہ نماز

توڑ کر ہنڈیا کو درست کر لے یا نہیں ....

(۳۲۹/۹) عورت نماز پڑھ رہی تھی، کتا دودھ کے برتن سے ڈھکنا اتارنے لگا، وہ نماز توڑ کر دودھ سنبھال لے یا نہیں ....

(۳۳۰/۱۰) ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا، دوسرا اس کی جوتی لے بھاگا یہ نماز توڑ کر جوتی حاصل کرے یا نہیں ....

(۳۳۱/۱۱) ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا غیر محرم عورت کے گانے کی آواز کان میں آرہی ہے اور گانا سمجھ بھی آرہا ہے نماز ٹوٹی یا نہ۔

(۳۳۲/۱۲) ایک عورت نماز پڑھ رہی تھی، بچے نے اس کی اوڑھنی کھینچ کر پھینک دی اب عورت کی نماز ٹوٹ گئی یا نہیں ....

(۳۳۳/۱۳) عورت نماز پڑھ رہی ہے اور جوئیں بھی مار مار کر پھینک رہی ہے اس کی نماز ٹوٹ گئی یا نہیں ....

(نوٹ) مندرجہ بالا مسائل کا جواب حدیث صحیح صریح غیر معارض سے دیا جائے ورنہ قابل قبول نہیں ہوگا ....

حصہ یازدہم

(۳۳۴/۱) اس ملک میں بارہ سو سال سے اسلام آیا ہوا ہے مگر سب لوگ زیر ناف ہاتھ باندھ کر نماز پڑھا کرتے تھے، انگریز کے دور میں جہاد کو حرام قرار دینے کے لئے الاقتصاد رسالہ لکھ کر جاگیر حاصل کرنے والے نے مساجد میں فساد کے لئے اشتہار دیا کہ زیر ناف ہاتھ باندھنے کی آیت یا حدیث صحیح متفق علیہ قطعی الدلالت پیش کرو، فی حدیث دس روپے انعام دیا جائے گا جب خود ان سے ثبوت مانگا گیا اور فی

حدیث و آیت بیس روپے انعام کا اشتہار دیا گیا تو کہا گیا۔ قرآن۔ حضرت علی سے مروی ہے کہ آیت فصل لربك و انحر کا معنی کرتے ہیں کہ نماز پڑھو اور سینہ پر ہاتھ باندھو۔
(فتاویٰ علماء حدیث ج ۳ ص ۹۵، فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۳۴۳)

(۳۳۵/۲) سینے پر ہاتھ باندھنے کی (تا وفات نماز میں) روایت بخاری مسلم اور ان کی شروح میں بکثرت ہیں (فتاویٰ علماء حدیث ج ۳ ص ۹۱، فتاویٰ ثنائیہ) حالانکہ نہ بخاری میں حدیث نہ مسلم میں اور نہ ہی تا وفات کا لفظ کسی شرح میں ہے یہ ایسا جھوٹ ہے جیسا مرزا نے کہا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ آسمان سے آواز آئے گی هذا خليفة الله المهدی۔

(۳۳۶/۳) صحیح بخاری میں بھی ایک ایسی حدیث آئی ہے (کہ حضور ﷺ ہاتھ سینہ پر باندھتے تھے) فتاویٰ اہل حدیث ج ۱ ص ۹۳ فتاویٰ ثنائیہ

(۳۳۷/۴) صحیح ابن خزیمہ میں سینہ پر ہاتھ باندھنے کی حدیث اس سند سے ہے۔ عن عفان عن همام عن محمد بن حجادة عن عبد الجبار بن وائل عن علقمة بن وائل و مولیٰ لهم عن ابيه (فتاویٰ علماء حدیث ج ۱ ص ۹۱) اس جھوٹ کی مثال نہ مرزا قادیانی کی کتابوں میں ملتی ہے اور نہ سوامی دیانند کی کتابوں میں.........

(۳۳۸/۵) ابن خزیمہ نے مندرجہ بالا حدیث کو صحیح کہا ہے۔
(فتاویٰ علماء حدیث ج ۳ ص ۹۳، فتاویٰ ثنائیہ)

(۳۳۹/۶) سینہ پر ہاتھ باندھنے کی (مذکورہ بالا) حدیث صحیح ہے (بلوغ المرام، فتاوی علماء حدیث ج ۳ ص ۹۵، فتاویٰ ثنائیہ ص ۹۵)

(۳۴۰/۷) ہدایہ میں اس کو صحیح کہا ہے (اختلاف امت کا المیہ ص ۹۶)

(۳۴۱/۸) یہ سینہ پر ہاتھ باندھنے والی حدیث صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۷۳، ابن ماجہ ص ۶۲، دارمی ص ۱۰۷، دارقطنی ج ۱ ص ۱۱۸، ابوداؤد ج ۱ ص ۱۹۳، جز بخاری ص ۱۴، مسند احمد ج ۳ ص ۱۴۷، کتاب الام ج ۸ ص ۱۸۶، جز سبکی ص ۳ اور مشکوٰۃ پر ہے۔ اثبات رفع یدین ص ۲۰ یہ دس کتابوں پر جھوٹ ہے۔

(۳۴۲/۹) مسند احمد میں ہے یضع یده علیٰ صدره (مسند احمد) (فتاویٰ علماء حدیث ج ۳ ص ۹۳)

(۳۴۳/۱۰) زیر ناف ہاتھ باندھنے کی حدیث ضعیف ہے (شرح وقایہ) (اختلاف امت کا المیہ ص ۹۶)

(۳۴۴/۱۱) زیر ناف ہاتھ باندھنے کی حدیث ضعیف ہے (ہدایہ ص ۳۵۰، اختلاف امت کا المیہ ص ۹۶) ....

(۳۴۵/۱۲) ہارون رشید کا ازار بند کھل گیا تھا اس نے ازار بند باندھا تو امام ابو یوسف نے فتویٰ دیا کہ آئندہ نماز میں ہاتھ ناف کے نیچے باندھا کرو۔

(۳۴۶/۱۳) حنفی نماز میں ہاتھ آلہ تناسل پر باندھتے ہیں (قول حق ص ۵۴)

(۳۴۷/۱۴) مقام ستر پر ہاتھ باندھنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے قیاس ابلیس تشہد میں ہاتھ رانوں پر۔ ان سب جھوٹوں پر پردہ ڈالنے کے لئے تم فرق سینہ و ناف کا حدیث میں دکھاؤ۔

قاضی عبد الاحد خانپوری کی شہادت

(۱) اس زمانہ کے جھوٹے اہلحدیث مبتدعین مخالفین سلف صالحین جو در حقیقت ماجآء به الرسول سے جاہل ہیں وہ الرسول اس صفت میں وارث اور خلیفہ

ہوئے ہیں شیعہ اور روافض کے۔ جس طرح شیعہ پہلے زمانوں میں باب اور دہلیز کفر و نفاق کے تھے اور ملاحدہ اور زنادقہ کا تھے .... اسی طرح یہ جاہل بدعتی اہلحدیث اس زمانہ میں باب اور دہلیز اور مدخل ہیں ملاحدہ اور زنادقہ منافقین کے بعینہ مثل اہل تشیع کے، دیکھو ملاحدہ نیچریہ جو کفار ہیں اور منافقین ہیں وہ بھی انہیں کے باب و دہلیز اور مدخل سے داخل ہوئے اور انہیں کو گمراہ کر کے ان سے اپنا حصہ مفروض کامل اور وافی مثل شیطان کے لے گئے پھر ملاحدہ مرزائیہ قادیانیہ نکلے تو انہوں نے بھی انہیں کے باب اور دہلیز اور مدخل سے داخل ہونا اختیار کیا اور جماعت کثیرہ کو ان میں سے مرتد اور منافق بنا دیا۔ اور جب ملاحدہ زنادقہ چکڑالویہ نکلے تو وہ بھی انہیں کے دہلیز اور دروازہ سے داخل ہوئے اور ایک خلق کو انہوں نے مرتد بنا دیا اور جب یہ مولوی ثناء اللہ خاتمۃ الملحدین نکلا تو وہ بھی انہیں جہال اہلحدیث کے باب اور دہلیز میں داخل ہو کر کیا جو کیا، مقصود یہ ہے کہ رافضیوں میں ملاحدہ تشیع ظاہر کر کے حضرت علی ؓ اور حضرت حسین ؓ کی غلو کے ساتھ تعریف کر کے سلف کو ظالم کہہ کر گالیاں دیں اور پھر جس قدر الحاد و زندقہ پھیلا دیں کوئی پرواہ نہیں اسی طرح ان جہال، بدعتی، کاذب اہل حدیثوں میں کوئی ایک دفعہ رفع یدین کرے اور تقلید کا رد کرے اور سلف کی ہتک کرے مثل امام ابو حنیفہؒ کے جنکی امامت فی الفقہ اجماع کے ساتھ ثابت ہے اور پھر جس قدر کفر بداعتقادی اور الحاد و زندیقیت ان میں پھیلاوے بڑی خوشی سے قبول کرتے ہیں اور ایک ذرہ چیں بجبیں بھی نہیں ہوتے۔ اگرچہ علماء اور فقہاء اہل سنت ہزار دفعہ ان کو متنبہ کریں ہرگز نہیں سنتے۔ سبحان اللہ ما اشبہ اللیلۃ بالبارحۃ اور سر اس کا یہ ہے کہ وہ مذہب وعقائد اہل سنت والجماعت سے نکل کر اتباع سلف سے مستنکف و مستکبر ہو گئے ہیں فافھم و تدبر

(کتاب التوحید و السنۃ ج۱ ص۲٦۲ غیر مقلد)

نمبر(۲) مولانا محمد حسین بٹالوی فرماتے ہیں ''پچیس برس کے تجربہ سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لوگ باوجود بے علمی کے مجتہد اور مطلق تقلید کے تارک بن جاتے ہیں وہ بالآخر اسلام کو ہی سلام کر بیٹھتے ہیں، ان میں سے بعض عیسائی ہو جاتے ہیں اور بعض لامذہب جو کسی دین و مذہب کے پابند نہیں رہتے اور احکام شریعت سے فسق و خروج تو آزادی کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے، ان فاسقوں میں بعض تو کھلم کھلا جمعہ جماعت اور نماز روزہ چھوڑ بیٹھتے سود و شراب سے پرہیز نہیں کر سکتے اور بعض جو کسی مصلحت دنیوی کی وجہ سے فسق ظاہری سے بچتے ہیں وہ فسق خفی میں سرگرم رہتے ہیں، ناجائز طور پر عورتوں کو نکاح میں پھنسا لیتے ہیں، کفر و ارتداد اور فسق کے اسباب دنیا میں اور بھی بکثرت ہیں مگر دین داروں کے بے دین ہو جانے کے لئے بے علمی کے ساتھ ترک تقلید بڑا بھاری سبب ہے، گروہ اہل حدیث میں جو بے علم یا کم علم ہو کر ترک مطلق تقلید کے مدعی ہیں وہ ان نتائج سے ڈریں اس گروہ کے عوام آزاد اور خود مختار ہو جاتے ہیں۔

(اشاعۃ السنۃ ۱۸۸۸ء)

نمبر(۳) مولانا محبوب احمد صاحب امرتسری لکھتے ہیں ''جہاں تک مجھے علم ہے وہ یہ ہے کہ امرتسر و گرد و نواح میں جس قدر مرتد عیسائی ہیں یہ پہلے غیر مقلد ہی تھے''

(الکتاب المجید ص۸)

نمبر(۴) مولانا محمد لکھنوی صاحب اپنی کتاب رد نیچری میں فرماتے ہیں..........

ابلیس ہزاراں سالاں کوشش کر کے خلق پھٹائی

اینہاں چھ ست سالاں دیو چہ کیتی اس تھیں ودھ کمائی

ابلیس نادان بے علماں نوں وچ گمراہی پایا
انہاں اہل علم دا کرخناس دین ایمان گوایا
اکثر غیر مقلد خالی مگر انہاں دے لگے
جہاں اندر دین غلو یا ستی عادت پکڑی اگے
گھر بیٹھے جمع نمازاں کردے سفر تے عذر و رائیں
چھ ست کوہاں تے پڑھن دوگانہ ستی جہاں ادائیں
تقلید مذاہب اہل سنت چھڈ لگے مگر انہاں دے
اس مذہب تھیں بہتر ہین مقلد سے درجیاندے
ایہہ مالیخو لیا گنوں یا خبطی کر دا مذہب بازی
نہ ہک مذہب تے ٹھہرے نت تلبیس کماوے تازی

(نوٹ) انگریز کے دور سے پہلے کا کسی غیر مقلد کا نہ ترجمہ قرآن ہے نہ ترجمہ حدیث اور نہ ہی ان کی کوئی نماز کی کتاب ہے۔

حصہ دوازدہم

ابھی ابھی ایک فوٹو سٹیٹ کاغذ پر نظر پڑی جس کا عنوان ہے "اپنے علماء کرام سے وضاحت اور دلی اطمینان کے لئے دس سوال منجانب ادارہ تحفظ حقوق اہل سنت و الجماعت پاکستان" سوال پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ کسی بزدل منافق لامذہب نے اہل سنت والجماعت میں فتنہ ڈالنے کے لئے اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت ظاہر کر کے یہ دجل فریب کیا، کیونکہ یہ فوٹو سٹیٹ پھیلانے والا اہل سنت والجماعت کے مذہب سے

اتنا ہی جاہل ہے جتنا سوامی دیانند قرآن سے اور پادری فانڈر اسلام سے جاہل تھا کیونکہ پوری دنیا کے اہل سنت والجماعت اس کے قائل ہیں کہ فقہی مسائل کا ثبوت (اصول اربعہ) چار دلیلوں سے ہوتا ہے۔

(۱) کتاب اللہ (۲) سنت رسول اللہ (۳) اجماع امت (۴) قیاس شرعی۔

یہ بات اہل سنت والجماعت کے اصول فقہ کی ہر کتاب میں موجود ہے بلکہ نواب صدیق حسن نے السحاب المرکوم ص ۳۲۴ وص ۶۰ ۷ اور ثناء اللہ امرتسری نے اہل حدیث کا مذہب ص ۴۳ پر بھی یہی لکھا ہے اس لئے سائل کا اپنے آپ کو اہل سنت و الجماعت کہنا ایسا ہی جھوٹ ہے جیسا مرزا قادیانی کا اپنے کو مسلمان۔ جس طرح ختم نبوت کا منکر مسلمان نہیں کہلاسکتا اسی طرح اجماع امت اور قیاس شرعی کا منکر ہرگز ہرگز اہل سنت والجماعت نہیں اگر سائل میں ذرہ بھر بھی حیا و شرم ہے تو اہل سنت والجماعت کی اصول فقہ کی کسی معتبر کتاب سے اجماع اور قیاس شرعی کے منکر کا اہل سنت و الجماعت ہونا ثابت کرے لیکن یہ منافق قیامت تک اپنا اہل سنت والجماعت ہونا ثابت نہیں کرسکتا۔ جس طرح یہ جاہل اہل سنت والجماعت کے معنی سے بھی جاہل ہے اسی طرح یہ سوال کے معنی سے بھی جاہل ہے کیونکہ سوال ہمیشہ مدعی کے دعویٰ پر کیا جاتا ہے جس طرح کوئی جاہل یہ سوال کرے کہ ظہر کی رکعتوں کی تفصیل قرآن پاک سے دکھاؤ تو یہ سوال غلط ہے کیونکہ سوال کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ اہل سنت والجماعت علماء فلاں مسئلہ کا ثبوت اپنے دعویٰ کے موافق چاروں شرعی دلیلوں میں سے کسی دلیل سے پیش کریں تو اہل سنت والجماعت عالم کا فرض ہے کہ کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ یا اجماع امت یا قیاس شرعی سے اس مسئلہ کا ثبوت پیش کرے۔

(۳۴۸/۱) نماز میں عورتوں کا سینے پر ہاتھ باندھنا اجماع امت سے ثابت ہے (الفقہ علی مذاہب اربعہ) اور مرد کا ناف سے نیچے ہاتھ باندھنا حدیث علی رضی اللہ عنہ کے مطابق سنت ہے (مسند احمد) (الف) اب لامذہب کوئی ایک آیت یا حدیث صحیح صریح پیش کرے کہ عورت و مرد کی نماز میں کوئی فرق نہیں۔ (ب) کوئی لامذہب ناف کے علاوہ کسی جگہ ہاتھ باندھنے کی حدیث میں سنت کا لفظ دکھادے.........

(۳۴۹/۲) دعاء قنوت سے پہلے رفع یدین کرنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے (جزء رفع یدین بخاری) اور ابراہیم نخعی کا فتویٰ ہے (طحاوی) اور عہد صحابہ، تابعین اور تبع تابعین میں کسی نے اس پر انکار نہیں کیا تو گویا اجماع ہے اور نسائی شریف میں حدیث ہے کہ نماز میں حالت قیام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ باندھا کرتے تھے قنوت بھی حالت قیام میں ہے اس لئے اس حدیث کے موافق حنفی ہاتھ باندھتے ہیں (الف) اب اس لامذہب میں اگر جرأت ہے تو قرآن وحدیث سے قنوت سے پہلے رفع یدین کا منع ہونا ثابت کردے۔ (ب) اب یہ لامذہب رکوع کے بعد کی دعا کی طرح ہاتھ اٹھا کر قنوت پڑھنا اور منہ پر ہاتھ پھیر کر سجدہ میں جانا کسی آیت یا حدیث سے ثابت کردے۔

(۳۵۰/۳) جس طرح قرآن پاک میں فاقرؤا ما تیسر من القرآن۔ کا حکم ہے اب سات قرأتوں میں سے جس ایک قرأت پر بھی ساری عمر کوئی قرآن کی تلاوت کرے وہ اسی آیت پر عمل ہے، اسی طرح عامی کو حکم ہے فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون اب وہ ائمہ اربعہ میں سے جس کی بھی تقلید کرے گا وہ قرآن کی اسی آیت پر عمل ہے، اسی پر اجماع ہے.........

(الف) اب یہ لامذہب بتائے کہ ساری عمر ایک قرأت پر قرآن پڑھنا کفر وشرک ہے

یا حرام، قرآن وحدیث سے ثابت کرے۔

(ب) عامی پر مجتہد کی تقلید شخصی کا کفر وشرک یا حرام ہونا کسی ایک آیت قرآنی یا ایک ہی صحیح صریح غیر معارض حدیث سے ثابت کرو۔

(۳۵۱/۴) تقلید ایک اصطلاحی لفظ ہے صرف ونحو، اصول حدیث، اصول تفسیر، اصول فقہ کی جتنی بھی اصطلاحیں ہیں.ان میں سے کوئی بھی ان خاص معنوں میں قرآن وحدیث میں استعمال نہیں ہوئیں۔ ہاں ان کا استعمال اجماع سے ثابت ہے۔

(الف) اب لامذہب قرآن وحدیث سے اپنے فرقہ کا نام ''اہل حدیث'' دکھائے یا یہ نام چھوڑ دے۔

(ب) قرآن وحدیث سے انسان کے لئے لفظ تقلید کا منع ہونا ثابت کرے ورنہ اپنی طرف سے منع کر کے بے دین نہ بنے۔

(ج) یہ لامذہب اصول حدیث کے تمام اصطلاحی الفاظ قرآن وحدیث سے دکھائے ورنہ تمام اصول حدیث کو چھوڑ دے ورنہ اس قسم کے دجل وفریب سے باز رہے۔

(۳۵۲/۵) جی ہاں عورت کو سمٹ کر سجدہ کرنے کا حکم ہے اور یہ حدیث شریف میں ہے دیکھو مسند امام اعظمؒ، مراسیل ابو داؤد، بیہقی، ابن ابی شیبہ، یہ لامذہب ان احادیث کا بھی منکر ہے۔

اب لامذہب کو چاہئے کہ وہ صرف ایک آیت یا حدیث صحیح صریح پیش کرے کہ مرد اور عورت کی نماز میں کوئی فرق نہیں خصوصاً سجدہ کے بارے میں۔

(۳۵۳/٦) مسئلہ یہ ہے کہ جب تک نفاس کا خون جاری نہ ہو یا پیدائش نہ ہو جائے نماز فرض ہے یہ مسئلہ حدیث کا ہے۔

اب یہ لا مذہب ایک آیت یا حدیث پیش کرے کہ نفاس کا خون آنے سے قبل ہی نماز کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے۔

(۳۵۴/۷) حضرت علی ﷺ سے روایت ہے کہ گاؤں میں جمعہ فرض نہیں۔ (عبد الرزاق ابن ابی شیبہ)

اب یہ لا مذہب صرف ایک آیت یا ایک حدیث صحیح صریح پیش کریں کہ فلاں گاؤں میں حضور ﷺ کے حکم سے جمعہ جاری ہوا تھا.........

(۳۵۵/۸) امام صاحبؒ کو پانچ لاکھ احادیث یاد تھیں (کتاب الوصیۃ) احکام کی چالیس ہزار احادیث آپ کو یاد تھیں۔ ذیل الجواہر ص ۴۷۴، (ان میں سے چار ہزار متون آپ کو حفظ تھے۔ مناقب موافق)

اب یہ لا مذہب اپنے کسی لا مذہب کا اتنا حافظ ہونا ثابت کرے۔

(۳۵۶/۹) کتاب و سنت میں عامی کو مجتہد کی طرف رجوع کا حکم موجود ہے مگر سوائے ائمہ اربعہ کے کسی کا مذہب مکمل مدون ہی نہیں ہو سکا اس لئے عامی کے لئے ان چار کے سوا کسی اور مجتہد کی طرف تمام مسائل میں رجوع ممکن ہی نہیں۔ اسی پر تمام اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے یہ خدا کا امر تکوینی ہے۔

(الف) اب یہ لا مذہب بتائے کہ سات قرأتیں جو متواتر ہیں ان سات قاریوں کے نام بنام حکم کس حدیث میں ہے کہ ان کی قرأت پر قرآن پڑھنا۔

(ب) لا مذہب یہ بھی بتائے کہ صحاح ستہ سے پہلے اسلام مکمل تھا یا نہیں، کیا حضور علیہ السلام نے ان اماموں کا نام لے کر حکم دیا کہ ان کی کتابوں کو صحاح ستہ کہنا اور ان کو چھوڑنے والا اسلام کو چھوڑنے والا ہوگا، یہ حدیث لاؤ ورنہ دجل وفریب سے باز آؤ۔

مناظرہ طے کرنے کے لئے ضروری باتیں

(١) مناظرہ کی تحریر جماعت کے ذمہ دار افرار صدر وغیرہ کے پیڈ یا فل سکیپ کاغذ پر ہوگی

(٢) چیلنج دہندہ مناظر کا چیلنج قبول کرنے والوں کے عہدے مع مکمل پتے و دستخط جو شناختی کارڈ پر ہوں صاف صاف ہوں گے۔

(٣) نام مناظرہ مابین اہل سنت و الجماعت حنفی (حدیث ،اجماع) سے یہ نام ثابت کریں۔

(٤) **دعویٰ:** مدعی اپنا دعویٰ ایسی کتاب کے حوالہ سے لکھے جو ان کی جماعت میں مسلم ہو۔

(٥) دعویٰ میں حکم کی صراحت ہو کہ یہ فرض، واجب، سنت، نفل، مباح، مکروہ حرام کیا ہے۔ بحوالہ کتاب معتبر۔

(٦) اس حکم کی جامع مانع تعریف اپنے مذہب کی کتاب سے۔

(٧) اس حکم کے منکر اور تارک کا حکم بحوالہ کتاب۔

(٨) **دلائل اہل سنت:** کتاب اللہ ، سنت رسول اللہ ﷺ ، اجماع امت ، قیاسِ شرعی، یہ ہوں گے تحقیقی دلائل اور غیر مقلدین کی کتاب بطور الزامی دلیل۔

(٩) **دلائل لامذہب:** قرآن ، حدیث ، لامذہب کسی امتی کا قول پیش نہیں کرے گا۔ یہ ہوں گے تحقیقی دلائل اور فقہ حنفی کا مفتی بہ قول بطور الزامی دلیل۔

(١٠) سوال کی تین قسمیں جائز ہوں گی ،منع، نقض، معارضہ۔

(١١) جگہ غیر جانبدار ہوگی۔

(١٢) مناظرہ دو گھنٹے۔

حصہ سیزدھم

مسائل قربانی:

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل ہیں:

نوٹ: ہر سوال کا جواب قرآن پاک کی صریح آیت یا حدیث صحیح صریح غیر معارض سے دیا جائے ورنہ جواب قابل قبول نہیں ہوگا..........

(۳۵۷/۱) قربانی فرض ہے یا واجب یا سنت یا نفل صریح حکم قرآن و حدیث سے دکھائیں۔

(۳۵۸/۲) اگر قربانی نہ فرض ہے نہ واجب نہ سنت نہ نفل تو جن محدثین نے اس کا حکم لکھا ہے (فرض یا واجب) وہ بدعتی ہیں یا کیا۔

(۳۵۹/۳) قربانی کرنے والے میں کون کون سی شرائط ہونی چاہئیں، صاف قرآن وحدیث سے دکھائیں..........

(۳۶۰/۴) ضروریات سے کتنے پیسے زائد ہوں تو قربانی کرنا ضروری ہوتا ہے، صاف قرآن وحدیث سے دکھائیں۔

(۳۶۱/۵) وہ کون کون سی ضروریات ہیں جن کی قیمت کا حساب نہیں لگایا جائے گا، جواب قرآن وحدیث سے دیں۔

(۳۶۲/۶) زمین، مکان، دکان، بس، ٹرک کی قیمت کا حساب ہوگا یا آمدنی کا، جواب بالا شرائط کے ساتھ ہو۔

(۳۶۳/۷) جو مسلمان وسعت کے باوجود قربانی نہ کرے اس کو شرعی عدالت

کتنے کوڑے حد لگائے گی۔

(۳۶۴/۸) جو بکری، اونٹ، گائے چار، چھ، آٹھ دانت والا ہو اس کی قربانی کس حدیث سے جائز ہے؟.........

(۳۶۵/۹) بھینس کا دودھ پینا، دہی، مکھن، گھی کھانا، لسی پینا، گوشت کھانا کسی صحیح صریح حدیث سے ثابت کریں۔

(۳۶۶/۱۰) بھینس کی قربانی کا جائز یا ناجائز ہونا قرآن و حدیث سے بالوضاحت بیان فرمائیں۔

(۳۶۷/۱۱) گائے، بھینس، اونٹ وغیرہ کے حصوں میں کسی حنفی دیو بندی یا بریلوی کا حصہ شامل کرنا جائز ہے یا ناجائز۔

(۳۶۸/۱۲) کیا عید قربان کے دن مرغے کی قربانی جائز ہے تو اس کی کتنی عمر ہونی چاہئے، جواب حدیث سے دیں۔

(۳۶۹/۱۳) مرغی، بطخ، چڑیا کے انڈے کی قربانی جائز ہے یا نہیں، جواب صریح حدیث سے دیں۔

(۳۷۰/۱۴) گھوڑے کی قربانی جائز ہے تو اس میں کتنے حصے دار شریک ہو سکتے ہیں (گھوڑے کا کتنا اور کیا ضروری ہے)

(۳۷۱/۱۵) بجو کی قربانی جائز ہے تو کتنے حصے دار شریک ہو سکتے ہیں اس میں۔

(۳۷۲/۱۶) زید فوت ہو گیا اس نے بیوی، بیٹا، گائے چھوڑی ماں بیٹے نے گائے کی قربانی دے دی جائز ہے یا نہیں۔

(۳۷۳/۱۷) حصے داروں کو گوشت تول کر تقسیم کرنا چاہئے یا اندازے سے،

حدیث شریف میں کیا حکم ہے۔

(۳۷۴/۱۸) کیا قربانی کا گوشت کسی حنفی، دیو بندی یا بریلوی کو دینا جائز ہے، جواب صریح حدیث سے دیں۔

(۳۷۵/۱۹) عید الاضحیٰ کے دن حنفیوں نے عید پڑھ لی تھی ابھی اہلحدیثوں نے نماز نہیں پڑھی تھی کسی اہلحدیث نے یہ سن کر کہ عید کی نماز ہو چکی ہے اپنی قربانی ذبح کر لی تو اس کی قربانی ہو گئی یا نہیں؟ جواب حدیث سے دیں۔

(۳۷۶/۲۰) نماز عید پڑھ لی تھی اور قربانیاں ذبح کر لیں بعد میں پتہ چلا کہ امام نے بے وضو عید پڑھائی تھی قربانیاں دوبارہ کرنا پڑیں گی یا نہیں۔

(۳۷۷/۲۱) قربانی کا جانور کسی حنفی، دیو بندی یا بریلوی نے ذبح کر دیا، قربانی جائز ہے یا نہیں..........

(۳۷۸/۲۲) قربانی کے جانور میں کسی بے نمازی کا حصہ شامل کر لیا، قربانی سب کی ہو گی یا نہیں..........

(۳۷۹/۲۳) اگر کسی جانور کے تیسرا حصہ کان کٹے ہوئے ہوں تو اس کی قربانی جائز ہے یا نہیں..........

(۳۸۰/۲۴) جس جانور کے پیدائشی کان نہ ہوں، اس کی قربانی جائز ہے یا نہیں۔

(۳۸۱/۲۵) حضرت عمر، حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت علی، حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت انس، حضرت ابو ہریرہ ﷺ فرماتے ہیں کہ قربانی کے تین دن ہیں جبکہ اہلحدیث چار دن کے قائل ہیں تو کیا مندرجہ بالا صحابہ کرام ﷺ حدیث کو نہیں مانتے تھے، انہوں نے یہ فتویٰ اپنی رائے سے دیا یا کیا...... اور جن کو چار دن والی حدیث یاد تھی

انہوں نے یہ حدیث (چار دن والی) ان صحابہ (قائلین ۳ دن) کو کیوں نہ سنائی کیا صحابہ کرام ﷺ حدیث کے مقابلہ میں اپنی رائے پر عمل کرتے تھے............

(۳۸۲/۲۶) ایک قربانی کے جانور کی دم کٹی ہوئی ہے اس کی قربانی جائز ہے یا نہیں جواب صحیح حدیث سے دیں۔

(۳۸۳/۲۷) جو جانور خصی نہ ہو اس کی قربانی جائز ہے یا ناجائز جواب حدیث صحیح سے دیں۔

(۳۸۴/۲۸) جس جانور کے پیدائشی دانت نہ ہوں اس کی قربانی جائز ہے یا ناجائز۔

(۳۸۵/۲۹) گائے کو ذبح کرنے کے لئے لٹایا گائے قابو نہیں آ رہی تھی اتفاقاً ذبح سے پہلے چھری گائے کی آنکھ میں لگ گئی اور وہ کانی ہوگئی تو اب اس کی قربانی جائز ہے یا نہیں............

(۳۸۶/۳۰) گائے کو قربانی کے لئے لٹایا گرنے میں اس کی ٹانگ پر چوٹ لگی اور وہ لنگڑی ہوگئی اب قربانی جائز ہے یا نہیں۔

(۳۸۷/۳۱) عید کی نماز ہو گئی اور ایک آدمی عید نہیں پڑھ سکا اب وہ قربانی کرے یا نہ کرے............

(۳۸۸/۳۲) ایک اہل حدیث نے حنفیوں کے پیچھے چھ تکبیروں کے ساتھ عید پڑھی، اس عید کے بعد وہ قربانی کرے تو جائز ہے یا نہیں۔

(۳۸۹/۳۳) ذبح میں کتنی رگیں کاٹنا شرعاً ضروری ہیں، ان کی تعداد اور نام حدیث صحیح سے دیں۔

(۳۹۰/۳۴) قصاب کو اجرت میں گوشت دینا جائز ہے یا نہیں............

(۳۹۱/۳۵) قربانی کا گوشت مقلدین خصوصاً حنفیوں کو دینا جائز ہے یا نہیں جواب حدیث سے دیں۔

(۳۹۲/۳۶) قربانی کی کھال کے کون کون مستحق ہیں، کیا حنفی مدارس میں کھال دینا جائز ہے، جواب حدیث سے دیں۔

(۳۹۳/۳۷) کیا قربانی کی کھال امام مسجد کو تنخواہ میں دینا جائز ہے، اگر کسی نے دے دی تو اس کی تلافی کا حدیث میں کیا طریقہ ہے۔

(۳۹۴/۳۸) ایک شخص نے دوسرے کی بکری بغیر اجازت قربانی کر دی بعد میں قیمت ادا کر دی یہ قربانی جائز ہے یا نہیں۔

(۳۹۵/۳۹) ایک دنبہ قربانی کے لئے تھا اس کی چکی ٹوٹ گئی، اس کی قربانی جائز ہے یا نہیں..........

(۳۹۶/۴۰) جذعة من الضأن میں جذعہ کا اطلاق دو تین ماہ کے بچے پر بھی ہوتا ہے یا نہیں، اس کی تفسیر حدیث مرفوع سے بیان فرمائیں۔ بھیڑ کا ایک دو ماہ کا بچہ ذبح کیا تو قربانی ہو جائے گی یا نہیں۔

یاد رکھئے ہر مسئلے کا جواب صرف آیت قرآنی یا حدیث صحیح صریح غیر معارض سے دیں اگر بخاری سے دکھا سکو تو زیادہ بہتر ہوگا۔ بینوا تو جروا

جھوٹ کا پول کھل گیا

بریلی کے فتووں کا سستا ہے بھاؤ
کہ بکتے ہیں کوڑی کے اب تین تین
خدا نے یہ کہہ کر انہیں ڈھیل دی
وَاُمْلِیْ لَھُمْ اِنَّ کَیْدِیْ مَتِیْن

مدینۃ الاولیاء ملتان میں یکم-دو اپریل 2000ء کو انٹرنیشنل سنی کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی نورانی بریلوی پارٹی نے پرزور مخالفت کی۔ اس سنی کانفرنس میں محمد نجم مصطفائی کی طرف سے علماء اہل سنت کی تکفیر کے سلسلہ میں ایک اشتہار ہزاروں کی تعداد میں تقسیم ہوا۔ اس اشتہار کو پڑھ کر جناب ظفر علی خان کی رباعی یاد آ گئی۔ فرما گئے تھے

کوئی ترکی لے گیا اور کوئی ایراں لے گیا
کوئی دامن لے گیا کوئی گریباں لے گیا
رہ گیا تھا نام باقی اک فقط اسلام کا
وہ بھی ہم سے چھین کر حامد رضا خاں لے گیا

اس ملک میں اسلام لانے والے اہل سنت والجماعت ہی تھے۔ انہوں نے اس ملک میں صدیوں تک اسلامی قانون بتشریح فقہ حنفی نافذ رکھا۔ جب انگریز اس ملک میں آیا تو ۱۸۵۷ء میں انگریز کے خلاف اہل سنت نے جنگ آزادی لڑی۔ اس وقت رضا خانی بریلوی فرقہ کا نام ونشان تک دنیا میں نہیں تھا۔ سنی مجاہدین نے ۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ مطابق ۱۸۶۷ء سنی حنفی مدرسہ دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی۔ انگریز حکومت نے اس سنی مدرسہ کو بدنام کرنے کے لئے ایک رافضی احمد رضا خاں بریلوی کی خدمات حاصل کیں۔ احمد رضا نے ۱۳۲۰ھ میں دیوبند کے سنی علماء کی تکفیر پر ایک فتویٰ بنام المعتمد المستند مرتب کیا۔ لیکن کسی ایک سنی مسلمان نے بھی اس پر توجہ نہ دی۔ دو تین سال کی ناکامی کے بعد وہ یہ جھوٹا فتویٰ لے کر حرمین شریفین گیا، جہاں سب مسلمان اپنے گناہوں سے توبہ کرنے جاتے ہیں۔ اس نے وہاں جا کر بھی سنی علماء پر جھوٹ بولے، افتراء باندھے اور حسام الحرمین نامی فتویٰ لایا۔ اس کے جواب میں حضرت مدنیؒ نے الشہاب الثاقب لکھی اور علماء دیوبند کی عقائد کی متفقہ دستاویز ''المھند علی المفند'' لکھی گئی، جس پر علماء حرمین شریفین اور مصر، شام وغیرہ کے علماء نے تصدیقات لکھیں کہ علماء دیوبند سچے پکے سنی مسلمان ہیں اور اس کتاب کا نام ''التصدیقات لدفع التلبیسات'' رکھا گیا۔ دنیا جانتی ہے کہ سوامی دیانند نے بھی جھوٹ بولے مگر دہلی میں بیٹھ کر۔ مرزا نے بھی جھوٹ بولے مگر قادیاں میں۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں بھی جھوٹ ہی بولنا یہ جسارت صرف اور صرف احمد رضا نے کی۔ آج بھی اس کے ہر امتی کو اس دستاویز کے جھوٹی ہونے کا یقین ہے۔ اس لئے حسام الحرمین کی ترتیب وار عبارات یہ کسی عدالت میں نہیں دکھا سکتے کہ ایک طرف حسام الحرمین میں پیش کردہ عبارت کا صفحہ فوٹو سٹیٹ کرا دیں اور دوسری

طرف علماء دیوبند کی محولہ کتاب کا صفحہ فوٹو سٹیٹ کرادیں۔ اور عدالت اس پر فیصلہ دے کہ واقعتاً احمد رضا نے عبارت میں کوئی خیانت نہیں کی۔ رضا خانی زہر کا پیالہ پی کر مر سکتے ہیں مگر ان کے بانی نے حرمین شریفین میں بیٹھ کر جن جھوٹوں اور خیانتوں سے اپنا منہ کالا کیا ہے اس کو دھونہیں سکتے ۔۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹۳۳ء کو ڈاکٹر علامہ اقبال، بابائے اردو سر عبدالقادر، پروفیسر فیروزالدین روحی وغیرہ سنجیدہ لوگوں نے علماء بریلی اور سنی علماء دیوبند کو لاہور میں بلایا، تاکہ بریلوی علماءِ دیوبند کے خلاف احمد رضا کے فتویٰ حسام الحرمین میں درج شدہ الزامات کو اسی ترتیب سے ان حضرات کے سامنے رکھیں اور سنی علماءِ دیوبند ان الزامات سے اپنی صفائی بیان کریں۔ وہاں بھی بریلوی سو فیصد عاجز رہے۔ جبکہ مولانا منظور احمد نعمانی نے علماءِ دیوبند کی صفائی معرکۃ القلم کے نام سے تحریر شدہ پیش کی۔ پھر اس کو ''دیوبند اور بریلی کے نزاع پر فیصلہ کن مناظرہ'' شائع فرما دیا جو آج بھی لاجواب ہے۔

حدیث قدسی ہے کہ اللہ والوں کو ستانے سے اللہ تعالیٰ ان ستانے والوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیتے ہیں۔ یہی کچھ یہاں ہوا کہ علماءِ دیوبند کو ستانے والوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی خدمات سے محروم فرما دیا۔ وہ نہ قرآن وسنت اور فقہ حنفی کی اشاعت میں کوئی خدمت انجام دے سکے نہ کتاب وسنت اور فقہ حنفی کے علوم کا کوئی ایک بھی ایسا کامیاب مدرسہ بنا سکے جس سے دنیا کے ہر ملک کے لوگ مستفید ہو رہے ہوں۔ دنیا کے کسی ملک میں چلے جائیے وہاں آپ کو جو بھی سنی مسلمان ملیں گے وہ علماءِ دیوبند کی تفاسیر اور شروح وحواشی پڑھتے پڑھاتے ملیں گے۔ مدارس میں جو کتابیں پڑھی پڑھائی جارہی ہوں گی ان پر علماء دیوبند کے حواشی ہوں گے۔

انگریز نے عیسائی پادریوں کا فتنہ کھڑا کیا۔ وہ اسلام پر اعتراضات کرتے۔ ان کے جواب میں بریلوی بالکل عاجز رہے۔ جبکہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، مولانا رحمت اللہ مہاجر مکیؒ، مولانا ابوالمنصورؒ، مولانا سید محمد علی مونگریؒ نے اپنی تحریروں اور تقریروں میں ان منہ زور پادریوں کو ایسے دندان شکن جواب دیئے کہ وہ ملک چھوڑ کر بھاگے اور جرمنی وانگلینڈ مر کر دفن ہوئے۔

جب انگریز کی شہ پر آریوں نے اسلام کے خلاف شدھی کی تحریک شروع کی اور کفر کا سیلاب امڈ آیا تو رضا خانی بریلوی اس کے مقابلہ میں ایک قدم بھی نہ اٹھا سکے۔ دیوبند کے سنی علماء نے اس سیلاب کے رخ موڑ دیئے اور اس تحریک کو جہنم رسید کر کے دم لیا۔

جب انگریز نے اسلام کے خلاف قادیانی فتنہ کو کھڑا کیا تو رضا خانی چوہے، دم دبا کر بلوں میں گھس گئے۔ دیوبند کے سنی علماء نے اس فتنہ کے ایسے بخیئے اُدھیڑے کہ آج جہنم میں جا کر بھی یہ فتنہ ان زخموں پر چیخ رہا ہے جو دیوبند کی سیف زبان اور نیزۂ قلم سے انہیں لگے تھے۔

نیچریت اور غیر مقلدیت کا فتنہ اٹھا تو رضا خانی ایک منٹ بھی ان کے آگے نہ ٹھہر سکے۔ مگر علماءِ دیوبند نے ان کو چھٹی کا دودھ یاد کرادیا۔ سیاسی تحریکات میں مسلم لیگ مطالبہ پاکستان لے کر کھڑی ہوئی تو بریلویوں نے مسلم لیگ کو کافروں اور مرتدوں کی جماعت قرار دیا اور اس کی وجہ یہ بتائی کہ مسلم لیگ کے جلسوں اور جلوسوں میں اشرف علی زندہ باد کے نعرے لگائے جاتے ہیں۔ جب پاکستان بن گیا تو مشرقی پاکستان میں پرچم کشائی مولانا ظفر احمد عثمانی دیوبندی نے اور مغربی پاکستان میں پرچم کشائی مولانا شبیر احمد عثمانی دیوبندی نے کی۔ یہ بریلوی بھیگی بلی بنے قدرت خداوندی کا تماشا

دیکھتے رہے۔ اگرچہ احمد رضا نے پیش گوئی کی تھی کہ ''وہابیہ دیوبندیہ کی دعوت بند ہوگئی اور اہل سنت کی ترقی ہولی'' (ملفوظات ص ۱۱۸، ج۱) مگر دنیا نے دیکھا کہ ملک میں جب بھی کوئی تحریک اٹھی تو قیادت ہمیشہ علماءِ دیوبند کے ہاتھ رہی۔ یہ بے چارے طفیلی بن کر ساتھ لگ جاتے۔ ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت میں قیادت حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ دیوبندی کے پاس رہی، یہ طفیلی بن کر آ ملے۔ قادیانیوں کو اقلیت قرار دلانے کی تحریک میں قیادت محدث العصر حضرت مولانا علامہ محمد یوسف بنوریؒ دیوبندی کی رہی۔ یہ طفیلی آئے، مگر نورانی صاحب کا جلد ہی وضو ٹوٹ گیا اور وہ تیمم کرنے خاکِ انگلینڈ میں جا پہنچے۔ نفاذ قانون اسلامی کی تحریک میں قیادت حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کے پاس رہی۔ یہ طفیلی آ کر کھڑے ہوتے مگر کبھی کسی کا وضو ٹوٹ جاتا، کبھی کسی کا خطاء ہو جاتا۔ آج دنیا بھر میں تحریک جہاد میں خدا نے کن کو قبول فرمایا۔ کلنٹن سے پوچھ لو کن کے مدارس اور کن کے مجاہدین کو دہشت گرد قرار دیا جا رہا ہے۔

شاد باش و شاد زئی اے سرزمین دیوبند
تری عظمت سے ہوا اسلام کا پرچم بلند

سنی علماء نے ہمیشہ اسلام پھیلایا اور رضا خانی بریلوی سارا زور مسلمانوں کو کافر کہنے پر خرچ کرتے رہے۔

اوڑھ کر حامد رضا خاں آئے بدعت کا لحاف
ذات ان کی ہے مجدد بات ان کی لام کاف
مانچسٹر کے کفن سازوں سے لایا ہے ادھار
کفر کی انٹی بریلی کا یہ بڈھا نور باف

اس کافر سازی میں شاہ اسمٰعیل شہیدؒ، سید احمد شہید بریلویؒ، مولانا شاہ کرامت علی صاحب جونپوریؒ، حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ، مولانا عبدالباریؒ اور دیگر سب علماءِ فرنگی محل، مولانا سید محمد علی مونگریؒ، مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادیؒ، دارالعلوم ندوۃ العلماء کے تمام ممبر، علامہ شبلی نعمانی، مولانا الطاف حسین حالی، علامہ ڈاکٹر اقبال، سیرت کمیٹی کے تمام ارکان، خواجہ حسن نظامیؒ، مجلس احرار اسلام، تمام سعودیوں، مسٹر محمد علی جناح اور تمام مسلم لیگ کو کافر قرار دے دیا گیا ۔

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

مولانا ظفر علی خاں، مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی، مولانا آزاد سبحانی، مولانا عبدالماجد بدایونی، مولانا عبدالقدیر بدایونی، مولانا معین الدین اجمیری سب کافر، ائمہ حرمین شریفین کافر، کرکٹ کا میچ دیکھنے والے کافر، جنرل ضیاء الحق، جنرل سوار خاں، چوہدری ظہور الٰہی، پیر پگاڑا سب کافر۔ تفصیل ''بریلوی فتوے'' نامی کتاب میں ملاحظہ فرمائیں۔ اگرچہ احمد رضا نے یہ فتویٰ دیا کہ جو علماءِ دیوبند کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر مگر مولانا غلام محمد گھوٹوی، مولانا مشتاق احمد چشتی، حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ صاحبؒ، خواجہ سید غلام محی الدین گولڑوی، مولانا ابوالحسنات قادری، حضرت مولانا میاں شیر محمد صاحب شرقپوری، حضرت مولانا پیر قمرالدین صاحب سیالوی، حافظ غلام محمود پپلانوی، جناب قاضی عبدالنبی کوکب وغیرہم نے علماءِ دیوبند کی تکفیر نہ کی تو یہ بھی احمد رضا کے فتویٰ سے کافر قرار پائے ۔

مشغلہ ان کا ہے تکفیر مسلمانان ہند
ہے وہ کافر جس کو ہوا ان سے ذرا بھی اختلاف

۱۳۲۰ھ سے ۱۴۲۰ھ ہوگئی ہے۔ پوری صدی گزر گئی۔ بریلوی جن عقائد کا الزام علماءِ دیوبند پر لگا رہے ہیں وہ سو سال پہلے بھی الزام ہی تھا آج بھی الزام ہی ہے۔ کسی دیوبندی نے اس کا آج تک التزام نہیں کیا کہ واقعی میرے وہی عقیدے ہیں۔

آہ ! بریلوی فتویٰ فروش نے مجھے کافر جانا
اور کافر یہ کہتے ہیں کہ مسلمان ہوں میں

اب الزامات کی حقیقت ملاحظہ فرمائیں :

(۱) حضرت قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہیؒ جنہوں نے رمضان ۱۲۷۳ھ ۱۸۵۷ء میں انگریزوں سے جہاد کیا۔ پھر اسی جرم میں جیل رہے۔ ان پر احمد رضا نے بہتان باندھا کہ وہ خدا تعالیٰ کے بالفعل جھوٹ بولنے کے قائل ہیں (حسام الحرمین ص ۱۰۳) اب ایک سو سال بعد محمد نجم مصطفائی نے گویا مان لیا کہ احمد رضا نے واقعتاً یہ بہتان باندھا تھا۔ حضرت تو لکھتے ہیں ''ذات پاک حق تعالیٰ جل جلالہ کی پاک و منزہ ہے اس سے کہ متصف بصفت کذب کیا جاوے معاذ اللہ تعالیٰ اس کے کلام میں ہرگز ہرگز شائبہ کذب کا نہیں۔ **قال اللہ تعالیٰ ومن اصدق من اللہ قیلا.** جو شخص حق تعالیٰ کی نسبت یہ عقیدہ رکھے یا زبان سے کہے وہ ہرگز مؤمن نہیں، وہ قطعاً کافر ہے، ملعون ہے اور مخالف قرآن اور حدیث اور اجماع امت کا ہے۔ وہ ہرگز مؤمن نہیں۔ **تعالی اللہ عما یقولون علوًا کبیرًا** (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۸، ج ۱) یہ لوگ قیامت کو بھول چکے ہیں۔ جس عقیدہ کو حضرت کفر فرما رہے ہیں یہ اس کا ان پر بہتان باندھ رہے ہیں اور بہتان بھی مکہ مکرمہ میں بیٹھ کر، مدینہ منورہ میں بیٹھ کر۔ یہ تو اتنی بڑی جسارت ہے کہ کسی کافر کو بھی ایسی ہمت نہیں ہوئی۔ مسلمانو! غور کرو قرآن پاک میں ہے کہ وہ

لوگ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ مریم کا بیٹا مسیح خدا ہے۔ اب کوئی پادری یوں کہے کہ قرآن میں لکھا ہے کہ مریم کا بیٹا مسیح خدا ہے تو یہ قرآن پر کتنا بڑا جھوٹ ہوگا۔ اس سے بڑا جھوٹ وہ ہے کہ جو احمد رضا نے بولا، کیونکہ پادری نے یہ جھوٹ یہاں بولا اور احمد رضا نے حرمین شریفین میں۔ اس جھوٹ کی نحوست یہ پڑی کہ یہ لوگ اختیار باری تعالیٰ کو نہ سمجھ سکے اور اس کو جھوٹ کا نام دینے لگے۔ خدا نے عقل کو اندھا کر دیا۔

(۲) محدث کبیر شارح ابوداؤد ولی کامل مولانا خلیل احمد صاحبؒ پر یہ الزام لگایا کہ شیطان کا علم فخر دو عالمؐ سے زیادہ ہے معاذ اللہ۔ حالانکہ حضرت لکھتے ہیں: ''اور ہمارا یقین ہے کہ جو شخص کہے کہ فلاں شخص نبی کریم علیہ السلام سے اعلم ہے وہ کافر ہے اور ہمارے حضرات اس شخص کے کافر ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں (المھند ص ۵۷-۵۸) اس ولی کامل پر حرمین شریفین میں بیٹھ کر احمد رضا نے جو بہتان باندھا اس کی سزا یہ ملی کہ یہ عقیدہ ان کے قلم سے لکھا گیا اور وہ اسی فتویٰ سے کافر ہو گئے۔ عبدالسمیع رامپوری لکھتا ہے ''اور تماشا یہ کہ اصحابِ محفل میلاد تو زمین کی تمام جگہ پاک ناپاک مجالسِ مذہبی غیر مذہبی میں حاضر ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں دعویٰ کرتے، ملک الموت اور ابلیس کا حاضر ہونا اس سے بھی زیادہ تر مقامات پاک ناپاک کفر غیر کفر میں پایا جاتا ہے (انوار ساطعہ) اور اس کتاب پر احمد رضا کی زبردست تقریظ ہے۔ دیکھو ملک الموت اور ابلیس اپنے پیر کو حضورؐ سے بہت زیادہ مقامات پر حاضر ناظر مانا۔ تو لازماً علم بھی زیادہ مانا گیا۔

(۳) احمد رضا نے حسام الحرمین میں حضرت حکیم الامت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانویؒ پر بہتان باندھا کہ انہوں نے معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور بچوں یا پاگلوں کے علم کو برابر کر دیا (حسام الحرمین ص ۱۰۹) جب حضرت سے اس ناپاک الزام کے

بارے میں سوال ہوا تو آپ نے صاف تحریر فرمایا کہ جو شخص یہ بات کہے میں اس کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں (بسط البنان) یہ صراحت آپ نے شعبان ۱۳۲۹ھ میں فرمائی۔ اس کے بعد احمد رضا گیارہ سال زندہ رہا لیکن اس بہتان سے توبہ کی توفیق نہ ہوئی۔ آخر ۱۳۴۰ھ میں ذت ہو گیا۔ ادھر اس فتنہ کو ہمیشہ کے لئے دفن کرنے کے لئے ۱۸ صفر ۱۳۴۲ھ کو حضرت تھانویؒ نے عبارت یوں تبدیل فرمادی ''اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور علیہ السلام کی کیا تخصیص مطلق بعض علوم غیبیہ تو غیر انبیاء علیہم السلام کو بھی حاصل ہیں۔ تو چاہئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے (تغییر العنوان ص ۱۸) اور یہ بھی بتایا کہ ایسی عبارت امام بیضاوی ۶۸۶ھ نے مطالع الانظار ص ۴۰۸ اور قاضی عضد ۷۵۶ھ نے مواقف اور علامہ جرجانی ۸۱۶ھ نے شرح مواقف ص ۱۷۵، ج ۳ پر لکھی ہے۔ اگر یہ کفر ہے تو ان تینوں کو بھی کافر کہو اور جنہوں نے ان کو کافر نہیں کہا ان کو بھی کافر کہو۔ اس واقعہ کے ۱۲ سال اور احمد رضا کی وفات کے چودہ سال بعد اس کے بیٹے حامد رضا خاں نے پھر اس فتنے کو تازہ کیا۔ چنانچہ ۲۰، ۲۱، ۲۲ محرم ۱۳۵۴ھ کو اس عبارت میں بریلی میں مناظرہ ہوا جو پورا مناظرہ ''فتح بریلی کا دلکش نظارہ'' کے نام سے چھپا ہوا ملتا ہے۔ اس میں بانیٔ مناظرہ سید رفاقت حسین شاہ صاحب نے یہ ہی فیصلہ دیا کہ یہ حضرت تھانویؒ پر الزام ہی الزام ہے۔ اب بریلوی مناظر مولوی سردار احمد گورداسپوری نے اپنی خفت چھپانے کے لئے کہا اگر اس عبارت میں حضور علیہ السلام کی توہین نہیں تو بعینہ یہی عبارت تم مولانا تھانویؒ کے لئے لکھ دو۔ ہم مان لیں گے کہ واقعی اس عبارت میں توہین نہیں اور یہ الزام اور بہتان تھا۔ ساتھ ہی اپنی شرمندگی چھپانے کے لئے کہا یہ نبی پاک علیہ السلام کی توہین کر سکتے ہیں۔ لیکن مولانا تھانویؒ کے لئے کبھی یہ لکھ کر نہیں دیں

گے۔ مولانا منظور احمد نعمانیؒ نے اسی وقت وہ مکمل عبارت مولانا تھانوی کے نام سے تحریر فرمادی۔ یہ تحریر ۲۵ محرم ۱۳۵۴ھ کو دی۔ مگر خوئے بدرا بہانہ بسیار تین ماہ کے بعد حامد رضا خاں نے ایک رسالہ شائع کیا جس کا نام تھا ''دیوبندیوں کے لئے پیغام موت'' اور اس میں یہ لکھا کہ مولانا منظور احمد نعمانی نے حضرت تھانویؒ کے نام سے جو عبارت لکھ کر دی ہے اس میں تھانوی صاحب کی توہین ہے اور نعمانی صاحب اس عبارت میں میرا نام لکھ کر شائع کریں تو میں ان پر ہتک عزت کا دعویٰ کروں گا۔ اور عدالت میں ثابت کروں گا کہ اس میں توہین ہے۔ مولانا نے تا سیاہ روئے شود ہر کہ دروغش باشد ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ کے ماہنامہ الفرقان کے آخری باہر والے صفحے پر حامد رضا خاں کے نام سے یہ عبارت شائع کردی اور چور کو گھر تک پہنچانے کے لئے الگ اشتہار میں بھی وہ عبارت حامد رضا خاں کے نام سے شائع کردی۔ اس اشتہار کا عنوان رکھا ''پاپائے رضاخانیت کو جہنم کی بشارت'' اور بار بار چیلنج دیا کہ حامد رضا اب تم پر غسل جنابت بھی حرام ہے اور کھانا پینا بھی جب تک عدالت میں مجھ پر اپنی ہتک عزت کا مقدمہ دائر نہ کرے لیکن رضا خانیوں کی بولتی بند ہوگئی۔ اور وہ یہ قرض سر پر لئے ہوئے شرم سے منہ چھپائے دنیا سے ہی چل بسے۔ نعمانی صاحب یہ شعر پڑھتے رہ گئے ؎

جنازہ روک کر میرا بڑے انداز سے بولے

گلی میں نے کہی تھی تم تو دنیا چھوڑے جاتے ہو

(۴) حضرت قاسم العلوم والخیرات مولانا محمد قاسم نانوتویؒ فرماتے ہیں ''انبیاء امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔ باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہوجاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں (تحذیر الناس ص ۵) خود

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ہی کو دیکھو امتی بسا اوقات مجاہدہ و ریاضت میں ان سے بڑھے ہوئے نظر آتے ہیں۔ مگر مرتبہ میں انبیاء کے برابر نہیں ہو سکتے (حجۃ الاسلام ص ۲۸) جب کمال علمی اور کمال عملی دونوں میں آپ یکتا نکلے تو پھر آپ خاتم نہ ہوں تو اور کون ہوگا (قبلہ نما ص ۶۷) یاد رہے جس طرح آپ نے فرمایا کہ اگر میرا صحابی ایک کھجور خیرات کرے اور غیر صحابی احد پہاڑ کے برابر سونا تو بظاہر سونے کی خیرات کتنی زیادہ ہے۔ مگر صحابی کی کھجور کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں۔ اسی طرح آپ ﷺ نے ایک حج فرمایا اور امام اعظم ابوحنیفہؒ نے پچپن حج کئے۔ بظاہر گنتی میں پچپن ایک سے پچپن گنا زیادہ ہے۔ مگر امام صاحبؒ کے ۵۵ حج مرتبہ وثواب میں آپؐ کی ایک تسبیح کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتے۔ حضور اقدس ﷺ پر پانچ نمازیں معراج کی رات فرض ہوئیں۔ آپ نے تقریباً ۱۳ سال نماز پنج گانہ ادا فرمائی اور امام اعظمؒ نے کم از کم ۶۳ سال نماز پنج گانہ ادا فرمائی۔ تو بظاہر گنتی میں امام صاحب کی نمازیں زیادہ ہیں۔ لیکن حضور اقدس ﷺ کی ایک تکبیر کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتیں۔ رسول اقدس ﷺ نے تقریباً ۲۰ سال رات کی نماز ادا فرمائی اور امام صاحبؒ نے ۴۰ سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا فرمائی۔ گنتی میں یقیناً ۴۰ زیادہ ہے ۲۰ سے مگر یہ چالیس سال کی رات کی عبادت آنحضرت ﷺ کی ایک تحمید کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ ضد، جہالت، تعصب اور جھوٹ و بہتان سے بچائیں۔

(۵) حضرت قطب الارشاد مولانا گنگوہی قدس سرہ پر یہ الزام لگایا کہ معاذ اللہ حضور ﷺ کے میلاد کو کنھیا کے میلاد منانے سے تشبیہ دی ہے۔ یہ الزام بھی احمد رضا نے لگایا تھا اور اسی زمانہ میں المھند میں اس کی پرزور تردید کر دی تھی کہ سید الرسل ﷺ کے وہ جملہ حالات جن کو رسول اللہ ﷺ سے ذرا سا بھی علاقہ ہے ان کا ذکر ہمارے

نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے۔ خواہ ذکر ولادت شریفہ ہو یا آپ کے بول و براز نشست برخاست اور بیداری وخواب کا تذکرہ ہو (المہند ص ٦۵) نیز لکھتے ہیں کہ حضرت کا ذکر ولادت محبوب تر اور افضل ترین مستحب ہے۔ پھر کسی مسلمان کی طرف یہ کیونکر گمان ہوسکتا ہے کہ معاذ اللہ یوں کہے کہ ذکر ولادت شریفہ فعل کفار کے مشابہ ہے (المہند ص ٦٧) جن الزامات کی تردید علماءِ اہل سنت دیوبند سو سال قبل کر چکے ہیں اور علماءِ عرب وعجم نے بھی ان الزامات کو غلط قرار دے کر علماءِ دیوبند کو سچا اور پکا اہل سنت قرار دیا ہے، لیکن رضا خانی الزام تراشی اور بہتان بازی میں سرگرم ہیں۔

(٦) حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ پر احمد رضا خاں نے یہ الزام لگایا تھا کہ آپ رسول اقدس ﷺ کو آخری نبی اس معنی میں نہیں مانتے کہ آپؐ سب نبیوں کے بعد اس دنیا میں پیدا ہوئے۔ اور آپ کی شریعت ہی سب کے لئے ناسخ ہے۔ اس الزام تراشی کے لئے احمد رضا کو کتنی محنت کرنا پڑی حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ کی کتاب تحذیر الناس سے آدھا فقرہ ص ۱۴ سے آدھا فقرہ ص ۲۸ سے اور ایک فقرہ ص ۳ سے ملا کر ایک مسلسل عبارت تیار کی اور اس کا عربی میں ترجمہ بھی بالکل غلط کیا اور یہ کارروائی مکہ اور مدینہ میں کی۔ علماءِ اہل سنت بار بار مطالبہ کرتے رہے کہ ایک طرف حسام الحرمین کے اس صفحہ کا فوٹوسٹیٹ کرا کر جو احمد رضا نے علماءِ عرب کے سامنے پیش کیا اور دوسری طرف تحذیر الناس کے اس صفحہ کا فوٹوسٹیٹ کرائیں جس پر مولوی احمد رضا کی پیش کردہ مسلسل عبارت ہو کسی منصف کے آگے رکھیں۔ اور وہ فیصلہ دے کہ واقعی یہ عبارت مسلسل تحذیر الناس کی ہے۔ مگر سو سال ہوگیا کوئی رضا خانی احمد رضا کے چہرے سے جھوٹ بہتان کی یہ کالک دھو نہیں سکا۔ جبکہ حضرت نے خاتمیتِ زمانی کے منکر کو صاف

صاف کافر لکھا ہے (تحذیر الناس ص ۹) اب بھی کوئی الزام تراش یہ صاف دکھا دے کہ مولانا خاتمیت زمانی کا انکار کرتے ہیں تو احمد رضا کے چہرہ سے جھوٹ کی سیاہی دھو سکتا ہے، لیکن آج سے ایک صدی پہلے بھی یہ جھوٹ ہی تھا اور آج بھی جھوٹ ہی ہے۔ سو سال سے جھوٹوں پر لعنت برس رہی ہے۔

(۷-۸) پر لکھا ہے کہ حضرت حسینؓ نواسہ رسول کی فاتحہ کا کھانا اور سبیل کا پانی حرام ہے اور ہندوؤں کی دیوالی کی پوریاں کھانا جائز ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ نذر عبادت ہے اور غیر اللہ کی نذر کا کھانا حرام ہے۔ اس میں اختلاف نہیں اور کافر کا ذبیحہ حرام ہے، اس کے ہاتھ کی پکی ہوئی پوری حرام نہیں۔ یہ ایسا ہی ہے کہ ایک رضا خانی کسی کا بکرا چوری کر کے ذبح کرے اور پکائے تو اس کا کھانا حرام ہے۔ مگر کافروں کی تیار کردہ دوائیاں جن میں کوئی حرام چیز شامل نہ ہو کھانا جائز ہے۔ اب کوئی رضا خانی شور مچائے کہ دیکھو مسلمان کا تیار کردہ کھانا حرام کر دیا اور ہندوؤں کی بنائی ہوئی دوائی جائز کر دی۔ جہالت، ضد، تعصب اور خوف خدا سے عاری ہونے والوں کا اس دنیا میں کوئی علاج نہیں۔

(۹) اگر نجم مصطفائی آئندہ نیشنل سنی کانفرنس میں سب رضاخانیوں کو صرف کوا کھلانے کا اشتہار دے تو ہم آپ کی کتابوں سے اس کا حلال ہونا دکھا دیں گے۔ اب اگر اس نے اپنی ماں کا حلال دودھ پیا ہے۔ تو فوراً اشتام پر یہ تحریر ہمیں دیں اور کوا خوری کا حوصلہ پورا کر لیں۔

(۱۰) سود کے پیسوں سے جو سبیل لگائی جائے اس کا حکم فقہ حنفی میں کیا ہے؟ یہ نجم مصطفائی صاحب باحوالہ بتائیں اور یہ بھی بتائیں کہ کنجری کے گھر ختم دے کر اس کھانے کا کھانا پینا احمد رضا نے احکام شریعت میں جائز لکھا ہے۔ یہ تو آپ بلا ڈکار ہضم کر گئے ہیں۔

(۱۱) جو پانی کثیر ہو وہ نجاست کے گرنے سے اس وقت تک ناپاک نہیں ہوتا جب تک اس کا رنگ یا بو یا مزا نہ بدلے۔ یہی مسئلہ بریلویوں نے بھی سنی حنفی فقہ سے چرایا ہے۔ ہاں نجم مصطفائی صاحب! احمد رضا نے فتاویٰ افریقہ میں جو مسئلہ لکھا ہے کہ اگر گھی میں خنزیر گر کر مر جائے تو اس گھی کو پاک کرنے کا جو طریقہ احمد رضا نے لکھا ہے کیا ہی مزہ ہو کہ آئندہ سنی کانفرنس میں مندوبین کو جو سالن دیا جائے پہلے ایک خنزیر مار کر گھی میں پھینکا جائے، پھر قلعہ پر سب کے سامنے رضائی طریقے سے اس گھی کو پاک کیا جائے۔ اس سے مندوبین کا کھانا تیار ہو۔

(۱۲) فتاویٰ رشیدیہ پر اعتراض کیا ہے کہ حضرت گنگوہیؒ نے لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں، لیکن یہ آپ کی صفت خاصہ نہیں۔ مگر یہ نہ بتایا کہ بریلویوں نے تو باقاعدہ صدرالدین کو رحمۃ للعالمین بنا بھی لیا ہے۔ چنانچہ ان کا مشہور شعر ہے:

برائے چشم بینا از مدینہ برسر ملتاں : بشکل صدر دیں خود رحمۃ للعالمین آمد

(۱۳-۱۹) عبارت ۵، ۷، ۹، ۱۰، ۱۳، ۱۶، ۱۷ یہ عبارات شاہ اسماعیل شہید کی ہیں۔ آپ ۲۴ ذی قعدہ ۱۲۴۶ھ مطابق ۱۸۳۱ء کو سکھوں کے ہاتھوں بالا کوٹ میں شہید ہوئے۔ اور دارالعلوم دیوبند کی بنیاد ۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ مطابق ۱۸۶۷ء کو آپ کی شہادت کے ۳۶ سال بعد رکھی گئی۔ اور احمد رضا نے ان کی کتابیں بار بار پڑھنے کے بعد بھی ان کو کافر نہیں کہا۔ بلکہ دوسروں کو بھی کہا کہ انہیں کافر کہنا خلاف احتیاط ہے اور وجہ یہ بتائی کہ ان کی عبارات کا صحیح اسلامی مطلب بھی نکلتا ہے اور اسلامی مطلب کتنی کمزور تاویل سے ہو وہی غالب رہتا ہے۔ اب نجم مصطفائی سے ہم یہی پوچھتے ہیں کہ اس کے اور احمد رضا کے نزدیک، معاذ اللہ نبی پاک ﷺ کے خیال کو گدھے بیل کے خیال سے

بدتر کہنا، حضور ﷺ کے بارہ میں یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ مر کر مٹی میں مل گئے، مٹی ہو گئے ہیں، معاذ اللہ وہ چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں۔ وہ ذرۂ ناچیز سے بھی کم تر ہیں۔ ان کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ وہ ہمارے بھائی ہیں وغیرہ۔ ان عبارات میں جو اسلامی پہلو موجود ہیں وہ بیان کریں؟ اور اپنے ان اسلامی عقیدوں کو ہر سنی کانفرنس میں تقسیم بھی کیا کریں۔ اور اگر ان عبارات میں اسلامی پہلو کوئی نہیں تو احمد رضا کو کافر کہنے سے کیوں جھکتے ہو۔

(۲۰-۲۵) عبارت نمبر ۲، ۳، ۱۴، ۱۵، ۲۳، ۲۵ یہ عبارات علماءِ دیوبند کی نہیں ہیں۔ ہاں یہ بات یاد رہے کہ جب نجدی حکومت نے مزاراتِ مقدسہ کو گرانے کی مہم شروع کی تو کسی رضا خانی بدعتی نے ان کو نہ روکا۔ ہاں دیوبندی علماء کا وفد حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ کی قیادت میں گیا اور ان کو دلائل سے قائل کیا کہ یہ درست نہیں۔ یہ تفصیل ملفوظات علامہ انور شاہ مؤلفہ سید احمد رضا بجنوری میں قابل مطالعہ ہے۔

احمد رضا خدائی شکنجے میں:

حدیث قدسی کے مطابق اللہ والوں سے عداوت رکھنا اتنا بڑا گناہ ہے کہ خود اللہ تعالیٰ اس کے خلاف اعلان جنگ فرما دیتے ہیں۔ احمد رضا نے انگریز سے جہاد کرنے کی وجہ سے انگریز کو خوش کرنے کے لئے ان مجاہدین اور شہداء پر وہ گندے الزامات لگائے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے تا ایندم ایسے بہتانات کبھی بھی کسی نے اولیاء اللہ پر نہ لگائے۔ ''بس کیا تھا رب رسے تے مت کھسے'' یہ ایسا بدحواس ہو گیا اور ایسی ایسی عبارات لکھ گیا کہ اپنے لائے ہوئے فتویٰ حسام الحرمین کے مطابق وہ خود کافر ہو گیا۔ حق بحق دار رسید وہ لکھتا ہے جو تمام ایمانیات سے انکار کرے نہ خدا پر ایمان، نہ

انبیاء پر، نہ فرشتوں پر، نہ قیامت پر، نہ جنت و دوزخ پر ایمان رکھے اسے کافر نہ کہو۔ جو کہے قرآن میں سارا شرک ہے، سارے نبی اور فرشتے شرک سکھاتے تھے ص ۳۹-۴۰ اسے کافر نہ کہو۔ جو کہے خدا جھوٹ بولتا ہے، کھاتا، پیتا، سوتا، پاخانہ پھرتا، پیشاب کرتا، چلتا، ڈوبتا مرتا ہے ص ۱۵ اسے کافر نہ کہو۔ جو خدا کا اونگھنا، بہکنا، بھولنا، بیوی بیٹا ہونا، بندوں سے ڈرنا مانے اسے کافر نہ کہو ص ۱۶، جو ختم نبوت زمانی کا انکار کرے، حضور کے بعد کسی کو صاحب شریعت نبی مانے اسے کافر نہ کہو (۱۸-۱۹) جو رسول پاک ﷺ کی شان میں صریح گستاخیاں کرے، گالیاں بکے، چوہڑا چمار کہے، آپ کے خیال کو گدھے کے خیال سے بدتر کہے اس کو کافر نہ کہو۔ یہ سب باتیں الکوکبۃ الشہابیہ اور تمہید ایمان میں ہیں۔ احمد رضا اسی کفر میں دب کر مر گیا اور آج تک کوئی بریلوی اس کو کفر سے نکال نہیں سکا جو ان عبارتوں میں اسلامی پہلو تلاش کر کے بتادے۔ پس احمد رضا اپنے فتویٰ کے مطابق ایسا کافر مرتد ہے کہ جو اسے مسلمان سمجھے وہ بھی احمد رضا کے فتویٰ سے ایسا کافر مرتد ہے کہ اس کا نکاح کسی انسان حیوان سے جائز نہیں۔ صحبت زناءِ خالص اور اولاد ولد الحرام ہے۔

اعتراف حق :

نوائے وقت ۵-اپریل ۲۰۰۰ء میں جمعیت علماءِ پاکستان کے جائنٹ سیکرٹری علامہ شبیر احمد ہاشمی نے اعتراف کیا کہ ملتان انٹرنیشنل سنی کانفرنس بھارت کے اشارۂ ابرو پر ہوئی۔ اس کا مقصد مسلمانوں میں افتراق پیدا کرنا، اسلامی جہادی تنظیموں پر پابندی لگوانا تھا۔ اللہ تعالیٰ ایسے دین دشمن اور ملک دشمن عناصر سے ہمیں محفوظ فرمائیں۔

متعہ کے بارے میں تحقیق انیق

قائلین جواز کا مدلل جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال:

متعہ کیوں جائز نہیں ہے جبکہ آج کل کے دور میں جائز ہونا چاہئے اور شیعہ متعہ کو کیوں جائز قرار دیتے ہیں اور ہماری طرف سے ان کا کیا جواب ہے؟ وضاحت فرما کر مستفید فرمائیں۔ جزاکم اللہ خیراً۔

(المستفتی عبدالبصیر سول سیکرٹریٹ پشاور)

الجواب:

حامداً و مصلیاً و مسلماً۔ أما بعد۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے، اس کی بنیادی ضرورتیں دو قسم کی ہیں: جلب منفعت اور دفع مضرت۔ جلب منفعت کا مطلب ہے کہ انسان کو جن ضروریات سے چارہ نہیں ان کو حاصل کیا جائے اور دفع مضرت کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو نقصان پہنچانے والی یا حصول ضروریات میں رکاوٹ بننے والی جو چیزیں ہیں ان سے کس طرح بچا جائے۔ ان دونوں قسم کی

ضروریات کے لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو دو قسم کی قوتیں عطا فرمائیں، قوت شہویہ جلب منفعت کے لئے اور قوت غضبیہ دفع مضرت کے لئے، ان کو جذبات بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ قوتیں انسان کو دفع مضرت یا جلب منفعت کے لئے آمادہ کرتی اور کھینچتی ہیں۔ پھر قوت شہویہ کی بھی دو قسمیں کر دی گئیں: ایک شہوت بطن جو انسان کی بقائے اصل کے لئے ہے، انسان کو بھوک لگتی ہے پیاس لگتی ہے، وہ کھاتا پیتا ہے اور اس سے اس کی زندگی قائم رہتی ہے، دوسری شہوتِ شرمگاہ جو انسان کی بقائے نسل کے لئے رکھی گئی ہے، انسان اس شہوت کی تسکین کے لئے نکاح کرتا ہے اور اسی سے توالد و تناسل کا سلسلہ شروع ہو کر خدا کی زمین بھی آباد ہوتی ہے۔ ان جذبات میں افراط و تفریط اور بے راہ روی سے انسان بلکہ اس کا پورا معاشرہ برباد ہوتا ہے اور ان جذبات کے فوائد پیچھے رہ جاتے ہیں اور مفاسد سے پورا معاشرہ تباہ ہو جاتا ہے بلکہ اس بے راہ روی کا بعض اوقات اتنا شدید ردعمل ہوتا ہے کہ دین و دنیا دونوں برباد ہو جاتے ہیں، اخلاقیات تباہ ہو جاتے ہیں اس لئے ان جذبات کو بے راہ روی سے بچانے کے لئے عقل اور شریعت کی لگام دینا نہایت ضروری ہے۔

نکاح:

اس شہوت کی تسکین کے لئے شریعت نے دو طریقے بتائے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿والذین هم لفروجهم حافظون الا علىٰ ازواجهم او ما ملكت ايمانهم فانهم غير ملومين. فمن ابتغىٰ وراء ذالك فأُلئك هم العادون﴾ (المومنون ۵۔۷، المعارج ۲۹۔۳۱) ”اور جو اپنی شہوت کی جگہ کو تھامتے ہیں

مگر اپنی عورتوں پر یا اپنے ہاتھ کے مال (باندیوں) پر سوان پر نہیں کچھ الزام۔ پھر جو کوئی ڈھونڈے اس کے سوا، سو وہی ہیں حد سے بڑھنے والے۔" یعنی جو اپنی منکوحہ اور باندی کے سوا کوئی اور راستہ قضائے شہوت کا ڈھونڈے، وہ حلال کی حد سے آگے نکل جانے والا ہے، اس میں متعہ، زنا، لواطت، استمناء بالید وغیرہ سب صورتیں آ گئیں۔ خداوند قدوس نے ان دو صورتوں کے علاوہ کوئی اور راستہ تلاش کرنے والے کو حد سے گزرنے والا فرمایا مگر شیعہ نے علی الاعلان اس حد کو توڑ کر دو کو چار کر لیا۔ چنانچہ ابن بابویہ لکھتا ہے: اسباب حل المرءة عندنا اربعة النکاح وملک الیمین والمتعة والتحلیل. (اعتقادات ابن بابویہ) ہمارے ہاں عورت کے حلال ہونے کے چار اسباب ہیں: ١- نکاح، ٢- ملک یمین یعنی باندی ہونا، ٣- متعہ، ۴- تحلیل، اس کو عاریۃ الفرج بھی کہتے ہیں یعنی اپنی بہن بیٹی وغیرہ کو ادھار کھاتے میں مفت بطور احسان کسی اور کے لئے حلال کر دینا۔ شیعہ نے اس مسئلہ میں قرآن پاک کی کھلی مخالفت کی ہے کیونکہ جس عورت سے متعہ کیا جاتا ہے وہ نہ تو بیوی ہے کیونکہ نہ مرد پر اس کا نان و نفقہ فرض ہے نہ ہی اس کے لئے طلاق نہ عدت اور نہ میراث۔ اور نہ وہ باندی ہے، کیونکہ نہ اس کی خرید و فروخت جائز نہ کسی کو ہبہ کرنا درست نہ اس کو آزاد کرنا صحیح۔ جب یہ عورت نہ بیوی ہے نہ باندی تو لامحالہ ﴿فمن ابتغی ورآء ذالک فأولئک هم العادون﴾ میں شامل ہوئی۔ اس لئے متعہ احکام شرعیہ سے تجاوز کرنا اور حلال کو چھوڑ کر حرام میں پڑنا ہے، اس لئے متعہ کے حرام ہونے پر صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کا اجماع ہے اور چاروں ائمہ مجتہدین اس کے حرام ہونے پر متفق ہیں۔ دوسری جگہ خداوند لایزال فرماتے ہیں: ﴿ولاتکرهوا فتیاتکم علی البغآء﴾ (النور ٣٣) "اور نہ زبردستی کرو

اپنی چھوکریوں پر بدکاری کے واسطے۔" عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کے پاس کئی لونڈیاں تھیں جن سے وہ بدکاری کرا کر روپیہ حاصل کرتا تھا، اسی بدکاری کو جس کو قرآن نے بغاء کہا ہے اس کا نام شیعہ کے ہاں متعہ ہے اور قرآن پاک کے خلاف ان کا کہنا ہے کہ متعہ سنت موکدہ ہے مگر مخالفین نے ظلم وعناد سے منع کیا، اس بارے میں احادیث صحیحہ وارد ہوئی ہیں۔ منجملہ ان کے یہاں ایک حدیث کا ترجمہ نقل کیا جاتا ہے جو حضرت سلمان فارسیؓ، مقدادؓ بن اسود الکندی اور عمار بن یاسرؓ سے روایت کی گئی ہے، راویان حدیث کہتے ہیں کہ ہم لوگ ایک دن خدمت باسعادت حضرت سرور اصفیاء محمد مصطفیٰ ﷺ میں حاضر تھے کہ آپ خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا: حمد وثناء مخصوص خدائے پاک کے لئے ہے پھر اپنے اوپر درود بھیج کر ازراہِ التفات اپنا روئے مبارک ہماری طرف پھیر کر ارشاد فرمایا: اے گروہ مردم تحقیق کہ آیت ﴿فما استمتعتم﴾ الخ کا تحفہ لے کر پروردگار عالم کی طرف سے میرے بھائی جبرائیلؑ مجھ پر نازل ہوئے۔ خدائے واحد نے ایسی نعمت سے ہمیں سرفراز کیا جو پیغمبران ماسبق میں سے کسی کو نہیں بخشی گئی۔ میں تم کو متعہ کرنے کا حکم دیتا ہوں تا کہ میرے بعد اور میرے زمانے میں میری سنت رہے۔ جو میرا قول قبول کر کے اس پر عامل ہوگا اور اسے رواج دے گا وہ مجھ سے ہے اور جس نے امور متعہ میں اختلاف کیا اس نے حکم خداوندی کی مخالفت کی۔ جتنے لوگ اس مجلس میں ہیں آگاہ ہوجائیں کہ مجھ سے عداوت رکھنے کی وجہ جو اس کی تکذیب یا اسے معطل اور برطرف کرے میں اس پر حضرت رب العزت کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ وہ اہل جہنم سے ہے اور خدا کی لعنت اس پر ہے جس نے احکام متعہ میں میری مخالفت کی۔ گویا وہ خدا کا مخالف ہے اور دشمنِ خدا دوزخی ہے۔ واضح ہو کہ مخصوص

کیا خدا تعالیٰ نے متعہ کرنا میرے اور میری امت کے لئے اس شرف کی وجہ سے جودوسروں کے مقابلہ میں مجھے حاصل ہے۔(عجالہ حسنہ ترجمہ رسالہ متعہ ملا باقر مجلسی ص۱۰) شاید یہی روایت پڑھ کرکسی منچلے نے کہہ دیا تھا:

منظور ہے کہ سیم تنوں کا وصال ہو

مذہب وہ چاہئے کہ زنا بھی حلال ہو

بات دور نکل گئی، اصل یہی تھا کہ اس شہوت کی تسکین کے لئے نکاح تمام ادیان میں رائج ہے اور انسان کے لئے حیوانات سے مابہ الامتیاز نکاح اور حفاظت نسب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پانچ چیزوں کی حفاظت کا اہتمام ہر ملت ومذہب میں ضروری ہے:۱۔حفاظت نفس،۲۔حفاظت دین،۳۔حفاظت عقل،۴۔حفاظت نسب،۵۔حفاظت مال۔ تاہم اسلام چونکہ دین کامل ہے اس میں ان کی حفاظت کا سب سے زیادہ اہتمام ہے اس لئے حفاظتِ نفس کے لئے قصاص، حفاظتِ دین کے لئے حد ارتداد، حفاظتِ عقل کے لئے حد خمر، حفاظتِ نسب کے لئے حد زنا اور حفاظتِ مال کے لئے حد سرقہ مقرر کی ہے اور انسان کی عزت کی حفاظت کے لئے حدِقذف زائد کی ہے۔ نکاح کے بعد اب متعہ کا مطلب بھی سمجھنا چاہئے۔

متعہ:

متعہ کا لفظ متاع سے مشتق ہے جس کے معنی تھوڑا فائدہ حاصل کرنے کے ہیں۔ چنانچہ آخرت کی ابدی زندگی کے مقابلہ میں اس دنیا کی چندروزہ زندگی کو قرآن نے متاع فرمایا ہے:﴿انما هذه الحيوة الدنيا متاع ﴾ مطلقہ عورت کو جو کپڑوں کا

جوڑا دیا جاتا ہے اس کو بھی متعہ اس لئے کہتے ہیں کہ بمقابلہ مہر کے وہ نفع قلیل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فمتعوھن﴾ اور فرمایا ﴿وللمطلقات متاع بالمعروف﴾ اسی طرح نکاح جو زندگی کا معاہدہ ہے اس کے مقابلہ میں عورت سے تھوڑا نفع حاصل کرنے کو بھی متعہ کہتے ہیں اور اس کی دو قسمیں ہیں:

۱............ **نکاح موقت** کہ ایک مدت معینہ کے لئے گواہوں کے سامنے کسی عورت سے ازدواجی تعلق قائم کرلیا جائے اور معینہ مدت گزرنے کے بعد بلا طلاق مفارقت ہوجائے لیکن مفارقت کے بعد استبراء رحم کے لئے ایک ماہواری کا انتظار کرے تاکہ دوسرے کے نطفہ کے ساتھ اختلاط سے محفوظ رہے۔ یہ نکاح موقت کا طریقہ عرب میں اسلام سے پہلے رائج تھا۔ لمبے سفر یا دوسرے ملک میں تجارت یا جنگ وغیرہ کی وجہ سے کچھ عرصہ قیام کے لئے یہ طریقہ استعمال کرلیتے تھے۔ جس طرح اسلام سے قبل لوگ سود لیتے تھے، شراب پیتے تھے مگر ان کی حرمت اسلام میں بھی شروع میں ہی نازل نہ ہوئی تو بعض لوگ اسلام لانے کے بعد بھی اس عادت پر رہے، بالآخر اسلام نے ان کو حرام قرار دے دیا۔ اسی طرح یہ متعہ بمعنی نکاح موقت جو جاہلیت سے رائج تھا اس سے ابتدائے اسلام میں ہی منع نہ کیا گیا بلکہ بعد میں اس متعہ کی حرمت کا اعلان ہوا اور اب باجماع امت یہ قیامت تک حرام ہے۔

۲....... **دوسری قسم** متعہ کی یہ ہے کہ جیسے آج کل بعض عورتیں متعہ کا لائسنس لے کر بازار حسن میں بیٹھ جاتی ہیں یا اپنا الگ کاروبار چلاتی ہیں چونکہ ان سے بھی لوگ منکوحہ کے مقابلہ میں بہت تھوڑا نفع اٹھاتے ہیں اس لئے اس کو بھی متعہ کہتے ہیں لیکن یہ متعہ خالص زنا ہے صرف نام کا دھوکہ ہے جیسے کوئی خنزیر کا نام بکرا، شراب کا نام شربت اور سود

کا نام غنیمت رکھ لے کیونکہ زنا اسی کو کہتے ہیں کہ ایسی عورت سے جنسی تسکین کرنا جو نہ بیوی ہو نہ باندی اور متعہ والی عورت نہ بیوی ہے اور نہ باندی۔ متعہ کی یہ قسم جو زنا کا دوسرا نام ہے یہ کسی دین میں بھی جائز نہ تھی۔ اسلام نے سود، جوا اور شراب کو تو کچھ مدت تک برداشت کیا مگر اس متعہ کو اسلام نے کبھی بھی برداشت نہیں کیا۔

فضائل متعہ:

اس متعہ سے سب دین بیزار ہیں مگر روافض کے ہاں یہ صرف جائز ہی نہیں بلکہ ایک بہت بڑی عبادت ہے اور اس کے ثواب کو نہ نمازیں پہنچ سکتی ہیں نہ روزے نہ زکواۃ اور نہ حج چنانچہ ملا باقر مجلسی نقل کرتے ہیں:'' حضرت سلمان فارسی ومقداد بن اسود کندی اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم حدیث صحیح روایت کرتے ہیں کہ جناب ختم المرسلین نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنی زندگی میں ایک دفعہ متعہ کرے گا وہ اہل بہشت میں سے ہے، جب متعہ والی عورت کے ساتھ متعہ کے ارادے کے ساتھ کوئی بیٹھتا ہے تو ایک فرشتہ اترتا ہے اور جب تک اس مجلس سے وہ باہر نہیں جاتے ان کی حفاظت کرتا ہے۔ دونوں کا آپس میں گفتگو کرنا تسبیح کا مرتبہ رکھتا ہے۔ جب دونوں ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑتے ہیں تو ان کی انگلیوں سے ان کے گناہ ٹپک پڑتے ہیں۔ جب مرد عورت کا بوسہ لیتا ہے خدا تعالیٰ ہر بوسہ پر انہیں ثواب حج وعمرہ کا بخشتا ہے۔ جس وقت وہ عیش مباشرت میں مصروف ہوتے ہیں پروردگار عالم ہر ایک لذت اور شہوت پر ان کے حصہ میں پہاڑوں کے برابر ثواب عطاء کرتا ہے۔ جب فارغ ہو کر غسل کرتے ہیں بشرطیکہ وہ اس کا بھی یقین رکھتے ہوں کہ ہمارا خدا حق سبحانہ وتعالیٰ ہے اور متعہ کرنا

سنت رسول ہے تو خدا تعالیٰ ملائکہ کی طرف خطاب کرتا ہے کہ میرے ان بندوں کو دیکھو جو اٹھے ہیں اور اس علم ویقین کے ساتھ غسل کر رہے ہیں کہ میں ان کا پروردگار ہوں، تم گواہ رہو میں نے ان کے گناہوں کو بخش دیا ہے۔ وقت غسل جو قطرہ ان کے موئے بدن سے ٹپکتا ہے ہر ایک بوند کے عوض دس دس ثواب عطاء دس دس گناہ معاف اور دس دس درجہ مراتب ان کے بلند کئے جاتے ہیں۔ راویان حدیث (حضرت سلمانؓ وغیرہ) بیان کرتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت علیؓ بن ابی طالب نے متعہ کی فضیلتیں سن کر عرض کیا: اے حضرت ختمی مرتبت میں آپ کی تصدیق کرنے والا ہوں۔ جو شخص اس کار خیر میں سعی کرے (کمیشن ایجنٹ بنے) اس کے لئے کیا ثواب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب وہ فارغ ہو کر غسل کرتے ہیں تو باری تعالیٰ عزاسمہ ہر قطرہ سے (جو ان کے بدن سے جدا ہوتا ہے) ایک ایک فرشتہ پیدا کرتے ہیں جو قیامت تک خدا کی تسبیح و تقدیس کرتا ہے اور اس کا ثواب ان (کمیشن ایجنٹوں) کو پہنچتا ہے۔ جناب امیر المومنین فرماتے ہیں: جو اس سنت کو دشوار سمجھے اور اسے قبول نہ کرے وہ میرے شیعوں سے نہیں، میں اس سے بیزار ہوں۔ حضرت سید عالم ﷺ نے فرمایا: جس نے زن مومنہ سے متعہ کیا گویا اس نے ستر مرتبہ خانہ کعبہ کی زیارت کی۔ جناب سید البشر شفیع محشر نے فرمایا: اے علی! مومنین اور مومنات کو رغبت دلانی چاہئے کہ دنیا سے اٹھنے سے پہلے متعہ کرلیں اگرچہ ایک ہی مرتبہ ہو۔ خدائے پاک نے اپنے نفس کی قسم کھائی ہے کہ آتش دوزخ سے اس مرد اور عورت پر عذاب نہ کروں گا جس نے متعہ کیا ہو۔ پس ایک دفعہ متعہ کرنے والا نار جہنم سے بے خوف رہے گا، جو دو مرتبہ متعہ کرے گا اس کا حشر نیک

بندوں کے ساتھ ہوگا۔ تین مرتبہ متعہ کرنے سے جنت کی سیر نصیب ہوگی۔ جس نے اس کار خیر میں زیادتی کی ہوگی پروردگار عالم اس کو مدارج اعلیٰ عطاء کرے گا۔ اے علی! قیامت کے دن اس مرد اور عورت کے لئے ایسی نورانی سواریاں لائی جائیں گی جن کے پاؤں مروارید کے، کان زبرجد سبز، آنکھیں یاقوت، شکم لولو اور مرجان کے ہوں گے۔ یہ لوگ بجلی کی طرح پل صراط سے گزر جائیں گے۔ ان کے ساتھ ساتھ ستر ستر صفیں فرشتوں کی ہوں گی۔ دیکھنے والے کہیں گے یہ لوگ شاید خدا کے مقرب فرشتے ہیں یا نبی اور رسول ہیں۔ فرشتے جواب دیں گے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے سنت پیغمبر (متعہ) کی اجابت کی ہے اور وہ بہشت میں بغیر حساب داخل ہوں گے۔ یاعلیؑ! برادر مومن کے لئے جو (کمیشن ایجنٹ بن کر) کوشش کرے گا اس کو بھی انہیں کی طرح ثواب ملے گا، یاعلیٰ! جب وہ غسل کریں گے کوئی قطرہ ان کے بدن سے جدا نہ ہوگا مگر یہ کہ خداتعالیٰ ہر بوند کی تعداد میں ایسے فرشتے پیدا کرے گا جو تسبیح تقدیس باری تعالیٰ بجالا کر اس کا ثواب انہیں بخشیں گے۔ (عجالہ نافعہ ص۱۴ تا ۱۷)

ایک ذاکر نے یہ حدیث سنا کر کہا: لوگو! غور کرو۔ سب نبی اور ائمہ معصومین میدان قیامت میں ہاتھ ملتے رہ جائیں گے اور ایران کی طوائفیں اور بھڑوے کس شان سے پل صراط پار کر کے جنت میں داخل ہوں گے، دوسرے صاحب بولے انجیل سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے کہ کسبیاں سب سے پہلے خدا کی بادشاہت میں داخل ہوں گی، تیسرا بولا اس عمل کا نام متعہ کسی دشمن نے رکھا ہے، متعہ کا معنیٰ تھوڑا فائدہ اٹھانا ہوتا ہے۔ یہاں تو اتنا فائدہ ملا۔ کون ہے جو ایک ہی پیشہ ور طوائف کے حج اور عمروں کو شمار

کر سکے اور خانہ کعبہ کی ہر دفعہ ستر بار زیارت کا ثواب شمار کر سکے؟ ایک طوائف جس نے اس کار خیر کے لئے زندگی وقف کر دی ہے اس کے عمر بھر کے غسلوں کے ہر قطرے سے جو فرشتے پیدا ہوئے، ان کا شمار کون کر سکتا ہے؟ چوتھے صاحب بولے: ابھی تو آپ نے وہ حدیث ہی نہیں سنی ہے جس میں جناب نبی اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جب وہ غسل کرتے ہیں تو ان کے جسم سے گرنے والے پانی کے ہر قطرے سے ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہے مگر بعد میں ائمہ کرام کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اس ثواب میں مزید اضافہ فرما دیا۔ امام جعفر صادقؒ نے فرمایا: جو شخص متعہ کرے پھر غسل جنابت کرے، پانی کے ہر قطرہ سے جو اس کے بدن سے گرے خدا تعالیٰ ستر ستر فرشتے پیدا کرتا ہے جو اس شخص کے لئے قیامت تک دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں۔

(برھان المتعہ ص ۵۰، مؤلفہ سید علی الحائری)

درجات عالیہ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ایک دفعہ متعہ کرے درجہ امام حسنؓ کا پائے، جو دو دفعہ متعہ کرے تو درجہ امام حسینؓ کا حاصل ہو، تین دفعہ متعہ کرنے سے علیؓ کا مرتبہ ملے اور چار دفعہ متعہ کرنے والا رسول پاک ﷺ کا ہم مرتبہ ہو جاتا ہے۔ (تفسیر منہج الصادقین ص ۲۹۳/ ج ۲) یہ روایت سن کر ایک لطیفہ گو کہنے لگا: اس روایت میں ایک کمی رہ گئی۔ آخر میں یہ اضافہ ہونا چاہئے تھا کہ جو پانچ مرتبہ متعہ کرے اس کا درجہ اللہ تعالیٰ جیسا ہوگا، تاکہ متعہ کی عظمت وشان پورے طریقے سے ثابت ہو۔ (تحفہ اثناء عشریہ ص ۷۱۵) اس پر دوسرے صاحب بولے کہ جو طوائف عمر بھر متعہ میں مصروف رہی

وہ کب حضرت امام حسینؓ یا حضرت علیؓ یا حضور علیہ ﷺ کو خاطر میں لائے گی، یہ حضرات تو جنت میں اس کا مقام دیکھنے کو ترس جائیں گے۔ خیر اس متعہ کا ثواب تو ختم ہونے والا نہیں بس ایک حدیث اور سن لیں۔ تفسیر منہج الصادقین میں ہے کہ ''جو اس دنیا سے فوت ہو گیا اور اس نے ایک دفعہ بھی متعہ نہ کیا تو روز قیامت وہ نہایت بدشکل اٹھایا جائے گا۔ اس کے کان اور ناک کٹے ہوئے ہوں گے۔ (ص ۴۹۴/ ج ۲)

خدا معاف کرے ان روایات کی روشنی میں تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرات معاذ اللہ حضرات انبیاء علیہم السلام اور حضرات ائمہ معصومین ہوں گے جن سے یہ کار خیر ایک دفعہ بھی ثابت نہیں۔ ڈاکٹر تیجانی جس کی کتابیں آج کل شیعہ خوب پھیلا رہے ہیں وہ پہلے سنی مالکی تھا اور اب بڑی تحقیق کے بعد شیعہ ہو گیا۔ اس نے اپنے شیعہ ہونے کی اصل وجہ یہی لکھی ہے کہ جب میں کالج میں پڑھتا تھا اور وہاں مخلوط تعلیم تھی۔ شب و روز نوجوانوں کا میل جول تھا تو میرے دل میں یہ بات بار بار اٹھتی تھی کہ ایسے معاشرے میں جنسی تعلقات پر حدود وغیرہ اور پابندی ایک ظلم ہے۔ اس کے دل میں یہ بات تھی، اب اس نے کتابوں کا مطالعہ شروع کیا۔ اسے جنسی آزادی کی اتنی کھلی چھٹی اور اتنا اجر و ثواب نہ یہود کے ہاں ملا نہ ہنود کے ہاں، نہ سکھوں میں نہ عیسائیوں میں۔ اس سخاوت اور عبادات میں شیعہ مذہب دنیا میں وحدہ لاشریک ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر تیجانی صاحب فوراً شیعہ ہو گئے، اس پر شیعہ حضرات نے متعہ زندہ باد کے نعرے لگائے اور سنیوں نے خس کم جہاں پاک کہے۔

شیعہ کی دلیل:

شیعہ کہتے ہیں کہ قرآن پاک میں متعہ کا حکم ہے: ﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ

مِنهُنَّ فَاٰتُوهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيضَةً﴾ ''کہ جن سے تم متعہ کرو ان کو متعہ کی اجرت دے دو۔'' مگر اس استدلال میں شیعہ نے آیت کو سیاق وسباق سے بالکل کاٹ کر ایسا ہی استدلال کیا ہے جیسے ایک بے نماز نے استدلال کیا تھا کہ قرآن پاک میں صاف اور صریح آیت ہے کہ ﴿لاتَقْرَبُوْا الصَّلٰوةَ﴾ ''نماز کے قریب بھی نہ جاؤ۔'' اور لفظ استمتاع سے خاص متعہ مراد لینا ایسا ہی ہے جیسے عیسائی قرآن پاک سے حضرت اسمٰعیلؑ کا غلام ہونا اس آیت سے ثابت کرتے ہیں: ﴿فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلامٍ حَلِيْمٍ﴾ حالانکہ یہاں غلام بمعنی زرخرید کسی نے نہیں کہا۔ اس آیت سے پہلے نکاح اور محرمات کا بیان چلا آرہا ہے۔ جن عورتوں سے نکاح حرام ہے ان کی تفصیل بیان کر کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: واُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذَالِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ﴾ ''اور حلال ہیں تم کو سب عورتیں ان کے سوا بشرطیکہ طلب کرو ان کو اپنے مال کے بدلے قید میں لانے کو نہ مستی نکالنے کو۔'' علامہ عثمانیؒ فرماتے ہیں: ''یعنی جن عورتوں کی حرمت بیان ہوچکی، ان کے سوا سب حلال ہیں چار شرطوں سے۔ اول یہ کہ طلب کرو یعنی زبان سے ایجاب قبول دونوں طرف سے ہوجائے۔ دوسری یہ کہ مال یعنی مہر دینا قبول کرو۔ تیسری یہ کہ ان عورتوں کو قید میں لانا مقصود ہو صرف مستی نکالنا اور شہوت رانی مقصود نہ ہو جیسا کہ زنا میں ہوتا ہے یعنی ہمیشہ کے لئے وہ اس کی زوجہ ہوجائے، چھوڑے بغیر کبھی نہ چھوٹے مطلب یہ کہ کوئی مدت مقرر نہ ہو۔ اس سے متعہ کا حرام ہونا معلوم ہوگیا جس پر اہل حق کا اجماع ہے اور چوتھی شرط دوسری آیت ﴿ولا مُتَّخِذَاتِ اَخْدَانٍ﴾ میں ہے کہ مخفی طور پر دوستی نہ ہو یعنی کم از کم دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں اس معاملہ کی گواہ ہوں۔ اگر بدوں گواہ کے ایجاب وقبول ہوگا تو وہ نکاح

درست نہ ہوگا، زنا سمجھا جائے گا۔ الغرض جب آیت سے پہلے نکاح کا ذکر اور متعہ جوصرف مستی نکالنے کے لئے کیا جاتا ہے اس کی حرمت ہے تو اب استمتاع سے مستی نکالنے والا متعہ کیسے مراد ہوسکتا ہے کیونکہ بیوی کا ذکر چل رہا ہے: ﴿**فما استمتعتم به منهن فاتوهن اجورهن فريضة**﴾ یعنی جب بیویوں کوتم قید میں لا چکے ہو پھر جن کوتم کام میں لائے ان (منکوحہ) عورتوں میں سے تو ان کو ان کے حق (مہر) جومقرر ہوئے ہیں۔ یعنی نکاح کے بعد جب ایک دفعہ ہی وطی یا خلوت صحیحہ ہوگئی تو اب اس بیوی کا مہر پورا لازم ہوگیا۔ پھر اس حق مہر کی بات پوری کر کے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اور جو کوئی تم میں نہ رکھے مقدور کہ نکاح میں لائے بیبیاں مسلمان تو نکاح کرلے ان سے جو تمہارے ہاتھ کا مال ہیں جو تمہاری آپس کی لونڈیاں ہیں مسلمان۔'' یعنی جس کو اس بات کا مقدور نہ ہو کہ آزاد عورت سے نکاح کر سکے اور اس کے مہر اور نفقہ کا تحمل کر سکے تو بہتر ہے کہ ایسا شخص آپس میں کسی کی مسلمان لونڈی سے نکاح کرلے کہ اس کا مہر کم ہوتا ہے اور نفقہ میں بھی یہ سہولت ہے کہ مالک نے اگر اس کو اپنے یہاں رکھا جیسا کہ اکثر ہوتا ہے تو زوج اس کے نفقہ سے فارغ البال رہے گا اور اگر زوج کے حوالہ کر دیا تو بھی بہ نسبت حرہ کے تخفیف ضرور رہے گی۔

اس سے تو صاف معلوم ہوا کہ جو آزاد عورت کے مہر ونفقہ کی قدرت نہ رکھتا ہو اس کے لئے ایک ہی طریقہ ہے کہ مسلمان لونڈی سے نکاح کرے جس کا مہر ونفقہ کم ہے۔ اگر متعہ کی بھی گنجائش ہوتی تو اس طرف رہنمائی ضروری تھی جہاں سرے سے نفقہ کا بوجھ ہے ہی نہیں اور اس سے آگے ان عورتوں سے منع کیا جوصرف مستی نکالنے والی اور چھپی یاریاں کرنے والی ہیں اور سب جانتے ہیں کہ متعہ والی عورت صرف مستی نکالنے

والی اور چھپی یاریاں کرنے والی ہوتی ہے۔ جب آیت کے سیاق میں بھی متعہ کی حرمت ہے اور سباق میں بھی تو درمیان سے ایک ٹکڑا کاٹ کر سیاق و سباق کے خلاف متعہ کا جواز نکالنا کلام الٰہی کی تحریف ہے۔ ﴿یحرفون الکلم عن مواضعہ﴾ یہود کی عادت تھی۔ اس عادت کی مشق یہ لوگ کر رہے ہیں۔ جب قرآن پاک کی اس آیت سے یہ مسئلہ ثابت نہیں ہوتا بلکہ اس کے سیاق و سباق سے متعہ کی حرمت واضح ہوتی ہے تو متواتر قرآن کو چھوڑ کر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ایک شاذ قرأت کا سہارا لے کر متعہ کی خرمستیوں کا جواز نکالا جاتا ہے۔ حالانکہ امام نوویؒ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں: **وقراءة ابن مسعود هذه شاذة لا يحتج بها قرآنا ولا خبرا.** (نووی ص ۴۵۰/ج ۱) یعنی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی یہ قرأت (جس میں لاجل مسمّٰی ہے) شاذ ہے۔ نہ اس سے بحیثیت قرآن دلیل لی جاسکتی ہے نہ بحیثیت حدیث۔ کیونکہ نہ شاذ قرأت بمقابلہ متواتر مقبول ہے نہ ہی شاذ حدیث بمقابلہ قران و اجماع امت۔

حرمت متعہ کے دلائل:

قال محمد اخبرنا ابو حنيفة عن حماد عن ابراهيم عن ابن مسعودؓ في متعة النساء قال انما رخصت لا صحاب محمد ﷺ في غزاة لهم شكوا فيها العزوبة ثم نسختها آية النكاح والميراث والصداق. (کتاب الآثار ص ۲۶۳) ''امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ نے ہمیں خبر دی حماد سے اور انہوں نے ابراہیم نخعی سے اور انہوں نے ابن مسعودؓ سے کہ عورتوں سے متعہ کی رخصت صحابہ کے لئے ایک غزوہ میں ملی جس میں انہوں نے مجرد ہونے کی

شکایت کی تو آیت نکاح آیت میراث اور آیت صداق نے اس کو منسوخ کر دیا۔'' اس سے تو معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ قرآن پاک کی تین آیات سے متعہ کو منسوخ مانتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ متعہ سے نکاح کے مقاصد برباد ہوتے ہیں کیونکہ نکاح کا مقصد حفاظت نفس کے ساتھ حفاظت نسب و حفاظت نسل بھی ہے۔ جب کوئی شخص محلّہ محلّہ، بستی بستی، ملک ملک متعہ کرتا پھرے گا تو ظاہر ہے کہ اول تو اسے پتہ ہی نہ چلے گا کہ اس کے نطفہ کے گل بوٹے کہاں کہاں کھلے؟ پتہ چل بھی جائے تو سب کو اپنی زیر تربیت رکھ کر ان کی حفاظت کیسے کرے گا؟ لا محالہ ایسے بچے آوارہ گردوں کی طرح پلیں بڑھیں گے جو معاشرہ کے لئے مستقل ناسور ہوں گے اور ان میں یقیناً لڑکیاں بھی ہوں گی تو اور بھی مصیبت کہ ان کے لئے ہم قوم، ہم نسل اور ہم کفو شوہر ملنا تصور میں بھی نہیں آسکتا۔ نکاح میں اولاد کی تربیت کی ذمہ داری تھی، متعہ میں اولاد کی تباہی و بربادی ہے۔ پھر متعہ کی صورت میں خود نکاح بھی تو خراب ہوں گے۔ ایک آدمی سفر میں گیا، ہر جگہ متعہ کرتا گیا۔ پندرہ بیس سال بعد وہ لڑکیاں جوان ہو چکی ہیں جو اس کے نطفہ سے پیدا ہوئیں لیکن کس کو یاد ہے کہ یہ کون ہے، اس کا بیٹا جا کر نکاح کرے، خود باپ ہی متعہ کے وسیلے سے اس سے جا ٹکرائے، اب باپ کی بیٹی سے، بھائی کی بہن سے، چچا کی بھتیجی سے، ماموں کی بھانجی سے مڈبھیڑ ہو رہی ہے۔ محرمات کی حرمتیں پامال ہو رہی ہیں، نکاح برباد ہو رہے ہیں۔ یہ ہیں متعہ کے شگوفے۔ اسی لئے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ آیت نکاح سے متعہ کو منسوخ مان رہے ہیں۔ عورت کا مہر بھی اس کی شرافت کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ متعہ نے اس کا بھی ستیاناس کر دیا اور میراث کا مسئلہ ہی ناقابل عمل ہو گیا کیونکہ متعہ کی اولاد نہ وارث بن سکے گی نہ مورث۔ اس کو معلوم ہی نہیں اس کے

باپ بھائی کون کون ہیں اور کہاں کہاں ہیں اور جب تک تمام ورثاء کی تعداد کا پتہ نہ چلے تو میراث کیسے تقسیم ہو سکتی ہے، اسی طرح ان وارثوں کی جنس کا حال معلوم نہیں کہ کون عورت ہے، کون مرد اور وہ کتنے ہیں، جب تک یہ تفصیل معلوم نہ ہو تو میراث کیسے تقسیم ہوگی؟ اس لئے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس ارشاد میں متعہ کو نکاح، صداق اور میراث کا برباد کرنے والا قرار دے کر حرمت متعہ پر ایسی دلیل قائم فرمائی کہ سب کے سب بنون متعہ اور بناتِ متعہ مل کر بھی اس کا جواب نہیں دے سکتے اور حیرانی ہے کہ اس کے بعد بھی شیعہ دھوکہ دیتے ہیں کہ معاذ اللہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جوازِ متعہ میں ان کے ہم نوا ہیں۔

متعہ وطن میں یا سفر میں:

انسان وطن میں رہتے ہوئے نکاح بھی کرتا ہے اور بوقت ضرورت ملک یمین سے بھی تعلق رکھتا ہے، لیکن کسی صحابی سے ابتداء اسلام میں بھی ثابت نہیں کہ کسی نے وطن میں رہتے ہوئے متعہ کیا ہو۔ حالانکہ مکہ و مدینہ میں حالت قیام میں ابتداء اسلام میں شراب پینا ثابت ہے۔

قال الإمام أبو جعفر الطحاوی کل هؤلاء الذین رووا عن النبی صلی الله علیه وسلم اطلاقها اخبروا أنها کانت فی سفر وأن النهی لحقها فی ذالک السفر بعد ذالک فمنع منها ولیس احد منهم یخبر انها کانت فی حضر. (تفسیر قرطبی ص۱۳۱/ج۵) ”امام ابو جعفر طحاوی (۳۲۱ھ) فرماتے ہیں کہ جتنے لوگوں نے بھی متعہ کی رخصت کا بیان کیا ہے سب نے بالاتفاق یہی بیان کیا ہے کہ

یہ وقتی رخصت فقط حالت سفر میں پیش آئی ہے اور پھر یہ بھی بیان کیا کہ اسی سفر میں رخصت کے بعد متصل فوراً ہی متعہ کی ممانعت کا اعلان ہوا اور ایک راوی بھی ایسا نہیں کہ جو یہ بیان کرتا ہو کہ متعہ کا واقعہ حضر میں پیش آیا ہو۔''

اسی طرح امام حازمی (۵۸۴ھ) بھی بحث متعہ کے ضمن میں فرماتے ہیں:

وإنما كان ذالك في اسفارهم ولم يبلغنا أن النبي ﷺ أباحه لهم وهم في بيوتهم ۔ (کتاب الاعتبار ص ۱۷۸) ''متعہ کا جو واقعہ بھی ہوا وہ جز ایں نیست کہ سفر میں ہوا اور ہم کو کسی ایک راوی سے یہ خبر نہیں پہنچی کہ آنحضرت ﷺ نے گھر اور وطن میں رہنے کی حالت میں بھی متعہ کی اجازت دی ہو یعنی ایسا کبھی نہیں ہوا کہ وطن میں رہ کر کسی نے متعہ کیا ہو۔''

حرمت متعہ کا بار بار اعلان:

متعہ کی حرمت کی تاکید کے لئے اس کا بار بار اعلان کیا گیا۔ محمد قال أخبرنا أبو حنيفه قال حدّثنا نافع عن ابن عمر رضى الله عنهما قال نهى رسول الله ﷺ عام غزوة خيبر عن لحوم الحمر الأهلية وعن متعة النساء وما كنا مسافحين ۔ (کتاب الآثار ص ۲۶۳) ''حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے غزوہ خیبر کے سال گھریلو گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا اور عورتوں سے متعہ کرنے سے منع فرمایا، حالانکہ ہم مستی نکالنے والے نہیں تھے۔ غزوہ خیبر محرم ۷ھ میں واقع ہوا۔''

حضرت علیؓ:

امام بخاریؒ اپنی صحیح بخاری میں باب باندھتے ہیں: نهى رسول الله ﷺ عن نكاح المتعة أخيرًا۔ آخر میں نبی ﷺ نے نکاح متعہ یعنی نکاح موقت سے منع فرمادیا۔ چنانچہ امام محمد بن حنفیہ سے روایت لائے ہیں: أن عليا قال لابن العباس أن النبي ﷺ نهى عن المتعة وعن لحوم الحمر الأهلية زمن خيبر. (بخاری ص ۷٦٧/ ج ۲) حضرت علیؓ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے فرمایا کہ نبی ﷺ نے متعہ اور گھریلو گدھوں کے گوشت سے زمانہ خیبر میں منع فرمایا تھا۔'' اس کے بعد امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے وضاحت فرمادی کہ نبی ﷺ نے متعہ کو منسوخ فرمایا۔ (بخاری ص ۷٦٧/ ج ۲)

پہلی روایت سے معلوم ہوا کہ خیبر میں متعہ کا کوئی واقعہ نہیں ہوا، البتہ خیبر میں مال غنیمت بکثرت ہاتھ آیا اور بہت سی لونڈیاں ہاتھ آئیں تو احتمال وقوع متعہ کا تھا، اس لئے وقوع سے قبل ہی حرمت کا اعلان کروادیا۔

عن علي أبي طالب كرم الله وجهه قال نهى رسول الله ﷺ عن المتعة قال وإنما كانت لمن لم يجد فلما أنزل النكاح والطلاق والعدة والميراث بين الزوج والمرأة نسخت. (کتاب الاعتبار ص ۱۳۹) ''حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اقدس ﷺ نے عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے سے منع فرمادیا۔ یہ تو اس وقت تھا جب مقدرت نہ تھی۔ جب میاں بیوی کے درمیان نکاح، طلاق، عدت، میراث کی وضاحت ہوگئی تو متعہ منسوخ قرار دے دیا گیا۔'' ان احادیث سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ متعہ کو منسوخ مانتے تھے لیکن

متعہ کے شیدائی اپنی مستی کے جوش میں نہ علیؓ کی سنتے ہیں نہ نبی ﷺ کی اور نہ ہی خداوند قدوس کی۔

عن ثعلبة بن الحكم أن النبی ﷺ نهی يوم خيبر عن المتعة رواه الطبرانی فی الأوسط ۔ (مجمع الزوائد ص ۲۶۵ / ج ۴) ''حضرت ثعلبہ بن الحکم سے روایت ہے کہ نبی اقدس ﷺ نے خیبر کے دن متعہ سے منع فرمایا۔ روایت کیا اس کو طبرانی نے اوسط میں۔''

عن ربيع بن سبرة الجهنی عن ابيه أن رسول الله ﷺ نهیٰ عن المتعة وقال الأانها حرام من يومكم هٰذا إلٰی يوم القيامة ۔ (صحیح مسلم ص ۴۵۲ / ج ۱) ''حضرت ربیع بن سبرہؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے متعہ سے منع فرمایا اور فرمایا: خبردار متعہ آج کے دن سے قیامت تک کے لئے حرام ہے۔'' یہ اعلان آپ ﷺ نے فتح مکہ کے دن رمضان ۸ھ میں باب کعبۃ اللہ اور رکن یمانی کے درمیان کھڑے ہو کر فرمایا۔ (صحیح مسلم ص ۴۵۱ / ج ۲) اور چونکہ اسی سال یکے بعد دیگرے غزوہ حنین اور غزوہ اوطاس پیش آئے، تو بعض راویوں نے ان دونوں کا بھی ذکر کر دیا اور یہ بھی ممکن ہے کہ بار بار حرمت کا تاکیدی اعلان فرمایا ہو۔

غزوہ تبوک رجب ۹ھ کے بارے میں حضرت أبوہریرہؓ اور حضرت جابرؓ سے احادیث مروی ہیں کہ آپ ﷺ نے خیموں کے پاس کچھ عورتوں کو دیکھا، پوچھا: یہ کون عورتیں ہیں؟ ہم نے عرض کیا ہم نے ان سے متعہ کیا تھا (کبھی پہلے) قال فغضب رسول الله ﷺ حتٰی احمرت و جنتاه وتغير لونه واشتد غضبه وقام فينا خطيباً فحمدالله واثنی عليه ثم نهی عن المتعة ۔ (کتاب الاعتبار ص ۱۴۰) پس

آنحضرت ﷺ غصہ میں آ گئے یہاں تک کہ آپ ؐ کے رخسار مبارک سرخ ہو گئے اور غصہ سے آپ ﷺ کا رنگ مبارک متغیر ہو گیا اور غصہ میں بہت شدت آ گئی تو آپ ﷺ خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد متعہ سے منع فرمایا اور بعض روایات میں ہے کہ آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر بھی متعہ کی حرمت کا اعلان فرمایا۔ گویا ۷ھ سے ۱۰ھ تک ہر سال آپ ﷺ بار بار متعہ کی حرمت کا اعلان فرماتے رہے۔ بعض راویوں کو تحریم متعہ کے اس بار بار اعلان سے یہ گمان ہو گیا کہ متعہ دو یا تین مرتبہ حلال کیا گیا اور دو تین مرتبہ حرام کیا گیا، حالانکہ دوبارہ اور سہ بارہ کوئی جدید تحریم نہ تھی بلکہ تحریم قدیم اور نہی سابق کا اعادہ اور تاکید تھی کیونکہ لوگ نئے نئے مسلمان ہوتے تھے اس کی حرمت کو بار بار یاد دلایا جاتا تھا۔

بعد ازاں حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں اسلام خوب پھیلا۔ بہت سے لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوئے جو متعہ کی حرمت سے ناواقف تھے اور بعض کی ناواقفیت کی وجہ سے جن کو تحریم متعہ کی خبر نہ پہنچی تھی اس فعل کا ارتکاب کر بیٹھے۔ تو حضرت فاروق اعظمؓ کو جب یہ خبر پہنچی تو سخت ناراض ہوئے اور منبر پر چڑھے اور خطبہ دیا اور متعہ کی حرمت کا اعلان فرمایا تاکہ اس کی حرمت میں کوئی شبہ نہ رہے، اور فرمایا کہ میرے اس اعلان کے بعد اگر کوئی متعہ کرے گا تو میں اس پر زنا کی حد جاری کروں گا۔ اس وقت سے متعہ بالکل موقوف ہو گیا اور اسی پر تمام صحابہؓ کا اجماع ہو گیا۔

چنانچہ علامہ حازمیؒ (۵۸۴ھ) فرماتے ہیں: فلم یبق الیوم فی ذالک خلاف بین فقهاء الأمصار وأئمة الأمة إلا شيئاً ذهب إليه بعض الشيعة. (كتاب الإعتبار في الناسخ والمنسوخ من الآثار "اب تمام شہروں

کے فقہاء اور امت کے اماموں میں متعہ حرام ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے سوائے چند شیعہ کے۔"

حکایت:

جاء عبد الله بن عمير الليثي إلى أبي جعفر فقال له ما تقول في متعة النساء فقال: أحل الله في كتابه وعلى لسان نبيه فهي حلال إلى يوم القيامة فقال: ياأبا جعفر مثلك يقول هذا. وقد حرمها عمر ونهى عنه فقال وإن كان فعل فقال أعيذك بالله من ذالك أن تحل شيئاً حرمه عمر قال فقال له فأنت على قول صاحبك وأنا على قول رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فهلم الاعنك فان القول ماقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وأن الباطل ماقال صاحبك قال فأقبل عبدالله بن عمير فقال ايسرك أن نساءك وبناتك وأخواتك وبنات عمك يفعلن فاعرض عنه أبو جعفر حين ذكر نساءه وبنات عمه (فروع کافی ص۱۹۰/ ج ۲)

"عبداللہ بن عمیر لیثی امام باقر کے پاس آیا اور پوچھا کہ آپ متعہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اللہ نے اپنی کتاب میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان سے عورتوں سے متعہ کرنے کو حلال کیا ہے اور یہ قیامت تک حلال ہے۔ اس نے کہا: حضرت آپ ایسا فرماتے ہیں جب کہ حضرت عمر نے متعہ کو حرام فرمایا اور منع کیا۔ فرمایا اگر چہ اس نے ایسا کیا۔ اس نے کہا: میں تجھے اللہ کی پناہ دیتا ہوں کہ تو اس چیز کو حلال کہے جسے عمر نے حرام کیا ہے۔ امام نے فرمایا تو اپنے ساتھی کے قول پر ہے اور میں رسول اللہؐ کے قول پر ہوں۔ آؤ مباہلہ کریں، بے شک بات وہی ہے جو رسول اللہ

ﷺ نے فرمائی اور عمر کا قول باطل ہے۔ تو عبداللہ بن عمیر امام کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: کیا آپ کو پسند ہے کہ آپ کی عورتیں، بیٹیاں، بہنیں، پھوپھیاں یہ فعل کریں؟ تو امام باقر نے اس سے منہ پھیر لیا جب اس نے آپ کی عورتوں اور پھوپھیوں کا ذکر کیا۔"

ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ یہ قصہ یار لوگوں کی بناوٹ ہے اور محض غلط ہے۔ اگر امام باقرؒ معاذ اللہ متعہ کے اتنے ہی قائل ہوتے کہ اس کو سنت رسول ﷺ اور قیامت تک جائز سمجھتے تو پھر عورتوں کا ذکر آ جانے پر کیوں خفگی آ جاتی کہ ایسے خاموش ہوئے کہ کوئی جواب نہ بن پڑا۔ یہ عجیب بات ہے کہ جس فعل کا اتنا بڑا ثواب ہو وہ مردوں کے لئے قیامت تک حلال ہو اور باعث ثواب ہو اور عورتوں کے باعث شرم وعار ہو۔ کوئی حکم اسلام میں ایسا نہیں کہ مرد کے لئے مباح اور عورت کے لئے حرام ہو۔ اس سے ثابت ہوا کہ متعہ مرد وعورت کے لئے یکساں حرام ہے۔ نہ عقل اسے درست مانتی ہے اور نہ نقل سے اسکا ثبوت ہے۔ بہر حال امام باقرؒ ایسے لاجواب ہوئے کہ اس کا اثر ان کے صاحبزادہ پر بھی رہا۔ چنانچہ مفضل روایت کرتے ہیں کہ" میں نے امام جعفر صادق سے سنا، وہ فرماتے تھے، متعہ چھوڑ دو۔ کیا تمہیں شرم نہیں آتی کہ کسی عورت کی شرمگاہ دیکھو اور اس کا ذکر اپنے بھائیوں اور احباب سے جا کر کرو۔" (فروع کافی ص۱۹۲/ ج ۲) اور امام ابوالحسن نے اپنے بعض خدام کو لکھا کہ متعہ پر اصرار نہ کرو صرف سنت بجالاؤ اور اس میں مصروف مت ہو جاؤ تاکہ تم اپنی منکوحہ عورتوں اور کنیزوں سے ہٹ جاؤ اور وہ معطل رہیں، اور وہ ہمارا گریبان پکڑ لیں اور ہم پر لعنت برسائیں (کیونکہ ہم نے متعہ کا حکم دے کر ان پاک بازوں کے حقوق تلف کرائے)۔"

(فروع کافی ص۱۹۲/ ج ۲)

فطرت سلیمہ:

آپ نے پڑھا کہ حضرت باقرؒ اپنی عورتوں کے بارے میں متعہ کا ذکر آتے ہی خاموش ہو گئے۔ امام جعفر صادقؒ بھی تسلیم فرماتے ہیں کہ متعہ بے شرمی اور بے حیائی ہے۔ اور حدیث پاک میں ہے: الحياء شعبة من الإيمان۔ ''حیاء ایمان کا ایک شعبہ ہے۔'' امام ابوالحسن بھی اپنا تجربہ یہی بتاتے ہیں کہ متعہ باز اپنی بیویوں کے حقوق تلف کرتے ہیں اور وہ بیچاری تنگ آمد بجنگ آمد کے ماتحت شیعہ مفتیان کرام کا گریبان پکڑتی اور ان پر لعن طعن کرتی ہیں۔ آج بھی آپ تجربہ کر کے دیکھ لیں کہ ہر شریف الطبع سلیم الفطرت باغیرت انسان اپنی بیٹی اور بہن کے نکاح کے اعلان کو فخر سمجھتا ہے اور غایت مسرت اور انبساط کے ساتھ ولیمہ نکاح پر اقارب اور احباب کو مدعو کرتا ہے بخلاف متعہ کے کہ اس کو چھپاتا ہے اور اپنی بیٹی، بہن اور ماں کی طرف متعہ کی نسبت کرنے سے عار محسوس کرتا ہے۔ آج تک کسی ادنیٰ غیرت مند بلکہ کسی بے غیرت کے متعلق بھی یہ نہیں سنا گیا کہ اس نے کسی مجلس میں بطور فخر یا بطور ذکر ہی یہ کہا ہو کہ میری بیٹی بہن اور میری ماں نے اتنی دفعہ متعہ کرایا۔ نیز تمام عقلاء نکاح پر مرد عورت کو اور اس کے والدین کو مبارک باد دیتے ہیں مگر متعہ پر کہیں مبارکباد دیتے نہیں سنا گیا۔ النجم رسالہ میں ایک واقعہ پڑھا کہ لکھنؤ میں ایک شیعہ لڑکی کی شادی تھی۔ بارات آئی بہت تکلف کیا گیا۔ نکاح پڑھا گیا۔ کھانے پینے سے فارغ ہوئے، بارات والوں نے کہا کہ دلہن کو جلد تیار کردیں تاکہ ہم جلد گھر پہنچ جائیں۔ کئی بار یہ کہا مگر وہاں کوئی تیاری نظر نہ آتی تھی۔ آخر بار بار کے اصرار پر دلہن کے والدین نے بارات والوں سے معذرت کی کہ آپ حضرات آج واپس تشریف لے جائیں کیونکہ دلہن متعہ کے مقدس حمل سے حاملہ

ہے جب وضع حمل ہو جائے پھر آ کر لے جانا۔ یہ سنتے ہی بارات پر تو سناٹا چھا گیا اور دولہا میاں کے تو تن بدن کو آگ لگ گئی۔ اس نے کہا کہ اب اس کو متعہ ہی کے لئے رکھو، وہ نکاح کے قابل ہی نہیں رہی۔ ایک دو ساتھیوں نے کہا: اتنا غصہ تو نہیں چاہئے، آخر متعہ بھی تو سنت رسول ﷺ ہے۔ دولہا میاں نے کہا: میں ایسے مذہب پر لعنت بھیجتا ہوں جس میں معاذ اللہ رسول اللہ ﷺ کو بھی بے غیرت ثابت کیا جاتا ہے اور اس نے مذہب اہل سنت والجماعت قبول کر لیا۔ حقیقت یہی ہے کہ کسی کی غیرت یہ گوارا نہیں کرتی کہ اس کی بیٹی بہن یا ماں متعہ کراتی پھرے۔

بحث ومناظرہ:

ایک دفعہ ایک شیعہ ڈاکٹر نے متعہ پر مناظرہ طے کرلیا۔ وہ اپنے ذاکر صاحب کو لے آیا۔ اس نے کہا: میں تین دلیلیں دوں گا۔ ایک فرمان خداوندی، دوسری عمل نبوی ﷺ اور تیسری فقہ حنفی سے۔ پہلی دلیل میں اس نے قرآن کی وہی آیت پڑھی جس کی تفصیل گزر چکی ہے اور اسی طرح سیاق سباق کاٹ کر پیش کی، جیسے کسی بھوکے سے پوچھا گیا تھا کہ دو اور دو کتنے؟ اس نے کہا چار روٹیاں۔ جب میں نے بتایا کہ اس آیت کے سیاق میں متعہ کی حرمت ہے اور سباق میں بھی اور یہ تو نکاح اور مہر کا ذکر ہے تو سب لوگ سمجھ گئے کہ یہ قرآن پر جھوٹ بول رہا ہے۔ اب شیعہ صاحبان نے شور مچایا کہ اگر قرآن نے متعہ کو حرام کہا ہوتا تو رسول پاکؑ خود متعہ کیوں کرتے؟ کیا حضور ﷺ کو قرآن نہیں آتا تھا؟ یہ سن کر لوگ دم بخود ہو گئے کہ معاذ اللہ حضور ﷺ نے خود متعہ کیا۔ ہم نے پوچھا کب کیا؟ کہاں کیا؟ کس سے کیا؟ کتنی دفعہ کیا؟ اس نے کہا میں تمہاری صحاح ستہ سے دکھاؤں گا۔ چنانچہ اس نے حدیث پڑھی: تمتع رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم. (بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی) ہم نے کتابیں پیش کیں کہ ذرا نکال کر پڑھیں۔ وہ کہنے لگا کہ ذرا لکھ کر دو کہ یہ حدیث ان کتابوں میں نہیں ہے اور اگر ہم نے دکھادی تو تمہیں شیعہ ہونا پڑے گا۔ ہم نے لکھا کہ آنحضرت ﷺ نے کسی عورت سے کبھی متعہ نہیں کیا، نہ ہی صحاح ستہ میں کوئی ایسی حدیث ہے۔ اگر کوئی صاحب دکھادیں تو ہم ان کی ہر بات مان لیں گے۔ آخر میں نے کہا بھئی یہ حدیث نکال کر نہیں دکھائیں گے، ہاں پورے علاقے میں شور مچائیں گے کہ ہم صحاح ستہ کی حدیث سنا آئے ہیں۔ میں نے بخاری، مسلم، ترمذی سے کھول کر دکھایا کہ یہ حدیث کتاب الحج میں ہے اور ابوداؤد اور نسائی میں کتاب المناسک میں ہے۔ خود قرآن پاک میں ہے: ﴿فمن تمتع بالعمرة إلى الحج فما استيسر من الهدى﴾ (۲،۱۹۶) ''اور جو کوئی فائدہ اٹھائے عمرہ کو ملا کر حج کے ساتھ تو اس پر ہے جو کچھ میسر ہو قربانی سے۔'' تو یہ تمتع حج کی ایک قسم ہے۔ آپ ﷺ نے حج تمتع فرمایا تھا نہ کہ کسی عورت کے ساتھ معاذاللہ متعہ کیا تھا۔ اس پر تو ہر طرف سے لعنت، لعنت، جھوٹے جھوٹے۔ دیکھو متعہ کی محبت میں نبی پاک ﷺ پر بھی جھوٹ بولنے سے نہیں شرمائے۔ میں نے کہا لوگو! متعہ کے شیدائی نے متعہ کے شوق میں خداوند قدوس پر جھوٹ بولا، رحمۃ اللعالمین ﷺ پر جھوٹ بولا، اب یہ فقہ حنفی پر بھی جھوٹ بولے گا۔ اب وہ تو جان چھڑا رہا تھا، مگر ہمارے ساتھیوں نے کہا کہ حوالہ بتاؤ۔ اس نے کہا میں حوالہ صرف بتاؤں گا، دکھاؤں گا نہیں۔ ہم نے کہا چلو بتا ہی دو۔ اس نے کہا کہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہدایہ میں لکھا ہے کہ متعہ واجب ہے۔ میں نے ہدایہ شریف کھولی اور سب کو مسئلہ دکھایا کہ یہاں لکھا ہے کہ کسی عورت سے نکاح ہوا لیکن مہر مقرر نہیں تھا اور رخصتی سے قبل اس کو

طلاق ہوگئی تو اس عورت کو ایک جوڑا کپڑوں کا دینا واجب ہے۔ اس جوڑے کو متعہ کہتے ہیں۔ قرآن پاک میں ہے: ﴿فمتعوهن﴾ اس کا اس متعہ سے کیا تعلق؟ بس اب کیا تھا؟ یہ جاوہ جا۔ انہوں نے اپنی خیر اسی میں سمجھی۔ اہل حق ان کے دھوکوں سے اچھی طرح آگاہ ہوگئے اور ان کے پلے ذلت اور رسوائی کے سوا کچھ نہ رہا۔ ﴿جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقاً﴾ کا نظارہ لوگوں نے آنکھوں سے کرلیا۔

آخری سہارا:

چند روز بعد وہی ڈاکٹر صاحب آئے۔ کہنے لگے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ تو جوازِ متعہ کے قائل تھے۔ میں نے کہا حضرت عبداللہ بن عباسؓ پیدائش ہجرت سے ایک یا دو سال پہلے کی ہے اور آٹھ یا نو سال کی عمر تک وہ اپنے والدین کے ساتھ مکہ مکرمہ میں ہی رہے۔ فتح مکہ کے بعد ۸ھ میں جب حضرت عباسؓ نے مع اہل وعیال ہجرت فرمائی تو ابن عباسؓ اپنے والد محترم کے ساتھ مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے اور غزوہ خیبر (جس میں حرمت متعہ کا اعلان ہوا تھا وہ آپ کے مدینہ آنے) سے پہلے ہو چکا تھا، اس لئے انہوں نے متعہ کے بارے میں خود حضور ﷺ سے کچھ نہیں سنا، دوسرے صحابہؓ سے سنا اور قرآن پڑھا۔ ترمذی شریف میں ہے: عن ابن عباس رضی الله عنه قال إنما كانت المتعة فی أول الإسلام كان الرجل يقدم البلدة ليس له بها معر فة فيتزوج المرأة بقدر مايرى أنه يقيم فتحفظ له متاعاً وتصلح له شيئه حتى إذا نزلت الأية ﴿إلا على أزواجهم أو ماملكت أيما نهم﴾ قال ابن عباس فكل فرج سواهما حرام. (ص ۲۱۳/ ج۱) ''حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ متعہ شروع اسلام میں تھا۔ کوئی آدمی ایسے شہر میں جاتا جہاں کوئی واقفیت نہ ہوتی تو وہ

عورت سے متعہ کر لیتا، وہ اس کے سامان کی بھی حفاظت کرتی، اس کی ضروریات بھی تیار کرتی۔ پھر جب یہ آیت نازل ہوئی کہ بیوی یا باندی کے علاوہ زیادتی ہے تو ابن عباسؓ نے فرمایا: ان دونوں کے علاوہ سب فرج حرام ہیں۔'' تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ تو قرآنی حکم کے موافق متعہ کو حرام فرماتے تھے۔ البتہ وہ یہ قیاس کرتے تھے کہ جس طرح قرآنی فیصلہ کے مطابق مردار حرام ہے، خنزیر کا گوشت حرام ہے مگر جان بچانے کے لئے بوقت اضطرار بوقت ضرورت بقدر ضرورت ان کا استعمال مباح ہے، اسی طرح متعہ بھی مردار اور خنزیر کی طرح حرام ہے، مگر حالتِ اضطرار میں مباح ہے۔ اس پر بھی حضرت علیؓ ان کے خلاف تھے یہاں تک کہ رجل تائہ تک فرمایا اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے تو بہت ہی سخت جملے ارشاد فرمائے جو صحیح مسلم میں ہیں۔ چنانچہ ان کے اس قیاس کو کسی صحابی نے نہ مانا اور حافظ ابن حجرؒ نے تو فرمایا کہ بعد میں انہوں نے اس قیاس سے رجوع فرمالیا تھا۔ امام حازمی لکھتے ہیں:

قال الخطابی فهذا یبین لک انه سلک فیه مذهب القیاس وشبهه بالمضطر إلی الطعام الذیی به قوام الأنفس وبعد مه یکون التلف وانما هذا من باب غلبة الشهو ة ومصاهر تها ممکنة وقد تحسر مادتها بالصوم والعلاج ولیس أحد هما فیی حکم الضرورة کالأخر والله أعلم. (کتاب الاعتبار ص ۱۴۱)

''خطابی نے کہا کہ اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ وہ (حضرت ابن عباسؓ) اس مسئلہ میں قیاس پر چلے ہیں اور اس کو مضطر إلی الطعام کے ساتھ تشبیہ دی ہے، حالانکہ طعام بقائے حیات کا ذریعہ ہے اور اس کے بغیر موت واقع ہوجاتی ہے مگر یہ

مسئلہ غلبہ شہوت سے متعلق ہے جس پر صبر بھی ممکن ہے اور اس غلبہ شہوت کے مادہ کو روزہ اور علاج سے توڑا بھی جاسکتا ہے، اس لئے ان دونوں مسئلوں میں فارق موجود ہے۔ ایک کو دوسرے پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔''

خلاصہ یہ ہے کہ روافض میں رائج الوقت متعہ خالص زنا ہے۔ اس کی کسی دین اور کسی زمانہ میں اجازت نہیں رہی۔ یہ پوچھنا کہ متعہ کیوں جائز نہیں؟ جب کہ آج کل کے دور میں جائز ہونا چاہئے، ایسا ہی ہے جیسے کوئی پوچھے کہ زنا کیوں جائز نہیں؟ جب کہ آج کل دور میں جائز ہونا چاہئے۔ حالانکہ خدائے بصیر نے زنا ومتعہ کو حرام فرمایا ہے۔

فقط واللہ اعلم

محمد امین صفدر اوکاڑویؒ

۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۸ھ

واضح رہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے بعد میں مضطر کے لئے بھی اس کے جواز سے رجوع کرلیا تھا۔ چنانچہ ابن جریج فرماتے ہیں: وأما ما يحكى فيها عن ابن عباس فانه كان يتأول أباحتها للمضطر إليها بطول الغربة وقلة اليسار والجدة ثم توقف وامسک عن الفتوی بها۔ (نصب الرایہ ص۱۸۱/ ج۳)

''حضرت ابن عباسؓ سے جو جواز متعہ کا قول منقول ہے وہ بھی مضطر کے لئے ہے اور بعد میں انہوں نے اس سے بھی رجوع کرلیا تھا اور اس کو جائز کہنے سے رک گئے تھے۔

الجواب صحیح

احقر محمد انور عفی اللہ عنہ

مقدمہ انجیل برنباس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انجیل کے معنی خوشخبری کے ہیں۔ اہل اسلام کے نزدیک انجیل اس وحی الٰہی کا نام ہے جو خالق کائنات کی طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ و آتیناہ الانجیل۔ یعنی ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل دی۔ اور عیسائی ہر اس کتاب کو انجیل کہتے ہیں جس میں مسیح علیہ السلام کے سوانح عمری مذکور ہوں۔ چنانچہ لوقا اپنی انجیل کے دیباچہ میں لکھتا ہے: "چونکہ بہت ساروں نے اس پر کمر باندھی ہے کہ جو باتیں ہمارے درمیان واقع ہوئیں ان کو ترتیب وار بیان کریں۔ جیسا کہ انہوں نے جو شروع سے خود دیکھنے والے اور کلام کے خادم تھے ان کو ہم تک پہنچایا۔ اس لئے اے معزز تھیفلس میں نے بھی مناسب جانا کہ سب باتوں کا سلسلہ شروع سے ٹھیک ٹھیک دریافت کرکے ان کو تیرے لئے ترتیب سے لکھوں۔" (لوقا ۱:۱-۳)

مقدس لوقا کے اس بیان سے معلوم ہوا کہ بہت سے لوگوں نے انجیلیں لکھی تھیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جس قدر انجیلیں لکھی گئیں وہ ادھر ادھر سے سنی سنائی باتوں کو جمع کیا گیا ہے۔ آج کل عیسائی جو دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ انجیلیں روح القدس کے الہام سے لکھی گئی ہیں، یہ دعویٰ غلط ہے۔ عیسائیوں سے ہمارا پہلا سوال اس بارہ میں یہی ہے کہ وہ جرات اور ہمت کرکے چاروں مروجہ انجیلوں سے ایک ایک آیت ایسی نکال کر پیش کریں جس میں ان کے مصنفین نے یہ دعویٰ کیا ہو کہ ہم نے ان کتابوں کو روح القدس کی تائید سے لکھا ہے۔ جب ان انجیلوں کے مصنفوں نے کبھی

ایسا دعویٰ نہیں کیا، بلکہ لوقا نے سب کے متعلق یہ شہادت دی ہے کہ یہ انجیلیں سنی سنائی بے سند باتیں ہیں، تو عیسائیوں کا یہ دعویٰ بے دلیل بلکہ خلاف دلیل ہے۔ میں نے ان چاروں انجیلوں (متی، مرقس، لوقا، یوحنا) کے غیر الہامی ہونے کو پرزور دلائل سے اپنے رسالہ میں ثابت کیا ہے جو بفضلہ تعالیٰ انجمن نظام العلماء پاکستان کی طرف سے شائع ہو چکا ہے۔ اس مبحث کو خوب بے نقاب کیا ہے۔ اس وقت مجھے صرف مقدس برنباس کی انجیل کا تعارف کرانا ہے جو اس وقت آپ کے ہاتھ میں ہے، اور میں انشاء اللہ پوری کوشش کروں گا کہ برنباس کا تعارف غیر الہامی کتابوں کی بجائے صرف عیسائیوں کے مزعومہ الہامی صحیفوں سے کراؤں۔

انجیل کے مبلغ :

لوقا کی کتاب اعمال الرسل سے صاف پتہ چلتا ہے کہ ابتدائے مسیحیت میں انجیل کے بڑے مبلغ تین ہی تھے: (۱) مقدس پطرس، (۲) مقدس برنباس، (۳) پولوس۔ ان کے علاوہ کسی کی تبلیغی خدمت اعمال کی کتاب میں مرقوم نہیں ہے۔ اب میں عیسائیوں کے الہامی صحیفوں کی روشنی میں ان تینوں کا تعارف کرواتا ہوں تاکہ اصل بات کے سمجھنے میں سہولت ہو۔

پطرس :

اس کے متعلق خود پطرس کے شاگرد مرقس نے اپنی انجیل کے آٹھویں باب میں لکھا ہے کہ یسوع نے پطرس سے کہا اے شیطان! میرے سامنے سے دور ہو جا (انجیل مرقس ۸:۳۳) بلکہ یہ بھی فرمایا کہ تو خدا کی باتوں کا نہیں بلکہ آدمیوں کی باتوں کا خیال رکھتا ہے (مرقس ۸:۳۳) نیز پطرس نے مسیح علیہ السلام کی گرفتاری کے موقعہ پر ان کا انکار کر دیا تھا (اناجیل اربعہ) جب پطرس بقول مسیح علیہ السلام شیطان ہے اور بحوالہ انجیل مرتد ہو گیا تھا، اس لئے پولوس نے اس کو روبرو ملامت کی تھی (دیکھو گلیتوں باب ۲) تو اس کی انجیل ناقابل قبول ہوئی۔ چنانچہ پطرس کی انجیل کا تذکرہ ہی پرانی کتابوں

یں ملتا ہے، لیکن وہ آج مکمل صورت میں دنیا میں موجود نہیں ہیں۔

پولوس :

مسیحیت کے ابتدائی ایام کا دوسرا مبلغ پولوس سمجھا جاتا ہے۔ لیکن اس کی پوزیشن سخت مخدوش ہے۔ یہ شخص مسیح علیہ السلام کا سخت ترین دشمن تھا جیسا کہ خود اس کے شاگرد لوقا نے اپنی کتاب اعمال میں لکھا ہے: ''اس نے مسیح علیہ السلام کی پرزور مخالفت کی لیکن جب یہ اپنی کھلی مخالفت سے مسیحیت کو نقصان نہ پہنچا سکا تو اس نے منافقت اختیار کی اور منافقانہ طور پر دین عیسوی میں داخل ہو کر عیسویت کی جڑیں کھوکھلی کرنے لگا۔''

پولوس منافق تھا :

چنانچہ خود لکھتا ہے: ''میں یہودیوں کے لئے یہودی بنا' تاکہ یہودیوں کو کھینچ لاؤں' جو لوگ شریعت کے ماتحت ہیں ان کے لئے میں شریعت کے ماتحت ہوا تاکہ شریعت کے ماتحتوں کو کھینچ لاؤں' اگرچہ خود شریعت کے ماتحت نہ تھا' بے شرع لوگوں کے لئے بے شرع بنا' تاکہ بے شرع لوگوں کو کھینچ لاؤں...... میں سب آدمیوں کے لئے سب کچھ بنا ہوا ہوں۔'' (ا۔ کرنتھ باب ۹:۲۰-۲۳) اور پولوس کا شاگرد اقرار کرتا ہے کہ لوگوں نے پولوس کی زبان درازی دیکھ کر اس کا لقب ہرمیس رکھا تھا (اعمال ۱۴:۱۲) اور ایک جگہ خود لکھتا ہے: ''میں پولوس جو تمہارے روبرو عاجز اور پیٹھ پیچھے تم پر دلیر ہوں۔'' (۲ کرنتھ ۱۰:۱) اور اپنی بہانے خوری کا تذکرہ خود ان الفاظ میں کرتا ہے: کہ مذہب کی تبلیغ ہو خواہ بہانے سے ہو یا سچائی سے' میں اس سے خوش ہوں اور رہوں گا (فلپیوں ۱:۱۸)

اپنے مشن کو پھیلانے کے لئے وہ جھوٹ بولنا بھی جائز سمجھتا تھا' بلکہ ہر برائی کرتا تھا۔ چنانچہ لکھتا ہے: ''اگر میرے جھوٹ کے سبب سے خدا کی سچائی اس کے جلال کے واسطے زیادہ ظاہر ہوئی تو پھر کیوں گنہگار کی طرح مجھ پر حکم کیا جاتا ہے۔ ہم کیوں برائی نہ کریں کہ بھلائی پیدا ہو'' (رومیوں ۳:۷)

ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ پولوس منافق، بہانے خور، زبان دراز اور جھوٹا آدمی تھا۔ اپنی زبان درازی اور زمانہ سازی کی وجہ سے اگرچہ اس نے اپنا کچھ اعتبار جمالیا تھا لیکن جب اس نے مسیح علیہ السلام کو لعنتی کہا (دیکھو گلیتون ۱۳:۳) تو حواریوں نے قطعاً اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور وہ پہلے کی طرح پھر مردود قرار پا گیا۔

مقدس برنباس :

جس بزرگ کی انجیل اس وقت آپ کے ہاتھ میں ہے یہ مسیحیت کے ابتدائی دور کا سب سے بڑا انجیل کا مبلغ تھا۔ "رسولوں کے اعمال" جو برنباس کے مخالف لوقا نے لکھی ہے اس میں بھی جس قدر اس کی عظمت بیان کی ہے وہ کسی کی نہیں کی۔

برنباس کی شخصیت :

مقدس برنباس کا اصلی نام یوسف تھا۔ مسیح علیہ السلام کے حواریوں نے اس کا لقب برنباس رکھا۔ برنباس کے معنی ہیں نصیحت کا فرزند (اعمال ۴:۳۶) اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ رسولوں کے ہاں برنباس کی کتنی قدر و منزلت تھی۔ سب رسولوں کا متفقہ طور پر اس کو یہ اعزازی خطاب دینا صاف ظاہر کرتا ہے کہ وہ اس زمانے میں اپنی نظیر آپ تھا۔ اسی کی کوششوں سے مسیحیت نے ساری ترقی کی۔ کوئی شخص یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ اتنے بڑے معزز لقب کا مستحق اس گوہر یک دانہ کے بعد ایک بھی ہوا ہو۔

برنباس کا دوسرا معزز لقب :

مقدس برنباس کے اخلاص اور کرامات کو دیکھ کر اس زمانہ کے لوگوں نے برنباس کو ایک اور معزز خطاب بخشا جس کا ذکر اعمال ۱۴:۱۲ میں ہے۔ لوگ برنباس کو دیوتا سمجھتے تھے اور اس کے نام کی قربانیاں کرنے کو تیار ہو جاتے تھے۔ اس زمانے میں سب سے بڑا دیوتا زیوس نامی تھا، چنانچہ ان لوگوں نے برنباس کو زیوس کا معزز خطاب بھی دیا جیسا کہ اعمال کے باب ۱۴ میں مذکور ہے۔ برنباس کی معرفت بہت بڑے نشان اور عجیب کام ظاہر

ہوئے (دیکھو اعمال ۱۵:۲۵)

برنباس کی عظمت :

مقدس برنباس کی عظمت پر اس کا دشمن مصنف لوقا بھی پردہ نہ ڈال سکا۔ چنانچہ لکھتا ہے: "وہ نیک مرد اور ایمان اور روح القدس سے معمور تھا۔" (اعمال ۱۱:۲۴)

معلم مسیحیت :

معلم مسیحیت عیسائیوں کی سب سے پرانی کلیسیا انطاکیہ میں تھی۔ یہ مسیحیت کا مرکزی دار التبلیغ تھا اور کوئی شخص اس قابل نہ تھا کہ اس کا معلم بنے، بلکہ اس کا معلم برنباس تھا (دیکھو اعمال ۱۳:۱) اور جس طرح مسیحی مذہب کا مرکز انطاکیہ تھا اسی طرح سب سے پہلے مسیحی لقب کی ابتداء بھی انطاکیہ ہی کی کلیسیا سے ہوئی۔ چنانچہ لوقا نے لکھا ہے کہ "شاگرد پہلے انطاکیہ میں ہی مسیحی کہلائے۔" (اعمال ۱۱:۲۶)

برنباس کو روح القدس کا مخصوص کرنا :

جب وہ عبادت کر رہے تھے تو روح القدس نے کہا: میرے لئے برنباس اور ساؤل کو مخصوص کردو جس کے واسطے میں نے ان کو بلایا ہے .... پس وہ روح القدس کے بھیجے ہوئے سلوکیہ کو گئے الخ (اعمال ۱۳:۲-۵) اللہ اللہ کتنی بڑی عظمت ہے کہ رسولوں کی موجودگی میں برنباس کو مخصوص کیا جائے۔

برنباس کی انجیل ہی اصلی انجیل ہے :

آپ نے پڑھ لیا کہ: برنباس ہی وہ شخص ہے جس کو رسولوں نے متفقہ طور پر برنباس کا معزز لقب دیا۔ برنباس ہی وہ شخص ہے جس کو لوگوں نے اپنے سب سے بڑے دیوتا کے نام کا لقب دیا اور اس کو زیوس کہا اور اس کے لئے قربانی کرنے کے لئے تیار ہوئے۔ برنباس ہی وہ شخص ہے جس کو روح القدس نے مخصوص کیا۔ برنباس ہی وہ شخص ہے جو ایمان اور روح القدس سے معمور تھا۔ برنباس ہی وہ شخص ہے جس کے

ہاتھ پر بڑے بڑے نشان اور عجیب عجیب کام ظاہر ہوئے۔ برنباس ہی وہ شخص ہے جس نے ہر موافق و مخالف سے خراج تحسین حاصل کیا۔ برنباس ہی وہ شخص ہے جو مرکز مسیحیت کلیسائے انطاکیہ کا سب سے بڑا معلم تھا۔ برنباس ہی وہ شخص ہے جس نے عیسائیوں کو مسیحی کا معزز لقب عطا فرمایا۔ برنباس ہی وہ شخص ہے جس کے متعلق مسیح علیہ السلام اور ان کے حواریوں نے کبھی کلمہ ہجو نہ کہا۔ برنباس ہی وہ شخص ہے جس نے کبھی مسیح علیہ السلام اور آپ کے حواریوں کی شان میں گستاخی نہ کی۔ برنباس ہی وہ شخص ہے جس کو لوگ حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ کر پکارتے تھے۔ برنباس ہی وہ شخص ہے جس کی تعلیم و تبلیغ کو نہ ماننے والے کو ابلیس کا فرزند، مکار و شرارت سے بھرا ہوا، نیکی کا دشمن، خداوند کی سیدھی راہوں کا بگاڑنے والا، خدا کا مغضوب، اندھا جیسے الہامی القاب ملتے ہیں۔ (اعمال ۱۳:۷-۱۲)

برنباس جو اتنی خوبیوں کا مالک ہو، سراپا نصیحت ہو، اگر اس کی انجیل اصل نہ ہوگی تو اور کس کی انجیل اصلی ہوگی؟ کیا متی، مرقس، لوقا اور یوحنا کی اناجیل اصلی ہوں گی؟ جنہوں نے کبھی دعویٰ الہام نہ کیا، نہ ان سے کوئی اعجاز ظاہر ہوا۔ جن کو مسیح نے ملامت کی ہو، بد اعتقاد اور کجرو کہا ہو، جن کی کتابیں غلطیوں سے بھرپور ہوں، جن کی کتابیں اختلافات سے پر ہوں وہ الہامی ہو سکتی ہیں؟ ہرگز نہیں۔ ان کی پوری حقیقت میں نے اپنے دوسرے رسالہ میں بیان کردی ہے۔ انجیل برنباس کو نہ ماننے والا واقعی ان القاب کا مستحق ہے جو میں نے (اعمال ۱۳:۷-۱۲) کے حوالے سے اوپر ذکر کئے ہیں۔

انجیل برنباس کی صحت و صداقت پر مسیحیوں کے اعتراضات اور ان کے جوابات

انجیل پر پہلا اعتراض :

معزز قارئین! مقدس برنباس نے مسیح علیہ السلام کی تعلیم کو اپنی انجیل میں بڑی وضاحت سے نقل فرمادیا۔ مسیح علیہ السلام کے متعلق اہل کتاب نے جو افراط و تفریط کی

تھی کسی نے ان کو ابن اللہ کہا تھا اور کسی نے نعوذ باللہ ولدالزنا ٹھہرایا تھا، حتیٰ کہ عیسائیوں کی مروجہ اناجیل میں بھی مسیح علیہ السلام کو لعنتی، شراب ساز، شراب خور اور بدکار ثابت کیا گیا ہے۔

مقدس برناباس نے صحیح مسلک کو پیش کیا۔ مسیح علیہ السلام کی شان و عظمت کا بیان وضاحت سے کیا تو ظاہر ہے کہ افراط و تفریط کرنے والی دونوں پارٹیوں کی طرف سے انجیل برنباس پر تو حملے کئے گئے۔ وہ مقدس برنباس پر تو کوئی حملہ نہ کر سکے، البتہ یہ کہہ دیا کہ اس انجیل کی نسبت برنباس کی طرف صحیح نہیں ہے، لیکن اس کی کیا دلیل ہے؟ وہ دنیا میں کسی پادری کے پاس نہیں ہے۔ جب ایک شخص کی طرف ایک کتاب منسوب ہو تو بلا دلیل اس سے انکار کرنا قطعاً قابل سماعت نہیں ہوتا۔ بہت سے لوگوں نے تورات کی نسبت کو موسیٰ علیہ السلام کی طرف غلط لکھا ہے اور برمنگھم انگلستان کے بشپ ڈاکٹر ای ڈبلیو بارنز (E.W.Barnes) نے اپنی مشہور کتاب "The Rise of Christianity" میں لکھا ہے کہ یسوع مسیح کے دور کے واقعات کے لئے حقیقتاً ہمارے پاس صرف ایک مرقس کی سند ہے (ص۹۹) لیکن آگے چل کر ص۱۰۸، ۱۰۹ پر لکھتا ہے: "کہ ہم حتمی طور پر نہیں کہہ سکتے کہ مرقس کون تھا۔" اب دیکھئے بشپ صاحب آپ کی مروجہ چاروں انجیلوں میں سے کسی کی نسبت کو صحیح تسلیم نہیں کرتے۔ کس قدر ظلم ہے کہ برنباس کی شخصیت معلوم و متعارف ہو اور اس کی انجیل الہامی نہ ہو۔ لیکن بائبل کی مندرجہ ذیل کتابوں کے مصنف بھی نامعلوم ہیں، زمانہ تصنیف کا بھی علم نہیں اور مقام تصنیف بھی اکثر کا معلوم نہیں ہے، لیکن عیسائی اور یہودی ہر دو فرقے ان کو الہامی مانتے ہیں۔

(۱) تورات :

تورات کو ہر دو فرقے موسیٰ علیہ السلام کی تالیف خیال کرتے ہیں، لیکن استثناء کے آخری باب سے پتہ چلتا ہے کہ یہ تورات کس زمانہ میں لکھی گئی ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام تو کجا، موسیٰ علیہ السلام کی قبر کا نشان بھی کسی کو یاد نہ رہا تھا (دیکھو استثناء

۳۴:۵-۱۰) موسیٰ علیہ السلام کے اتنا عرصہ بعد یہ کس نے لکھی؟ دنیا آج تک اس کے مصنف سے ناواقف ہے، کہاں لکھی گئی؟ یہ بھی کسی کو علم نہیں ہے۔ کیا لکھنے والا نبی تھا؟ کوئی علم نہیں ہے، اسی طرح کتاب یشوع یا یوشع......

(۲) کتاب یوشع یا یشوع :

"کتاب ہذا کا مصنف عام روایت کے مطابق ایک نبی ہے جس کا نام نامعلوم ہے۔" (کاتھولک بائبل) چہ عجب مصنف کا نام ومقام معلوم نہیں ہے لیکن یہ معلوم ہو گیا کہ وہ نبی تھا۔

(۳) قضات :

کتاب ہذا کا مصنف بھی نامعلوم ہے لیکن بعضوں کی رائے ہے کہ سموئیل نبی نے اسے قلم بند کیا (کاتھولک بائبل) ان بعض نے بھی کوئی دلیل نقل نہیں کی، تو یہ نامعلوم مصنف کی کتاب الہامی کیسے بن گئی؟ کیوں مقبول ہوئی؟

(۴) راعوت :

اس کا مصنف نامعلوم ہے (کاتھولک بائبل)

(۵) سموئیل اول و دوم :

صرف یہ پتہ ہے کہ ابہام کے زمانہ میں لکھی گئی۔ کس نے لکھی؟ نامعلوم (کاتھولک)

(۶) ملوک یا سلاطین اول و دوم :

ان کا مصنف بھی نامعلوم ہے، کسی کا نام یقینی معلوم نہیں ہو سکا۔

(۷) تواریخ اول و دوم :

ان کو اخبار الایام بھی کہتے ہیں۔ ان کا مصنف کوئی لاوی سمجھا جاتا ہے (کاتھولک)

(۸) عزرا :

نحمیاہ کا مصنف بھی کوئی نامعلوم لاوی ہے (کاتھولک بائیبل)

(۹) طوبیت :

کسی سامی زبان میں لکھی گئی، مصنف نامعلوم (کاتھولک)

(۱۰) یہودیت :

ایک دین دار یہودی نے لکھی (کاتھولک) اس کا نام و مقام کیا تھا؟ کب لکھی؟ نامعلوم۔

(۱۱) استیر :

اس کتاب کا بھی کوئی مصنف یقینی طور پر معلوم نہیں ہو سکا۔

(۱۲) ایوب :

اس کتاب کا مصنف غالباً بحر اردن کا ایک دیندار اور بزرگ عبرانی تھا جس نے چھٹی صدی قبل المسیح کے آخر میں کتاب تالیف کی، لیکن ہم اس کے نام سے ناواقف ہیں (کاتھولک بائبل)

(۱۱) داؤد بادشاہ :

وہ بہت سے مزامیر کا مصنف تھا۔ باقی مزامیر متفرق الہامی شعراء کی تصنیف ہیں، لیکن یقین نہیں ہو سکی۔

(۱۴) امثال :

کسی مولف نے سلیمان کے امثال لکھے ہیں اور ان کے ساتھ متفرق زمانوں کے متفرق الہامی شعراء اور اپنے کلمات بھی داخل کئے ہیں (کاتھولک) لیکن اس مصنف کا نام معلوم نہیں ہے۔

(۱۵) جامعے کی کتاب :

اس کتاب کے الہامی مصنف نے تیسری صدی قبل از مسیح میں سلیمان بادشاہ کے نام سے یہ کتاب لکھی (کاتھولک) مصنف کا نام و مقام نامعلوم مگر الہامی ہونا معلوم ہے عجیب معمہ ہے۔

(۱۶) حکمت :

دوسری صدی قبل از مسیح میں کسی نہ معلوم مصنف نے سلیمان بادشاہ کی شخصیت میں لکھی (کاتھولک)

(۱۷) یشوع بن سیراخ :

اس کتاب کا مصنف معلوم ہے لیکن پراٹسٹنٹ فرقہ اس کتاب کے الہامی ماننے کو تیار نہیں ہے۔

غرض کہاں تک لکھا جائے کہ ان کتابوں کے مصنف بالکل نامعلوم ہیں۔ دوسری کتابوں کی نسبت مشکوک ہے۔ تو اگر یہ اعتراض اس قابل ہے تو یہ سب کتابیں بائبل سے خارج کردو۔ یہ میں نے برسبیل لکھا ہے' ورنہ کوئی دلیل اس بات پر نہیں ہے کہ برنباس کی طرف اس انجیل کی نسبت مشکوک ہے۔ اس پر واضح و صاف دلائل کی ضرورت ہے جو عیسائی قیامت تک پیش نہیں کرسکتے۔

دوسرا اعتراض :

پادری یہ کہتے ہیں کہ اس کتاب میں بعض مضامین بالکل غلط ہیں اور دوسری انجیلوں کے خلاف ہیں۔ اس لئے یہ کتاب ہرگز ماننے کے لائق نہیں۔ ان مخالف مضامین میں ایک یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام کے بعد ایک نبی کے آنے کا ذکر اس میں پایا جاتا ہے جن کا نام محمد رسول اللہ ہے (انجیل برنباس فصل ۲۲۱) حالانکہ یہ غلط ہے۔

الجواب :

باقی تو سب بہانے تھے۔ اصل میں یہی رسول دشمنی اس کتاب کے انکار کا باعث ہوئی۔

پہلی بات : پادری صاحبان اس حوالے کو دوسری اناجیل کے خلاف کہتے ہیں' حالانکہ خلاف نہیں زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہو کہ دوسری اناجیل سے زائد ایک بات ہے تو یہ انکار کی وجہ نہیں۔ دیکھو بہت سے واقعات انجیل متی میں جو زائد ہیں دوسری اناجیل میں نہیں۔ مثلاً مجوسی کا سجدہ کرنا' مصر کو جانا۔ اور انجیل یوحنا کے واقعات تو دوسری اناجیل سے ملتے ہی نہیں۔ تو کیا ان زائد باتوں کی وجہ سے ان اناجیل کا انکار کردو گے؟ اصل بات یہ ہے کہ کسی انجیل نویس نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ میں نے مسیح علیہ السلام کی پوری تعلیم نقل کی ہے' ہر انجیل میں بعض واقعات دوسری اناجیل سے زائد اور بعض کم ہیں۔

(۱)..... دیکھئے پہاڑی کا وعظ مسیح علیہ السلام کی تعلیم کی جان ہے' لیکن اس کو صرف متی نے اپنی انجیل میں پورا نقل کیا ہے۔ لوقا نے چند جملے متفرق نقل کئے ہیں' مرقس اور یوحنا نے اس وعظ کا ذکر تک نہیں کیا اور اس اہم حصے کو نظرانداز کردیا۔ تو اب بتایئے آپ اس میں متی اور لوقا کو قصوروار ٹھہرائیں گے جنھوں نے مسیح علیہ السلام کی تعلیم کو نقل کردیا یا مرقس و یوحنا کو جنھوں نے اس قدر اہم تعلیم کا حصہ چھوڑ دیا۔

(۲)..... اسی طرح مسیح علیہ السلام کا آخری وعظ جس تفصیل سے انجیل یوحنا میں ہے باقی تینوں اناجیل میں نہیں ہے۔ تو کیا اس زائد وعظ کی وجہ سے یوحنا کو مجرم ٹھہرا کر اس کی انجیل رد کردی جائے گی یا متی' لوقا' مرقس کو مجرم سمجھا جائے گا کہ انہوں نے مسیح علیہ السلام کے آخری محبت کے پیغام کو بھی اپنی اناجیل میں نہیں لکھا۔

(۳)..... سامری عورت کا واقعہ اور زانیہ عورت کا واقعہ صرف یوحنا میں ہے۔ باقی تینوں اناجیل اس سے خاموش ہیں۔

(۴)..... مجوسیوں کے سجدہ کرنے کا ذکر صرف انجیل متی میں ہے' باقی تینوں اناجیل اس سے ساکت ہیں۔

غرض بہت سی مثالیں ہیں، میں کہاں تک عرض کروں؟ تو اسی طرح اگر مقدس برناس کی انجیل میں مسیح علیہ السلام کے بعض ایسے وعظ مذکور ہوں جن میں آنے والے پیغمبر کی پیش گوئی نام کے ساتھ فرمائی ہو اور دوسری اناجیل میں مذکور نہ ہوں تو یہ مخالفت نہیں بلکہ زیادت ہے اور اس میں جرم ان لوگوں کا ہے جنہوں نے مسیح علیہ السلام کے یہ وعظ اپنی اناجیل میں نقل نہیں فرمائے نہ کہ مقدس برناس کا اور اختلاف تو جب ہوتا کہ کسی انجیل سے دکھایا جاتا کہ مسیح علیہ السلام نے فلاں موقع پر فرمایا تھا کہ میرے بعد کوئی سچا نبی نہ آئے گا، حالانکہ مسیح علیہ السلام نے کبھی یہ نہ فرمایا۔ بلکہ اناجیل سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مسیح علیہ السلام آخری نبی نہ تھے۔

(۱)---- کیونکہ مسیح علیہ السلام کے آنے کے بعد بھی یہودی وہ نبی (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے منتظر تھے (یوحنا ۱:۱۹)

(۲)---- مسیح علیہ السلام کے رفع آسمانی کے بعد بھی یروشلم میں اور نبی تھے جو انطاکیہ آئے اور پیش گوئی کی۔ (اعمال ۱۱:۲۷-۲۸)

(۳)---- اور بہت سے نبی ہوئے جن کا ذکر ۱۔ کرنتھ باب ۱۴ درس ۲۹-۳۲ میں جناب پولوس نے کیا ہے۔

(۴)---- یہوداہ اور سیلاس بھی نبی تھے (اعمال ۱۵:۳۲، اور نبی ۱۔ کرنتھ باب ۱۲:۱۰۔

(۵)---- مسیح کے بعد پولوس کو رسول مان لیا۔ ملاحظہ ہو ۲۔ کرنتھیوں باب ۱۱ درس ۵۔

اب صاف ظاہر ہے کہ برناس کی یہ منقولہ پیش گوئی فصل ۲۲۱ مسیح کی کسی تعلیم کے خلاف نہیں ہے۔

کیا موجودہ اناجیل میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق کوئی پیش گوئی موجود ہے؟

اس موضوع پر بہت سے علماء اسلام نے مستقل تصانیف لکھی ہیں (شکر اللہ سعیھم) مجھے اس وقت صرف اشارات کرنا ہیں۔ لیکن اس سے پہلے کہ میں وہ اشارات نقل کروں، ایک دو ضروری باتیں ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں۔

۱..... کسی شخص کے دعویٰ نبوت کی صداقت کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ اس کے

متعلق پہلی کتاب میں پیش گوئی ہو۔ دیکھو ابراہیم علیہ السلام، نوح علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام، داؤد علیہ السلام، شمعون علیہ السلام، جدعون علیہ السلام، افتاح علیہ السلام، یسعیاہ علیہ السلام، یرمیاہ علیہ السلام، حذقیل علیہ السلام، دانیال علیہ السلام، ملافیا علیہ السلام، حبقوق علیہ السلام، حجائی علیہ السلام، میکاہ علیہ السلام، ہوسیع علیہ السلام بالاتفاق نبی ہیں، لیکن ان کا ذکر کسی پہلی کتاب میں نہیں ہے۔

۲..... اگر کسی کے متعلق کوئی پیش گوئی ہو بھی تو ضروری نہیں کہ اس میں اس نبی کا نام، مقام اور پوری علامات ہوں بلکہ کوئی ایک آدھ علامت کا مذکور ہونا بھی کافی ہے۔ چنانچہ دیکھو یوحنا (یحییٰ علیہ السلام) کو عیسائی بھی نبی مانتے ہیں حالانکہ ان کے دعویٰ کے وقت یہود ان کو پہچان نہ سکے۔ جب ان سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میرے متعلق یسعیاہ نبی نے کہا ہے: "بیابان میں ایک پکارنے والی کی آواز آتی ہے کہ خداوند کی راہ تیار کرو۔ اس کے راستے سیدھے بناؤ۔" (یسعیاہ ۴۰:۳)

اب دیکھو اس میں نہ یحییٰ نام مذکور ہے، نہ مقام، نہ نبوت کا ذکر، لیکن یوحنا کے کہنے سے پتہ چلا کہ اس میں کوئی پیش گوئی تھی۔ اسی طرح مسیح علیہ السلام کے متعلق جس قدر پیش گوئیاں عہد عتیق سے عیسائی نقل کرتے ہیں ان میں سے کسی میں بھی مسیح کا نام یا لقب یا نبوت یا مقام کا ذکر نہیں۔ مثلاً متی نے یہ پیش گوئی نقل کی ہے: "اے بیت لحم یہوداہ کے علاقے تو یہوداہ کے حاکموں میں ہرگز چھوٹا نہیں، کیونکہ تجھ سے ایک سردار نکلے گا جو میری امت اسرائیل کی گلہ بانی کرے گا۔"

اس میں نہ مسیح کا نام نہ مقام، صرف ایک سردار کا ذکر ہے۔ سردار کے معنی یہاں نبی کے کئے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان پیش گوئیوں سے جن کو عیسائی نقل کرتے ہیں یہودی یسوع مراد نہیں لیتے اور انکار کرتے ہیں۔ لیکن عیسائی غلط اور باطل تاویلیں کرتے ہیں اور یہود کی تاویلوں کو ہرگز نہیں مانتے۔ اب سنیئے کہ کیا مسیح علیہ السلام نے کسی نبی کے آنے کا ذکر فرمایا ہے؟

حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں:

۱..... اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کروگے اور میں باپ سے درخواست کروں گا کہ وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے، یعنی روح حق جسے دنیا حاصل نہیں کر سکتی (انجیل یوحنا ۱۴:۱۶-۱۷)

۲..... یہ باتیں میں نے تمہارے ساتھ رہ کر تم سے کہیں، لیکن روح القدس یعنی مددگار جسے باپ میرے نام سے بھیجے وہی تمہیں سب باتیں بتائے گا اور جو کچھ میں نے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد دلائے گا۔ (انجیل یوحنا ۱۴:۲۵-۲۶)

۳..... اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں (۱۴:۳۰) اسی کے متعلق یوحنا نے کہا تھا: "مگر جو زور آور ہے وہ آنے والا ہے میں اس کی جوتی کا تسمہ کھولنے کے لائق نہیں ہوں۔ وہ تمہیں روح القدس اور آگ سے بپتسمہ دے گا (لوقا ۳:۱۶)

۴..... لیکن جب وہ روح القدس (مددگار) آئے گا جس کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا یعنی روح حق جو باپ سے صادر ہوتا ہے تو وہ میری گواہی دے گا (انجیل یوحنا ۱۵:۲۶)

۵..... لیکن میں نے یہ باتیں اس لئے تم سے کہیں کہ جب ان کا وقت آئے تو تم کو یاد آجائے کہ میں نے تم سے کہہ دیا تھا اور میں نے شروع میں تم سے یہ باتیں اس لئے نہ کہیں کہ میں تمہارے ساتھ تھا۔ مگر اب میں اپنے بھیجنے والے کے پاس جاتا ہوں اور تم میں سے کوئی مجھ سے نہیں پوچھتا کہ تو کہاں جاتا ہے؟ بلکہ اس لئے کہ میں نے یہ باتیں تم سے کہیں، تمہارا دل غم سے بھر گیا لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدے مند ہے، کیونکہ اگر میں نہ جاؤں گا تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا، لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا اور وہ آکر دنیا کو گناہ اور راست بازی اور عدالت کے بارہ میں قصوروار ٹھہرائے گا، گناہ کے بارے میں اس لئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لاتے راست بازی کے بارہ میں، اس لئے کہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھوگے، عدالت کے بارہ میں اس لئے کہ دنیا کا سردار مجرم ٹھہرایا گیا ہے۔

مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہے مگر اب تم ان کو برداشت نہیں کر سکتے، لیکن جب وہ یعنی روح حق آئے گا تو تمہاری ساری سچائی کی راہ دکھائے گا، اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا، وہ میرا جلال ظاہر کرے گا۔ (انجیل یوحنا ١٦: ٣-١٤)

اب دیکھو ان آیات مندرجہ بالا میں مسیح علیہ السلام نے بڑے جاہ و جلال والے پیغمبر کی خبر دی ہے جو ساری دنیا کا سردار ہو گا اور اس کے لئے جہاں جہاں آیات بالا میں مددگار کا لفظ آیا ہے وہ دراصل کسی نام کا ترجمہ ہے۔ اصل عربی بائیبل مطبوعہ لندن ١٨٢١ء، ١٨٤١ء اور ١٨٨٤ء میں لفظ فارقلیط ہے۔ اردو اناجیل میں بھی فارقلیط لکھتے رہے۔ ازاں بعد اس کا بھی ترجمہ کرکے مددگار اور کبھی وکیل، کبھی شفیع، کبھی بزرگ، کبھی روح القدس، کبھی روح حق کرتے گئے۔ یہ سب تحریف معنوی تھی۔ اصل یونانی ترجمہ پیرکلی طوس تھا اور یہ ترجمہ ہے احمد کا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ بات صرف اتنی ہوئی کہ انجیل برناباس چونکہ متروک رہی، ایک کونے میں پڑی رہی، نہ وہ مترجمین کے غلط سلط ترجموں کا نشانہ بنی اور نہ اس میں تحریف و تبدیلی ہوئی۔ دوسری اناجیل چونکہ ہر کہ ومہ مترجم کے ترجمہ و تحریف کا نشانہ بنی رہیں۔ اس لئے ان میں نام پاک احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ترجمہ کر دیا گیا۔

مجھے اس وقت اس پیش گوئی کی پوری تفصیل کرنا مقصود نہیں ہے۔ اس کا موقع دوسرا ہے، صرف یہ بتانا مقصود تھا کہ اگر انجیل برناباس صرف اس وجہ سے قابل ترک ہے کہ اس میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام ہے تو یہ بات تو انجیل یوحنا میں بھی ہے۔ اس میں لفظ وکیل یا مددگار یا شفیع یا روح القدس یا روح حق جو مختلف تراجم ہیں وہ ایک پرانی یونانی ترجمہ لفظ پیرکلی طوس (جس کا معرب فارقلیط ہے) کے ترجمے کئے ہیں اور پیرکلی طوس لفظ احمد کا یونانی ترجمہ ہے۔ تو ان ترجموں میں بھی لفظ احمد کا ترجمہ مل گیا تو اب برناباس کا کیا قصور رہا؟ فرق اس قدر رہا کہ وہ متروک رہنے کی وجہ سے آپ کی معنوی تحریف سے محفوظ رہی اور انجیل یوحنا آپ کی معنوی تحریف کا تختہ مشق بنی رہی۔ اور

سنئے! مقدس پطرس فرماتے ہیں :

"ضرور ہے کہ وہ (مسیح علیہ السلام) آسمان میں اس وقت تک رہے جب تک وہ سب چیزیں بحال نہ کی جائیں جن کا ذکر خدا نے اپنے پاک نبیوں کی زبانی کیا ہے جو دنیا کے شروع سے ہوتے آئے ہیں۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ خداوند خدا تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے ایک نبی مجھ سے پیدا کرے گا۔ جو کچھ وہ تم سے کہے اس کی سننا اور یوں ہو گا کہ جو شخص اس نبی کی نہ سنے گا وہ امت میں سے نیست و نابود کر دیا جائے گا۔ (اعمال ۳:۲۱-۲۳)

دیکھئے یہاں بھی پطرس نے مسیح کے آسمان پر جانے کے بعد فرمایا کہ مسیح کے نزول ثانی سے پہلے ضروری ہے کہ وہ نبی جس کی موسیٰ علیہ السلام نے پیش گوئی فرمائی تھی آئے۔ اس سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوئیں :

۱..... مسیح علیہ السلام کے نزول ثانی سے پہلے اور رفع جسمانی کے بعد ایک نبی کا آنا ضروری ہے۔

۲..... وہ نبی مثیل موسیٰ ہو گا یعنی صاحب شریعت، صاحب جہاد، صاحب ہجرت، صاحب ازواج وغیرہ۔

۳..... وہ نبی بنی اسرائیل کے بھائیوں یعنی بنی اسماعیل علیہ السلام (پیدائش ۱۶:۱۲، ۲۵:۱۸) سے آئے گا۔

۴..... جو شخص اس نبی کو نہ مانے گا وہ خدا کی جماعت سے خارج کر دیا جائے گا۔

وہ نبی اہل فاران سے ہو گا (استثناء ۳۳:۲) فاران مکہ معظمہ کا نام ہے، یعنی وہ نبی اہل مکہ سے ہو گا (مکاشفہ باب ۱۹:۱۱-۱۶ پڑھو) پھر میں نے آسمان کو کھلا ہوا دیکھا اور کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سفید گھوڑا ہے اور اس پر ایک سوار ہے جو سچا اور برحق کہلاتا ہے اور وہ راستی کے ساتھ انصاف اور لڑائی کرتا ہے (۱۹:۱۱)

سچا صادق کا ترجمہ ہے اور برحق امین کا یعنی آنے والے نبی کو لوگ صادق اور امین کے لقب سے یاد کیا کریں گے۔ اس کے سر پر بہت سے تاج تھے۔ اس کی ران اور

پوشاک پر یہ نام لکھا تھا: بادشاہوں کا بادشاہ' خداوندوں کا خداوند' یعنی وہ نبی جامع کمالات ہوگا۔ پہلے انبیاء میں سے کوئی مبشر جیسے عیسیٰ علیہ السلام' کوئی منجی جیسے موسیٰ علیہ السلام' کوئی منذر جیسے نوح علیہ السلام' کوئی مناظر جیسے ابراہیم علیہ السلام' کوئی مجاہد جیسے داؤد علیہ السلام' لیکن حضور ﷺ اکیلے ان سب خوبیوں کے مالک' اولین و آخرین کو جو کمالات عطا ہوئے سب آپ ﷺ کے وسیلے سے ہوئے۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اس طرح مکاشفہ باب ۱۴ کی پہلی سات آیتیں آپ پڑھیں جس میں ایک نئے گیت کا ذکر ہے۔ آگے لکھتا ہے: پھر میں نے ایک اور فرشتہ کو آسمان کے بیچ میں اڑتے دیکھا جس کے پاس زمین کے رہنے والوں کی ہر قوم اور قبیلہ اور اہل زبان کے لئے اور امت کے سنانے کے لئے ایک ابدی خوشخبری (انجیل) تھی اور اس نے بڑی آواز سے کہا کہ خدا سے ڈرو اور اس کی تمجید کرو' کیونکہ اس کی عدالت کا وقت آپہنچا ہے اور اسی کی عبادت کرو جس نے آسمان اور زمین اور سمندر اور پانی کے چشمے پیدا کئے (مکاشفہ ۱۴:۶-۷)

غرضیکہ جس نبی کا نام مبارک موجود ہو مددگار' شفیع' وکیل' فارقلیط (احمد) اس کا لقب صادق اور امین مذکور ہو۔ اس کا مقام پیدائش مذکور ہو یعنی فاران (مکہ مکرمہ)' اس کی قوم مذکور ہو' یعنی بنی اسماعیل' اس کے اوصاف مذکور ہوں۔ پھر بھی اگر اس نبی کو عیسائی نہ مانیں اور اس ابدی انجیل قرآن مجید پر ایمان نہ لائیں تو جیسا کہ پطرس نے کہا وہ لوگ خدا کی امت سے کاٹ ڈالے جائیں گے۔ اور تاریخ شاہد ہے کہ بہت سے یہودی عالموں جیسے عبداللہ رضی اللہ عنہ بن سلام اور کعب احبار رحمہ اللہ نے اور عیسائی عالموں جیسے بحیرا راہب' ورقہ بن نوفل' نسطورا راہب نے اور متوقش و نجاشی وغیرہم نے صاف بتایا کہ ہمیں کتاب کا انتظار تھا۔ ہزاروں عیسائی ایمان لائے اور بہت سے عیسائی پولوس کے کہنے پر عمل کر کے (کہ کوئی فرشتہ بھی اور انجیل سنائے تو ملعون ہو) نامراد و ناکام ہوئے

اور خسر الدنیا و الآخرۃ کا مصداق بنے گا۔ بہرحال برنباس نے مقدس مسیح علیہ السلام کا وہ وعظ نقل فرمایا۔ دوسروں نے نقل نہ کیا تو ان کا قصور بنانہ کہ برنباس کا۔

تیسرا اعتراض :

ایک بہت بڑا اعتراض اس انجیل پر یہ ہے کہ اس میں مسیح علیہ السلام کے صلیب پر فوت ہونے سے انکار کیا ہے۔ اس سے تو عیسائیت کا موجودہ نقشہ بالکل مٹ جاتا ہے۔ چونکہ انجیل برنباس کا یہ مسئلہ تاریخ اور الہامی اناجیل کے بالکل خلاف ہے' چاروں انجیلیں مقدس پولوس اور یوسیفس کی تاریخ سے بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ مسیح مصلوب ہوا' اس کا انکار تواتر کا انکار ہے۔ انجیل برنباس اور قرآن نے اس واقعہ کا انکار کر کے بہت بڑا الزام اپنے سر لیا ہے۔

الجواب :

چونکہ اس مسئلہ میں انجیل برنباس اور قرآن پاک کا بیان بالکل صاف ہے' اس لئے قرآن پاک کی ان آیات کو بھی یہاں درج کر دیتا ہوں' کیونکہ اس سے بہتر فیصلہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

ومن اصدق من اللہ قیلاً۔ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم وان الذین اختلفوا فیہ لفی شك منه مالھم بہ من علمٍ الااتباع الظن وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزاً حکیماً (النساء) حضرت مسیح علیہ السلام کو نہ انہوں نے قتل کیا اور نہ صلیب دیا' بلکہ ان کو اس واقعہ میں اشتباہ ہو گیا اور بے شک وہ لوگ جنہوں نے اختلاف کیا وہ البتہ شک میں ہیں' ان کے پاس اس بارے میں کوئی یقینی علم نہیں ہے بلکہ محض اٹکل کے تیر ہیں اور یقینی بات یہ ہے کہ ان کو ہرگز قتل نہیں کیا گیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔

قرآن پاک نے یہود کے اس دعویٰ کا انکار فرمایا ہے کہ انہوں نے مسیح علیہ السلام

کو سولی پر چڑھایا ہے اور یہ بتایا ہے کہ اس دعویٰ پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ وہ خود شک اور اختلاف و اشتباہ کی تاریک وادیوں میں بھٹک رہے ہیں۔

اب ہم عیسائیوں سے بھی اس دعویٰ پر دلیل طلب کرتے ہیں کہ کون اس واقعہ کا عینی شاہد ہے۔ ایک بھی نہیں۔

آیئے ہم ان لوگوں کے گواہوں کو پرکھ لیں: (۱) مقدس متی نے لکھا ہے کہ مسیح کو صلیب دی گئی، (۲) مقدس لوقا، (۳) مقدس مرقس، (۴) مقدس یوحنا، (۵) مقدس پولوس۔

یہ وہ گواہ ہیں لیکن ان میں سے ایک بھی اس واقعہ میں حاضر نہ تھا، تو یہ گواہی کس بات کی دیں گے۔ کیا آج کی عیسائی عدالتیں ایسی گواہی قبول کر لیتی ہیں کہ گواہ واقعہ میں موجود نہ ہو اور اس کی گواہی قبول ہو جائے؟

یہ مسلم تاریخی واقعہ ہے کہ جب یہود مسیح علیہ السلام کو گرفتار کرنے گئے تو رات کا وقت تھا، حواری سب بھاگ گئے تھے، اس پر سب شاگرد اسے چھوڑ کر بھاگ گئے۔ (مرقس ۱۴:۵۰، انجیل متی باب ۲۶ درس ۵۶) مسیح علیہ السلام نے بھی فرمایا تھا: "دیکھو وہ گھڑی آتی ہے بلکہ آ پہنچی ہے کہ تم سب پراگندہ ہو کر اپنے اپنے گھر کی راہ لو گے اور مجھے اکیلا چھوڑ دو گے تو بھی میں اکیلا نہیں ہوں، کیونکہ باپ میرے ساتھ ہے۔ (یوحنا ۱۶:۳۲)

پس معلوم ہوا کہ ایک شاگرد بھی ساتھ نہ رہا تھا۔ یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یوحنا نے ۱۹:۲۶-۲۷ میں جو ذکر کیا ہے کہ ایک شاگرد صلیب کے پاس تھا غلط ہے اور خود مسیح علیہ السلام کے فرمان اور متی و مرقس کے بیان کے خلاف ہے۔ مرقس نے یہ بیان کیا ہے کہ "جب باقی سب شاگرد بھاگ گئے مگر ایک جوان اپنے ننگے بدن پر مہین چادر اوڑھے ہوئے اس کے پیچھے ہو لیا اسے لوگوں نے پکڑا مگر وہ چادر چھوڑ کر ننگا بھاگ گیا۔" (انجیل مرقس ۱۴:۵۱-۵۲)

اب شاگرد تو وہاں موجود نہ تھے۔ یہودی جو گرفتار کرنے گئے تھے وہ مسیح کو

پہچانتے نہ تھے' اسی لئے تو انہوں نے یہوداہ کو تیس روپے رشوت دی کہ وہ ان کو بتائے اور جب وہاں پہنچے یسوع نے ان سے کہا: "کہ کس کو ڈھونڈتے ہو؟" انہوں نے کہا: "یسوع ناصری کو۔" اس نے کہا: "وہ میں ہی ہوں۔" وہ پیچھے گر پڑے۔ پھر پوچھا: "کس کو ڈھونڈتے ہو؟" انہوں نے کہا کہ یسوع کو۔ اس نے کہا میں نے کہا کہ میں ہوں۔ (یوحنا ۱۸:۵-۹)

دیکھو ایک تو رات کا اندھیرا تھا' دوسرے پکڑنے والے پہچانتے نہ تھے۔ ادھر مسیح علیہ السلام کی صورت تبدیل ہو چکی تھی۔ (دیکھو متی ۱۷:۲' مرقس ۹:۳' لوقا ۹:۲۸)

اب صاف بات ہے کہ حواری بھاگ گئے تھے' پکڑنے والے پہچانتے نہ تھے' رات کا اندھیرا تھا' مسیح علیہ السلام کی صورت تبدیل ہو چکی تھی اور آسمان سے فرشتہ ان کی مدد کے لئے نازل ہو گیا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ: "آسمان سے ایک فرشتہ اس کو دکھائی دیا' وہ اسے تقویت دیتا تھا۔" (لوقا ۲۲:۴۳)

مسیح علیہ السلام کے لئے فرشتوں کی مدد کا وعدہ پہلے ہی ہو چکا تھا۔ یہ فرشتہ اسی وعدہ کو پورا کرنے آیا تھا۔ آپ وہ وعدہ بھی سن لیں: "وہ تیری بابت اپنے فرشتوں کو حکم دے گا اور وہ تجھے ہاتھوں پر اٹھا لیں گے۔ ایسا نہ ہو کہ تیرے پاؤں کو پتھر سے ٹھیس لگے۔ (دیکھو متی کی انجیل ۴:۵' لوقا کی انجیل ۴:۱۰)

ادھر مسیح علیہ السلام نے قتل و صلب سے بچنے کی دعا بڑی عاجزی سے کی تھی (متی ۲۶:۳۹' مرقس ۱۴:۳۵) اور مسیح علیہ السلام کی یہ دعا خدا نے سن لی تھی' قبول فرمالی تھی (عبرانیوں باب ۵:۷)

خلاصہ یہ کہ ادھر وہ اشتباہ میں مبتلا تھے ادھر یہ مسیح علیہ السلام کی دعا قبول ہو چکی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تقویت کے لئے فرشتے نازل فرمادیئے تھے کہ مسیح علیہ السلام کو ہاتھوں پر اٹھا کر لے آئیں اور اس کو پتھر کی ٹھیس بھی نہ لگے۔ نتیجہ صاف ہے کہ وہ لوگ مسیح علیہ السلام کو ہرگز نہیں پکڑ سکے۔

مسیح علیہ السلام کی اپنی شہادت :

پس سردار کاہنوں اور فریسیوں نے اسے پکڑنے کو پیادے بھیجے۔ یسوع نے کہا: "میں اور تھوڑے دنوں تک تمہارے پاس ہوں۔ پھر اپنے بھیجنے والے کے پاس چلا جاؤں گا۔ تم مجھے ڈھونڈو گے مگر نہ پاؤ گے اور جہاں میں ہوں تم نہیں آسکتے۔" (انجیل یوحنا باب ۷ درس ۳۲-۳۴) اس نے پھر ان سے کہا: "میں جاتا ہوں اور تم مجھے ڈھونڈو گے اور اپنے گناہ میں مرو گے' جہاں میں جاتا ہوں تم نہیں آسکتے۔" پس یہودیوں نے کہا کیا وہ اپنے آپ کو مار ڈالے گا۔ جو کہتا ہے جہاں میں جاتا ہوں تم نہیں آسکتے۔ اس نے کہا ان سے کہو' تم نیچے کے ہو' میں اوپر کا ہوں' تم دنیا کے ہو میں دنیا کا نہیں (انجیل یوحنا ۸:۲۱-۲۴)

اوپر کے دونوں حوالوں سے یہ بات صاف ہوگئی کہ مسیح علیہ السلام نے صاف پیش گوئی فرما دی تھی کہ تم مجھے نہ پکڑ سکو گے۔ انجیل یوحنا باب ۱۲ درس ۳۴ میں ہے: لوگوں نے اس کو جواب دیا کہ ہم نے شریعت کی یہ بات سنی ہے کہ مسیح ابد تک رہے گا۔ اور زبور ۲۱:۴ میں ہے: "اس نے تجھ سے زندگی چاہی اور تو نے اس کو عمر کی درازی ابد تک بخشی۔"

ان دونوں حوالوں سے صاف ظاہر ہے کہ شریعت میں یہ بات اس قدر مشہور تھی کہ عام لوگ بھی جانتے تھے کہ مسیح کی زندگی ابد تک دراز ہوگی۔ تو اس کے مقتول یا مصلوب ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

یسوع نے اپنے آپ کو چھپالیا: یسوع یہ باتیں کہہ کر چلا گیا اور ان سے اپنے آپ کو چھپالیا (انجیل یوحنا ۱۲:۳۷)

اب سارا خلاصہ پھر ذہن میں لایئے کہ مسیح علیہ السلام نے ببانگ دہل یہ پیش گوئی فرما دی تھی کہ تم مجھے نہ پکڑ سکو گے اور ان کی دعا قبول ہوگئی' عمر دراز مل گئی' انہوں نے اپنے آپ کو چھپالیا' صورت تبدیل ہوگئی' وہ پہچانتے تک نہ تھے' وہ پکڑنے کی کوشش کر رہے تھے۔ خدا تعالیٰ فرشتوں کو بھیج رہا تھا کہ اس کی مدد کرو' ہاتھوں پر اٹھالو' اس کو پتھر کی ٹھیس نہ لگے۔ اب بات بالکل صاف ہوگئی کہ مسیح علیہ السلام کو تو

فرشتے ان کے گرفتار کرنے سے پہلے ہی ہاتھوں پر اٹھا کر لے گئے، خدا نے ان کی عمر دراز فرمائی، لیکن وہ انجان یہودی کسی اور کو لے گئے اور اسے صلیب دیا۔ چنانچہ اعمال میں لکھا ہے: "۱:۲۰ زبور میں لکھا ہے اس کا عہدہ دوسرا لے لے۔" (اعمال ۵۱-۲) اور یوحنا نے اپنی انجیل باب ۱۷ آیت ۱۳ میں لکھا ہے کہ ہلاکت کے فرزند کے سوا ان میں سے کوئی ہلاک نہ ہوا۔

خلاصہ یہ ہوا کہ قرآن پاک نے جو فرمایا: ما قتلوہ و ما صلبوہ یہ بالکل درست ہے، مسیح علیہ السلام کو نہ وہ پکڑ سکے اور ان کو تو پتھر کی ٹھیس بھی نہ لگ سکی، چہ جائیکہ صلیب، اور ان کی جگہ ہلاکت کا فرزند ہلاک ہوا۔

نوٹ :

میں نے جن باتوں سے استدلال کیا ہے وہ مشکوک روایات نہیں بلکہ مسیح علیہ السلام کی واضح پیش گوئیاں ہیں۔

اشتباہ و شک :

قرآن پاک نے دوسری بات یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ لوگ اشتباہ اور شک میں مبتلا تھے۔ تو میں نے باحوالہ یہ بات عرض کر دی کہ جو پکڑنے کے لئے گئے وہ مسیح علیہ السلام کو پہچانتے نہ تھے، اسی لئے یہوداہ کو رشوت دے کر ساتھ لیا، جب وہاں پہنچے تو بھی نہ پہچان سکے، ادھر رات کی تاریکی تھی، پھر مزید یہ کہ بقول انجیل مسیح علیہ السلام کی صورت تبدیل ہو چکی تھی۔

اگرچہ اوپر یہ صاف ہو چکا کہ اشتباہ و شک بہت تھا، تاہم اس کے متعلق مسیح علیہ السلام کی پیش گوئی ملاحظہ ہو۔ چنانچہ عربی انجیل مطبوعہ ۱۸۶۹ء میں ہے : ج۔حینئذ قال لهم يسوع كلكم تشكون فی هذه الليلة فاجلب بطرس وان شك فيك لجميع فانی لا اشك فيك ابدا قال له يسوع الحق اقول لك انك فی هذه الليلة قبل ای يصيح ديك ثلاث مرات (انجیل متی

باب ۲۶: ۳۱-۳۵، انجیل مرقس باب ۱۴ (درس ۲۷)

اب دیکھو بالکل واضح پیش گوئی ہے۔ چنانچہ حواری بھی اسی شک میں مبتلا رہے اور یسوع علیہ السلام کو پکڑنے یا صلیب وغیرہ کے جتنے واقعات انجیل نویسوں نے نقل کئے ہیں وہ شک واشتباہ کی راہ سے لکھے ہیں نہ کہ علم یقین سے۔ اس لئے ان کو دلیل میں پیش کرنا درست نہیں۔

قرآن پاک نے تیسری چیز یہ بیان فرمائی ہے کہ ان کے شک کی ایک بہت بڑی دلیل یہ بھی ہے کہ وہ لوگ اس واقعہ میں سخت مختلف ہیں، چنانچہ سیل صاحب نے ترجمہ قرآن شریف زیر آیت مذکورہ کئی ایک عیسائی فرقوں کاذکر کیا ہے جو صلب مسیح کے قائل نہ تھے۔ خود برنباس کی انجیل میں بھی یہی لکھا ہے۔ چنانچہ فصل ۲۲۱ ملاحظہ فرمالیں اور مقدس پطرس کی انجیل کی پانچویں فصل میں ہے: دوپہر کا وقت تھا اور تمام یہودیہ پر تاریکی چھارہی تھی اور لوگ فکر مند اور سخت مضطرب تھے، ایسا نہ ہو کہ اس کے جیتے ہوئے سورج ڈوب جائے، کیونکہ لکھا ہے کہ سورج مقتول کے ہوتے ہوئے نہ ڈوبنے پائے اور ان میں سے ایک نے کہا اس کو پت ملا ہوا سرکہ پلاؤ اور انہوں نے اسے ملا کر یسوع کو پلایا۔ یوں وہ سب کچھ پورا کر کے اپنے گناہوں کو سروں پر لائے اور بہت سے لوگ چراغ لئے پھرتے تھے، کیونکہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ رات ہوگئی ہے اور بعض لوگ گر بھی پڑے۔ پھر خاوند نے چلا کر کہا: "اے میری قدرت، اے میری قدرت! تو نے مجھے چھوڑ دیا:" اور وہ یہ کہہ کر اٹھالیا گیا (پطرس کی انجیل فصل ۵ بحوالہ کتاب تحریف انجیل صحت انجیل مصنفہ پادری ڈبلیو میچن صاحب ایم-اے ص ۲۰)

اب دیکھئے مقدس پطرس بھی مسیح علیہ السلام کے مصلب ہونے کا قائل نہیں ہے۔ پادری مذکور نے یہ حوالہ نقل کرنے کے بعد اس کے دو جواب لکھے ہیں۔ وہ بھی سن لیجئے :

(۱) مرقس ۱۵: ۴۴ میں لکھا ہے کہ مسیح صلیب پر مرگیا۔ اس لئے پطرس کی انجیل میں جو کچھ ہے وہ غلط ہے۔

جواب الجواب :

مرقس تو اس زمانے کا آدمی ہی نہیں ہے۔ پطرس حواری ہے اور مرقس کا استاد۔ تو عجیب بات ہے کہ استاد غلط کہے اور شاگرد ٹھیک' یقیناً پطرس کا قول درست ہے۔

دوسرا یہ کہ غیر مسیحی مورخوں نے بھی مسیح علیہ السلام کا مصلوب ہونا طنزاً ذکر کیا ہے۔ جواب یہ ہے کہ یہود نے چونکہ یہ افواہ مشہور کردی تھی کہ مسیح علیہ السلام مصلوب ہوگیا اور صرف اس لئے کی تھی کہ مسیح علیہ السلام کو لعنتی اور جھوٹا ثابت کرسکیں تو مخالفین نے طنزاً ذکر کرنا ہی تھا۔ اگر یہودیوں کی بات ہی ماننی ہے تو وہ تو مسیح کے رفع جسمانی کے قائل نہیں ہیں' دوبارہ زندہ ہونے کے قائل نہیں ہیں' اس کا بھی انکار کردو اور یہودی مورخ یوسیفس ۷۳ء کی کتاب میں یہ مسئلہ الحاقی ہے۔ اس کا اقرار عیسائیوں کو بھی ہے۔ دیکھو تفسیر بائیبل رومن سکاٹ ڈاکٹر لارڈنر' بشپ واربرٹن' دیانڈل کلارک' سب اس کے الحاقی ہونے کے قائل ہیں۔

اب اس واقعہ سے متعلق اناجیل مروجہ کے اختلافات ملاحظہ فرمایئے :

۱..... ایک طرف تو متی و لوقا میں یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام کو فرشتے ہاتھوں پر اٹھالیں گے' پتھر کی ٹھیس بھی نہ لگے گی۔ دوسری طرف ہے کہ مصلوب ہوا۔

۲..... ایک طرف یہ یوحنا سے میں نے پہلے نقل کردیا ہے کہ مسیح علیہ السلام نے پیش گوئی فرمائی تھی کہ مجھے پکڑ نہ سکیں گے اور دوسری طرف یہ آتا ہے کہ مسیح علیہ السلام کو انہوں نے پکڑلیا۔

۳..... ایک طرف تو یہ آتا ہے کہ مسیح علیہ السلام نے اپنے آپ کو چھپالیا (یوحنا ۱۲:۷۳) اور (یوحنا ۱۸:۴) میں ہے کہ نکل کر سامنے آگئے۔

۴..... وقت صلیب میں اختلاف ہے اور پہر دن چڑھا تھا جب انہوں نے اس کو مصلوب کیا (مرقس ۱۵:۲۵) یہ فتح کی تیاری کا دن تھا اور چھٹے گھنٹے کے قریب تھا کہ لے گئے اور جاکر مصلوب کیا۔ (یوحنا ۱۹:۱۵-۱۷)

۵..... صلیب کس نے اٹھائی؟ شمعون قرینی نے (دیکھو متی ۲۷:۳' مرقس ۱۵:۲۱'

انجیل لوقا ۲۶:۲۳) لیکن یوحنا کی انجیل میں ان تینوں کے خلاف ہے کہ صلیب خود مسیح علیہ السلام نے اٹھائی (دیکھو یوحنا ۱۷:۱۹)

۶..... انجیل متی ہے کہ جو دوڈاکو مسیح علیہ السلام کے ساتھ مصلوب ہوئے وہ دونوں مسیح کو برا بھلا کہتے تھے اور طعن کرتے تھے (۴۴:۲۷) لیکن لوقا کی انجیل میں ہے کہ ایک نے طعن کیا' دوسرے نے مسیح کی صداقت بیان کی' چنانچہ اس کو فردوس کی بشارت ملی (۳۹:۲۳)

۷..... انجیل متی باب ۲۷ درس ۱-۵ میں ہے کہ پکڑوانے والے یہوداہ نے تیس روپے سردار کاہنوں کو واپس دے دیئے اور خود اپنے آپ کو پھانسی دے لی۔ لیکن اعمال کی کتاب میں ہے کہ اس نے ان روپوں سے ایک کھیت خود خریدا اور وہ سر کے بل گر پڑا اور اس کا پیٹ پھٹ گیا' اس کی انتڑیاں باہر نکل آئیں اور وہ مرگیا۔ (اعمال ۱:۱۷-۱۸)

۸..... مسیح علیہ السلام کی صلیب پر جو کتبہ لگایا اس کی عبارت میں کمی بیشی ہے۔ یوحنا میں ناصری کا لفظ ہے' دوسری انجیلوں میں نہیں ہے۔

۹..... کفن میں اختلاف ہے۔ سوتی کپڑے میں دیا (متی ۵۹:۲۷) کتان کے کپڑے میں دیا (لوقا ۵۳:۲۳)

۱۰..... زندہ ہو کر پہلے کسے دکھائی دیا؟ مریم گلالینی کو (مرقس ۹:۱۶) دو مردوں کو یا شمعون کو (لوقا ۲۴: ۱۳-۳۴)

۱۱..... مریم گلالینی نے خود دیکھا (انجیل یوحنا ۱۴:۲۰) لیکن لوقا میں ہے کہ خود نہ دیکھا' فرشتوں سے سن کر خبر دی (۲۴: ۴-۶) مریم نے نہ خود دیکھا' نہ کوئی فرشتہ دیکھا بلکہ قبر خالی دیکھ کر واپس چلی گئی (انجیل یوحنا ۲۰: ۱-۲)

۱۲..... قبر پر فرشتوں میں اختلاف: دو فرشتے قبر پر دیکھے (یوحنا کی انجیل ۲۰: ۱۲) دو شخص دیکھے (لوقا ۲۴: ۴) ایک شخص دیکھا' وہ بھی قبر کے اندر (مرقس ۱۶: ۲)' ایک فرشتہ دیکھا قبر سے باہر پتھر پر تھا (متی ۲:۲۸)

۱۳..... چند عورتیں صلیب سے دور کھڑی تھیں (انجیل متی ۲۸: ۵-۷' مرقس ۱۵: ۴۰-۴۱)

پاس تھیں (انجیل یوحنا)

(اس وقت تاریکی بھی تھی تو دور سے ان کو کیا نظر آیا ہوگا اور ان کی شہادت پر کس یقین کی بنیاد ہوگی)۔

١٤..... زندہ ہو کر اٹھنے کے شاہد: قبر پر جو عورتیں گئیں ان کی تعداد میں بھی اختلاف ہے۔ انجیل متی ٢٨:١-٢ میں ہے کہ مریم مجدلی اور دوسری مریم دو عورتیں قبر پر گئیں لیکن مقدس مرقس کہتا ہے کہ مریم مجدلی اور یعقوب کی ماں مریم اور سلومی نے خوشبودار چیزیں خریدیں کہ جا کر اسے ملیں اور وہ صبح سویرے ہی قبر پر آئیں۔ اس نے تین عورتوں کا ذکر کیا ہے۔

مرقس اور انجیل یوحنا میں صرف مریم مجدلی کا ذکر ہے کہ وہ اکیلی قبر پر گئی (باب ٢٠:١) اور لوقا بہت سی عورتوں کا جانا نقل کرتا ہے۔ بہرحال پہلی شہادت ان ہی عورتوں کی تھی، ان ہی عورتوں نے رسولوں کے پاس مسیح علیہ السلام کے زندہ ہونے کی شہادت دی، لیکن رسولوں نے ان کی باتوں کو مہمل جانا اور انہوں نے ان کا یقین نہ کیا (دیکھو انجیل لوقا ٢٤:١٠-١١)

١۵..... ہمارے پادری صاحبان انجیل سے کئی ایک پیش گوئیاں نقل کیا کرتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام نے اپنے مرنے اور مر کر جی اٹھنے کی کئی بار پیش گوئی کی تھی، لیکن کیا کیا جائے مقدس یوحنا یہ کہتے ہیں کہ جب عورتوں کی طرف سے یہ خبر پھیلی کہ مسیح علیہ السلام زندہ ہوگیا اس وقت تک شاگردوں کو کسی ایسی پیش گوئی یا نوشتے کی اطلاع نہ تھی کہ مسیح علیہ السلام کا مردوں سے جی اٹھنا ضرور ہے، چنانچہ لکھا ہے "ہنوز نوشتہ کو نہ جانتے تھے کہ مردوں سے اس کا جی اٹھنا ضرور ہے، تب وہ شاگرد اپنے گھر واپس چلے گئے" (یوحنا ٢٠:٩-١٠)

اب ظاہر ہے کہ حواری تو اسی وقت بھاگ گئے تھے جب وہ لوگ یسوع کو پکڑنے آئے۔ اس کے بعد صلیب سے دور چند عورتیں کھڑی تھیں، انہوں نے بھلا تاریکی میں کیا دیکھا ہوگا۔ حواری اس وقت بھی نہ تھے، پھر قبر میں رکھنے کے وقت بھی حواری نہ

تھے، نہ قبر سے اٹھنے کا معاملہ حواریوں کی نظروں کے سامنے ہوا، بلکہ یہ سنا کہ وہ قبر میں رکھا گیا تھا۔ اب نہیں ہے تو وہ دیکھنے گئے، نہ ان کو کسی ایسے نوشتے کی اطلاع تھی کہ مسیح مردوں سے زندہ ہوگا۔ رہی عورتوں کی شہادت، ان میں سے بھی کسی نے مسیح علیہ السلام کو اپنی آنکھوں سے قبر میں رکھتے یا اٹھتے نہ دیکھا۔ مزید برآں اس قدر اختلافات جو مذکور ہوئے لیکن اس کے بعد بھی اس کو یقینی واقعہ سمجھا جائے تو یقین کا معنی ان کے ہاں کوئی نیا ہوگا جس سے دنیا بے خبر ہے، ورنہ ایسے اختلافی بیان پر یقین کیا۔

پولوس اور لوقا :

لوقا نے نقل کیا ہے کہ پطرس نے کہا کہ ہم سب یعنی گیارہ حواری اس کے گواہ ہیں کہ مسیح مصلوب ہوا اور تیسرے دن جی اٹھا (اعمال ۱۰:۴۰)، (۱۳:۳۱)

حالانکہ پطرس کی اپنی انجیل کا حوالہ میں نے لکھ دیا کہ وہ مسیح علیہ السلام کے مصلوب ہونے کا قائل ہی نہیں ہے۔ نیز کسی انجیل سے ثابت کرتے کہ پطرس نے یہ واقعہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ ہرگز نہیں، یہ لوقا کا محض جھوٹ ہے۔ رہا یہ کہ مرقس نے مسیح کا حواریوں پر ظاہر ہونا لکھا ہے تو اس کا وہ باب الحاقی ہے جیسا کہ پادری فانڈر صاحب نے اپنی مشہور و معروف کتاب میزان الحق ص ۱۴۲ پر لکھا ہے۔

پولوس کا بے پناہ جھوٹ :

اب پولوس کی بھی سنتے جایئے، اس نے جو خط کرنتھیوں کو لکھا ہے اس میں لکھتا ہے: اور کیفا کو اور اس کے بعد ان بارہ کو دکھائی دیا۔ اس کے بعد پانچ سو سے زیادہ بھائیوں کو ایک ساتھ دکھائی دیا۔ اکثر ان میں سے اب تک زندہ ہیں اور بعض سو گئے (ا۔ کرنتھ باب ۱۰ درس ٦-٧)

پولوس کا جھوٹا اور دغاباز ہونا میں حوالوں سے ثابت کر چکا ہوں، کاش کہ پولوس کے حامی اس بارے میں کوئی ثبوت بہم پہنچاتے اور اس کو سچا کر دکھاتے۔ یہ تو مسیح علیہ السلام کے شاگرد بھی نہ تھے۔

خلاصہ یہ کہ قرآن پاک نے جو باتیں بیان فرمائی ہیں وہی حق ہیں اور یقین کے قابل ہیں۔ مسیح علیہ السلام ہرگز مصلوب نہیں ہوئے۔ اس واقعہ میں ناقلین سخت اشتباہ اور شک میں مبتلا ہیں۔ ان کے پاس کوئی علم یقین نہیں، محض اٹکل کے تیر ہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے صحیح سالم اٹھالیا۔

مسیح علیہ السلام کو مصلوب ماننے کے نقصانات :

۱..... جن اناجیل میں مسیح علیہ السلام کا صلیب پر وفات پانا منقول ہے ان میں یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام نے مرتے وقت یہ کہا: ایلی۔ ایلی لما سبقتانی۔ (انجیل متی ۲۷:۴۶-۴۷)

۲..... اس جملے سے مسیح کا خدا کے بارہ میں شاکی ہونا سمجھ میں آتا ہے۔ پیغمبر کبھی ایسے مایوس کن کلمات زبان پر نہیں لا سکتا۔ جو صلیب پر مرگیا وہ خدا نہیں ہو سکتا۔ لا احب الافلین۔

۳..... کئی ایک پیش گوئیاں بالکل غلط نکلتی ہیں جن پر میں پہلے لکھ چکا ہوں۔

۴..... سب سے بڑی بات یہ کہ مسیح کو لعنتی ماننا پڑا، جیسا کہ گلیتوں باب ۳ درس ۱۲ میں منقول ہے۔

ہمارا عقیدہ :

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام حضرت مریم کنواری کے بطن سے بن باپ پیدا ہوئے۔ پنگھوڑے سے ہی کلام فرمانے لگے۔ خدا کے راست باز بندے تھے۔ بنی اسرائیل کے لئے خدا تعالیٰ نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا تھا۔ رسولاً الٰی بنی اسرائیل۔ آپ نے اپنے بعد ایک آنے والے پیغمبر کی خوشخبری دی جن کا نام نامی اسم گرامی احمد ہوگا۔ یہود نے آپ کو مصلوب کرنا چاہا لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو بالکل باعزت طریقے سے یہود بے بہود سے بچا کر آسمان پر اٹھالیا۔ ان کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی بلکہ الٹا اللہ تعالیٰ نے ان کو شک و اختلاف و اشتباہ میں ڈال دیا۔ آئندہ زمانہ میں ان کا نزول ہوگا اور نازل ہو کر عیسائیوں کو مجرم ٹھہرائیں گے، صلیب کو توڑیں گے، خنزیر

کو قتل کریں گے۔ دین اسلام کو سب دینوں پر غالب کردیں گے، وہ گناہوں سے معصوم ہیں۔ آپ نے کبھی اپنی عبادت کا کسی کو حکم نہ دیا۔ ان کے متعلق جو باتیں میں نے انجیل وغیرہ کے حوالہ سے نقل کی ہیں وہ محض عیسائیوں کی کتابوں کی حقیقت دکھانے کے لئے کی ہیں، ورنہ مسلمان تو ان کو معصوم پیغمبر تسلیم کرتے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام کی حقیقی شان قرآن نے ہی بیان کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب عیسائی مسیح علیہ السلام کی شان بیان کرتے ہیں تو قرآن سے کرتے ہیں۔ چنانچہ ان کے رسالے "مسیح علیہ السلام کی شان از روئے قرآن" اور "اسلام میں مسیح علیہ السلام" وغیرہ اس بات کی واضح دلیل ہے۔

غرض انجیل برنباس میں جن عقائد کا ذکر ہے وہ بالکل حق ہیں۔ انجیل برنباس کا درجہ ہر طرح سے دیگر اناجیل سے بہت ہی بلند ہے۔ یہی انجیل اعتماد کے لائق اور تحریف سے محفوظ ہے۔ اناجیل اربعہ مروجہ میں خطرناک تحریف ہے اور تحریف ہوتی رہتی ہے۔ جیسا کہ گزر چکا عیسائیوں کا اس انجیل سے انکار قیامت کی نشانی ہے۔ چنانچہ کاتھولک بائیبل ٢ تسالو نیکیوں باب ٢ آیت ٣ کے حاشیہ پر لکھا ہے: "قیامت کا روز نہ آئے گا جب تک بے شمار مسیحی لوگ مسیح اور انجیل کا انکار نہ کریں گے۔"

(کاتھولک بائیبل ص ٣٧٤، عہد جدید مطبوعہ سوسائٹی آف سینٹ پال روما ١٩٥٨ء)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

محمد امین صفدر اوکاڑوی

٢٨ دسمبر ١٩٦١ء

